الشمس

جلد ۶ ۱۳۲۹ھ

افلت شموس الاولین وشمسنا × ابدا علی افق العلی لا تغرب

| نمبر ۱ | بابت ماہ محرم الحرام ۱۳۲۹ ہجری | جلد ۶ |
|---|---|---|


بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ الطاہرین

امابعد الحمد للہ کہ الشمس جلد ۶ ۱۳۲۹ھ کا پہلا نمبر آپکی خدمت مین حاضر ہو جسمین روایات شیعہ کی بحث شروع ہوئی۔

یہ وہ بحث ہی کہ آج چھہ برس سے ناظرین الشمس اسکے مشتاق تھے کیونکہ عام طور سے یہی کہا جاتا تھا کہ اگر آج تک روایات اہلسنت سے تحریف قرآن کا اثبات کیا جاتا تھا پھر روایات کتب فرقہ حقہ شیعہ سے اسکے خلاف کیونکر ملتی ہی۔ مگر انشاء اللہ اس پہلے ہی نمبر سے ظاہر ہو جائیگا۔ روایات شیعہ سے کسقدر تقدیس وتنزیہ قرآن مجید نمایان ہی جس سے ناظرین با انصاف اسکا قطعی فیصلہ کرینگے کہ قرآن پر ایمان صرف شیعون ہی کا ہی نہ غیرون کا۔

اس جلد سے ایک سلسلہ تقدیس القرآن عن تلبیس الشیطان کا بھی شروع کیا گیا ہی جسمین یہ ہو کہ مشہور اخبار مسافر کا جواب بھی مہذبانہ محققانہ اصول پر دیا جاتا ہی جس سے کوئی آریہ یا ہندو یہ نہین کہہ سکتا کہ جواب مین بے تہذیبی کیجاتی ہی اسکے ساتھہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے اخبار مسلمان کی بھی وہ عبارتین نقل ہوتی ہین جنمین ”مسافر“ کا جواب دیا گیا ہی پھر دونون مین محاکمہ بھی کیا جاتا ہی تاکہ دیگر مدعیان اسلام کو اسکا دستور العمل ملجائے کہ آریون کا جواب کیونکر دیا جاتا ہی۔ کیونکہ رسول اللہ کا طرز عمل بھی منافقون کے ساتھہ اور رہتا اور مخالفین اسلام کے ساتھہ اور تہا یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم لہذا جو غلظت منافقون کے لیے ہی وہ کفار کے ساتھہ نہین۔

ہر حصہ کے صفحات کا ہندسہ علحدہ قائم کیا گیا ہی تاکہ جو لوگ ان حصون کو علحدہ کرین اونکو دقت نہو اور خدا نے چاہا تو ہر حصہ اسکا آخر وقت میں ذوالفقار حیدری کا کام دیگا۔

الشمس کی اشاعت محض اس غرض سے ہے کہ شیعوں پر جو اعتقاد تحریف قرآن کا الزام دیا جاتا تھا اوسکا دفعیہ کیا جاوے اسلیئے نہ اسکی کثرت اشاعت سے بحث ہے نہ قلت سے کیونکہ جبتک اس بحث کا خاتمہ نہ ہوگا انشاء اللہ اسکی اشاعت مین فرق نہ آئیگا اگرچہ ایک ہی خریدار نہ ہو۔

الشمس کے قدردان و شائقین۔ ابتداے اشاعت سے بیدل ہو رہے ہین کہ کبھی اشاعت باقاعدہ نہین ہوتی۔ وعدے تو صدہا ہوے مگر ایفا ایک کا بھی نہ ہوا۔ لہذا بصد معذوری ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ الزام جتنے ہین وہ سب درست ہین اور ہمارے پاس کوئی جواب معقول نہین ہے۔

مگر ارباب فہم سمجھ سکتے ہین کہ نفس تحریر مطالب مین کتنی دقتین حائل ہین۔ کیونکہ قرآن مجید کا معاملہ ہے جسکی نسبت خداوند عالم فرماتا ہے لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ کہ اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ وہ خدا کے خوف سے دبا اور دہتا جاتا ہے پھر خود اپنے حبیب سے فرماتا ہے انا سنلقی علیک قولا ثقیلا کہ ہم تمپر ایک بھاری فرمان نازل کرینگے۔ تو یہ ضعیف انسان اگر اسمین حیران و پریشان ہو تو کیونکر تعجب ہو سکتا ہے خصوصاً جبکہ ہزارون آفات و آلام سے شب و روز مقابلہ ہو جنکا احصا بھی ممکن نہین۔

اصلاح جلد ۱۸ کے ۱۸ کے ذریعہ سے اعلان دیا گیا تھا کہ ۲ ربیع الثانی کو اکثر الشمس نمبر تیار ہو جائیگا۔ مگر اصلاح ۱۸ ابھی پوری طور پر شایع بھی نہوا تھا کہ طاعون جو تین ماہ سے یہان قیام پذیر ہے ۲۰ سے دفتر اصلاح مین اسطرح گھس آیا کہ ایک نہایت متدین خیرخواہ ملازم پریس کو جسکا نام حسین علی خان مرحوم لکھنو تھا اور آٹھ نو برس سے ملازم پریس تھے چن کر لے گیا۔ ایک دوسرے نوکر کو بھی اوس نے ہضم کیا جس سے نہ صرف پریس بند ہوا بلکہ جتنے ملازمین تھے سب کے پیر اوکھڑ گئے۔

اب آپ ہی فرمایئے ہم ایسی حالت مین کیا کر سکتے تھے خود اپنا اور اہل و عیال کا قیام غیر مستقل ہر طرف سے صدائے نالہ و زاری بلند۔ موتون کی شدت۔ پھر کیا کر سکتے ہین کیونکہ نہ یہ شہر ہے نہ کوئی کام مزدوری پر ہوتا ہے سب کام کے نوکر ہین ایک آدمی کے حرج سے ہر پیس کا پریس بند۔

مگر ہزار شکر کہ اسپر بھی اوائل ربیع الثانی مین آپکو مل رہا ہے اور اگر یہ حالت نہ ہوئی تو انشاء اللہ ماہ بماہ ایک نمبر ملتا جائیگا۔

اسی وجہ سے کسیکے نام ویلو نہین جاتا ہے اسکی فرمایش کرتے ہین کہ فوراً چندہ سالانہ عنایت ہو۔ مگر یہ عرض ضروری ہے کہ جن حضرات کو اس سال الشمس سے کنارہ کشی منظور ہو۔ وہ بجواب اسکی ٹکٹ بذریعہ تحریر مطلع

فرمائیں۔ [illegible] فرمائیں۔

# تقدیس القرآن

# عن تلبیس الشیطان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

امابعد برادران ایمانی کا اصرار ہے کہ آریون کا جواب دیا جاے جو آجکل قرآن مجید پر نہایت بے باکی سے حملہ کر رہے ہین مگر ہم اسوجہ سے متامل رہے کہ عقلا ہمیشہ اون اعتراضون کی طرف متوجہ ہوتے ہین جن سے کوئی شک وشبہ پڑ سکے۔ اعتراضات فرقہ آریہ بالکل اس صفت سے معرا ہین۔ کیونکہ انکے جتنے اعتراضات ہین وہ تین قسم کے ہین۔

قسم اول وہ ہین جو روایات اہلسنت سے پیدا ہوے اور ہونگے یہی زیادہ بھی ہین۔ انکا جواب دو طرح سے ہوسکتا ہے ایک بہ تسلیم روایت کہ تاویل کرکے اپنی بات اونچی کرین یہی روش آجتک علماے اہلسنت کی رہی جس سے اور بھی خرابی مین ترقی ہوئی۔ یہانتک کہ آخر اب اہلسنت ساکت ہوگئے کیونکہ تاویل کا ذخیرہ تمام ہوگیا۔ دوسرے اس اصول پر جواب دیا جاے کہ قرآن کے مقابلہ مین نہ عظمت صحابہ کا خیال کیا جاے نہ صحاح ستہ کا۔ بلکہ امر حق کا اظہار کیا جاے۔ اس سے اہلسنت کی ناراضی اور خفگی کا اندیشہ ہے۔

اسیوجہ سے آجتک ہم ساکت رہے کہ اہلسنت کی مخالفت ہمارے ساتھ خود نیادہ ہے جب اوسپر اور کیون اضافہ کرین۔ پھر یہ بھی دیکھا کہ یہ مدعیان اسلام کسی طرح ہو اونکا دفاع کر رہے ہین خواہ جائز طریقہ سے ہو یا ناجائز طریقہ لہذا اور بھی ہم ساکت رہے کیونکہ اہل سیف وقلم

رہی ہین۔ جس طرح جناب امیر شیخین کے حربون مین بعد اظہار حق ساکت رہے۔ حالانکہ آپ دیکھ رہے تھے کہ باغیان خلافت کس طرح زندہ جلائے جاتے ہین۔ گھرون مین آگ لگائی جاتی ہے پہاڑون سے اور سے ہتہ کو قتل مین گڑلے جاتے ہین۔ مگر چونکہ آپکو کسی طرح کا اختیار نہ تھا سب مخالفت پر طیار تھے کہ اگر ذرہ بھی آپنے مخالفت کی تو اسلام تباہ کر دیا جائیگا لہذا آپکو سکوت کرنا پڑا۔ اوسی طرح ہمکو بھی خوف تھا کہ اگر اس اصول سے کچھ مخالفت کرین۔ تو کہین ایسا نہو یہ وہابی مرزائی سب اشدہی ہو جائین۔ جس طرح اون مسلمانون نے جو خلافت کو چکر دیا کرتے تھے بعد قتل عثمان یہ فریاد بلند کی تھی ننشدک اللہ الا ترعی ما نزی الا تزی الاسلام الا ترعی الفتنۃ فقال قد ارجیتکو مک‍ا جلد ۵ طبری کہ ہم آپکو قسم دیتے ہین خدا کی کیا نہین دیکھتے اسلام کو کیا نہین دیکھتے فتنہ کو تو حضرت نے فرمایا ہمنے قبول کیا۔ اسی طرح جبکہ ہر طرف سے مسلمانون کی آواز نالہ و فریاد بلند ہوئی اور اہلحدیث اہلحق وغیرہ حامیان اسلام سب ساکت ہوے تو ہمنے بھی ذوالفقار حیدر کرار سے کام لینا شروع کیا وہو حسبی ونعم الوکیل۔

دوسری قسم اونکے اعتراضات کی وہ ہے جو تمامتر نصاری سے ماخوذ ہین۔ اونکا جواب ہماری طرف سے مکرر شایع ہو چکا۔ مگر پھر بھی وہ اونہین اعتراضون کا اعادہ کرتے جاتے ہین۔ تو اونکی جواب کی چندان ضرورت نہین۔

تیسری قسم یہ ہے کہ فلسفہ جدید کی روسے اعتراض کرتے ہین۔ جو زیادہ قابل التفات نہین ہین کیونکہ فلاسفہ کے اقوال خود اسقدر مختلف ہین کہ اون مین کسی طرح تطابق ممکن نہین

بہرحال ہم ایک محققانہ بحث ہر پہلو سے کرنا چاہتے ہین جسمین نہ تعصب کو دخل ہو نہ ضد اور ہٹ دہرمی کو بلکہ جس طرح سمجھایا جاتاہے وہ روش اختیار کرینگے تاکہ فریق ثانی کو بھی شکایت کا موقع نہ ملے۔

اگرچہ قرآن سے مخالفت مخالفین اسلام کی قدیم ہے جسکے ہزارون شواہد خود قرآن مین موجود ہین۔ مگر یہ مخالفین اون لوگون کی نہین جو کچھ نہ کچھ عربیت سے آشنا تھے پنڈت عیانند جی اسباب کے فدغ ہوئے کہ بغیر عربی پڑھے لکھے قرآن پر اعتراض کرین

آجکل اخبار مسافر آگرہ اسمین سرگرم ہے کیونکہ وہابیون اور قادیانیون کی سخت کلامیون سے وہ اسی طرح تنگ ہو رہا ہے کہ جسطرح بن سکے دل کا بخار نکالے۔
چونکہ مسافر کے پرچے ہمکو مسلسل نہ مل سکے اسلئے ہم بھی اس سلسلہ کو وہین سے شروع کرتے ہین جہان سے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے اخبار مسلمان مین شروع کیا اور ناتمام چھوڑ کر چلے گئے جس سے مسلمانون مین اور بھی بیدلی پھیلی ہے کیونکہ اگر کسی تحریر کا جواب نہ دیا جاے تو یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ وہ تحریر ناقابل التفات تھی۔ مگر جواب شروع کرنیکے بعد ناقص چھوڑنا ضرور دلیل عجز ہے۔
اخبار مسافر آگرہ مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۶ء راقم ہے۔ قرآن مجید پر تنقید ۔

"اندرونی شہادت ہم اس ہی سلسلہ مضامین کے کئی نمبرون مین زبردست بیرونی شہادتون سے ثابت کر چکے ہین کہ قرآن مین سخت تحریف وتنسیخ ورد وبدل ہوئی ہے اور موجودہ قرآن ادہورے سے بھی کم ہے آج ہم اس ہی مضمون کو شروع کرتے ہین اور شروع بھی قرآن کی اندرونی شہادت سے کرتے ہین۔
سنئے قرآن سورہ یونس مین آیت ہے کہ واذا تتلی علیہم ایتنا بینت قال الذین لایرجون لقاءنا ائت بقران غیر ھذا او بدلہ۔ ترجمہ جب تلاوت کی جاتی ہے انپر آیات بینات ہماری کی تو کہتے ہین وہ لوگ جو نہین امید کرتے ہماری ملاقات کی کہ لاؤ دوسرا قرآن غیر اس کے یا بدل دو اسکو۔ اب اس آیت مین مصنف قرآن کہتا ہے۔ کہ جب اہل عرب کو قرآنی آیات سنائی جاتی تھین تو وہ کہتے تھے کہ یا تو اس قرآن کے بجاے دوسرا قرآن لاکر ہمین سناؤ ورنہ اس مین رد وبدل کرو جسکا صاف مطلب یہ ہے کہ جب قرآن بنا اور عرب کے رہنے والون کو سنایا گیا تو انہون نے اس قرآن کو ہر پہلو سے ناقص سمجھکر محمد کو مشورہ دیا کہ یہ قرآن ٹھیک نہین ہے یا تو نیا قرآن اور بنا لاؤ یا اسی کو درست کرکے لاؤ۔ پس اس سے صاف ظاہر ہو کہ شروع دن ہی سے زیرک عربی دان قرآن کے نقائص کو محسوس کر رہے ہین ہر قرآن کو ہر پہلو سے ایک لاثانی الہامی کتاب بتلانا متعصب مسلمانون کی ہٹ ہے۔" (مسافر ۳۰۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۸)

* یہ تعصب -

اس تحریر کا جواب جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے مسلمان مورخہ ۲ دسمبر میں دیا ہے کافی ہے جو حسب ذیل ہے۔

اس اندرونی شہادت کو سنکر تو ہمارا بھی یہی چاہتا ہے کہ ہم مہاشہ جی کو ڈگری دیکر آیندہ کو کبھی اُسے مخاطب نہ بناویں لیکن خطرہ ہے کہ ہماری ڈگری اُس کے حق میں پٹھان کا ٹکا نہ بن جاوے۔

لطیفہ۔ مشہور ہے کہ ایک شوخ گستاخ لڑکا ہر ایک راہ چلتے کو چھیڑا کرتا تھا لوگ اس کی چھیڑ خوانی سے تنگ آگئے تھے اتفاقیہ اُس نے کسی شریف مرد دانا کو بھی چھیڑا تو اُس نے ایک ٹکا اُس کے ہاتھ دیا اور شاباش کہی۔ پھر تو وہ شوخ لڑکا بہت اُچھلا کو دلیر ہو گیا آخر اسی بنا پر اوسکو حوصلہ ہوا تو اُس نے کسی سرحدی پٹھان کو بھی اوسی طرح چھیڑا۔ پٹھان صاحب بھلا ایسی نامعقول حرکت کا ہے کو برداشت کرنے لگے تھے۔ اونہوں نے جھٹ سے چھرا نکال شوخ مزاج لڑکے کا کام تمام کر دیا۔

اس مثال سے ہمیں ڈر لگتا ہے کہ ہماری ڈگری دینے سے مہاشہ جی دلیر ہو کر کسی مناظرہ میں بھی ایسے اعتراضات جڑ دینگے تو بھری مجلس میں ذلیل ہونگے۔

کچھ شک نہیں کہ جو آیت تم نے نقل کی ہے اُس میں یہ ذکر ہے کہ کفار عرب جب قرآن کی آیات بینات سنتے تو کہتے تھے کہ یہ قرآن بدلکر دوسرا قرآن لا لیکن سوال یہ ہے کہ یہ اونکا قول کیوں تھا؟ کیا قرآن کی فصاحت و بلاغت اور نقائص کی وجہ سے کہتے تھے یا اوسکی تعلیم توحید اُنکے خلاف منشا تھی؟ پس یہ ہے ایک امر تنقیح طلب۔ اسکا جواب قرآن مجید سے جو ملیگا وہی صحیح ہوگا آپکے منہ تمکو اسی آیت سے بتلاؤں کہ کفار عرب کیوں قرآن کی تبدیلی چاہتے تھے یہی آیت جو تمنے نقل کی ہے ساری یوں ہے۔ ارشاد ہے۔

واذا تتلی علیہم ایاتنا بینٰت قال الذین لا یرجون لقاءنا ائت بقران غیر ھذا او بدلہ قل ما یکون لی ان ابدلہ من تلقاءِ نفسی ان اتبع الا ما یوحی الیَّ انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یومٍ عظیمٍ۝ قل لو شاء اللہ ما تلوتہ علیکم ولا ادراکم بہ فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون۝ فمن

× کیا یہی جواب ہے۔ الشمس

فمن اظلم ممن افتری علی اللّٰہ کذبا او کذب بایتہ انہ لا یفلح المجرمون ویعبدون من دون اللّٰہ ما لا یضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھولاء شفعاؤنا عند اللّٰہ قل اتنبؤن اللّٰہ بما لا یعلم فی السموات ولا فی الارض سبحنہ وتعالی عما یشرکون ۔ (پ ۱۱ ع ۲)

یعنی جب ہماری کھلی کھلی آیات ان (مشرکین) کو سنائی جاتی ہین تو بے ایمان لوگ کہتے ہین اس قرآن کے سوا اور کوئی کتاب لا۔ یا اسکو مناسب تبدیل کر دے۔ انسے ہی تو کہہ میری تو مجال نہین کہ مین اس کو اپنے اختیار سے بدل دون مین تو اسی حکم کی تابعداری کرتا ہون جو میری طرف وحی کیجاتی ہے۔ پروردگار کی بے فرمانی کرنے سے مجھے بھی بڑے دن کا عذاب کا ڈر ہے تو کہہ اگر خدا چاہتا تو مین سب کو یہ (قرآن) پڑھکر نہ سناتا اور نہی تم کو بتلاتا۔ دیکھو مین عرصہ دراز سے تم لوگون مین ہون کیا تم سمجھتے نہین ہو۔ کون بڑا ظالم ہے اُس شخص سے جو خدا پر بہتان باندھے یا اُس کی تکذیب کرے سنو ظالم لوگ کبھی نجات نہ پاوینگے۔ (اب اصل وجہ اختلاف اور نزاع کی بیان فرمائی جاتی ہے۔ غور سے سنو! ارشاد ہے کہ) اللہ کے سوا ایسی چیزون کی عبادت کرتے ہین جو نہ نقصان دین اور نہ نفع پہونچاوین۔ اور کہتے ہین کہ یہ لوگ خدا کے ہان ہمارے شفیع ہین تو کہہ کیا تم اللہ کو وہ باتین بتلاتے ہو جنکو آسمان و زمین مین وہ نہین جانتا وہ پاک اور بلند ہے اُس سے جو یہ لوگ شرک کرتے ہین ۔"

ان آیات کو اول سے آخر تک ملانے سے ہمارے سوال کا جواب کافی ملتا ہے کہ مشرکون کی شکایت اسی امر کے متعلق تھی جسکا ذکر اللہ تعالی نے اس مضمون کے اخیر مین کیا ہے یعنی یعبدون من دون اللّٰہ ان لفظون مین اشارہ نہین صراحت ہے کہ ان مشرکین کا یہ کہنا کہ قرآن کو بدلدے محض ایک بد عادت کیوجہ سے تھا جسکا نام شرک ہے۔

آہ افسوس کہ زمانہ کی نیرنگی ہے کہ آج وہی فرقہ جو توحید توحید پکارتا ہے اور اسی توحید کے جوش مین ویدون جیسی کتاب دیوتا اور عناصر پرست سے توحید نکالنے کا

سنی بلکہ مدعی ہو وہی قرآن کی توحید کے مقابل عرب کے مشرکون کا ہم آہنگ ہوتا ہوا نظر آتا ہے اور قرآن مین تبدیلی کا خواہشمند ہے۔ اسی کو کہتے ہین ؎

ہم ہی قائل تری نیرنگی کے ہین یاد رہے   او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

بہر حال قرآن مجید کے دیکھنے مطلع بالکل صاف نظر آتا ہے کہ مشرکین عرب کو قرآن شریف کی تعلیم توحید سے رنج تھا اور اسی وجہ سے وہ تبدیلی چاہتے تھے یہی ان کے نزدیک قرآن مجید مین نقص تھا۔

آیئے مین تمکو ایک شہادت اور سناؤن سورہ ص مین ذکر ہے اجعل الالہۃ الہاً واحداً ان ہذا لشیء عجاب (یعنی مشرک کہتے ہین کیا اس نبی نے سب معبودون کو چھوڑ کر ایک ہی معبود لے لیا ہے؟ کچھ شک نہین کہ یہ بات بہت ہی تعجب انگیز ہے۔

یہ آیت بھی مشرکین عرب کی ناراضگی کی وجہ اور قرآن مین تبدیل کرنیکی درخواست کی بنا واضح تر الفاظ مین بتلا رہی ہے جسکا مطلب اردو کے الفاظ مین یہ سمجھو کہ ؎

مجھ مین اک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہون مین   انمین دو وصف ہین بدخو بھی ہین ہرجائی بھی

الشمس جسقدر اس تحریر مین سخت کلامی کی گئی ہے اگر وہ حصہ نکال دیا جائے تو جواب صاف ہے مگر در اصل اتنی تفصیل کی ضرورت بھی نہ تھی کہ پانچ چھ آیتین قرآن کی لکھی جائین کیونکہ اصل آیۃ واذا تتلی علیہم آیاتنا بینات قال الذین لا یرجون لقاءنا ائت بقرآن غیر ہذا او بدلہ جواب کے لئے کافی ہے کیونکہ یہ مقولہ انہین کفار کا ہے جنکو خدا سے ملاقات کی امید نہ تھی قیامت کے منکر تھے پھر کیونکر ممکن تھا کہ وہ اس قرآن کو پسند کرتے۔ کیا آپنے کسی باغی کو دیکھا ہے جو اوس بادشاہ کے قانون کو پسند کرتا ہو جس سے اوس نے بغاوت کی ہے۔

آپکا فرض تھا کہ اپنے اس دعوی کو عرب کے نرکش (جنہ متعصب عالمونکو سنایا گیا) قرآن سے ثابت کرتے کیونکہ قرآن تو اونکو حد درجہ کا متعصب کہہ رہا ہے کہ وہ ایسے متعصب تھے کہ خدا کی ملاقات کی اونکو امید ہی نہ تھی۔ بقول مخالف سے اگر کوئی مدعا ثابت ہو سکتا ہے تو آپ اونکا غیر متعصب ہونا ثابت کر سکتے ہین جو محال ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی والسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اما بعد یہ حصہ ثانیہ ہدایۃ السارق کا جسمین اُن روایتوں کا تحقیقی جواب دیا جاتا ہے جو شیعونکی بد روایتین ہین اور ڈیپٹی النجم نے نصیحۃ الشیعہ سے سرقہ کرکے تحریف قرآن کو ثابت کرنا چاہا ہے۔

قال المخاطب الفہام ان شیعون کا عقیدہ قرآن عظیم کے متعلق سنیے اور دیکھیے کہ وہ قرآن عظیم کی بابت کیسی کیسی گوہر افشانی فرماتے ہین۔ یہ قرآن جو آجکل رائج ہے اور بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر زمانے مین اور ہر ملک مین یہی قرآن مسلمانون مین رائج رہا اور اسی پر اُنکا عمل اور اُنکے دین و ایمان کا دارومدار رہا۔ نمازون مین اسیکی تلاوت ہوتی۔ اسکی نسبت شیعونکا یہ خیال ہے کہ اسمین سخت تحریف و تبدیل ہوگئی ہے منافقون اور بددینون نے اسمین بہت کچھ کمی زیادتی کردی ہے بہت سی باتین اپنی طرف سے ایسی بڑہادی ہین جو اسلام کی تخریب اور کفر و الحاد کی تائید کرتی ہین۔ جو عبارتین انہون نے بڑہادی ہین وہ فصاحت و بلاغت کی حیثیت سے بھی قابل نفرت ہین اور انکی وجہ سے قرآن کی فصاحت و بلاغت مین بھی ایک سخت داغ آگیا بہت سی باتین نبیون کی اور خاصکر حضرت سرور انبیا صلعم کی توہین اور تذلیل کی اُنہون نے قرآن مین داخل کردین جن جن آیتون مین اہلبیت کے فضائل اور انکی امامت کا صحیح ذکر تھا اُن سبکو قرآن سے نکال ڈالا اسیطرح ایک تہائی قرآن سے زیادہ اُنہون نے نکال ڈالا اس نکل جانیکی وجہ علاوہ اسکے کہ امر حق چھپ گیا مسئلہ امامت جو ثبوت کیطرح ارکان دین مین سے ایک بڑا رکن تھا قرآن مین نہ رہا اور اہل عقل پر مخفی ہوگیا بہت سی آیتین بے ربط ہوگئین اُنکے معانی مین خلل آگیا جس سے مخالفین کو بہت کچھ موقع قرآن پر اعتراض کرنیکا ملگیا اُن منافقون اور بددینون نے جنہون نے قرآن کو جمع کیا اپنی اغراض و مقاصد کے موافق الفاظ کو بدل بھی دیا اصل قرآن کا کچھ لفظ تھا انہون نے کچھ لکھ دیا کچھ اور لفظ لکھدیا جس سے مقصود خداوندی مین بہت فرق آگیا۔ غرض یہ قرآن کسی طرح قابل اعتماد و اطمینان نہین ہے اور بجائے اسکے کہ اس سے اسلام کی اور ایمان کی تائید ہوتی یہ سرے سے اسلام کی بنیاد ہی اکھاڑے

دیتا ہے سراسر کفر و ضلالت کی اس سے تائید ہوتی ہے گویا یون کہنا چاہیے کہ چند یہودیون اور منافقون نے جو در اصل
اسلام کے سخت دشمن تھے اپنے اغراض و مقاصد کو قرآن کے نام سے مشہور کر کے رائج کر دیا اور اصلی قرآن کو مخفی
کر دیا شیعون کا یہ عقیدہ انکی صحیح ترین کتابون مین صحیح ترین روایتون سے بطرق کثیرہ ائمہ اہلبیت علیہم السلام
سے منقول ہے نمونہ کی طور پر چند روایتین نقل کی جاتی ہین۔

اقول مخاطب نے یہان دعوی کیا ہے کہ یہ عقائد شیعہ ہین لہذا پہلا فرض اونکا یہ ہے کہ کتب عقائد سے اسکو ثابت کرنا چاہیے کیونکہ
یہ عقائد شیعہ نہین کیونکہ اڈیٹر صاحب خود بتصریح تمام لکھ چکے ہین کہ عقیدہ اور چیز ہے روایت اور چیز اگر روایت سے
کوئی امر ثابت ہو تو اوسکو عقیدہ نہین کہہ سکتے چنانچہ مناظرہ شیعہ و سنی لکھنو مین فرماتے ہین صفحہ ۲
تتمہ اخیر مین ہم ایک نہایت ضروری بات کی طرف لائق جج (پنڈت جگت پرشاد ہندو) کو متوجہ کرتا ہون اور وہ یہ ہے
کہ اسوقت بحث عقیدہ کی ہو رہی ہے نہ روایت سے روایت اور چیز ہے اور عقیدہ اور چیز بہت سی روایتین اعلی پایہ کی
صحت پر ہوتی ہین مگر عقیدہ انکے موافق نہین ہوتا جسکے وجوہ اصول حدیث کی کتابون مین لکھے ہوئے ہین۔ اس بات
کو حضرات شیعہ کے علما بھی مانتے ہین اور وہ بھی فرماتے ہین کہ کچھ ضرور نہین ہے کہ جو حدیث صحیح کے موافق عقیدہ بھی رکھا جا
بلکہ انہون نے تو یہانتک کہدیا کہ اصول کافی کی حدیثون مین بھی جو شیعہ مذہب مین بڑے پایہ کی کتاب ہے یہ بات موجود ہے
چنانچہ حضرات شیعہ کے امام عالی مقام جناب مولانا السید حامد حسین صاحب جو استقصاء الافحام جلد اول صفحہ [illegible] مطبوعہ مجمع البحرین لدھیانہ مین فرماتے ہین ہر حدیث صحیح جائز العمل ہم نیست چہ جائیکہ واجب العمل باشد نیز اسی صفحہ مین فرماتے ہین ضرور نیست کہ ہر روایت ثقۃ الاسلام و شیخ صدوق رضوان اللہ علیہما واجب الاذعان واجب القبول باشد نیز کتاب مذکور جلد
دوم کے صفحہ [illegible] مین فرماتے ہین کہ کسی کتاب کے معتبر ہونے سے یہ ضروری نہین کہ اس کتاب کی سب باتین معتبر ہون الفاظ انکے
یہ ہین۔ تکملہ احتمال دوم این عبارت مبنی بر آنست کہ اعتبار و اعتماد کتاب بے دلالت وارد بر آن کہ جمیع احادیث قابل
احتجاج و استدلال است و منافی از قبول احتجاج و استدلال بروایتے از روایات دلالت بر عدم اعتبار و اعتماد آن میکند
ان عبارتون سے ظاہر ہے کہ عقیدہ مین اور روایت مین بڑا فرق ہے روایت اگرچہ کیسی ہی اعلی درجہ مین ہو
مگر ضرور نہین ہے کہ اسکے موافق عقیدہ بھی ہو انتہی ملخصاً

پس جب اڈیٹر صاحب ایک مسلمہ اصول کیطرح مانتے ہین کہ روایت اور چیز ہے عقیدہ اور چیز ہے تو شیعون کی طرف اسکی نسبت
فرمانا کہ یہ عقیدہ شیعہ ہے کیونکہ اگر روایت کوئی ہو بھی تو اوسکو عقیدہ تو نہین کہا جا سکتا کہ یہی عقیدہ ہے خصوصاً جبکہ
اڈیٹر صاحب نے اسکو فریقین کا متفق علیہ قاعدہ بتایا۔ حالانکہ جناب حجۃ الاسلام مولانا السید حامد حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ
کے کلام سے جو استدلال کیا ہے وہ بالکل غلط اور مہمل ہے ملاحظہ ہو اصلاح صفحہ ۱۴ نمبر ۱ جلد ۱۳
مگر یہ مسلم ہے کہ ہر روایت کے مطابق اعتقاد نہین ہوتا۔ کیونکہ روایت مین صحیح و ضعیف سب داخل ہین لہذا کل روایات
کے مطابق اعتقاد ہونا محال ہے۔

اڈیٹر صاحب کی غرض تو یہ ہے کہ اعتقاد اور چیز ہو۔ روایت اور چیز مگر شیعون کا بلکہ اہلسنت کا بھی یہ عقیدہ نہین ہے کہ عقیدہ روایت کے خلاف ہوتا ہے۔ بلکہ عقیدہ مطابق روایت صحیح متواتر متفق علیہ ہوتا ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین۔ ثم العقائد یجب ان یوخذ من الشرع الذی ھو الاصل وان کانت مما یستقل فیہ العقل والا فعلو اثبات الصانع وعلمہ وقدرتہ لا یتوقف من حیث ذاتھا علی الکتاب والسنة ولکنھا یتوقف علیھما من حیث الاعتداد بھا لان ھذہ المباحث اذا لم یعتبر مطابقتھا الکتاب و السنة کانت بمنزلة العلم الالھی للفلاسفة فی لا عبرة بھا علی ماذکرہ المحققون ۔۔

یعنی عقائد کو چاہیئے کہ لیا جائے اصل شرع سے اگرچہ عقل اسمین مستقل ہے ورنہ علم اثبات صانع و علم و قدرت من حیث الذات کتاب و سنت پر نہین موقوف ہے۔ مگر من حیث الاعتداد موقوف ہے کیونکہ اگر مطابقت کتاب و سنت کا نہ اعتبار کیا جائے تو وہ بمنزلہ علم الٰہی کے ہوگا فلاسفہ کیلئے تو پھر اوسکا کوئی اعتبار نہین جیسا کہ محققون نے ذکر کیا ہے۔ پھر نہ معلوم اڈیٹر صاحب نے یہ کہان سے ایجاد کیا کہ عقیدہ اور چیز ہے روایت اور چیز کیونکہ جو عقیدہ مطابق قرآن نہ ہو وہ عقیدہ کفر ہوگا یا عقیدہ اسلام۔

اڈیٹر صاحب نے جو نکتہ فرمایا تھا اب شیعون کا عقیدہ قرآن کے متعلق سنئے اس لئے اسقدر عرض کیا گیا کہ اگر مطابق آپکی تحریر کے کوئی روایت بھی شیعون کے یہان ہو تو وہ عقیدہ نہین کہا جائیگا بلکہ روایت کہلائے گی۔ لہذا عقیدہ ثابت کرنا چاہیے

بخلاف عقاید اہلسنت کہ جو حدیث اونکی صحاح ستہ کی ہوگی یا خاص صحیحین کی تو اوسپر اونکو عقیدہ رکھنا بھی لازم ہے کیونکہ کل روایتین صحیحین کی اون کے یہان صحیح ہے بخلاف روایات کتب شیعہ کہ کوئی عالم علمائے شیعہ سے کسی کتاب کو مثل صحیحین صحیح نہین مانتا کہ ہر روایت اس مین ہے وہ صحیح ہے۔ بلکہ کل کتب جامع احادیث ہین کہ احادیث صحیحہ و غیر صحیحہ سب اوس مین داخل ہین۔

بہرحال چونکہ یہان بحث عقاید کی ہے نہ روایت کی لہذا اڈیٹر صاحب پر لازم ہے کہ وہ عقاید شیعہ دکھائین کہ اس بارہ مین اونکا عقیدہ کیا ہے۔

**عقاید شیعہ متعلق تحریف قرآن**۔ یہ بھی خدا کی قدرت ہے کہ خود اڈیٹر صاحب نے ہمارے عقاید کو بھی لکھدیا ہے چنانچہ اسی بحث مین آئندہ چلکر لکھتے ہین۔

"اب ایک اور دلیل منکرین تحریف کی سنیے جو شیخ مفید اور محقق طوسی سے صاحب تفسیر صافی نے نقل کی ہے عبارت اونکی یہ ہے۔

قال شیخنا الصدوق رئیس المحدثین محمد بن علی بن بابویہ القمی طیب اللہ ثراہ فی اعتقاداتہ اعتقادنا ان القرآن الذی انزل اللہ علی نبیہ صلی اللہ علیہ والہ ہو ما بین الدفتین وما فی ایدی الناس لیس باکثر من ذلک قال و من نسب الینا انا نقول انہ اکثر من ذلک کاذب وقال شیخ الطائفۃ محمد بن الحسن الطوسی رہ فی تبیانہ واما الکلام فی زیادتہ ونقصانہ فمما لا یلیق بہ لان الزیادۃ فیہ مجمع علی بطلانہ والنقصان منہ فالظاہر ایضاً من مذہب المسلمین خلافہ و ہو الالیق بالصحیح من مذہبنا وہو الذی نصرہ المرتضی رہ وہو الظاہر فی الروایات غیر انہ رویت روایات کثیرۃ من جہۃ الخاصۃ والعامۃ بنقصان کثیر من ای من القرآن ونقل شیئ منہ من موضع الی موضع طریقہا الاحاد التی لا یوجب علما فالاولی الاعراض عنہا و ترک التشاغل بہا لانہ یمکن تاویلہا و لو صحت لما کان ذلک طعنا علی ما ہو موجود بین الدفتین فان ذلک معلوم صحتہ لا یعترضہ احد من الامۃ ولا یدفعہ

کہا ہے شیخ صدوق رئیس المحدثین محمد بن علی بن بابویہ قمی نے اللہ اون کی خاک کو پاکیزہ کرے اپنے (کتاب) اعتقادات مین فرمایا ہے کہ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ جو قرآن اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ پر نازل فرمایا تہا وہ یہی ہے جو دو دفتیون کے درمیان میں ہے اور لوگون کے پاس ہے وہ اُس سے زیادہ نہ تہا شیخ صدوق نے یہی فرمایا ہے کہ جو شخص ہماری طرف اس بات کی نسبت کرے کہ ہم قرآن کو اس سے زیادہ کہتے ہین وہ جہوٹا ہے - اور شیخ الطائفہ محمد بن حسن طوسی رحمۃ اللہ نے اپنی تبیان مین فرمایا ہے کہ زیادتی کی بحث اس مقام مین زیبا نہین کیونکہ قرآن مین زیادتی کے بطلان پر اجماع ہے - رہی قرآن مین کمی تو وہ مسلمانون کے مذہب سے اسکے خلاف ظاہر ہوتا ہے اور وہی ہمارے مذہب مین بہی صحیح ہونے کیلئے زیادہ سزاوار ہے اور اسی کی تائید مرتضی رہ نے کی ہے اور یہی روایات مین ظاہر ہوتا ہے الا یہ کہ بہت سی روایتین شیعہ سنی کے یہان قرآن کی بہت سی آیتین کے کم ہوجانیکی اور اسکے کچھ حصے کی ایک مقام سے دوسرے مقام پر چلے جانیکی مروی ہوئی ہین مگر انکی سندیں

(۲) وثانیا منتا ضی بالحث علی قراءته والتمسک بما فیه وردّ ما یرد من اختلاف الاخبار فی الفروع الیه وعرضها علیه فما وافقه عمل علیه وما خالفه یجتنب ولو یلتفت الیه وقد ورد عن النبی صلی الله علیه وآله روایة لا ید فعها احد انه قال انی مخلف فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بهما لن تضلوا کتاب الله وعترتی اهلبیتی وانهما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض وهذا یدل علی انه موجود فی کل عصر لانه لا یجوز ان یامرنا علی التمسک به کما ان اهل البیت ومن یجب اتباع قوله حاصل فی کل وقت وا ذا کان الموجود بیننا مجمعا علی صحته فینبغی ان نتشاغل بتفسیره و بیان معانیه وترک ما سواه۔

احادیث سے یقین نہیں حاصل ہوتا۔ نہیں کرتا اور اُس میں مشغول ہونا بہتر ہے کیونکہ اُنکی تاویل ممکن ہے اور اگر وہ روایتیں صحیح ہیں تب بھی قرآن موجود پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ قرآن موجود کا صحیح ہونا یقینی ہے کوئی شخص امت سے اُس پر اعتراض نہیں کرتا نہ اسکا انکار کرتا ہے اور ہماری روایتیں قرآن کے پڑھنے اور اوس سے تمسک کرنے پر اور مختلف فروعی حدیثوں کے اوس سے ملانے پر اور جو روایتیں قرآن کے موافق ہیں اُنپر عمل کرنے اور جو اُسکے مخالف ہوں اُن سے پرہیز کرنے پر متفق ہیں۔ اور ایک روایت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے جسکا کوئی انکار نہیں کرتا کہ آپنے فرمایا میں تم میں دو بھاری چیزیں اپنے بعد چھوڑ جاؤنگا جب تک تم اُن دونوں سے تمسک کرتے رہوگے گمراہ نہوگے ایک خدا کی کتاب دوسرے میری عترت یعنی میرے اہلبیت اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہونگے یہانتک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچ جائیں۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قرآن ہر زمانے میں موجود ہے کیونکہ یہ جائز نہیں ہے کہ حضرت ہمیں ایسی بات سے تمسک کرنیکا حکم دیں جسکے تمسک پر ہم قادر نہیں ہیں جس طرح کہ اہل بیت اور وہ لوگ جنکے قول کی پیروی واجب ہے ہر وقت میں موجود ہیں۔ اور جبکہ قرآن موجود کی صحت پر سب کا اتفاق ہوگیا تو اسکی تفسیر میں اور معانی کے بیان کرنے میں مشغول ہونا چاہیے اور اس کے ماسوا کو ترک کرنا چاہیے۔

اس تحریر نے آپکو بتادیا کہ ہمارا اعتقاد قرآن کے متعلق کیا ہے کیونکہ اعتقادیہ شیخ صدوق رضی اللہ عنہ کی یہ عبارت ہے جسمین کسی کو شک بھی نہین ہوسکتا کہ یہی عقیدہ شیعہ ہے باقی رہا اسکے متعلق جو اڈیٹر صاحب نے گوہر فشانی کی ہے اوسکی تحقیقات آیندہ مذکور ہوگی کیونکہ یہان تو صرف اسیقدر ظاہر کرنا منظور تھا کہ جس عقیدہ کی نسبت اونھون نے شیعون کی طرف کی ہے خود اڈیٹر کی عبارت منقولہ سے غلط ہے۔

یہان یہ سنکر آپکو اور تعجب ہوگا کہ کتب عقائد اہلسنت جسقدر میری نظر سے گذری ہین وہ سب اس عقیدہ سے خالی ہین کہ قرآن کی نسبت کیا عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ اسمین تحریف ہوئی یا نہین چنانچہ الشمس ۲۵ جلد ۲ صفحہ ۹۲ مین چند عبارتین بھی لکھدی گئین کہ کسی نے اسکو عقیدہ اپنا نہین قرار دیا جسکا اقرار بھی اڈیٹر صاحب فرماتے ہین "اڈیٹر صاحب الشمس دو تین مرتبہ لکھ چکے ہین کہ اہل سنۃ کی کتب عقائد مین یہ کہین نہین لکھا کہ قرآن مجید کو تحریف سے پاک سمجھنا بھی ضروریات اسلام سے ہے۔ ملاحظہ ہو الشمس ۳۱۲ صفحہ ۹ جلد ۲۔ تو اب اچھی طرح آپکو معلوم ہوا کہ شیعون کا عقیدہ دربارہ قرآن کیسا ہے کہ اعتقاد عدم تحریف قرآن کو داخل عقائد سمجھا ہے اور اہلسنت نے اسکے متعلق آجتک کوئی عقیدہ نہین۔ پھر اڈیٹر صاحب کا تحریف قرآن کو داخل عقائد شیعہ کہنا کس درجہ کی جرأت ہے کذب و افترا ہے اعاذنا اللہ منہ۔

اڈیٹر صاحب نے صرف یہی عبارت اعتقادیہ کی نقل نہین کی ہے بلکہ اپنی تکذیب کا اور بھی مواد جمع کیا ہے چنانچہ فرماتے ہین "سب سے پہلے مین مجمع البیان کی عبارت نقل کرتا ہون کتاب مذکور کے فن خامس مین ہے۔

ومن ذلك الكلام في زيادة القرآن ونقصانه فانه لا يليق بالتفسير فاما الزيادة فمجمع على بطلانه واما النقصان فقد روى فيه جماعة من اصحابنا وقوم من حشوية العامة ان في القرآن تغييراً ونقصاناً والصحيح من

اور منجملہ اسکے قرآن مین زیادتی اور کمی کی بحث ہے سو وہ تفسیر (کی کتابون) مین ذکر کرنے کے قابل نہین ہے۔ کیونکہ قرآن مین زیادتی نہونے پر تو سب کا اتفاق ہے رہگئی کمی تو اسکے متعلق ہمارے اصحاب نے اور کچھ لوگون نے حشویہ عامہ سے یہ روایت کی ہے کہ قرآن مین

مذهب أصحابنا خلافه وهو الذي
نصره المرتضى رحمه الله واستوفى
الكلام فيه غاية الاستيفاء في
جواب المسائل الطرابلسيات
وذكر في موضع ان العلم بصحة نقل
القرآن كالعلم بالبلدان والحوادث
الكبار والوقائع العظام والكتب
المشهورة واشعار العرب المسطورة
فان العناية اشتدت والدواعي
توفرت على نقله وحراسته وبلغت
حداً لم يبلغه فيما ذكرناه لان القرآن
معجزة النبوة وماخذ العلوم الشرعية
والاحكام الدينية وعلماء المسلمين
قد بلغوا في حفظه وحمايته الغاية
حتى عرفوا كل شيء اختلف فيه
من اعرابه وقرأته وحروفه فكيف
يجوز ان يكون مغيرا ومنقوصا
مع العناية الصادقة والضبط
الشديد وقال ايضا قدس الله
سره ان العلم بتفصيل القرآن
وابعاضه في صحة نقله كالعلم بجملته
وجرى ذلك مجرى ما علم ضرورة
من الكتب المصنفة ككتاب

کچھ تغییر و تبدل اور کچھ نقصان ہو گیا ہے مگر
ہمارے اصحاب کا صحیح مذہب اسکے خلاف
ہے اور (شریف) مرتضی رحمہ اللہ نے بھی اسی
کی تائید کی ہے اور انہوں نے مسائل طرابلسیہ
کے جواب میں اسکے متعلق پوری بحث کی ہے
اور انہوں نے کسی مقام پر ذکر کیا ہے کہ قرآن
کی نقل کے صحیح ہونے کا علم مثل شہروں کے
وجود کے علم اور بڑے بڑے حادثوں اور
بڑے بڑے واقعات کے علم اور مشہور کتابوں
اور عرب کے لکھے ہوئے اشعار کے علم کے قطعی
ہے کیونکہ قرآن کے نقل کرنے اور اسکی حفاظت
کی طرف توجہ بہت تھی اور ضرورتیں زیادہ
تھیں اور یہ توجہ اور ضرورتیں اس حد کو
پہونچ گئی تھیں کہ اُن چیزوں میں جنکا ذکر
ہم نے کیا ہے توجہ اور ضرورتیں نہ تھیں کیونکہ
قرآن نبوت کا معجزہ اور تمام علوم شرعیہ اور
احکام دینیہ کا ماخذ ہے اور علماء اسلام نے
قرآن کی حفاظت و حمایت میں انتہا درجہ
کی کوشش کی ہے یہانتک کہ قرآن کے جس
جس مقام میں اعراب اور قرات اور حروف
کا اختلاف ہے اسکو بھی وہ جانتے ہیں پس کیونکر
جائز ہو کہ قرآن میں تغییر یا نقصان آجائے
باوجود ایسی سچی توجہ اور ایسی سخت حفاظت

سیبویه او المزنی فان اهل العنایة بهذا الشان یعلمون من تفصیلها ما یعلمون من جملتها حتی لو ان مدخلا ادخل فی کتاب سیبویه بابا فی النحو لیس من الکتاب لعرف ومیز وعلم انه ملحق و لیس من اصل الکتاب وکذلک القول فی کتاب المزنی ومعلوم ان العنایة بنقل القرآن وضبطه اصدق من العنایة بضبط کتاب سیبویه ودواوین الشعراء وذکر ایضا رضی الله عنه ان القرآن کان علی عهد رسول الله صلی الله علیه وآله مجموعا مولفا علی ما هو علیه الان فاستدل علی ذلک بان القرآن کان یدرس ویحفظ جمیعه فی ذلک الزمان حتی عین علی جماعة من الصحابة فی حفظهم له وانه کان یعرض علی النبی صلی الله علیه وآله و یتلی علیه وان من الصحابة مثل عبد الله بن مسعود وابی بن کعب وغیرهما ختموا القرآن علی

گئے اور نیز شریف مرتضی قدس اللہ روحہ نے فرمایا ہے کہ قرآن کی ہر ہر آیت اور اسکے تمام ٹکڑون کے صحیح النقل ہونے کا علم بھی اسی طرح قطعی ہے جسطرح اسکے مجموعہ کے صحیح النقل ہونیکا علم اور یہ علم یقیناً اس درجہ پر ہے جس درجہ تمام کتب مصنفہ کا علم ہے جیسے سیبویہ اور مزنی کی کتاب کیونکہ اس فن (یعنی نحو) کے لوگ اسکے ہر جملہ کو اسی طرح جانتے ہین جسطرح اسکے مجموعے کو جانتے ہین یہانتک کہ اگر کوئی شخص سیبویہ کی کتاب مین کوئی باب نحو کا بڑھا دے جو اسکی اصل کتاب مین نہو تو وہ فوراً پہچان لیا جائیگا۔ اور جدا معلوم ہوگا اور سمجھ لیا جائیگا کہ یہ بڑھایا ہوا ہے اصل کتاب مین نہین ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ قرآن کی نقل اور اُسکے حفظ کی طرف سیبویہ کی کتاب اور شعرا کے دیوانون سے کہین زیادہ توجہ تھی۔ اور شریف مرتضی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ قرآن رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے زمانے مین بھی جمع کیا ہوا اور مرتب تھا جیسا کہ اب ہے اور انہون نے اسپر یہ دلیل پیش کی ہے کہ اُسی زمانے مین قرآن پڑھایا جاتا تھا اور حفظ کیا جاتا تھا یہانتک کہ صحابہ کی ایک جماعت حفظ قرآن مین نامزد کی گئی ہے اور قرآن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کو

على النبي صلى الله عليه وآله عدة ختمات وكل ذلك يدل بأدنى تأمل على انه كان مجموعا مرتبا غير مبتور ولا مبثوث وذكر ان من خالف في ذلك من الامامية والحشوية لا يعتد بخلافهم فان الخلاف في ذلك مضاف الى قوم من اصحاب الحديث نقلوا اخبارا ضعيفة ظنوا صحتها لا يرجع بمثلها عن المعلوم المقطوع على صحته انتهى ۔

سنایا جاتا تھا اور آپکے سامنے پڑھا جاتا تھا اور صحابہ نے مثل عبد اللہ بن مسعود اور ابی بن کعب وغیرہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کے سامنے کئی ختم قرآن کے کئے تھے۔ یہ سب باتیں ایک ذرا غور سے اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قرآن جمع کیا ہوا اور مرتب تھا پراگندہ اور منتشر نہ تھا اور شریف مرتضیٰ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اس مسئلے میں جن لوگوں نے خلاف کیا ہے خواہ وہ امامیہ ہوں یا حشویہ انکے خلاف کا اعتبار نہیں کیونکہ اسمیں خلاف محدثین کی ایک جماعت کیطرف منسوب ہے انہوں نے ضعیف حدیثیں نقل کی ہیں اور انکو صحیح سمجھ لیا حالانکہ جو چیز یقینی ہو اور اسکا صحیح ہونا قطعی ہو اس سے ایسی حدیثوں کی بنا پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا ہے

اسکے بعد تفسیر صافی سے نقل کرتے ہیں

ويختلج بالبال في دفع هذا الاشكال والعلم عند الله ان يقال ان صحت هذه الاخبار فلعل التغيير انما وقع فيما لا يخل بالمقصود كثير اخلال كحذف اسم علي وآل محمد عليهم السلام وحذف اسماء المنافقين عليهم لعائن الله فان الانتفاع بالباقي باق مع ان الاوصياء عليهم السلام كانوا يتداركون ما فات منه من هذا القبيل ويدل على

میرے دل میں اس اعتراض کا جواب یہ آتا ہے والعلم عند اللہ کہ کہا جائے کہ یہ حدیثیں صحیح ہیں تو امید ہے کہ تحریف صرف انہیں باتوں میں ہوئی ہو جو مقصود میں زیادہ خلل انداز نہیں ہیں مثل حذف ہو جانے اسم علیؑ وآل محمد علیہم السلام کے اور حذف ہو جانے اسمائے منافقین علیہم اللعنۃ کے کیونکہ جس قدر قرآن باقی ہے اس سے نفع باقی ہے اور پھر اوصیاء (ائمہ) علیہم السلام ان باتوں کا تدارک فرمایا کرتے تھے جو قرآن سے اس قبیل کی فوت ہو گئی ہیں۔ اور اسی پر دلالت

قوله عليه السلام في حديث طلحة
إن أخذتم بما فيه نجوتم من النار
ودخلتم الجنة فإن فيه حجتنا وبيان
حقنا وفرض طاعتنا أقول يحتمل أن
يكون بعض المحذوفات كان من قبيل
التفسير والبيان ولم يكن من أجزاء
القرآن فيكون التبديل من حيث
المعنى أي حرفوه وغيروه في
تفسيره وتأويله أعني حملوه على خلاف
ما هو به فمعنى قولهم عليهم السلام
كذا أنزلت أن المراد به ذلك لا أنها
نزلت مع هذه الزيادة في لفظها
فحذف منها ذلك اللفظ ومما يدل
على هذا ما رواه في الكافي بإسناده
عن أبي جعفر عليه السلام أنه كتب
في رسالته إلى سعد الخير وكان
من نبذهم الكتاب أن أقاموا
حروفه وحرفوا حدوده فهم
يروونه ولا يرعونه والجهال يعجبهم
حفظهم للرواية والعلماء يحزنهم
تركهم للرعاية الحديث وما
... أن عليا عليه السلام كتب
في مصحفه الناسخ والمنسوخ فمعلوم

کرتا ہے جناب امیر علیہ السلام کا ارشاد حدیث
طلحہ میں کہ اگر تم ان باتوں پر عمل کرو گے جو اس
میں ہیں تو دوزخ سے نجات پاؤ گے اور جنت
میں داخل ہو گے کیونکہ اس میں ہماری حجت
ہے اور ہمارے حق کا اور ہماری اطاعت
کی فرضیت کا بیان ہے۔ اور یہ بھی بعید نہیں کہ
کہا جائے کہ بعض وہ چیزیں جو قرآن سے نکال
ڈالی گئیں تفسیر اور بیان کے قسم سے تھیں قرآن
کا جزو نہ تھیں پس تحریف باعتبار معنی کے ہوئی
یعنی انھوں نے قرآن کی تحریف و تغییر باعتبار
اسکی تفسیر اور مطلب کے کردی یعنی انھوں نے
قرآن کے وہ معنی بیان کیے جو مراد نہیں ہیں
پس ائمہ علیہم السلام کے اس قول کا کہ یہ آیت
اسطرح نازل ہوئی ہے یہ مطلب ہے کہ مراد اس
آیت سے یہی ہے نہ یہ کہ آیت مع اس زیادتی کے
نازل ہوئی تھی اور اسمیں سے یہ لفظ نکال
ڈالی گئی اور اسی کی دلیل ہے وہ حدیث جو
کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ انہوں
نے اپنے ایک خط میں سعد خیر کو لکھا تھا کہ جاہلین
قرآن کی تحریف قرآن میں یہ تھی کہ انہوں نے
حروف قرآن کو باقی رکھا اور اسکے مطالب
و حدود کو بدل ڈالا پس وہ اسکی روایت کرتے ہیں مگر اسکی
رعایت نہیں کرتے جاہلوں کو روایت کی حفظ

ان الحکم بالنسخ لا یکون الا من قبیل التفسیر والبیان ولا یکون جزءاً من القرآن فیحتمل ان یکون بعض المحذوفات کذالک۔ ھذا ما عندی من التفصی عن الاشکال واللہ یعلم حقیقۃ الحال۔

روایت سے خوش ہوتے ہیں گر ملا انکے ترک بتا سے پیچیدہ ہوتے ہیں۔ اور وہ حدیث جو صاحب (شیعہ اہل سنت) نے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے مصحف میں ناسخ اور منسوخ لکھے تھے اور یہ بات ظاہر ہے کہ نسخ کا حکم تفسیر اور بیان ہی کے طور پر ہوگا جز قرآن نہ ہوگا پس احتمال ہے کہ بعض وہ چیزیں جو قرآن سے نکال دی گئیں اس قسم کی ہوں۔ اس اعتراض سے رہائی کا طریقہ میرے نزدیک یہ ہے اور حقیقت حال خدا جانے۔

یہ تین عبارتیں تو خود اڈیٹر صاحب نے اعتقادات شیعہ کے متعلق نقل کی ہیں جس سے اونکا دعوی بخوبی باطل ہوا کہ شیعہ معتقد تحریف ہیں۔

باقی رہیں اڈیٹر صاحب کے اعتراضات جو ان عبارتوں پر کئے ہیں اونکی حقیقت آیندہ عرض کی جائیگی کیونکہ یہاں تو صرف اسکی بحث تھی کہ تحریف قرآن کے متعلق شیعوں کے عقائد کیا ہیں جسکی توضیح خود اڈیٹر صاحب کے کلام سے بخوبی ہوگئی واللہ بالغ امرہ

رہا یہ جملہ یہ قرآن جو آجکل رائج ہے الخ تو اسقدر قیود و اضافات کی وجہ نہیں معلوم ہوتی کیونکہ یہ تو یقینی ہے مسلمانوں میں یہی رائج رہا ہے دوسرا قرآن نہیں رائج ہوا پھر اس تحصیل حاصل سے کیا حاصل۔

الا اینکہ کہا جائے مقصود اڈیٹر صاحب اس جملہ سے ابطال خیالات صحابہ ہے۔ کیونکہ خود اڈیٹر صاحب آگے چلکر فرماتے ہیں "مگر صحابہ کے زمانے میں چونکہ اس مصحف کی اشاعت پوری طور پر نہ ہوئی تھی لہذا اس خیال سے اگر کوئی اس مصحف میں کسی آیت کی کمی کا قائل ہو جاتا تو وہ اس آیت کی مخالفت کا مرتکب نہیں سمجھا جاسکتا تھا اسلئے کہ اسوقت یہ خیال ہو سکتا تھا کہ اسکی اشاعت نہ ہوگی اور قرآن کامل کا رواج ہوگا" ص۱۲ جلد ا

تو شاید اڈیٹر صاحب نے اس لئے یہ قیود بڑھائے ہیں ورنہ یہ تحریر بالکل فضول ہے

(۳) اسکی نسبت شیعوں کا یہ خیال ہے" مگر نہ معلوم شیعوں کی تخصیص کیوں کی گئی کیونکہ اگر روایات

سے کوئی خیال قایم ہو سکتا ہے تو ہزار ہا روایتیں خود اہلسنت کی صحاح ستہ سے ملی ہیں کہ قرآن موجود میں سخت تحریف و تبدیل ہوگئی منافقوں اور بدیتوں نے اسمین بہت کمی بیشی زیادتی کردی ہے کیونکہ جہان یہ سب روایتیں لکھی گئیں وہان اون جامعین قرآن کا بیدینی و منافق ہونا بھی دکھایا گیا ہے۔ بڑھاپے کو کون پوچھے انکے ملا تو سرے سے قرآن کو شرک کا تعلیم کرنے والا مانتے ہیں جیسا کہ کتاب الفرقان ابن تیمیہ مین ہے صلہ لغتاں القرآن کلہ شرک وانما التوحید فی کلامنا یعنی تلمسانی نے کہا کہ قرآن تو سارا کا سارا شرک سے بھرا پڑا ہے توحید تو صرف ہمارے کلام میں ہے۔

چونکہ یہ ساری تقریر اڈیٹر صاحب کی بطور دعوی ہے جسپر یہان کوئی سند نہین دی ہے لہذا ہم اس پوری تقریر کا بھی جواب دیتے ہین کہ کذب ہے۔ افترا ہے۔ لغو ہے۔ دروغ ہے جیسا کہ آیندہ ظاہر ہوگا۔

**الزام ارتکاب تحریف بر شیعہ**

اگر ایک سوال سے یہان مجبور ہین کہ آپ تو یہ فرماتے ہین کہ شیعہ معتقد تحریف ہین جسکو اس لفلفہ اور چرب زبانی سے بیان کیا۔ مگر آپکی روایتین تو لکھتی ہین کہ خود شیعون نے تحریف بھی کردیا لہذا براہ کرم فرمائیے آپکا قول قابل قبول ہے جو شیعونکو صرف معتقد کہ رہے ہین یا آپکی روایت قابل قبول ہے جسمین اسکی تصریح ہے کہ شیعہ مرتکب تحریف ہوے۔

آپ چونکہ ایک روشن خیال آدمی ہین اور جانتے ہین شیعونکو کبھی قرآن پر دسترس نہین ملا یہان تک کہ جناب امیر کا جمع کیا ہوا قرآن بھی نہ لیا گیا پھر کیونکر ممکن تھا کہ وہ تحریف کرسکتے لہذا ہم اسکا ثبوت آپکے امام شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی منہاج السنۃ سے دیتے ہین ملاحظہ ہو صفحہ ۹ جسمین ایک طولانی روایت اپنے امام شعبی کی نقل کی ہے جسکا ایک فقرہ یہ ہے والیہود حرفوا التوراۃ وکذلک الرافضۃ حرفوا القرآن۔

یعنی یہود نے تحریف کی توراۃ مین۔ اسی طرح رافضہ نے تحریف کیا قرآن مین۔

پھر صفحہ ۲ مین دوسری روایت لکھتے ہین والیہود حرفوا التوراۃ وکذلک الرافضۃ حرفوا القرآن۔

قسمیہ ارحم اور شہر مناسب فرمائیں آپکا کلام درست ہے جو شیعوں کو معتقد تحریف قرآن جانتے
ہیں یا آپکی روایت صحیح ہے جسمیں نسبت تحریف قرآن دی گئی ہے شیعوں کی طرف ۔
یہود کی تحریف تو عقلاً و نقلاً ثابت ہے کیونکہ اپنی شریعت پر ویسا ہی اقتدار حاصل تھا جیسا
سنیوں کو شریعت اسلام پر تھا جو چاہتے کر سکتے تھے ۔ اور قرآن میں بھی اون کی تحریف کا ذکر
اکثر جگہ پر آیا ہے ۔ اگرچہ اہلسنت اوسکو نہیں مانتے ۔ پھر شیعوں پر جو یہ الزام قائم کیا کہ اونھوں نے
قرآن میں تحریف کیا کس قاعدہ سے ۔

ابن تیمیہ نے تین صفحہ میں اس حدیث کو مختلف اسناد سے نقل کیا ہے جسکی غرض تو ظاہر ہے
کہ اپنے تمامی فرقہ کو شیعوں سے متنفر بنائیں مگر شکر خدا کہ ہماری مظلومیت نے اپنا اثر دکھایا
اور آخر ابن تیمیہ کو اقرار کرنا پڑا کہ یہ روایتیں بالکل وضعی اور جعلی ہیں چنانچہ فرماتے ہیں ۔

**وضعیت احادیث جسمیں لفظ رافضہ ہے**

قلت ومن زمن خروج زيد افترقت الشيعة الى الرافضة والزيدية فانه لما سئل عن ابي بكر وعمر
فترحم عليهما رفضه قوم فقال لهم رفضتموني فسموا رافضة لرفضهم اياه وسمي
من لم يرفضه من الشيعة زيدية لانتسابهم اليه ولما صلب كانت العباد تاتي
الى خشبته بالليل يتعبدون عندها والشعبي توفي اوائل خلافة هشام
او اواخر خلافة يزيد بن عبد الملك اخيه سنة خمس ومائة او قريبا من ذلك
فلم يكن لفظ الرافضة معروفا اذ ذاك وبهذا يعرف كذب لفظ الاحاديث
المرفوعة التي فيها لفظ الرافضة ولكن كانوا يسمون بغير ذلك الاسم كما
يسمون الخشبية لقولهم انا لا نقاتل بالسيف الا مع امام معصوم فقاتلوا
بالخشب ولهذا جاء في بعض الروايات عن الشعبي ما رأيت احمق من الخشبية
فيكون المعبر عنهم بلفظ الرافضة ذكره بالمعنى مع ضعف عبد الرحمن ومع
ان الظاهر ان هذا الكلام انما هو نظم عبد الرحمن [illegible]
ابن تیمیہ جد نقل روایت کہتے ہیں کہ زمانہ [illegible]
حضرت [illegible] سوال ہوا اونھوں نے ترحم کیا [illegible]

قوم نے انکو چھوڑ دیا جس پر زید نے کہا رفضتمونی اسی وجہ سے انکا نام رافضہ پڑ گیا جو لوگ
اونکے ساتھ رہے انکا نام زیدیہ ہوا۔ اور جب حضرت زید کو سولی دی گئی تو عابد لوگ اس
لکڑی کے نیچے عبادت کرتے تھے۔

اور شعبی ہشام کی ابتدائے خلافت و آخر خلافت یزید بن عبدالملک میں یا قریب اوسکے
انتقال کیا (اور شہادت حضرت زید کی ابن قتیبہ ۱۲۲ھ میں ہے یا اوسکے بعد) تو اوس وقت
تک لفظ رافضہ معروف نہ تہا (بلکہ ایجاد بھی اسکی نہیں ہوئی تھی) اسی سے معلوم ہوا کہ سب
انہوں احادیث مرفوعہ کا [illegible] ہے۔ مگر دوسرے نام سے وہ مشہور تھے مثل اسکے کہ
وہ خشبیہ لکڑی والے کہلاتے تھے کیونکہ وہ کہتے تھے جب تک کہ امام معصوم کا حکم
نہو گا تلوار لیکر جہاد نہ کرینگے۔ لہذا لکڑی لیکر انہوں نے جہاد کیا۔ اسی وجہ بعض روایات
شعبی میں آیا ہے کہ میں نے کسیکو زیادہ احمق خشبیہ سے نہیں دیکھا۔ تو اب ان روایات میں لفظ
رافضہ کا آنا از قبیل نقل بالمعنی ہے۔ حالانکہ عبدالرحمان راوی بھی ضعیف ہے۔ اور ظاہر
یہ ہے کہ یہ روایت اوسی کی نظم و تالیف سے ہے۔

ہماری غرض یہاں تحقیق رافضہ سے متعلق ہونا ابن تیمیہ کے اقوال کا ابطال منظور ہے بلکہ یہ
دکھانا ہے کہ اہلسنت نے اپنے کمالات کے کیا کیا جوہر دکھائے ہیں کہ محض شیعوں کی عداوت میں
اتنی بڑی حدیثیں بنائیں جنمیں خدا اور رسول پر انہوں نے افترا کیا۔ تو ہمارے اسکا نتیجہ کسکو ملا
کیونکہ گو شیعہ د ہر طرح کی دنیاوی مصیبتوں سے مقابلہ پڑا مگر اہلسنت کی تو عاقبت خراب ہوئی
ولعذاب الآخرة اشد وابقی

ابن تیمیہ نے جو کچھ واقعات متعلق شہادت حضرت زید بیان کئے ہیں یہ بھی سراسر غلط ہیں کیونکہ نہ
اسی کی اوس نے سند دی کہ حضرت زید نے شیخین پر ترحم کیا۔ نہ اسکی سند دی کہ کوئی اوس
لکڑی کے نیچے اگر عبادت کرتا تھا کیونکہ اہل علم تواریخ کو یہ بات معلوم ہے کہ حضرت زید کے سولی پر ایسا
سخت پہرا تہا کہ کوئی پرندہ بھی نہیں سکتا تھا۔ چہ جائیکہ وہاں عبادت کرنا پہر یہ بھی سراسر غلط ہے
کہ اسوجہ سے اوکا نام شیعہ رکھا گیا ہو۔ کیونکہ یہ لقب تو عطا ہائے ابن الزبیر سے ہے جو خلیفہ اول
حکام تو اسکے نزدیک اہلسنت کے خلیفہ جیسا انہوں نے حضرت محمد بن الحنفیہ کو چاہ زمزم کے پاس

[illegible] ابن الزبیر سے بچا دیں۔ یہ لشکر مختار ساتھ
کیلئے بھیجا گیا [illegible] خیال ہے کہ کہیں تلوار نکالنا حرام ہے انہوں نے لکڑیاں لے رکھی
تھیں [illegible] کہ اگر یہ تیغ ابن الزبیر پر چلتی تو لاشیں [illegible] سے حجاب [illegible]
خشبیہ کہا ہے ملاحظہ ہو تاریخ کامل صفحہ ۹ جلد ۴

فساروا حتى دخلوا المسجد الحرام ومعهم الرايات ينادون يا لثارات الحسين حتى انتهوا الى زمزم وقد اعد ابن الزبير الحطب ليحرقهم وكان قد بقي من الاجل يومان فكسروا الباب ودخلوا على ابن الحنفية فقالوا خل بيننا وبين عدو الله ابن الزبير فقال لهم اني لا استحل القتال في الحرم فقال ابن الزبير واعجبا لهذه الخشبية ينعون الحسين كاني انا قتلته والله لو قدرت على قتلته لقتلتهم وانما قيل لهم خشبية لانهم دخلوا مكة وبايديهم الخشب كراهة اشهار السيف في الحرم وقيل لانهم اخذوا الحطب الذي اعده ابن الزبير۔

یعنی لشکر مختار داخل حرم ہوا۔ اونکے ہاتھ میں علم تھے اور وہ پکارتے تھے یالثارات الحسین (انتقام خون امام حسینؑ) جب زمزم کے پاس پہونچے اور ابن الحنفیہ سے ملاقات ہوئی تو کہا چھوڑ دیجیے ہمکو کہ دشمن خدا ابن الزبیر سے سمجھ لیں محمد بن الحنفیہ نے کہا ہم قتال کو حرم میں جائز نہیں جانتے ابن الزبیر نے کہا تعجب ہے ان خشبیہ سے کہ خبر شہادت امام حسینؑ دیتے ہیں گویا کہ ہم ہی اونکے قاتل ہیں۔ حالانکہ اگر ہمکو قدرت ہوتی تو اون سبکو قتل کرتے۔ ان لوگوں کو خشبیہ اسوجہ سے کہا کہ اس خیال سے کہ مکہ میں تلوار نہ کھینچنا چاہیے اونھوں نے لکڑیاں لی تھیں دوسری وجہ یہ تھی کہ اونھوں نے وہ سب لکڑیاں اوٹھالی تھیں جسکو ابن الزبیر نے محمد بن الحنفیہ کے جلانے کو جمع کیا تھا جسمیں دو روز باقی تھا۔ اسوجہ سے خشبیہ کہا گیا۔

جناب اب بتلائیے کہ کچھ بھی ابن تیمیہ کچھ بھی ظاہر ہوا یا نہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا یا نہیں کہ شیعہ کیسے پابند احکام شریعت تھے کہ کہاں تک حرمت خانہ کعبہ کی اونہوں نے سلاح جنگی سے نہیں کام لیا۔ بلکہ لکڑیاں لیکر آئے تھے کہ یہ نہ کہا جاسکے تلوار نکالا۔

مگر واسے برحال اہلسنت کہ بجاے اسکے کہ اپنے خلفا کے حال پہ نظر کرتے کہ وہ کیسے مسلمان تھے جنھوں نے

امام حسینؓ کو مع عزیزوں کے قتل کیا خانہ کعبہ پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا اور کیسی خونریزی کی کہ حرمین ہوئی اور یزید
نے مکہ معظمہ پر فوج بھیجا دوسری مرتبہ عبدالملک نے حجاج سے ابن الزبیرؓ کو حرم میں قتل کیا اور دار
پر چڑھایا یہ سب بھی وہ خلفا سب ممدوح ہیں۔ اور شیعہ صرف اسی وجہ سے مورد طعن و لعن ہیں
کہ وہ حمایت خاندان رسالت کرتے تھے۔

حالانکہ اگر وہ مسلمان ہوتے تو سب سے زیادہ وہ ان خلفا پر لعنت کرنے والے ہوتے کیونکہ
اسلام کی تباہی جو کچھ ہے انہیں کی بدولت۔ ایک طرف قرآن کی وہ گت بنائی۔ دوسری
طرف اہلبیت رسالت کے ساتھ یہ سلوک کیا تیسری طرف حرمت خانہ کعبہ کو یوں ضائع و برباد کیا
چوتھی طرف روضہ رسول کی وہ بےحرمتی کی کہ گھوڑے گدھے اوس میں باندھے گئے۔

قال المخاطب اصول کافی میں ایک باب کا عنوان ہے باب انہ لم یجمع القرآن
کلہ الا الائمۃ یعنی پورا قرآن سوا ائمہ اہلبیت نے کسی نے جمع نہیں کیا اس عنوان ہی سے
ظاہر ہے کہ یہ قرآن جو آجکل موجود ہے ناقص ہے کیونکہ اسکو ائمہ اہلبیت میں سے کسی نے جمع نہیں
کیا بلکہ بزعم شیعہ اسکے جمع کرنے والے وہ لوگ ہیں جو ائمہ اہلبیت کے سخت دشمن تھے۔ پھر
اصول کافی میں ایک باب اور ہے باب فیہ نکت ونتف من التنزیل فی الولایۃ
(یعنی یہ وہ باب ہے جسمیں آیات متعلقہ بامامت کی تحریف وتغیر کا بیان ہے۔ نکت کے معنی کسیکو
سرنگون گرا دینا نتف کے معنی اُکھاڑ ڈالنا یعنی جن جن آیتوں کو جامع قرآن نے نکال کے پھینکدیا
اُکھاڑ دیا ان کا بیان ہے) اس باب کی چند حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

اقول ہم نہیں سمجھتے کہ دنیا میں ایسا بھی کہیں دیکھا ہے کہ کسی کتاب یا باب یا حدیث سے
وہ مطلب نکالا جائے جسکی کوئی اصلیت نہ ہو۔ کیونکہ بحث تو یہاں اسکی تھی کہ روایات شیعہ سے
تحریف قرآن کا ثبوت دیا جائے اور دلیل میں جو باب پیش کیا جاتا ہے وہ یہ کہ پورا قرآن سوا ائمہ
اہلبیت کے کسی نے جمع نہیں کیا جسکا مطلب بجز اس کے نہیں الفاظ کریں تو کسی طرح نہیں نکل
سکتا۔ وہ کہ اس عنوان ہی سے ظاہر ہے کہ قرآن جو آجکل ہے ناقص ہے کیونکہ جامعیت کی نفی تو
انسان سے کی گئی ہے کہ کوئی دوسرا اسکا جامع نہیں ہو اور قرآن کے کمال ونقصان کی تو
یہاں بحث ہی نہیں ہے۔

کیا کوئی اگر یہ کہے کہ فلان قصیدہ کا سب سے بڑا عالم کوئی حافظ نہیں ہے" تو اوس سے یہ مطلب سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ قصیدہ ناقص ہے۔

اگر ہمارے مخاطب کو اس طرح کی فہم سلیم نہ عطا ہوئی ہوتی تو وہ مذہب اہلسنت ہی کیون قبول کرتے جو حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ سے تو خلافت جناب امیر بر لفصل نہ سمجھے۔ اور ایک بڑھیا مجہول کے اس کہنے سے خلافت ابوبکر کو باور کر لیا کہ اوس نے بیان کیا تھا کہ رسول اللہ سے پوچھا تھا اگر آپکو نہ پائین تو کسکے پاس جائین آپنے کہا ابوبکر کے پاس۔ حالانکہ نہ یہ پوچھا گیا کہ وہ بڑھیا کون تھی اور راوی نے کس باب مین یہ لکھا تھا۔

اسی فہم عالی کا یہ نتیجہ ہے کہ آپنے باب انہ لم یجمع القرآن کلہ الا الائمۃ سے یہ نتیجہ نکالا کہ چونکہ امام اسکے جامع نہین تھے۔ اسلئے یہ قرآن ناقص ہے۔

اس تقریر سے آپکو میرے اوس معروضہ کی بھی تصدیق ہو جائیگی جو الشمس ملا جلد ۴ صفحہ ۱۴ مین عرض کیا تھا" افسوس صد افسوس کہ یہ حضرات جن روایات شیعہ سے تحریف کا اثبات چاہتے ہین خوش قسمتی سے وہ روایتین ایسی ہوتی ہین کہ اونکا ایک لفظ بھی تحریف پر دلالت نہین کرتا"

اس تقریر پر اڈیٹر صاحب النجم بہت اوچھلے کودے تھے جسکی حقیقت الشمس ملا جلد ۴ صفحہ ۲۴ مین نہایت توضیح سے دکھائی گئی ہے ملاحظہ فرمائین۔

اس مطلب کی تصدیق اس عبارت سے بدیہی طور پر ظاہر ہے کہ باب انہ لم یجمع القرآن کلہ الا الائمۃ سے آپ نقصان قرآن ثابت کیا چاہتے ہین۔

اڈیٹر صاحب نہ کتاب کافی نایاب ہے نہ اوسکی عبارت ایسی دقیق کہ کسی کی سمجھ مین نہ آسکے۔ پھر آپنے کیون دھوکا دیا کہ تمام عالم پر آپکی کذب بیانی و افترا پردازی نمایان ہوئی۔ کاش ایک حدیث بھی اوس باب کی لکھدیتے تو آپکی بلند پروازی عالم پر کھل جاتی۔ مگر آپ ایسا کیون کرنے لگے مقصود آپکا تو دینا طعن ہے۔

ہم لکھے دیتے ہین اس باب کی کل حدیثون کو بحذف سند بحوالہ صفحات لکھے دیتا ہون جس سے اہل انصاف پر ظاہر ہوگا کہ کہانتک آپ راست باز ہین ملاحظہ ہو صفحہ ۱۱ مطبوعہ ایران و صفحہ ۔ مطبوعہ نولکشور

(۱) عن ابی المقدام عن جابر سمعت ابا جعفر علیہ السلام یقول ما ادعی احد من الناس انہ جمع القرآن کلہ کما انزل الا کذاب وما جمعہ وحفظہ کما انزلہ اللہ الا علی بن ابی طالب والائمۃ من بعدہ

(۲) عن المفضل عن جابر عن ابی عبد اللہ عن ابی جعفر انہ قال ما یستطیع احد ان یدعی ان عندہ جمیع القرآن کلہ ظاہرہ وباطنہ غیر الاوصیاء۔

(۳) عن سلمۃ بن محرز قال سمعت ابا جعفر یقول ان من علم ما اوتینا تفسیر القرآن واحکامہ وعلم تغییر الزمان وحدثانہ واذا اراد اللہ بقوم خیرا اسمعہم[1] ولو اسمع من لم یسمع لولی معرضا کان لم یسمع ثم امسک ہنیۃ ثم قال لو وجدنا اوعیۃ او مستراحا لقلنا واللہ المستعان

(۴) قال سمعت ابا عبد اللہ ع

(۱) یعنی ابی المقدام بواسطہ جابر راوی ہے کہ امام محمد باقر سے فرمایا کہ جس بشر نے اسکا دعوی کیا کہ قرآن کو مطابق نزول جمع کیا جیسا کہ وہ نازل ہوا وہ کذاب ہے۔ جس طرح خدا نے نازل کیا اوس کو نہ جمع کیا نہ حفظ مگر علیؑ بن ابی طالب نے اور ائمہ نے جو اون کے بعد ہوے۔

(۲) مفضل جابر سے روایت کرتے ہین ابی عبد اللہ سے اور وہ حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ نہین قدرت رکھتا ہے کوئی یہ دعوی کرے اسکا کہ کل قرآن ظاہر و باطن اوسکا اوسکے پاس ہے غیر اوصیا علیہم السلام

(۳) سلمہ بن محرز روایت کرتے ہین امام ابو جعفر فرماتے ہین منجملہ اون علوم کے جو ہمکو دیا گیا ہے تفسیر قرآن ہے اور اسکے احکام (یا اوسکا انضباط) اور علم تغیر زمان و حوادث جب خدا کسی کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اوسکو سنواتا ہے (سمجھاتا ہے) اور اگر سنائے اوس شخص کو جو سمجھنا نہین چاہتا ہے تو وہ روگردانی کرتا ہے گویا کہ نہین سنا اوسنے اسکے بعد کچھ دیر تک حضرت نے سکوت فرمایا پھر کہا کہ اگر مین کسی کو اہل پاتا یا جاے استراحت تو کچھ کہتا (اگرچہ اثر نہ کرتا) اور خدا ہی مدد گار ہے

(۴) جناب امام جعفر صادق ع کو سنا فرماتے تھے قسم

[1] اشارہ ہے طرف آیہ کریمہ ولو علم اللہ فیہم خیرا لاسمعہم ولو اسمعہم لتولوا وہم معرضون کیجو یعنی اگر [illegible]

يقول والله انى اعلم كتاب الله من اوله الى آخره كانه فى كفى فيه خبر السماء والارض وخبر ما كان وخبر ما هو كائن قال الله عز وجل فيه تبيان كل شئ[1]

بخدا مین جانتا ہون کتاب اللہ کو اول سے آخر تک کیونکہ وہ میرے ہاتھ مین ہے اوس مین خبر آسمان و زمین ہے اور خبر ما کان و ما یکون کیونکہ خدا فرماتا ہے اس مین بیان ہے ہر شئے کا

(۵) عن ابى عبد الله قال قال الذى عنده علم الكتاب انا آتيك به قبل ان يرتد اليك طرفك قال ففرج ابو عبد الله بين اصابعه فوضعها فى صدره ثم قال و عندنا والله علم الكتاب كله۔

ہمارے پاس قرآن کا کل علم ہے

(۵) جناب امام جعفر صادقؑ نے تلاوت فرمائی آیہ قال الذی عندہ علم من الکتاب کی اوسکے بعد انگشتان مبارک کو پھیلایا اور اپنے سینہ مین رکھا۔ پھر فرمایا کہ قسم خدا کی ہمارے پاس ہے علم الکتاب کلہ (کیونکہ قرآن مین آصف بن برخیا کے لئے کہا گیا تھا عندہ علم من الکتاب کتاب کا کچھ علم اوسکے پاس تھا۔ اور حضرت فرماتے ہین

(۶) قال قلت له قل كفى بالله شهيدا بينى وبينكم ومن عنده علم الكتاب قال ايانا عنى وعلى اولنا وافضلنا وخيرنا بعد النبى صلى الله عليه وآله وسلم

راوی نے آیہ قل کفی باللہ شہیدا بینی و بینکم و من عندہ علم الکتاب کو پوچھا (جو سورہ رعد مین ہے) حضرت نے فرمایا خدا نے ہملوگو ارادہ کیا ہے حضرت علی ہمارے اول و افضل و خیر ہین بعد نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے

باب ما اعطى الائمة من اسم الله الاعظم

یہ باب اسکا ہے کہ خدا نے ائمہ علیہم السلام کو اسم اعظم عطا فرمایا ہے

لو ترا۔ پوری روایتین عدف سند ہمنے اسلئے لکھدی ہین کہ اڈیٹر صاحب کو اسکا موقع نہ ملے کہ کہین ایک روایت یا ایک لفظ اسکا چھوڑ دیا گیا جو ہمارے دعوی کا موید تھا۔ اہل انصاف ان روایتون کو بغور بلکہ معمولی نظر سے دیکھین کہ اسکے کس لفظ سے اڈیٹر صاحب یہ نتیجہ نکال سکتے ہین "کہ یہ قرآن جو آجکل موجود ہے وہ ناقص ہے" کیونکہ یہان تو صریحًا اسکی

[1] اشارہ ہے طرف و نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئ کے جو سورہ نحل مین ہے ۱۲ منہ

مین ابن حجر کہتے کہ سب کا اتفاق ہے اسپر کہ سورہ بقر سب سے پہلا سورہ ہے جو مدینہ مین نازل ہوا سیوطی کہتے ہین دعوی اتفاق مین اسی قول امام زین العابدینؑ سے نظر ہے۔

پھر تصدیق حدیث مذکور مین کیا عذر ہو سکتا ہے کیونکہ یہی تو بیان ہے اس حدیث مین کہ جو دعوی کرے اسکا کہ مطابق نزول اوس نے جمع کیا بہ استثناء حضرت علیؑ وہ کاذب ہے پھر نہ معلوم کہان سے اڈیٹر صاحب نے یہ دعوی کیا کہ اس باب سے نقصان قرآن ثابت ہوتا ہے جسکا اس مین کسی طرح ذکر ہی نہین۔

**نقصان قرآن بروایت صحیح اہل سنت** ۔ حدیث مین تو یہی جمع قرآن مطابق ترتیب نزول ہے کہ بجز حضرت علیؑ کسی نے اسطرح نہین جمع کیا۔ مگر احادیث اہلسنت پکار پکار کر کہہ رہی ہین کہ درحقیقت یہ قرآن پورا نہین ہے نہ اسکو پورا کہنا چاہیئے۔ چونکہ الشمس ہ۵ و ۶ جلد ۲ صفحہ ۳۴۵ مین اسکی پوری تحقیق ہو چکی ہے لہذا اوسی کا اعادہ کافی ہے۔

"یہ معلوم ہوتا اڈیٹر صاحب نے کس لفظ سے منسوخ التلاوہ سمجھا ہے کیونکہ نسخ کے معنی مٹانا ہے۔ نسی کے معنی بھولنا۔ ذہب کے معنی جانا۔ سقط کے معنی گرنا جب یہ الفاظ معین ہین معنی اسکے معین ہین پھر ایک لفظ سے دوسرا معنی کیونکر سمجھا جا سکتا ہے۔ دیکھیے تو ابن عمر صاحب کہتے ہین لا یقولن احدکم قد اخذت القرآن کلہ ما یدریک ما کلہ قد ذہب منہ قرآن کثیر ولکن لیقل قد اخذت ما ظہر منہ کوئی تم مین سے یہ نہ کہے کہ ہمنے پورا قرآن لے لیا اسکو کیا معلوم کہ پورا قرآن کیا ہے بہت کچھ اس قرآن سے چلا گیا لیکن یہ کہے کہ جو کچھ ظاہر تھا قرآن سے اوس کو ہمنے لیا ہے"

یہ الفاظ اور اسکے جو معانی ہین وہ ایسے کھلے ہوے ہین کہ ایک بچہ کو بھی اسمین شک نہین ہوسکتا کہ ابن عمر صاحب کا اس جملہ سے کیا مقصود ہے کیونکہ اس جملہ کو نہ عبادات سے علاقہ ہے جسکی غلطی کی اصلاح ضروری ہو۔ نہ عقائد سے کہ کوئی غلط جملہ عقائد مین بیان کر رہا ہے نہ معاملات سے ہے کہ ان کو تنبیہ کرنیکی ضرورت ہو۔ پھر اسی اس کہنے کا بجز اسکے کیا ہو سکتا ہے کہ حرمت قطعی جو لوازم ایمان سے ہے انکو مجبور کر رہی ہے کہ بتا وین لوگ مغالطہ مین نہ رہین کہ اسیقدر قرآن ہے یا یہی قرآن ہے اسی لیئے اسکے بعد فرماتے ہین۔ وما یدریک ما کلہ جو کس درجہ اوسکی عظمت

بتا رہا ہے کہ کس چیز نے تم کو بتایا کل قرآن کیا ہے؟ کیا یہ جملہ کوئی شاگرد اپنے مسودات کے اوس
حصہ کی نسبت کہہ سکتا ہے جسے استاد نے قلمزد کردیا۔ نکال دیا۔ کیا کوئی شاعر اپنے غزل یا
قصیدہ سے جو اشعار کو چھانٹ دیتا ہے اوسکی نسبت کہہ سکتا ہے کہ یہ غزل بہت طولانی تھی۔
افسوس بہت کم ہوگئی اگر وہ اشعار اعلی تھے تو چھانٹے کیوں گئے۔ اگر وہ عبارت صحیح تھی یا
اوسکی ضرورت تھی تو قلمزد کیوں کیا۔ یہی حال منسوخ التلاوۃ کا ہے اوسکی نسبت کیونکر کہا جاسکتا
ہے ما یدریک قد ذهب منه قرآن کثیر پھر جملہ قد اخذت ما ظهر منه بھی تو نہایت
صاف کہہ رہا ہے کہ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ جو منسوخ التلاوۃ ہونے سے رہ گیا کیونکہ ظہر کا
مقابل بطن ہے جس سے معلوم ہوا کچھ ایسا ہے جو ظاہر نہ ہوسکا یعنی وہ بھی قابل ظہور تھا مگر
ظاہر نہوا۔

اگرچہ یہ تقریر بہت واضح ہے جسکے بعد کسی تاویل کی گنجایش نہین مگر بنظر مزید توضیح دو چار روایتین
اور لکھی جاتی ہین جنمین اسی لفظ ذہب یا یذہب کا استعمال کیا گیا ہے۔ اگر اون سبھون سے
منسوخ التلاوۃ کوئی سمجھ سکتا ہے تو یہان بھی ممکن ہے؟

(۱) ازالۃ الخفا مین ہے اخرج البخاری ومسلم عن ابن عباس ان عمر قام فحمد الله
واثنی علیه ثم قال یا ایها الناس لا تخدعن عن آیة الرجم فانها انزلت فی
کتاب الله وقرءناها وانها ذهبت فی قرآن کثیر ذهب مع محمد وآیة ذالک ان
النبی قد رجم وان ابابکر قد رجم ورجمت بعدهما وانه سیجیء قوم من هذه
الامة یکذبون بالرجم ص۲۲

یعنی عمر نے خطبہ مین کہا کہ تم لوگ فریب نہ کھاؤ آیہ رجم سے بہ تحقیق نازل ہوا کتاب خدا مین اور
ہم لوگون نے اوسکو پڑھا ہے اور بہ تحقیق وہ بھی چلا گیا قرآن کثیر مین جو محمد کے ساتھ چلا گیا اور
اسکی دلیل یہ ہے کہ خود حضرت نے رجم کیا اور ہمنے اور ابوبکر نے اور قریب ہے کہ انکار کرے ایک
قوم اس امت سے جو تکذیب کرے ساتھ آیہ رجم کے اور چونکہ بالیقین معلوم ہے کہ خلیفہ دوم اس
آیہ کو قرآن جانتے تھے جسپر چند مرتبہ زور بھی دیا۔ منسوخ التلاوۃ ہونے کے قائل نہ تھے تو معلوم
ہوا کہ کتاب قرآن کثیر سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ منسوخ التلاوۃ ہے بلکہ یہ کہ وہ ثابت القرائت

ہے اور نہین داخل کیا گیا جسکی دلیل یہ بھی ہے کہ شرح منار مین ہے وھو ما نسخ من القرآن فی حیاۃ رسول اللہ یعنی منسوخ التلاوۃ وہ ہے کہ قرآن سے منسوخ ہو جائے حیاۃ رسول مین مولوی عبد الحلیم صاحب حاشیہ مین لکھتے ہین ای لا بعد وفاتہ صلعم جس سے معلوم ہوا کہ بعد وفات آنحضرت منسوخ نہین ہو سکتا۔

اور یہان عمر صاحب فرماتے ہین قرآن کثیر ذہب مع محمد جس سے ذہاب اوسکا بعیت آنحضرت معلوم ہوا۔ تو بالبداہت معلوم ہوا کہ منسوخ التلاوۃ نہین مراد ہے کیونکہ وہ حضرت کی حیات مین ہو سکتا تھا بعد وفات آنحضرت کیونکر ممکن ہے۔

اور چونکہ یہ امر مسلمات اہلسنت سے ہے کہ قرآن کا نزول مطابق راے حضرت عمر ہوتا تھا یہانتک کہ ابتک اونکا کلام قرآن مین داخل ہے تو اونکی راے اور اونکا قول قرآن کے بارے مین زیادہ معتبر ہوگا بہ نسبت حضرت عثمان کے۔

مگر یہ عجب احسان فراموشی ہے اہل سنۃ کی کہ جب قرآن کے نزول کی ضرورت تھی تو اوسوقت حضرت عمر کی مدح اور ثنا و صفت کی جاتی تھی کہ کسی طرح اچھی اچھی آیتین اوترین اور جب نزول ہو چکا تو وہ اسطرح نکالدئے گئے جسطرح دودھ سے مکھی کہ اب وہ لاکھ سر ٹپکتے ہین مگر کوئی نہین سنتا۔

(۲) اسی الشمس نمبر ۱ جلد ۱ کے صفحہ ۹ مین یہ روایت مذکور ہو چکی ہے فقال ابوبکر ان عمر اتانی فقال ان القتل قد استحر یوم الیمامۃ بقراء القرآن وانی اخشی ان یستحر القتل بالقراء فی المواطن فیذھب کثیر من القرآن دیکھئے اسمین ابوبکر صاحب بعد استماع خبر قتل جنگ یمامہ کہتے ہین کہ اگر اسی طرح قتل کا سلسلہ قاریون مین جاری رہا تو چلا جائیگا بہت کچھ قرآن سے۔ اب اڈیٹر صاحب بتائین کہ یہان یذھب کے کیا معنی ہین؟ کیا یہان بھی منسوخ التلاوۃ ہو جانا مراد ہے؟ کہ اگر اسی طرح قتل کا سلسلہ قاریون مین جاری رہا تو بہت کچھ قرآن سے منسوخ التلاوۃ ہو جائیگا۔ کہئے اڈیٹر صاحب اگر یہان بھی یہ معنی درست ہے یا نہ اور کیا بعد وفات رسول اللہ بھی نسخ کا سلسلہ جاری رہا۔ دیکھین آپ کہانتک معنی بناسکتے ہین کیونکہ دوسری روایت مفسر اسکی بھی موجود ہے عن ھشام بن عروۃ قال لما استحر

القتل بالقراء فرق ابوبکر علی القرآن ان یضیع کنز العمال ص۲۹۰ ج۱ یعنی جب قاریوں کے قتل کا سلسلہ برابر جاری رہا تو خوف ہوا ابوبکر کو اسکا کہ ضائع ہو جائے۔ دیکھیں لائق اڈیٹر صاحب یہاں کیا معنی بتاتے ہیں کیونکہ جس مقام پر دوسری روایت میں ذہب کثیر من القرآن آیا تھا اب اس کی جگہ ان یضیع ہے لہذا مناسب ہے کہ یہاں بھی منسوخ التلاوۃ کے معنی کسی طرح پہنائے جائیں۔

(۳۳) عن سلیمان بن ارقم عن الحسن وابن سیرین وابن شہاب الزہری وکان الزہری اشبعہم حدیثا قال لما اسرع القتل فی قراء القرآن یوم الیمامۃ قتل منہم یومئذ اربعمائۃ رجل لقی زید بن ثابت عمر بن الخطاب فقال له ان ھذا القرآن ھو الجامع لدیننا فان ذھب القرآن ذھب دیننا وقد عزمت ان اجمع القرآن فی کتاب ص۲۸۲ کنز العمال جلد اول مطبوعہ حیدرآباد دکن یعنی امام حسن بصری - ابن سیرین - امام زہری روایت کرتے ہیں کہ جب لشکر یمامہ میں قتل نے تیزی سے پھیلنا شروع کیا یہانتک کہ ۴۰۰ آدمی مارے گئے تو زید بن ثابت نے کہا عمر سے کہ یہ قرآن ہی تو جامع ہے ہمارے دین کا۔ اگر جاتا رہا قرآن تو ہمارا دین بھی جاتا رہیگا لہذا میں نے غور کیا ہے کہ قرآن کو ایک کتاب میں جمع کردیں۔ یہاں بھی تو وہی ذہب القرآن ہے بلکہ ذہب الدین ہے تو کیا یہاں بھی منسوخ التلاوۃ ہی مراد ہے۔

(۳۴) عن ابن شہاب قال بلغنا انہ کان انزل قرآن کثیر فقتل علماءہ یوم الیمامۃ الذین کانوا قد وعوہ ولم یعلم بعدہم ولم یکتب فلما جمع ابوبکر وعمر وعثمان القرآن ولم یوجد مع احد بعدہم وذلک فیما بلغنا حملہم علی ان یتبعوا القرآن فجمعوہ فی الصحف فی خلافۃ ابی بکر خشیۃ ان یقتل رجال المسلمین فی المواطن معہم کثیر من القرآن فیذھبوا بما معہم من القرآن فلا یوجد عند احد بعدہم فوفق اللہ عثمان فنسخ ذلک المصحف فبعث بہا الی الامصار وبثہا فی المسلمین (ابن ابی داؤد) کنز العمال جلد اول ص۲۸۳ یعنی ابن شہاب سے منقول ہے کہ ہم کو خبر پہونچی ہے کہ ہم کو یہی معلوم ہے کہ نازل ہوا تھا قرآن بہت پس قتل ہو گئے علما اسکے جنگ یمامہ

میں اور یہ وہ علما تھے جنہوں نے قرآن کو بخوبی یاد کیا تھا بعد اون کے وہ قرآن کسیکو نہ معلوم
ہوا نہ لکھا گیا۔ پس جب جمع کیا ابوبکر و عمر و عثمان نے قرآن کو اور وہ قرآن بعد قتل یمامہ کسیکے
پاس نہ پایا گیا تو جیسا کہ ہمکو معلوم ہوا ہے یہی امر باعث ہوا اس کا وہ تتبع کریں قرآن کی پس جمع
کیا مصحف میں خلافت ابوبکر میں اس خوف سے کہ رجال مسلمین قتل ہو جائیں جنکے پاس ہے
کچھ قرآن ہے پس مارے جائیں وہ لوگ اور اون کے ساتھ برباد ہو جاوے کچھ قرآن جسکو کہ پھر
کسی کے پاس نہ پایا جاوے پس خدا نے توفیق دی عثمان کو کہ لکھوایا اوسکو مصحف میں اور بھیجا
تمام امصار و دیار میں۔ تمام ہوئی عبارت الشمس صفحہ ۲۴ جلد ۲

اب اڈیٹر صاحب غور فرمائیں کہ آپ اگر مدعی بکمال قرآن ہوتے ہیں تو تکذیب خلیفہ دوم اور
اونکے فرزند ارجمند کی لازم آتی ہے جو نہایت تاکید سے کل قرآن کہنے سے مانع ہیں۔
اور اگر اپنے خلفا کا قول ہی نہ مانئےگا تو اپنا ہی قول ملاحظہ فرمائیے جو کہ آپ مولوی عبدالرحیم
صاحب فرمایا تھا چند معجزات کا نہ رہنا کیا مضر ہو سکتا ہے جبکہ موجودہ معجزات کافی سے بدرجہا زائد
ہیں " مورخہ ۱۰ جمادی الثانیہ سنہ ۱۳۲۲ھ

اور اپنے مناظرہ میں فرماتے ہیں " اہلسنت یہ تو مانتے ہیں کہ یہ قرآن جسقدر متواتر تھا وہ کل یہی ہے جو مصحف
جس میں آپنے بقیہ ہی تمام منسوخات کا اقرار کیا اگرچہ وہ نقصان مضر نہ ہو۔ بہر حال اگر تمام دنیا کے سنی
جمع ہوں تو اس حدیث سے نہ نقصان قرآن ثابت کر سکتے ہیں نہ تحریف ہی کیونکہ یہاں نہ قرآن کے
نقصان و کمال کی بحث ہے نہ اوسکے جامعیت کی بلکہ اوصیا علیہم السلام کے عالم ہونیکا بیان ہے
کہ علوم باطنیہ و ظاہریہ قرآن کے وہی حضرات عالم ہیں نہ دوسرا کوئی۔ پھر نہ معلوم کس بنا پر اڈیٹر
صاحب نے اس باب کا ذکر کیا اور اوس سے نتیجہ نکالا کہ یہ قرآن جو آجکل موجود ہے ناقص ہے
اگر آپکو علم جناب پیغمبر یا اہلبیت طاہرین میں منحصر ہونا دلالۃ کفر معلوم ہوا تو لازم آتا ہے کیونکہ حدیث
انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اہلبیتی اور حدیث انا مدینۃ العلم
و علی بابہا و اقضاکم علی میں بھی موجود ہے جنکا منکر بجز متعصب کے کوئی نہیں ہو سکتا ہے
باب علم جناب پیغمبر و اہلبیت طاہرین ہونا ثابت ہے یہانتک کہ اس مختصر میں نہ ہو سکا تفصیل نہیں لکھتا
مگر کتاب ینابیع المودۃ شیخ سلیمان بلخی حنفی کی ایک عبارت نقل کی جاتی ہے جو ابن

کے لئے کافی ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۵۷۔

وفی الدر المنظوم اعلم ان جمیع
اسرار الکتب السماویۃ فی القرآن و
جمیع ما فی القرآن فی الفاتحۃ وجمیع
ما فی الفاتحۃ فی البسملۃ وجمیع ما فی
البسملۃ فی باء البسملۃ وجمیع ما فی باء
البسملۃ فی النقطۃ التی ہی تحت الباء
قال الامام علی کرم اللہ وجہہ انا النقطۃ
التی تحت الباء وقال ایضاً العلم نقطۃ
کثرہا الجاہلون والالف وحدۃ
عرفہا الراسخون وقال ایضاً سلونی
عن اسرار الغیوب فانی وارث علوم
الانبیاء والمرسلین وقال ابن عباس
رضی اللہ عنہما اعطی الامام علی رضی
اللہ عنہ تسعۃ اعشار العلم وانہ
لاعلمہم بالعشر الباقی وقال ایضاً
اخذ بیدی الامام علی لیلۃ فخرج
بی الی البقیع بعد العشاء وقال اقرأ
یا [illegible] فقرأت بسم اللہ الرحمن
الرحیم فتکلم لی فی اسرار الباء
الی بزوغ الفجر وفی المناقب
ولما اراد اہل الشام ان یجعلوا القرآن
حکماً بصفین قال الامام علی رضی اللہ

در منظوم میں ہے جان تو
کہ جتنے اسرار کتب سماوی میں تھے وہ سب
قرآن میں ہیں اور جو کچھ قرآن میں ہے
وہ سب سورہ فاتحہ میں ہے اور جو کچھ
سورہ فاتحہ میں ہے وہ سب بسم اللہ
میں ہے اور جو کچھ بسم اللہ میں ہے وہ سب
بائے بسم اللہ میں ہے۔ اور جو کچھ بائے بسم اللہ
میں ہے وہ اوس نقطہ میں ہے جو با کے
نیچے ہے کہا امام علیؑ نے کہ میں وہی نقطہ ہوں
جو با کے نیچے ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ علم ایک نقطہ
ہے جسکو بڑھا دیا جاہلوں نے اور الف وحدہ
جسکو پہچانا راسخون نے۔ حدیث یہ بھی فرماتے
تھے کہ مجھ سے پوچھو اسرار غیب کے کہ میں وارث
علم انبیاء و مرسلین ہوں کہا ابن عباس نے
کہ حضرت علیؑ کو دس حصوں میں سے نو حصہ
ملا۔ اور دسویں حصہ میں بھی سب سے زیادہ
عالم تھے (یعنی اگر علم کا حصہ کیا جائے تو نو حصہ
تنہا خاص حضرت علیؑ کا ہے۔ اور ایک حصہ میں
تمام دنیا کے لوگ شریک ہیں۔ اوسمیں بھی
حضرت علیؑ سب سے زیادہ عالم ہیں)
ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے
ایک شب کو کہ شب ماہ تھی ہمارا ہاتھ پکڑا بعد عشا
اور بقیع کی طرف نکلے اور کہا کہ پڑھو

عنده علم القرآن الناطق اخرج ابن
المغازلی بسنده عن ابی الصباح عن
ابن عباس رضی الله عنهما قال قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم لما
صرت بین یدی ربی کلمنی وناجانی
فما علمت شیئا الا علمته علیا فهو
باب علمی موفق بن احمد بسنده عن
سلیمان الاعمش عن ابیه عن علی
قال والله ما نزلت آیة الا وقد علمت
فیما نزلت واین نزلت وعلی من انزلت
وان ربی وهب لی لسانا ناطقا وقلبا
عقولا موفق احمد بسنده عن ابی الطفیل
قال قال علی بن ابیطالب رضی الله عنه
سلونی عن کتاب الله فانه لیس من
آیة الا وقد عرفت بلیل نزلت ام
بنهار ام فی سهل ام فی جبل الحموینی بسنده
عن شقیق عن ابن مسعود قال
نزل القرآن علی سبعة احرف له ظهر
وبطن وان عنده علی علیه السلام علم
القرآن ظاهره وباطنه وعن الکلبی قال
ابن عباس علم النبی صلی الله علیه وسلم
من علم الله وعلم علی من علم النبی صلی
الله علیه وسلم وعلمی من علم علی و

ہمنے بسم اللہ شروع کیا تو صبح تک حضرت علی
حرف با کے اسرار بتاتے رہے۔
اور مناقب میں ہے کہ جب اہل شام نے چاہا
کہ قرآن کو حکم قرار دیں تو حضرت نے فرمایا
ہم ہیں قرآن ناطق۔ ابن مغازلی نے
روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جب
شب معراج خدا نے مجھسے کلام کیا تو جو کچھ
خدا نے مجھے تعلیم دیا تھا سب میں نے علی کو
تعلیم کر دیا تو وہ باب ہیں ہمارے علم کے۔
موفق بن احمد نے بسند اپنے سلیمان اعمش سے
روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت علی نے
نے قسم خدا کی جو آیہ نازل ہوا اوسکو میں
جانتا ہوں کس بارے میں۔ کہاں کسپر نازل
نازل ہوا۔ خدا نے ہمکو لسان گویا اور قلب
عقول عنایت کیا ہے۔
موفق بن احمد روایت کرتے ہیں کہ حضرت
علی نے فرمایا سوال کرو مجھسے کتاب اللہ
سے کہ اسکی کوئی آیت ایسی نہیں ہے
جسکو میں نہ جانتا ہوں کہ دنکو نازل ہوئی
یا رات کو پہاڑ پر نازل ہوئی یا زمین
ہموار پر۔
حموینی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے
کہ قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا اور سکے لئے

ما علی و علم الصحابۃ فی علم علی الا کقطرۃ فی سبعۃ ابحر ابن المغازلی و موفق الخوارزمی اخرجا بسندیہما عن علقمہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسئل عن علم علی فقال قسمت الحکمۃ عشرۃ اجزاء فاعطی علی تسعۃ اجزاء والناس جزأ واحدا وھو اعلم بالعشر الباقی ایضاً اخرجہ موفق بن احمد عن ابن مسعود موفق بن احمد بسندہ عن سلمان رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اعلم امتی علی محمد بن علی الحکیم الترمذی فی شرح الرسالۃ الموسومۃ بالفتح المبین قال ابن عباس رضی اللہ عنہما ہو امام المفسرین العلم عشرۃ اجزاء لعلی تسعۃ اجزاء وللناس عشر الباقی وھو اعلمھم بہ وقال ایضاً یشرح لنا علی رضی اللہ عنہ نقطۃ الباء من بسم اللہ الرحمن الرحیم لیلۃ فما فلق عمود الصبح وھو بعد لم یفرغ فرایت نفسی فی جنبہ کالفوارۃ فی جنب البحر المثعنجر وقال علی کرم اللہ وجہہ لو ثنیت لی الوسادۃ فجلست علیہا لحکمت

ظاہر بھی ہے اور باطن بھی اور حضرت علی کے پاس علم قرآن ظاہر و باطن سب ہے۔ ثعلبی نے روایت کی ہے ابن عباس سے کہ رسول اللہ کا علم خدا سے ہے اور حضرت علی کا علم رسول اللہ سے اور میرا علم حضرت علی سے ہے۔ اور ہمارا علم اور سارے صحابہ کا علم بمقابلہ حضرت علی مثل قطرہ کے ہے سات دریا کے مقابل میں۔

ابن مغازلی و موفق خوارزمی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا حکمت کی تقسیم دس حصوں پر ہے جس میں سے نو حصہ علی کا ہے اور باقی ایک حصہ میں سب شریک ہیں۔ مگر علی اوس میں بھی سب سے اعلم ہیں۔

موفق بن احمد نے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا تمامی امت سے اعلم علی ہیں۔ محمد بن علی حکیم ترمذی نے شرح رسالہ فتح مبین میں روایت کی ہے ابن عباس سے کہ علم کے دس حصہ سے نو حصہ علی کو ملا ہے اور ایک حصہ میں سب شریک ہیں مگر علی اوس میں بھی سب سے زیادہ عالم ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی نے نقطہ بائے بسم اللہ کی شرح بیان کرنی شروع کی طلوع صبح تک

لاهل التوراة بتوراتهم ولاهل الانجیل
بانجیلهم ولاهل القرآن بقرآنهم ولهذا کان
الصحابة رضی الله عنهم یرجعون الیه فی
احکام الکتاب ویاخذون عنه الفتاوی
کما قال عمر بن الخطاب فی عدة مواطن
لولا علی لهلک عمر وقال صلی الله علیه وسلم
اعلم امتی علی بن ابی طالب انتهی وفی شرح
الکبریت الاحمر قال علی رضی الله عنه
لو کسرت لی الوسادة وجلست علیها لقضیت
بین اهل التوراة بتوراتهم وبین اهل
الانجیل بانجیلهم وبین اهل القرآن بقرآن
هم فانهم الحدیث فلینظر الی جامعیته
بعلم خاتم الرسل وبعلوم شرائع الانبیاء
السابقین ولیست له هذه الجامعیة
بمطالعة کتبهم بل جامعیته من الوراثة
والعلم اللدنی والالهامات الالهیة و
هذه المرتبة للانسان الکامل وهو
آخر تنزلات الانسیة ویقال لها الحضرات
عند الصوفیه ... ان الکامل جامع
جمیع المظاهر الالهیة وهو نبینا صلی الله
علیه وسلم وعلی آله ... اخرج موفق
بن احمد الخوارزمی بسنده عن ابی
الصباح عن ابن عباس قال قال

حالانکہ ابھی آپکا بیان تمام نہیں ہوا تھا —
جسنے اپنی نفس کو انکے مقابلہ مین ایک قطرہ
پایا بمقابلہ سمندر اور حضرت علی کہتے تھے
کہ اگر فرش میرے لئے بچھایا جاوے اور مسند پر مین
بیٹھون تو اہل توراۃ کیلئے مطابق توراۃ
اور اہل انجیل کیلئے مطابق انجیل اور اہل
قرآن کیلئے مطابق قرآن فیصلہ کرون -
اسی لئے تمامی صحابہ حضرت کی طرف رجوع
کرتے تھے احکام کتاب مین اور آپسے فتوے
حاصل کرتے جیسا کہ عمر بن الخطاب نے چند موقع
پر کہا لولا علی لهلک عمر اور فرمایا رسول
اللہ نے اعلم امتی علی ابن ابیطالب
شرح کبریت احمر مین ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا اگر
میرے لئے فرش بچھا دیا جاوے اور مسند پر بیٹھ کر
مین حکم قضا جاری کرون تو اہل توراۃ کیلئے
مطابق توراۃ اور اہل انجیل کیلئے موافق
انجیل اور اہل قرآن کیلئے مطابق قرآن فیصلہ
کرون شارح کہتا ہے غور کرنا چاہئے جامعیت
علم حضرت مین کہ علوم خاتم الرسل اور علوم
شرائع سابقہ کے آپ کسقدر جامع تھے کیونکہ
یہ جامعیت مطالعہ کتب سے نہین حاصل ہوئی
تھی - بلکہ بوجہ وراثت اور علم لدنی اور
الہامات الہیہ سے یہ علوم حاصل تھے -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی
جبرئیل بدرنوك من الجنة فجلست عليه
فلما صرت بين يدي ربي كلمني وناجاني
فما علمت شيئاً الا علمته علياً فهو باب علمي
ثم دعاه اليه فقال يا علي سلمك سلمي
وحربك حربي وانت العلم فيما بيني وبين
امتي وفي المناقب سئل علي كرم الله وجهه
ان عيسى بن مريم كان يحيي الموتى و
سليمان بن داود كان يفهم منطق
الطير هل لكم هذه المنزلة قال ان
سليمان بن داود عليهما السلام غضب
الهدهد لفقده لانه يعرف الماء و
يدل على الماء ولا يعرف سليمان الماء
تحت الهواء مع ان الريح والنمل والانس
والجن والشياطين والمردة كانوا له
طائعين وان الله يقول في كتابه ولو
ان قرآنا سيرت به الجبال او قطعت
به الارض او كلم به الموتى ويقول
تعالى وما من غائبة في السماء والارض
الا في كتاب مبين ويقول تعالى ثم
اورثنا الكتاب الذين اصطفينا من
عبادنا فنحن الذين ورثنا هذا القرآن
الذي فيه ما تسير به الجبال وقطعت

یہ مرتبہ انسان کامل ہے اور یہ آخر تنزلات
خمسہ ہے جسکو صوفیہ حضرات خمسہ کہتے ہین
اور انسان کامل جو جامع جمیع مظاہر الہیہ ہے
وہ رسول اللہ صلعم ہین اور آپکے وارث
موفق بن احمد نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسو
اللہ صلعم نے جب مین مناجات خدا سے فارغ ہوا
تو جو کچھ مجھے علم حاصل ہوا وہ سب مینے علی
کو تعلیم کر دیا لہذا وہ ہمارے علوم کے دروازہ
ہین پھر فرمایا اے علی جو تمھارا موافق ہے وہ
ہمارے موافق ہے اور جو تمھارا دشمن ہے وہ
ہمارا ہے تم علم ہو درمیان میرے اور میری امت
کے۔

مناقب مین ہے کہ ایک شخص نے سوال کیا حضرت
علی سے کہ حضرت عیسی زندہ کرتے تھے مردہ کو
اور حضرت سلیمان منطق الطیر سے واقف تھے
آپکو کیا بھی یہ منزلہ حاصل ہے حضرت نے
فرمایا جناب سلیمان نے غضب کیا ہدہد پر کیونکہ
وہ پانی کو جانتا تھا اور اوسکی راہ دکھاتا تھا
حضرت سلیمان اوسکو نہ جانتے تھے کہ پانی ہوا
کے نیچے ہے حالانکہ ہوا چیونٹی۔ انس جن
شیاطین مردہ اونکے تابع تھے اور خدا فرماتا
ہے کہ اگر قرآن ایسا ہوتا کہ پہاڑ چلنے لگتے۔
زمین پھٹ پڑتی۔ مردے کلام کرنے لگتے

به البلدان ويحيى به الموتى ونعرف
به الماء وأورثنا هذا الكتاب فيه
تبيان كل شيء الترمذي والحمويني
بسندهما عن سويد بن غفلة الصنابحي
عن علي رضي الله عنه قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم انا دار الحكمة
وعلي بابها وفي الباب عن ابن عباس

ہے تو بھی قرآن ایسا ہوتا) اور خدا فرماتا ہے کہ نہیں
جو آسمان میں کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے مگر وہ
کتاب مبین میں ہے۔ پھر فرماتا ہے وارث کیا
ہمنے کتاب کا اپنے بندون سے۔ پس ہم ہی تو
ہین وہ۔ جو وارث کئے گئے اس قرآن کے
جسمین وہ باتین کہ اون سے پہاڑ چلے ملکین
اور بلدان قطع ہون اور مردے زندہ
ہون۔ اسکی وجہ سے ہم پانی کو جانتے ہین اور ہم وارث کئے گئے اس کتاب کے جسمین تبیان ہر شی ہے
ترمذی وحموینی نے بسند خود رسول اللہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا انا دار الحکمۃ وعلی
بابہا ہم حکمت کے گھر ہین اور علیؑ اوسکے دروازہ"

ہماری غرض یہان اون احادیث کے جمع کرنیکی نہین ہے جو آنحضرتؐ کے علوم کے بارے مین وارد ہین
کیونکہ علاوہ بران کہ خلاف مقصود ہے محال بھی ہے۔ بلکہ چونکہ روایات اصول کافی سے ائمہ
اطہار علیہم السلام کا علم دکھایا گیا تھا جس سے خوش فہم مخاطب نے یہ نتیجہ نکالنا چاہا ہے کہ قرآن
ناقص ہے اسلئے ان احادیث کی تصدیق کتب احادیث اہلسنت سے دکھائی گئی کہ خود اہلسنت
کے یہان بھی یہ روایتین صحیح ومعتبر مانی گئی ہین۔ تو اگر ان روایتون سے نقصان قرآن کا
نتیجہ نکل سکتا ہے تو خود اہلسنت اوسکے ذمہ دار ہین۔

اب خود مخاطب کی تحریر ملاحظہ ہو جو ترجمہ اسد الغابہ جلد ہفتم مین لکھتے ہین ص۲۸
علی بن مسہر نے اعمش سے انہون نے عمرو بن مرہ سے انہون نے ابو البختری سے انہون نے حضرت
علی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن بھیجا مین نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ مجھے بھیجتے ہین اور لوگ مجھ سے مقدمات کا فیصلہ کرائین گے
حالانکہ مجھے اسکا کچھ علم نہین ہے حضرت نے فرمایا قریب آؤ مین قریب گیا پس آپنے اپنا ہاتھ میرے
سینہ پر پھیرا بعد اسکے فرمایا کہ اے اللہ ان کی زبان کو ثابت رکھ اور ان کے قلب
کو رہنمائی کر جس نے دانہ شگافتہ کیا اور جان پیدا کی اسکے بعد مجھے کسی مقدمہ کے فیصلہ کرنے
مین شک نہین ہوا

## اصلاح

وہ ماہانہ رسالہ جو تیرہ برس سے فرقہ حقہ شیعہ کی حمایت و نصرت میں جان لڑا رہا ہے جبکہ کوئی اخبار و رسالہ اس فرقے کا نہ تھا اسنے قوم کی اصلاح اور مخالفین کے دفعیہ کا بیڑا اٹھایا۔ اور قوم نے اپنے کل اغراض ملکی و مالی کا اسکو سرپرست و نگران مان لیا۔

اس دفتر اصلاح نے آجتک جسقدر کتابیں علم کلام میں شائع کیں اور جسقدر مخالفوں کا جواب دیا قوم میں مشہور ہے۔ دو سال سے تنقید بخاری کا سلسلہ جاری ہے۔ اہلسنت کے اصح الکتب بعد کتاب الباری صحیح البخاری کی شرح اس خوبی سے کیجاتی ہے کہ صحیح اور اتفاقی روایتیں الگ کیجاتی ہیں اور وضعی و غلط روایتیں الگ باوجود ان خوبیوں کے قیمت صرف دو روپیہ سالانہ۔

### تنقید بخاری

پہلا حصہ اصلاح جلد سے شروع ہوا اور نمبر ا جلد میں ختم ہوا بوجہ کثرت شوق شائقین دوبارہ یہ حصہ اول چھپوایا گیا جسمیں صحیح بخاری کے [illegible] کی کل تبویب پر تفصیلی مگر مختصر نظر کیگئی ہے جسکے ملاحظہ سے قدرت خدا یاد آتی ہے قیمت صرف چھ آنہ ۶/

### الشمس

الشمس نے اہلسنت کے [illegible] اسرار کھولے ہیں جو آج تیرہ سو برس میں نہ کھلے تھے اگر تمام عالم کے اہلسنت جمع ہوں تبھی کوئی جواب صحیح معقول نہیں دے سکتے قیمت جلد اول عہ جلد ثانی عہ

## نہج البلاغہ

اس کتاب مستطاب سے کون ناواقف ہوگا کہ جناب امیر المومنین مظہر العجائب و الغرائب اسد اللہ الغالب علی بن ابیطالب علیہ السلام کے خطبے اور خطوط اور مختلف حدیثیں جنپر مسلمانوں کے دین و دنیا کی ترقیوں کا مدار و مدار ہے جناب سید رضی علیہ الرحمہ نے اسمیں جمع کی تھیں قدیم زمانے سے متعدد شرحیں اسکی عربی فارسی میں لکھی گئیں مگر اردو میں یہ کتاب کمیاب بلکہ نایاب تھی جناب فخر الحکما مد ظلہ نے اسکا محاورہ ترجمہ کیا ہے اور مبسوط شرح فرمائی ہے مگر چونکہ کتاب بہت ضخیم تھی اسلئے یہ انتظام کیا گیا کہ ہر سال اسکے ۲۰ جزو ۲۲×۲۹ تقطیع پر شائع ہوں لہذا چندہ سالانہ مقرر کیا گیا ہے۔ [illegible] پوری کتاب کی قیمت درجہ اول [illegible] درجہ دوم [illegible]

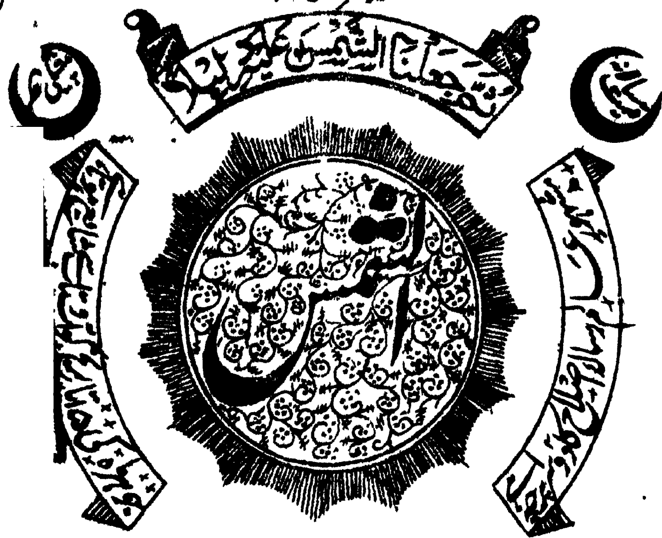
### رسالہ وضو

جسنے دنیا کو سنوا دیا کہ اسلام میں [illegible] حق شیعہ مذہب کا وضو اور نماز اور اعمال مطابق کتاب و سنت ہے چالیس حدیثوں سے زیادہ کتب معتمدہ اہلسنت سے لکھی گئی ہیں کہ یہی وضو حضرت رسول اللہ کا ہے جو شیعوں میں جاری ہے قیمت [illegible]

### مناظرۂ امجدیہ

حصہ اول جسمیں قرآن و احادیث رسول اللہ و جناب امیر المومنین اور اقوال عائشہ صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و علمای اہلسنت بالخصوص معاویہ بن ابی سفیان [illegible] تا بعد لعنت تمام مذکور ہے آجتک اس مسئلہ میں ایسی کوئی کتاب نہ لکھی گئی تھی۔ قیمت صرف فی جلد [illegible]

سید نظیر حسن [illegible] پرنٹر




| نمبر ۱ | مقاصد و قواعد پرچہ ہذا | جلد ۶ |
| --- | --- | --- |

(۱) کتب علم کلام مذہب شیعہ جو چھپے ہوئے ہیں انکا مفصل جواب خصوصاً ان اخبار کا جواب جو لکھنؤ سے محض شیعوں کی مخالفت میں شایع ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ عوام الناس کو مغالطہ دینے کے لئے کتاب مستطاب استقصا پر حملہ کرے جو محال ہے

(۲) بعد ازاں اسکے ان مختصر رسائل کا جواب جو مخالفین کیطرف سے بغرض تشنیع مذہب حقہ شیعہ شایع ہوئے خصوصاً آیات بینات۔ ہدایۃ ... منہاج السنۃ ابن تیمیہ در زبان عربی۔

(۳) حجم اس رسالہ کا کم از کم ۳۲ صفحہ ہوگا۔ مگر قوم کی توجہ سے عنقریب بڑھا دیا جائے گا۔

(۴) ۵ خریدار دینے پر صرف الشمس اور ۱۰ خریدار دینے پر اصلاح و الشمس دونوں مفت بطور کمیشن ملیں گے۔

(۵) قیمت پیشگی سالانہ مع محصول ڈاک ۲؎

(۶) مراسلات میں نمبر چٹ لکھنا ضروری ہے ورنہ تعمیل محال

(۷) سابق مقام چھوڑتے وقت فوراً دفتر کو مطلع کرنا ہوگا ورنہ عدم وصولی پرچہ کی شکایت معاف

(۸) درصورت عدم وصول پرچہ تاریخ اشاعت سے ایک ہفتہ تک مفت ملیگا اسکے بعد ہر کا ٹکٹ آنا چاہئے

(۹) جملہ مراسلات اڈیٹر کے نام ہونا چاہئیں۔

نوٹ (۱) اہل ... الشمس بلحاظ اپنے مقصد ... علم کلام میں بحث کرنے والے علمای متقدمین کی طرح علمای ... مفصل یا مختصر تحریر فرمائیں گے جناب ... کی تحریر شکریہ کیساتھ شایع ہوگی (۲) چونکہ اس رسالہ میں خاص علم کلام سے بحث ہوگی لہذا ... خاص ضرورت ہے جو شخص اس ذریعہ سے مدد کریگا اسکا خصوصی شکریہ ادا کیا جائیگا۔

مرکز اشاعت ... اصلاح کھجوا ...

ایڈیٹر

سید محمد حیدر

| | |
|---|---|
| (۳۰) جناب میر مصطفےٰ حسین صاحب تحصیلدار علاقہ جناب نواب فخر الملک بہادر | ۶ |
| (۳۱) [illegible] جناب سید آل عمران صاحب رئیس | عم |
| (۳۲) ۶۱ جناب مولوی سید فیض حسین صاحب مولف تنبیہ المخالفین | ۶ |
| (۳۳) ۶۲ جناب خواجہ میر نواب حسین صاحب وکیل | ۶ |
| (۳۴) ۵۲ جناب سید فصیح احمد صاحب رئیس | ۶ |
| (۳۵) [illegible] جناب ملک دوست محمد خانصاحب نمبردار | ۶ |
| (۳۶) [illegible] جناب شاہزادہ مرزا احمد سلطان صاحب خاوربہادر گرگانی مصطفوی محافظ دفتر | ۶ |
| (۳۷) [illegible] جناب سید محمد علی حسین صاحب | ۶ |
| (۳۸) ۷۹۵ جناب مولوی شیخ احمد علیصاحب پٹواری | عم |
| (۳۹) ۷۹۶ جناب ڈاکٹر سید مہدی حسن صاحب اسسٹنٹ سرجن | ۶ |
| (۴۰) ۷۹۹ جناب حاجی آقا سید الطاف حسین خانصاحب زرگر | ۶ |
| (۴۱) ۸۰۶ جناب اعجاز حسین صاحب ہیڈ کلرک دفتر ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس | ۶ |
| (۴۲) ۸۱۵ جناب سید محمد یحییٰ حسن صاحب | ۶ |
| (۴۳) [illegible] جناب منشی تصدق حسین صاحب کلرک ڈاکخانہ | عم |
| (۴۴) [illegible] جناب سید جعفر حسین صاحب رئیس | ۶ |
| (۴۵) [illegible] جناب حاجی سید مظاہر حسین صاحب تاجر | عم |
| (۴۶) [illegible] جناب منشی سید شمشیر حسین صاحب ٹھیکہ دار | عم |
| (۴۷) [illegible] جناب سید مہدی رضا صاحب طالب العلم | عم |
| (۴۸) [illegible] جناب منشی نور الحسن صاحب کاپی نویس | عم |
| (۴۹) [illegible] جناب سید سلطان شاہ صاحب و شیخ حسین بخش صاحب | عم |
| (۵۰) [illegible] جناب سید غلام عباس صاحب وٹرنری اسسٹنٹ ضلعدار محکمہ اسپان | ۶ |
| (۵۱) [illegible] جناب سید خادم علیشاہ صاحب بی اے پلیڈر ایل ایل بی | ۶ |
| (۵۲) [illegible] جناب سید نثار حسین صاحب سوپروائزر محکمہ لوکل فنڈ | ۶ |
| (۵۳) [illegible] جناب مولوی صفدر علیصاحب پیشنار ز اصغر آباد | ۶ |
| (۵۴) [illegible] جناب منشی نثار حسین خانصاحب دہلی | ۶ |
| (۵۵) [illegible] جناب نواب سید محمد عابد خانصاحب بہادر | ۶ |
| (۵۶) [illegible] جناب چودھری غلام احمد صاحب راجپوت | ۶ |
| (۵۷) [illegible] جناب مرزا رمضان علی صاحب شیدا | ۶ |

(نوٹ) اگر اس رسید میں کسی قسم کی غلطی ہو تو مطلع فرمائیں۔

(۲) باقی حضرات سے امید توجہ ہے کہ بذریعہ منی آڈر امداد فرمائیں۔

(۳) ورنہ سب کے نام بلا استثناء رجب المرجب تک بذریعہ ویلیو چار صادر ہوگا۔

(۴) امید کہ دفتر الشمس کا زیادہ خسارہ آپ گوارا نہ فرمائینگے۔

(۵) منی آڈر حسب ذیل پتہ سے روانہ ہو۔

(منیجر اصلاح کھجوہ ڈاکخانہ بازار بندی ضلع سارن)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# الشمس


نمبر ۳ | بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ | جلد ۶


## عرض ضروری

(۱) چونکہ امسال الشمس جلد ۶ چھ مہینہ گذرنے پر بھی صرف ۳ ہی نمبر اسوقت تک شایع ہوا اسلئے خلاف مروت معلوم ہوا کہ اپنا مطالبہ اس تعجیل سے وصول کرین لہذا ۳ بلا ویلو حاضر ہے۔

(۲) یہ بات طے کر دی گئی ہے کہ کشف الظلمات و رد الملاحدہ کا سلسلہ جو ۴ جلد ۵ الشمس سے متروک ہے وہ ازسر نو جاری کیا جائے اور حجم رسالہ بجائے ۳۲ صفحہ ۴۰ لغایت ۴۸ قرار دیا جائے اور چندہ بجائے ۱؎ سالانہ ۱؎ لیا جائے۔

(۳) لہذا ۴ سب کے نام ۱؎ کا ویلو جائیگا جن حضرات کو نا منظور ہو وہ مطلع فرمائین اور جنکو بالکل انکار ہو وہ ۴ و ۵ بھی واپس کرین کہ جلد ناقص نہ رہے۔

(۴) جن حضرات کا چندہ ۱۳۲۹ھ مین وصول ہوا ونکی رسید پشت صفحہ ٹائیٹل پر درج ہے اگر کسی قسم کی غلطی ہو تو مطلع فرمائین کہ درست کیا جاے۔

(۵) ۵ انشاء اللہ یکم رجب تک سب کے پاس ویلو پہونچیگا۔

**اڈیٹر اہلحدیث کی نسبت علما کا فتوی**۔ چونکہ اس جلد مین اڈیٹر اہلحدیث و مسلمان سے بھی تخاطب ہے لہذا ناظرین کی مزید اطمینان کیلئے وہ فتوی درج کیا جاتا ہے جو حال مین علما اہلحدیث امرتسر نے شایع کیا ہے۔

سوال۔ علماء اہلحدیث کیا فرماتے ہین کہ جو کچھہ کاروائی مولوی ثناء اللہ کرتا ہے یا کرے اس کاروائی مین علما اہلحدیث شامل ہین یا نہین یعنی مباحثات و جلسات وغیرہ۔

**جواب**۔ علما اہلحدیث اس کی کاروائی مین شامل نہین کوئی شخص اسکی کارروائیون کو اہلحدیث کی کارروائی نہ سمجھے بلکہ اہلحدیث اس سے بری ہین اور جو آج ایک اشتہار میرے نام کا مشتہر کیا گیا ہے وہ چند تنہا پرانا اشتہار ہے مولوی ثناء اللہ نے اپنے سب اقرارونکا خلاف کیا ہے۔ اور ان اقرارونپر قائم نہین ہے لہذا وہ قابل اعتبار نہین۔ ابو عبید احمد اللہ عفی عنہ ۲۵ جمادی الثانی۔

میرے نام کو باوجود میرے انکار کے پروگرام مین فقط اسواسطے درج کیا کہ عوام الناس پھنس جاوین معتبر اشخاص کی شہادت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے جناب مولوی احمد اللہ صاحب کی مسجد مین مجلس عام مین اپنی غلطیونکا اقرار کیا لہذا اونکے ساتھ صلح ہوئی بعد صلح کے اخبار اہلحدیث مورخہ ۲ صفر ۱۳۴۰ھ مین لکھدیا کہ مینے نہ سلف کی مخالفت کی ہے نہ کرونگا معلوم ہوا کہ اب تک اسے رجوع نہین کیا لہذا علماء اہلحدیث امرتسر اوسکی کارروائیون سے بیزار ہین اور مجیب کا جواب صحیح اور درست ہے عبدالجبار غزنوی عفی عنہ

چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی غلطیونسے رجوع نہین کیا لہذا نہ وہ اہلحدیث ہے اور نہ اوسکی انجمن انجمن اہلحدیث ہے اور مولانا مولوی احمد اللہ صاحب کا جواب صحیح ہے

راقم حکیم ابوتراب محمد عبدالحق

الجواب حق ۔ عبدالحق غزنوی

ہذا الجواب صحیح ۔ خلیفہ عبدالرحمن ۔ عفی عنہ

مولوی صاحب میرا تو پہلے ہی انکار تھا ۔ مسکین غلام علی مسجد باغ غونی

مولوی ثناء اللہ بلاشک اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہے انکی تفسیر کافی دلیل ہے انکے خارج ہونے پر ۔ عبدالاول السلفی غفراللہ لہ

یہ جواب صحیح ہے ۔ افسوس مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اغلاط سے رجوع نہین کیا ۔ عبدالحی سیالکوٹی عفی عنہ

الجواب صحیح ۔ محمد علی واعظ ۔

یہ جواب صحیح ہے ۔ افسوس مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اغلاط اعتقادیہ سے رجوع نہین کیا پس علماء اسلام نے دلائل کے ساتھ ثابت کردیا کہ اسکی کارروائیاں اہلحدیث کے برخلاف ہیں ۔ اور حضرت مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی کا نام پروگرام جلسہ مین انکی اجازت کے بغیر لکھدیا ۔ عبدالحق سیالکوٹی

مسافر دوز ماں ۔ چونکہ تقدیس القرآن مین تفصیلوار دکھایا گیا ہے کہ مسلمان جو مسافر کا جواب دیتا ہے تو نہایت بے ترکیبی سے ۔ ہم بعد اسکے اوس کی عبارتین یہان دکھاتے ہین تاکہ معلوم ہو کہ یہ جواب اسلام کو ذلیل کرنیوالا ہے یا کیا ؟ ۔ مسافر ملاحظہ ۱۲ مئی میان جی نے ہمارے مسافر کے جواب کا ایسا عجیب و غریب ڈھنگ نکالا ہے کہ بس ۔ شاید وہ طریقہ آپکے استاد نے آپ ہی کیلئے ریزرو کیا ہوا تھا ۔ آپ کیا کرتے ہین کہ دل تو نمبر کا نمبر ہی ہضم کر جاتے ہین ۔ اور رسید تک نہین دیتے دوئم یہ کہ میان جی لکھینگے تو دو چار سطر یہان سے لیکر چار سطر دوسری جگہ سے اور چلو جواب ہوگیا لیکن خیر ہم اسکو بھی غنیمت سمجھتے ہین لیکن لطف کی بات تو یہ بات ہے کہ آپ جواب تو لکھدینگے لیکن جب ادہر سے جواب الجواب پہونچ جائیگا تو آپ ایسی کروٹ بدلینگے جیسے آپ نے اس نمبر پر کچھ لکھا ہی نہ تھا ۔ اصلاح بھی چار پانچ برس سے یہی رو رہا ہے مگر کون سنتا ہے فغان درویش (اڈیٹر) اگر میان جی نے اسکے بعد بھی خاموشی ہی اختیار کرلی تو میان جی کو واضح رہے ہم بھی آپکے جوابات کیطرف پھر کبھی التفات نہ کرینگے آپ ابھی بلد دن چار یا روز یہی تیغ جنبی لکھا رہتے پھر ہے سطر ۵ کالم ۲

پھر لکھتے ہین اور ہان میان جی ذرا یہ تو بتلایئے کہ آپنے مسافر کا دوسرا باب تو شروع کردیا کیا پہلے باب کے سب اعتراضات کے جواب اپنے دیدیے تھے ابھی تو آپ ۵ نمبر ہی پیچھے ہیچ کے جو دو بیدرہ نمبر ونکو آپ کیون چھوڑ گئے کالم ۲

نے عبداللہ بن ابی سرح کو نکالکر قبضہ کیا جسکے بعد وہ فلسطین مین آکر سکونت پذیر ہوا اور ۳۶ھ یا ۵۷ھ مین واصل بجہنم ہوا ملاحظہ ہو تاریخ کامل صفحہ ۵۹ لغایت ۶۷

ہماری غرض یہان نہ مطاعن عثمان سے ہے نہ مطاعن ابن ابی سرح سے نہ خانہ جنگی کرنا منظور ہے بلکہ صرف یہ دکھانا ہے کہ اڈیٹر صاحب مسلمان کس جرأت سے آریون کے مقابلہ مین دروغگوئی سے کام لے رہے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ وہ لوگ تاریخ کے کیسے ماہر ہین جب اُنکی کذابیت کو ہربات مین ظاہر کرینگے تو اسلام کی فتح ہوگی یا شکست

انسان کو لازم ہے کہ کسی وقت مین گوئی اور راستگوئی سے علٰحدہ ہو کیونکہ دروغگوئی علامات نفاق سے ہے خدا فرماتا ہے واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون کہ خدا گواہی دیتا ہے کہ منافق لوگ کاذب ہوتے ہین پھر آپ اس دروغگوئی کے بعد منافق ہوے یا کیا محض اسلام کی خیرخواہی مین ہمنے ابن ابی سرح کے حالات کو اسطرح ظاہر کیا ہے تاکہ مسلمانو کو معلوم ہو کہ وہ کافر اور بددین تھا قبل قبول اسلام بھی اور بعد ارتداد بھی اور بعد قبول اسلام بھی جو باعث قتل عثمان ہوا اور وہ آگ لگائی جو قیامت تک بجھنے والی نہین ہے۔ پھر ایسے خائن کی تعریف مین اسقدر تعریف کا پل باندھنا کسدرجہ خلاف دیانت و راستی ہے۔

اڈیٹر صاحب کا یہ کہنا کہ اگر وہ اپنے بیان کو (کہ مین جو کہتا تھا حضور وہی لکھوا دیتے تھے) صحیح جانتا تو ایسے مذہب مین پھر کیون آتا اور کیون اسقدر نمایان خدمات انجام دیتا"

کسقدر حیرت انگیز ہے کیونکہ آریہ کیا یہ نہین کہسکتے کہ وہ سچے دلسے کب اسلام لایا وہ تو بخوف تلوار اسلام لایا اور نمایان خدمتین تو اوسکی یہ تھین جن سے اسلام تباہ ہوا۔ پھر اوسکی سابق روایت کا ابطال کہان ہوا۔

اڈیٹر صاحب اسی لئے ہمنے سمجھایا تھا کہ نہ اوسکی روایت سے انکار کیجئے نہ اوسکے اسلام کی فکر کیجئے بلکہ اوسکو اصلی حالت مین دکھائیے کہ بیشک اوس نے جعل سازی کی تھی جسپر وہ خارج الاسلام ہوا اور واجب القتل قرار پایا جس سے اور بھی قرآن کی حقیقت نمایان ہوئی۔

رہا اوسکا بیان کہ حضرت بھی اوسکی تصدیق فرماتے تو یہ ایسا غلط بیان ہے جسپر دلیل لانے کی بھی ضرورت نہین کیونکہ جب حضرت اوسکی تصدیق ہی کرتے تو پھر وہ مرتد واجب القتل کیون قرار پاتا کیونکہ جو کچھ جرم تھا یہی کہ وہ کتابت قرآن مین خیانت کرتا۔

اس سے زیادہ حیرت انگیز آخری فقرہ ہے کہ "تمھارا گواہ خود اپنی شہادت کو عداوت اور بغض پر مبنی اور ناقابل قبول جانتا تھا اسی لئے ہم بھی اوسکی اس شہادت کو تمھارے ہزبان کے ہم رنگ جانتے ہین اور تمھارے حق مین بھی دعا کرتے ہین کہ عبداللہ بن سعد کیطرح تمھارا بھی خاتمہ بالخیر ہو"

کیونکہ اوسکا جو بیان ہے اوسکے جو افعال مین خواہ قبل اسلام ہون یا بعد ارتداد یا بعد اسلام سب ہی از راہ بغض وعناد تھے۔ مگر خدا نہ کرے جو آپکی یہ دعا قبول ہو کہ مسافر کے نامنگار کا ویسا ہی خاتمہ بالخیر ہو کیونکہ عبداللہ بن سعد کے کارنامون سے تو آجتک مسلمان تباہ ہو رہے ہین اگر خدا نخواستہ یہ بھی ویسا ہی ہوا تو خدا ہی حافظ ہے اسلام کا۔

یہ مضمون جسکا جواب اڈیٹر مسلمان نے اپنے اخبار ۲۷ مین دیا ہے۔ مسافر ۲۵ مورخہ ۳۰ اکتوبر کے "قرآن مجید پر تنقید ۶" کے نصف صفحہ کا جواب ہے۔ ڈیڑھ صفحہ مسافر کا ہنوز باقی تھا کہ مسلمان بقیہ مضمون کو لاجواب چھوڑ کر آگے روانہ ہوئے اور ۲۸ و ۲۹ مین بھی ایک حرف نہ لکھا جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ کسقدر ان مین لیاقت علمی ہے یا کسقدر قرآن کی محبت کہ فضول مضامین بھر کر اوقات کو ضایع کیا اور ناحق مسلمانون کے مال کا خون کیا۔ حالانکہ اگر وہ چاہتے تو صرف اسی ایک نمبر مین پورا جواب دیسکتے تھے کیونکہ مسافر کا یہ اعتراض کل دو صفحہ مین ہے اور اخبار مسلمان ہر ۸ صفحہ کا ہوتا ہے۔ مگر اونکو تو خالی اپنی خریدار ونکو خوش کر دینا ہے کہ ہم مسافر کا جواب دیرہے ہین خواہ کچھ ہو یا نہ ہو۔

بہرحال مسلمان ۳۰ مین خریدارون کے تقاضے سے مجبور ہو کر پھر آپنے قلم پکڑا اور ایک مختصر تمہید کے بعد مسافر کی عبارت لکھتے ہین۔

**مسافر طلسم ٹوٹ گیا خلیفہ اسلام حضرت عمر کی شہادت**

لیکن ہم ابھی پر بس نہین کرنا چاہتے بلکہ اپنے بیان کے مزید ثبوت مین ایک ایسی زبردست شہادت پیش کرتے ہین اور جسکے مقابلہ پر کسی

بھی مسلمان کو چون وچرا کی گنجایش نہین رہیگی اور اس شہادت کے پیش ہوتے ہی اسلام کا طلسم ٹوٹ جائیگا اور وہ زبردست شہادت مسلمانون کے خلیفہ عمر کی شہادت ہے جنکی اطاعت حضرت محمدؐ کے بعد تمام مسلمانون پر بحیثیت صاحب امر ہونے کے لازمی ہے اور جن کے حکم سے کوئی بھی مسلمان سر نہین پھر اسکتا وہ خلیفہ عمر قرآن کے بارہ مین یون ارشاد فرماتے ہین که اخرج البخاری ومسلم عن ابن عباس ان عمر قام فحمد الله واثنی علیه ثم قال یا ایھا الناس لاتخدعن ایة الرجم فانھا انزلت فی کتاب الله وقرءناھا واھا ذھبت فی قران کثیر ذھب مع محمد۔ (ترجمہ) ازالۃ الخفا مین بخاری و مسلم (نام ہے کتب کا) کہ کھڑا ہوا عمر اور حمد وثنائی اوس نے اللہ کی پھر کہا اوس نے لوگون سے کہ البتہ پکڑو تم آیت رجم کو اسلئے کہ نازل ہوئی وہ کتاب اللہ مین اور تلاوت کی ہم نے اوس کی اور بتحقیق وہ جاتی رہی ساتھ قرآن کثیر کے جو گیا ساتھ محمدؐ کے۔

یعنی حضرت عمر صاف الفاظ مین اس جگہ لوگون کو تبلاتے ہین کہ قرآن کا زیادہ حصہ محمدؐ کے ساتھہی دنیا سے نیست ونابود ہوگیا۔ اور اس ہی حصہ مین آیت رجم بھی تھی جو ہمنے خود پڑھی ہے۔ پس اسلام کے خلیفہ دوم کے بیان کے مطابق بھی قرآن کا بڑا حصہ دنیا سے نیست ونابود ہوچکا ہے اور موجودہ قرآن اصل قرآن کا نصف سے بھی کم حصہ ہے ۳۰۔ اکتوبر

مسلمان۔ جھوٹ بولنا ہر ایک[1] مذہب مین برا ہے اسلام مین تو اس پر لعنت آئی ہے مگر پھر بھی جو لوگ اس فعل بد سے باز نہین آتے کون عقلمند کہہ سکتا ہے کہ وہ مذہب کے پابند ہین۔ مذہب کبھی اجازت نہین دیتا کہ کسی دوسرے پر ناجائز حملہ یا جھوٹا افترا کیا جائے سوامی دیانند نے بھی اسی اصول پر لکھا ہے کہ متکلم کے خلاف منشا کلام کے معنی اور تفسیر کرنا عقل کے دشمنون کا کام ہے کیونکہ ایسا کرنے مین بھی کذب بیانی لازم آتی ہے۔ مسافر کو پہلے تو یہ عادت بھی نہ تھی کہ کسی کتاب کا حوالہ دے مگر جب ادہر سے اس پر سخت مواخذات کئے گئے۔ اب اوسکو ذرہ ہوش آیا تو اوس نے ازالۃ الخفا کا نام لیا مگر صفحات کا پھر بھی نام ونشان ندارد تاہم ہمنے اوس کے تمام مواقع تلاش کئے ہین یہ عبارت منقولہ مسافر اوس مین نہ ملی آخر مجبور ہوکر ہمنے جوابی کارڈ دفتر مسافر مین لکھا تو بجا جواب دینے کے کارڈ بھی ہضم کر گئے جس کا

حساب اون کو اگلی جون مین دینا ہوگا۔ دو دفعہ مسلمان نے بھی تقاضا کیا تو صدا برنخواست بس اصل جواب تو اسی مین آگیا کہ یہ حوالہ ہی صحیح نہین۔ جبتک (۳) حوالہ نہ دکھاؤ گے جواب کے مستحق نہین ہوگے۔

یہ جواب تو اُس حصے کے متعلق ہے جو تم نے لکھا ہے:۔

"حضرت عمر صاف الفاظ مین اس جگہ لوگون کو تبلاتے ہین کہ قرآن کا زیادہ حصہ محمدؐ کے ساتھ ہی دنیا سے نیست ونابود ہو گیا"

جس کی مزید توضیح کے لئے ہم اتنا پھر کہے دیتے ہین لعنت اللہ علی الکاذبین جب یہ حوالہ کسی جگہ دکھاؤ گے تو اور جواب پاؤ گے سردست اتنا ہی بس اور کافی ہے آؤ اب ہم تمکو (۴) اوس عبارت کا جواب بھی سنائین جس سے تم نے استدلال نہین کیا مگر مسلمان پبلک اوس کی تشریح سننے کی مشتاق ہوا کرتی ہے وہ اس روایت کا اول حصہ ہے جس کو ہم بھی ازالۃ الخفا سے نقل کرتے ہین شکر ہے کہ اسکا جواب بھی ایک معنی سے اوسی روایت مین مذکور ہے ناظرین غور سے سنین:۔

عن ابن عباس سمعت عمر یقول الرجم فی کتاب اللہ حق علی من زنی من الرجال والنساء اذا احصن اذا قامت البینۃ اوکان الحبل او الاعتراف

(ترجمہ) ابن عباس کہتے ہین مین نے حضرت عمر سے سنا کہ کتاب اللہ مین رجم (زانی کو پتھراؤ) کرنیکا ایک روایت مین یون ہے:۔

ایاکم ان تھلکوا عن آیۃ الرجم ان یقول قائل انا لا نجد حدین فی کتاب اللہ فقد رجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجمنا لولا ان یقول الناس زاد عمر فی کتاب اللہ لکتبتھا فانا قد قرءناھا (ازالۃ الخفا صفحہ ۱۲۳ جلد ۲)

(ترجمہ) لوگو حکم رجم (زانی کو پتھراؤ) کرنے سے غفلت نہ کرنا اس خیال سے کہ کوئی کہنے والا لگے کہ ہم تو دو قسم کے حکم کتاب اللہ مین نہین پاتے (کیونکہ قرآن مجید مین زانی کو سو بید کا حکم ہے الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منھما مائۃ جلدۃ تو پتھراؤ بھی دو حدین ہون گی) حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (زانی کو) رجم کیا او

بھی کیا (یہ کہکر حضرت عمر فرماتے ہین) یہ خیال نہو کہ لوگ کہین گے عمر نے کتاب اللہ (قرآن) مین زیادتی کر دی تو مین اس آیت کو قرآن مجید مین لکھوا دون۔ ہمنے خود اس آیت کو پڑھا تھا"

(۵) اس روایت سے بہت سے لوگون کو شبہ پیدا ہوتا ہے اسلئے ہم چاہتے ہین کہ اپنی سمجھ کے مطابق اسکا مفصل جواب دین۔ حضرت عمر اور دیگر صحابہ کی اصطلاح مین کتاب اللہ دو معنی مین بولا جاتا تھا۔ ایک تو صرف قرآن مجید۔ دوم قرآن وحدیث۔ یعنے شریعت اللہ پہلی اصطلاح تو کوئی کلام نہین۔ ثبوت طلب دوسری ہے اس دوسری اصطلاح کا ماخذ حدیث بریرہ ہے جس کے الفاظ یہین ماکان من شرط لیس فی کتاب اللہ فھو باطل (کوئی شرط بھی ہو جو کتاب اللہ مین نہو وہ باطل ہے")

حالانکہ جس قصہ کی بابت حضور علیہ السلام نے فرمایا اسکا ذکر قرآن مجید مین نہین بلکہ حدیث مین فرمایا ہے چنانچہ اس ٹکڑہ حدیث کے ساتھ ہی یہ لفظ ہین۔ الولاء لمن اعتق ۔

یہی حکم تھا جس کے متعلق حضور نے فرمایا لیس فی کتاب اللہ (جو کتاب اللہ کے مخالف ہو) حالانکہ کتاب اللہ یعنی قرآن مجید کے مخالف نہ تھا بلکہ حدیث کے مخالف تھا تو معلوم ہوا کہ صحابہ بلکہ خود جناب رسالتمآب کے زمانہ مین بھی یہ محاورہ تھا کہ بعض اوقات کتاب اللہ سے شریعت اللہ (یعنی مجموعہ قرآن وحدیث) مراد لیتے تھے۔

اب سنئے حضرت عمر کی روایت کا مطلب آپ فرماتے ہین اگر لوگ یہ خیال نہ کرین کہ عمر نے قرآن مین زیادتی کر دی تو مین آیت رجم کو قرآن مین لکھوا دیتا اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ حضرت عمر اس آیت کو قرآنی آیت نہ سمجھتے تھے بلکہ آیت سے اون کی مراد حکم تھا اور یہ جو کہا کہ آیت رجم کتاب اللہ مین ہے اس سے مراد اون کی یہ تھی کہ رجم کا حکم شریعت اللہ مین یعنی حدیث مین ہے چنانچہ اس کے ثبوت مین وہ آپ فرماتے ہین رجم رسول اللہ ورجمنا یعنے آنحضرت نے خود رجم کیا۔

اس ساری تقریر کا ثبوت خود حضرت عمر کے اپنے کلام سے ملتا ہے جو حاکم کی روایت سے فتح الباری مین نقل ہے کہ

حضرت عمر کہتے ہیں جب یہ آیت رجم اتری تو میں نے حضور پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور میں اس کو لکھوں تو آنحضرت نے اسکو ناپسند فرمایا (فتح الباری پارہ ۲۰۔ باب الاعتراف بالزنا)

اس سے صاف ثابت ہے کہ یہ فقرہ رجم والا حضور پیغمبر خدا نے بطور تفسیر قرآن کے فرمایا ہوگا جس کو بعض صحابہ نے آیت سمجھکر پڑھا جن میں خود حضرت عمر بھی تھے مگر جب قرآن میں لکھنے کی اجازت نہ ملی مگر حکم بحال ہے کیونکہ وہ حدیثی تھا نہ قرآنی اس سے اوس کے پڑھنے کا جواب بھی آگیا جو حضرت عمر کہتے ہیں ہمنے اوس آیت رجم کو پڑھا تھا اور اس کے بحال رہنے کا جواب بھی ملگیا۔ اور حضرت عمر کے عذر کی وجہ بھی معلوم ہوگئی کہ لوگ اعتراض کرینگے کہ عمر نے قرآن میں زیادتی کر دی۔ کیونکہ حضرت عمر نے خود جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حکم (آیت) کو قرآن میں لکھنے کی کراہت معلوم ہوئی تھی۔

تنبیہ۔ اس ساری تقریر سے ایک بہت پرانے سوال کا جواب بھی ملتا ہے جو حضرت عمر کے قول پر ہوا کرتا ہے جو انہوں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے وقت کہا تھا، حسبنا کتاب اللہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ حضرت عمر نے اس میں صرف قرآن مجید پر کفایت کی ہے اور حدیث شریف کا ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ اسلام میں شریعت کے دو جزو (قرآن وحدیث) ہیں مگر یہ غلطی اون کی اپنی ہے کہ وہ اصطلاح صحابہ سے ناواقف ہیں زمانہ صحابہ میں کتاب اللہ شریعت کے دونوں جزوں (قرآن وحدیث) پر بولا جاتا تھا جیسا کہ ہمنے پہلے ذکر کیا۔

مختصر یہ کہ مسافر کا اعتراض جس روایت پر مبنی تھا وہ روایت ہی نہیں ملتی۔ اسلئے وہ اعتراض سر سے بے بنیاد ہے"

تقدیس القرآن۔ آریہ کا جواب تو یہ ہے کہ اس شہادت سے بھی آپکو کوئی فائدہ نہیں کیونکہ دعوے آپکا جو جلی قلم سے لکھا ہوا ہے" قرآن مجید پر تنقید۔ قرآن میں بارہ ہزار اختلاف" طلسم ٹوٹ گیا خلیفہ عمر کی شہادت قرآن کے خلاف" ہے لہذا جو ثبوت آپ دیکھینگے اوسکے اندر۔ پہلا ثبوت آپکا بیان عبداللہ بن ابی سرح تھا کہ قرآن میں ہم تحریف کرتے تھے وہ غائب

ہو چکا جس سے قرآن کی اور عظمت ثابت ہوئی نہ اختلاف

اس دوسری شہادت کا نتیجہ صرف اسقدر ہے کہ بقول عمر صاحب آیہ رجم قرآن میں تھا۔ اب نہیں ہے۔ یا بہت سا قرآن مجید محمدؐ کے ساتھ چلا گیا۔ اس سے بارہ ہزار اختلاف کیونکر ثابت ہوا۔ اور خلیفہ عمر کی شہادت قرآن کے خلاف" کیونکر ہوئی جسکا آپنے دعوی کیا تھا۔ کیا یہ جو تمام مشہور رہے کہ کل وید نہیں ملتے اس سے یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ وید میں اختلاف ہے؟ ہم آریوں کو خصوصاً اڈیٹر صاحب مسافر کو ایک فہمیدہ سنجیدہ شخص سمجھتے تھے مگر یہ نہ جانتے تھے کہ دعوی کرینگے اختلاف کا اور دلیل میں لائینگے یہ کہ قرآن کم ہو گیا جب مکرر ہم دیکھتے ہیں" پس اسلام کے خلیفہ دوم کے بیان مطابق بھی قرآن کا بڑا حصہ رہا ہے نہیں ... نابود ہو چکا ہے" تو اس سے یہ دعوی" قرآن میں بارہ ہزار اختلاف" کیونکر ثابت ہوا۔ اور نیز یہ دعوی "خلیفہ عمر کی شہادت خلاف قرآن" کہاں ثابت ہوا کیونکہ خلاف ... تو جب ہوتا کہ عمر صاحب کہتے یہ آیہ خدا کا نازل کیا ہوا نہیں ہے اور درج قرآن ہو گیا حالانکہ وہ تو کہہ رہے ہیں کہ قرآن کا بہت سا حصہ محمدؐ کے ساتھ چلا گیا۔

ہم دنیا کے تمام عقلا سے اپیل کرتے ہیں کہ براہ کرم بتائیں دعوی میں اور دلیل میں کسی طرح کا تطابق ہے جو کسی مسلمان کو جواب دینے کی ضرورت ہو۔

افسوس[۵] کہ اتنی سی بات جو بدیہی ہے مدعی اسلام کے قلم سے نہ نکلی اور اسلئے مسافر پر بگڑتے کہ (۱) جھوٹ بولنا ہر ایک مذہب میں برا ہے۔

بھلا ان سے کوئی پوچھے مسافر نے کونسی بات جھوٹ کہی جو آپکو یہ غصہ آرہا ہے۔

(۲) ہاں ہاں مسافر کا جھوٹ آپنے نکالا ہے" اب اوسکو ذرا ہوش آیا تو اوسنے ازالۃ الاوہام کا نام لیا مگر صفحات کا پھر بھی نام و نشان ندارد تاہم ہمنے اوسکے تمام مواقع تلاش کئے ۱۲ مگر کیا دنیا میں کوئی شخص ایسا ہے جو صرف اس قصور پر کسیکو جھوٹا کہے کہ اوسنے کتاب کے صفحہ کا نشان نہ دیا ہو کیونکہ صدق و کذب تو صفات خبر سے ہے۔ یہاں کونسی خبر ہے جو صادق یا کاذب کہی جائے اور اگر یہی اصول قرار پاوے تو آپ اکذب الکاذبین ہونگے

[۵] اس جواب میں مسلمان کی عبارت پر جو ہندسہ دیا گیا ہے اوسپر لحاظ کرتے جانے ۱۲ اڈیٹر

کیونکہ اسی نمبر اسی صفحہ۔ اسی کالم مین آپ ازالۃ الخفا کی عبارت نقل کرتے ہین عن ابن عباس سمعت اور صفحہ ندارد۔ پھر اسی نمبر کے صفحہ ۳ مین حدیث ماکان من شرط لیس فی کتاب اللہ فہو باطل لکھتے ہین کتاب کا نام اور صفحہ ندارد۔ پھر حدیث الولاء لمن اعتق لکھتے ہین نام کتاب اور صفحہ ندارد۔
تو اب بتائیے آپ اپنی ہی مقررہ اصول سے کاذب ہوئے یا نہین حالانکہ آپ انجمن صادقین کے ممبر بلکہ بانی ہین ہر فیس ممبری لیتے ہین۔
اب اپنا صریح کذب و افترا ملاحظہ کیجئے کہ یہان آپ ازالۃ الخفا کی نسبت لکھتے ہین "تاہم ہمنے اوسکے تمام مواقع تلاش کئے" جس سے معلوم ہوا کہ ازالۃ الخفا آپکے پاس موجود ہے آپنے اوسے دیکھا ہے۔ حالانکہ خود آپنے اخبار اہلحدیث مین اشتہار دیتے ہین۔
ازالۃ الخفا کی ضرورت کوئی قیمت پر دین یا قیمت پر دینے والے کے پتہ و نشان سے اطلاع بخشین تو موجب شکریہ ہے صفحہ ۹ مورخہ ۲۸ اپریل
بتائے یہ کذب صریح نہین ہے تو کیا ہے کہ کتاب کا وجود ندارد اور رکھنے کو لکھدیا کہ تمام مواقع تلاش کئے
اڈیٹر صاحب یہ کسقدر شرمناک امر ہے کہ دعوی ہے مولوی فاضل ہونے کا اور آپکو ازالۃ الخفا صفحہ دوسو بائیس سطر ۱۔۲۔۳ مقصد دوم مطبوعہ مطبع صدیقی بریلی مین یہ عبارت نہ ملی۔ تو بہتر ہے آپ کسی کمال سے آنکھ کا علاج کرائین۔
اسیلئے شاید آپکو اڈیٹر مسافر نے جواب نہ دیا ہوگا کہ جواب دینے سے نہین کام چلیگا علاج کی ضرورت ہے
اڈیٹر صاحب آپکو یاد ہوگا کہ اصلاح ۱۲ جلد ۱۲ مین خلافت جناب امیر کا ثبوت تاریخ کامل صفحہ ۲۲ جلد ۲ سے دیا گیا تھا کہ حضرت نے جسروز نبوت کا اعلان کیا ہے اوسی روز خلافت جناب امیر کا بھی اعلان کیا۔ تو آپنے اسیطرح انکار کیا اہلحدیث مورخہ ۱۱ مارچ مین لکھا۔
"تاریخ کامل کا حوالہ جو آپنے دیا ہے مہربانی کرکے یہ تو بتلا دین کہ اس کا نسخہ بھی تو کہین امام وقت کے پاس تو نہین جا ہو نچا ورنہ موجودہ کامل مین تو یہ حوالہ نہین ملتا براہ غایت عنایت عبارت بالفاظہا مع نشان صفحہ و جلد لفظون مین لکھئے بذریعہ خط بھی آپکی تصحیح کا تقاضا کیا گیا مگر جواب ندیا افسوس ایسی غلط گوئی صفحہ ۹ کالم ۱ سطرہ مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۰۸ء

دیکھیئے اس تحریر مین اور تحریر بمقابلہ لکھی ہے۔ دونوں مین کیا فرق ہے۔ چونکہ ازالۃ الخفا مشہور کتاب ہے جو شاہ ولی اللہ صاحب کی تصنیف سے لہذا یہ تو نہ لکھ سکے" اسکا نسخہ بھی تو کہین امام وقت کے پاس نہین جا پہونچا"

اور تاریخ کامل جسکا نام بھی شاید کبھی نہ سنا ہو اوسکے نسبت یہ لکھدیا کہ کہین امام غائب کے پاس تو اسکا نسخہ نہین جا پہونچا۔

اڈیٹر صاحب کی اس تحریر کا جواب اصلاح ۵ جلد ۱۲ مین نہایت تفصیل سے دیا گیا اور تاریخ کامل کی یہ عبارت دکھائی گئی ثم قال ان ھذا اخی ووصی وخلیفتی فیکم فاسمعوا واطیعوا ۲۲ جلد ۲ پھر تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۱۶ اور تفسیر طبری جلد ۱۹ صفحہ ۶۸ اور تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۶۶۳ اور تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۱۶ سے یہی عبارت دکھائی گئی مگر نہ اڈیٹر صاحب اسپر ایمان لائے نہ آجتک اسکا کوئی جواب دیا۔

(۳) بہر حال یہ جملہ معترضہ تھا۔ جسکی غرض صرف اسقدر ہے کہ آیندہ اڈیٹر صاحب کو تنبیہ ہو جائے کہ ایسی تقریر نہ کرین جس سے اسلام کی رہی سہی عزت اور بھی خاک مین ملجائے۔ کیونکہ آریہ جب ازالۃ الخفا کو لکر دکھائینگے تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا مصداق کون بنے گا اور جہالت کس کی ظاہر ہوگی کہ آپ اپنی مذہبی کتابون سے اسدرجہ بیخبر ہین۔

(۴) آپکو اس جواب کی تو ضرورت ہی نہ تھی جس سے آپکی اور بھی قلعی کھلیگی۔ کیونکہ جواب تو اسیقدر کافی تھا کہ دلیل سے بارہ ہزار کیا ایک بھی اختلاف نہین ثابت ہوتا ہے نہ عمر صاحب کی مخالفت۔ بلکہ کمال درجہ کی عظمت کہ وہ اس کمی پر افسوس کر رہے ہین تو مخالفت کس لفظ سے ظاہر ہوئی؟ اسکا بار ثبوت آریہ پر ہے۔

چونکہ اس آیۃ الرجم کی کامل بحث الشمس ۶ جلد ۳ صفحہ ۲۶ مین ہو چکی ہے لہذا زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین۔ مگر اڈیٹر صاحب کی تحقیق جدید کی قدر دانی ضروری ہے جو فرماتے ہین

(۵) اس روایت سے بہت سے لوگونکو شبہہ پیدا ہوتا ہے۔ اسلئے ہم چاہتے ہین کہ اپنی سمجھ کے مطابق اسکا مفصل جواب دین۔ تا بہ آخر

مگر افسوس اس جواب کے نتیجہ پر نہ غور کیا کہ قرآن جو فریقین بلکہ تمامی اہل اسلام کا مقبول

وسلیب، وہ ایسا مشکوک اور متزلزل ہو جاتا ہے کہ اوسکا وجود ہی نہین باقی رہتا۔ کیونکہ جب عہد رسول کی یہ حالت تھی کہ قرآن معین و مشخص نہ تھا کیونکہ صحابہ قرآن و حدیث سبکو کتاب اللہ کہتے تھے۔ تو پھر کتاب اللہ ایک شے غیر معین اور مبہم قرار پائی۔

آپکو خطابیہ یا عمر صاحب کی نسبت تو اختیار ہے جو چاہے کہ لیکن خدا و رسول کی نسبت تو اسکا لحاظ کیجئے انپر ایمان لانے والے صرف شیعہ ہین۔

دیکھیے جس حدیث کو آپ اسکا ماخذ قرار دیتے ہین اور فقرہ ماکان شرطا فی کتاب اللہ فھو باطل سے استدلال کرتے ہین کہ کتاب اللہ کا اطلاق صرف قرآن ہی پر نہین ہوتا تھا۔ بلکہ حدیث پر بھی، تو اوس حدیث کے نسبت اپنے حافظ ابن حجر عسقلانی کی تحقیقات سنئے

واختلف العلماء فی ذلك فمنهم من انكر الشرط فی الحديث فروى الخطابی فی المعالم بسنده الی یحیی بن اکثم انه انکر ذلك وعن الشافعی فی الام الاشارة الی تضعیف روایة هشام المصرحة بالاشتراط لکونه انفرد بها دون اصحاب ابیه وروایات غیره قابلة للتأویل ص۳۲۵ جلد ۲

یعنی علمانے اسمین اختلاف کیا ہے بعض تو شرط مذکور فی الحدیث سے انکار کرتے ہین جیسا کہ یحیی بن اکثم سے خطابی نے روایت کیا ہے کہ اوس نے انکار کیا اور شافعی سے ام مین منقول ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ صرف ہشام اسکا راوی ہے۔ حالانکہ اوسکے باپ کے دوسرے شاگرد اسکی روایت نہین کرتے۔

عمدۃ القاری مین ہے الموضع الثانی قوله اشترطیها الی آخره مشکل من حیث الشراء وشرط الولاء لهم وافساد البیع بهذا الشرط ومخادعة البایعین وشرط ما لا يصح لهم وكيفية الاذن لعائشه ولهذا الاشكال انكر بعض العلماء هذا الحديث بجملته وهذا منقول عن يحيى بن اكثم ص۵۲۵ جلد ۵

یعنی حضرت نے فرمایا خرید لے تا بآخر نہایت مشکل ہے کہ خریداری مین شرط ولا لگائی جاوے جس سے بیع فاسد ہو۔ اور مخادعہ بایعین یعنی بایع مشتری کو فریب لازم آتا ہے اور ایسی شرط جو صحیح نہین انہین اشکالون سے بعض علمانے اس حدیث سے انکار کیا

بتمامہ کہ پوری حدیث موضوع ہے۔ یہ قول منقول ہے یحیٰی بن اکتم سے

ارشاد الساری قسطلانی مین بھی یہی مضمون ہے ملاحظہ ہو ص۲۶۲ جلد ۲

واستشکل قولہ واشترطی لھم الولاء لانہ یفسد البیع و متضمن للخداع والتغریر وکیف اذن لاھلہ ومن ثم انکر یحیی بن اکتم فیما رواہ الخطابی عنہ ذلک وعن الشافعی فی الام الاشارۃ الی تضعیف روایۃ ھشام المصرحۃ بالاشتراط

یعنی اس حدیث سے دغا و فریب کی تعلیم لازم آتی ہے کہ حضرت نے اپنے اہل کو اسکی تعلیم دی ہو۔ لہذا یحیٰی بن اکتم نے اس حدیث سے انکار کیا ہے اور شافعی نے اسکو ضعیف کہا ہے کیونکہ منفردات ہشام سے ہے۔

کہیئے اڈیٹر صاحب اس حدیث صحیح بخاری سے آپکو فائدہ ہوا جبکہ نقاد بخاری نے ثابت کر دیا کہ اس حدیث کو تو آپکے علما ضعیف بلکہ موضوع جانتے ہین اور جو لوگ صحیح مانتے ہین وہ تاویل کے جال مین اسطرح مبتلا ہین کہ کسی طرح اوس سے گلو خلاصی بھی نہین ہوتی۔ کیونکہ ایک کہتا ہے یہ حکم خاص عائشہ کے لئے ہے کوئی کہتا ہے عائشہ نے اپنے دل سے ایسا کہا جسکے مطلب یہ ہوے کہ رسول اللہ پر اسکی تہمت لگا۔

تو کیا ایسی حدیث ضعیف مشکوک۔ بلکہ موضوع سے آپ یہ ثابت کر سکتے ہین کہ معاذ اللہ حدیث رسول اللہ مین کتاب اللہ سے مراد قرآن وحدیث نہے۔ یا بقول عسقلانی وغیرہ مراد اس سے شریعت الٰہی ہے خواہ بذریعہ کتاب ہو یا بذریعہ سنت یا بذریعہ اجماع یا مراد اس سے تقدیرات الٰہی ہین۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

حالانکہ خود آپ یہ حدیث لکھ چکے ہین مشکوۃ سے کہ جو حدیث کتاب اللہ کے خلاف ہو اسکو نہ قبول کرو تو جب کتاب خدا قرآن وحدیث دونون کا نام ہے تو پھر اس حدیث کے کیا مطلب ہونگے کہ حدیث خلاف کتاب اللہ ہو تو نہ مانو۔

افسوس صد افسوس کہ آپکو حمایت صحابہ اور طرفداری خلیفہ دوم اصطلاح قرآن وشریعت سے منحرف کر رہی ہے کہ ذرہ نہین سمجھتے کہ ہم کیا کہہ رہے ہین دعوی تو آپ

کر رہے ہین کہ عمر صاحب کتاب اللہ قرآن وحدیث دونو کو کہتے تھے۔ اور دلیل یہ دیتے ہین "حضرت عمر کہتے ہین جب آیت رجم اتری" کیا یہ فقرہ کسی حدیث کی نسبت بھی کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث نازل ہوئی۔ کیونکہ متبادر تو اس لفظ سے وہی آسمانی نزول ہے جو بجانب اللہ آئے نہ کہ حدیث کی نسبت کہا جائے۔

آپ اگر خیر خواہ قرآن ہوتے تو صاف صاف کہدیتے یہ نہ کوئی آیت تھی نہ خدا کی طرف سے نازل ہوئی تھی بلکہ عمر صاحب نے یہ طبع زاد آیہ بنایا تھا جسکو بزور خلافت وہ چاہتے تھے کہ داخل قرآن کردین مگر جناب امیر کی موجودگی نے کسی صحابی کو اسکی اجازت نہ دی کہ ایسی جرات کرین پھر بہت سے صحابہ درمند اسلام موجود تھے مثل ابی بن کعب جنہون نے ایک واو نکالنے پر تلوار سے فیصلہ کرنا چاہا اور ابن مسعود جنہون نے جان دینا قبول کیا مگر قرآن دینے پر راضی نہ ہوئے۔

اولاً تو آپکو اس فضول تقریر کی ضرورت ہی نہ تھی۔ آریہ کا جواب تو اسیقدر کافی تھا کہ اس قول عمر سے اختلاف قرآن دکھاؤ جو محال ہے۔

ثانیاً اگر اسکی تحقیقات کی ضرورت تھی تو صاف صاف کہتے عمر صاحب زبردستی ایک آیہ بناکر داخل قرآن کیا چاہتے تھے چنانچہ خود آپنے اونکا قول نقل کیا ہے لولا ان یقول الناس زاد عمر فی کتاب اللہ لکتبتھا "یہ خیال نہوتا کہ لوگ کہینگے عمر نے کتاب اللہ (قرآن) مین زیادتی کردی تو مین اس آیہ کو قرآن مجید مین لکھوا دون" مگر یہ ترجمہ غلط ہے۔ لکھدیتا صحیح ہے۔ جو صاف بتا رہا ہے کہ خود عمر صاحب بھی اسکو قرآن نہین جانتے تھے ورنہ زیادتی کتاب اللہ مین نہ کہتے کیونکہ اگر ہم اب بھی کسی قرآن کو غلط دیکھتے ہین تو اوسکو صحیح کرتے ہین جو فرض ہے پس اگر عمر صاحب درحقیقت اسکو قرآن مانتے تو کیون نہ لکھدیتے۔ لہذا معلوم ہوا کہ وہ بھی اسکو قرآن نہین جانتے تھے مگر بزور اجماع چاہتے تھے کہ اسکو قرآن بنادین۔

جسکا سب سے واضح قرینہ یہ ہے کہ آپ تمامی احادیث وتفاسیر کو دیکھ ڈالین مگر کسی حدیث مین یہ نہ ملیگا کہ کسی آیہ کسی لفظ کی نسبت بھی عمر صاحب نے یہ جوش وخروش یہ عندیہ دکھایا ہو جو اس آیہ رجم کے متعلق اونکی کوشش تھی جس سے بدیہی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ چونکہ یہ جملہ

اونکا خاص ترتیب دیا ہوا تھا اسلئے یہ کہدی کہ کسی طرح اجماع کراکے اسکو داخل قرآن بنادین کیونکہ ہر شخص       فرزند خود بکمال نظر آید و عقل خود بکمال عامہ مقولہ ہے۔

ثالثاً اگر اسپر بھی آپکی تسکین نہو تو اپنے مولوی عبید اللہ عمادی اڈیٹر حالیہ وکیل کا رسالہ البیان دیکھئے جسمین وہ ڈاکٹر توفیق آمنزی کی تحریر شایع کرتے ہین جسکا ایک جملہ یہ ہے اضطرب مبدع القائلین بالنسخ کثیرا فبعد ان قالوا لا نسخ الا فی الامر و النہی تجدھم یسلمون الروایات الدالۃ علی نسخ اللفظ مع ان جلھا لیس الا اخبارا کما فی روایۃ "لو کان لابن آدم وادیا لاحب ان یکون لہ الثانی" الی آخرھا ولو عقل ھولاء القوم لوجدوا ان لا مناسبۃ بین اسلوبھا و اسلوب القران مطلقا بحیث لو عرضت و القران علی ذی ذوق و ھو اجنبی عن المسلمین لحکم ان قائلھما لا یمکن ان یکون واحدا بدون تردد اللھم الا ما کان مسروقا منہ کروایۃ "ان الذین آمنوا و ھاجروا و جاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم و انفسھم الا ابشروا انتم مفلحون" علی انھا لا تخلو من تکلف و تنافر بین الجملتین یدل علی ان التالیف موضوع۔ ص ۱۵۲

نسخ کے ماننے والون کو بہت کچھ اضطراب آیا ہے پہلے تو اُنہون نے کہا کہ نسخ صرف امر و نواہی مین ہو سکتا ہے لیکن پھر دیکھو تو اُن روایات کو بھی تسلیم کرتے ہین جو الفاظ کے نسخ پر دلیل ہین حالانکہ اکثر مین وہ اخبار ہی ہین جیسا کہ روایت "لو کان لابن آدم الخ" اور اگر یہ لوگ سمجھ سے کام لیتے تو بے شک اُنہین معلوم ہوجاتا کہ اُسکے اسلوب اور قرآن کے اسلوب مین کوئی مناسبت نہین ہے حتی کہ اگر اُسے اور قرآن دونون کو ایک صاحب مذاق آدمی پر جو مسلمانون سے محض اجنبی ہو پیش کیا جائے تو ضرور وہ حکم لگائیگا کہ ان دونونکا قائل ممکن نہین کہ ایک ہو مگر یہ کہ سرقہ کیا جائے جیسے کہ "ان الذین آمنوا و ہاجروا و جاہدوا فی سبیل اللہ باموالہم و انفسہم الا ابشروا انتم المفلحون" کی روایت کہ یہ تکلف و تنافر جملتین سے خالی نہین ہے جو دلیل ہے اس بات کی کہ یہ ترکیب بالکل وضعی ہے،

پس جب ذوق سلیم اسکو نہین قبول کرتا کہ لو کان لابن آدم وادیان قرآن ہو تو اذا زنیا الشیخ والشیخۃ فارجموھما البتۃ نکالا من اللہ کو کون شخص کہ سکتا ہے کہ یہ قرآن تھا جسکے ایک ایک حرف سے بھونڈاپن جہالت برس رہی ہے۔

اڈیٹر صاحب للہ اسلام پر رحم کیجئے ایک کتاب اللہ ایسی چیز رہ گئی ہے جسپر تمامی اہل اسلام کا اتفاق ہے اوسکو تو مشکوک نہ بنایئے کہ صرف قول عمر کی صحت کیلئے کتاب اللہ سے مراد قرآن وحدیث دونو کو قرار دیجئے ورنہ آریہ آپکے اس قول کو سند گردان کر تمامی احادیث موضوعہ کاذبہ مختلقہ کو کتاب اللہ بنا کر اعتراض کرنے لگین گے اور پھر آپسے کچھ نہ بنے گا چنانچہ آج بھی وہ صدہا احادیث پر اعتراض کر رہے ہین اور آپ اوسکا نام بھی نہین لیتے۔

آپ عمر صاحب کے قول حسبنا کتاب اللہ سے مراد قرآن وحدیث دونو لیتے ہین۔ مگر اسکا نتیجہ بھی سمجھتے ہین کہ کیا ہوا کہ وہ مانع کتاب اللہ قرار پاتے ہین کیونکہ ابھی تک تو یہی الزام تھا کہ اونھون نے رسول اللہ کے وصیت نامہ کو نہ لکھنے دیا اور بمقابلہ حکم رسول انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی یہ ایجاد کیا کہ حسبنا کتاب اللہ۔ مگر آپکی تحریر سے معلوم ہوا کہ وہ صرف قرآن کو کافی نہین جانتے تھے بلکہ حدیث کی ضرورت کے بھی قائل تھے۔ تو وصیت نامہ کی تحریر کو روک کر کتاب اللہ مین کمی کر دی جس سے بڑھکر کوئی جرم نہین ہو سکتا۔

ہان آخری فقرہ اڈیٹر صاحب کا نہایت معنی خیز ہے کہ فرماتے ہین "مختصر یہ کہ مسافر کا اعتراض جس روایت پر مبنی تھا وہ روایت ہی نہین ملتی اسلئے وہ اعتراض سرے سے بے بنیاد ہے"

جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ اگر وہ روایت ملجائے جیسا کہ ملگئی ازالۃ الخفا کے صفحہ ۲۶۲ کا حوالہ دیدیا گیا تو وہ اعتراض ضرور اصلی بنیاد پر قائم رہا۔

دیکھا آپنے اڈیٹر مسلمان کی سنا نادانی کہ انکار روایت سے چاہتے ہین مسافر کی آنکھ مین خاک ڈالین۔ اور یہ نہین کہہ سکتے کہ روایت سے نہ اختلاف ثابت ہے نہ عمر صاحب کی مخالفت قرآن سے لہذا اعتراض بے بنیاد ہے۔

مدعی اسلام! ہم مکرر سمجھا چکے حریف کے سامنے انکار روایت سے کام نہین چلتا خصوصًا جبکہ حریف قوی پنجہ ہو بلکہ اصلی معقول جواب دو اور یہ بات خوب یاد رکھو کہ اسلام یا قرآن کے ساتھ جب تم اپنے صحابہ کی عمومًا اور عمر صاحب کی طرفداری کو خصوصًا ملاؤگے تو نتیجہ بد پاؤگے جیسا کہ اس موقع پر دیکھ لیا۔

اڈیٹر صاحب نے اپنا یہ نمبر ختم کیا حالانکہ اخبار کا ۸ صفحہ اون کے ہاتھ مین تھا مگر قرآن کی حمایت مین پورے چار صفحہ بھی نہ خرچ کر سکے۔

مسلمان نمبر۳۱ تو خالی گیا ۳۲ مین لکھتے ہین "مسلمان ۲۵ مورخہ ۲۷ دسمبر مین ہمنے اس سلسلہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے جواب تک پہونچا یا تھا جس سے مسافر نے استدلال کیا تھا الحمد للہ کہ آجتک جسقدر جوابات مسلمان مین نکلے ہین مسافر کو حوصلہ نہین ہوا کہ اون کی بابت کچھہ بھی چون وچرا کرے مگر شاباش ہے اوس کی دیانت اور امانت پر کہ وہ اپنے ناظرین تک یہ بھی نہین پہونچا تا کہ کسی نے اوس کے جوابات دئے بھی ہین۔ آرین تحقیق اسی کا نام ہے۔ ہماری بھی اس امر مین اوس کے متعلق شکایت نہین ہان شکایت ہے تو یہ ہے کہ وہ اپنے ناظرین کو پورا فائدہ پہونچانا نہین چاہتا۔ پورا فائدہ تو یہ ہے کہ حوالہ صحیح ہو۔ صفحہ کا نشان بتلایا جائے تا کہ ناظرین مخالف کے سامنے قادر الکلام ہو کر گفتگو کر سکین۔ یہ کیا ہے کہ یون ہی لکھدیا، ازالۃ الخفا مین ہے حالانکہ نہ ہو۔ یا یونہی لکھ مارا کہ کنز العمال مین ہے نہ صفحہ کا نشان نہ کچھ۔ کتاب کا نام بھی تو اوسے اب یاد آیا ہے جب ادہر سے بار بار اوس کو ملامت ہوئی ورنہ وہ تو خدا معلوم یہ جانتا تھا کہ مین بھی کوئی رشی ہون کہ میرے منہ کا بول بھی پانچوان وید بننے کا حق رکھتا ہے۔ سلہ لیپد ایش دنیا مین وہ اس طرح لکھتا رہا کہ اسلامی کتب معتبرہ مین یونہی ہے حالانکہ نہ قرآن مین نہ کسی صحیح حدیث مین۔ بلکہ یا تو معمولی تھرڈ کلاس مصنفون کے بیان یا لالہ مسافر جی کے الہام مین اس لئے ہم مسافر کو نیک مشورہ دیئے بغیر نہین رہ سکتے کہ ہمین تو تمہارے ایسا کرنے سے نقصان نہین البتہ حوالہ صحیح بہ نشان صفحہ نہ دینے سے اپنے ناظرین کی تنگ خیالی سے سبکدوش نہین ہو سکتے۔

اگر تم ایسا کرتے تو ریاست نابہن کے مباحثہ مین صحیح مسلم کا حوالہ کہکر کتاب کیون نہ دکھاتے

اور اوس سے بعد دکھاکر مبلغ العدد روپیہ انعام کیون وصول نہ کرتے گر تم بھی ایسا کرنے مین معذور ہو۔ جس حمایتی (دست دیو) کے گھمنڈ پر اچھلتے پھرتے تھے وہ تو تم کو پیٹھ دے گیا اب جو ایک نیا حامی آیا ہے یہ بھی کسی دن تک تم کو عبور کر جائیگا۔

ہم کوئی بری بات نہین کہتے صرف یہ کہتے ہین کہ لکھنے کو جو چاہو لکھو مگر لیک تو شائستگی اور متانت سے لکھو دوئم صحیح حوالہ سے بہ نشان صفحہ لکھو ورنہ ناظرین کے حق مین مسافر محض چنڈنٹ کے لئے بازیچۂ اطفال سے زیادہ باوقعت نہ ہوگا۔

تقدیس القرآن اس تقریر سے درحقیقت ہمکو کوئی تعلق نہین گوش خر دندان سگ کا مضمون ہے۔ مگر افسوس اپنی جہالت و ناواقفیت کو کس طرح چھپا رہے ہین کہ صرف صفحہ ازالۃ الخفا نہ لکھنے پر کس طرح مسافر کو کوس رہے ہین "شاباش ہے اوسکی امانت و دیانت پر"۔

کیسی کیسی مضحکہ خیز فرمایش کرتے ہین کہ کتاب کا صفحہ بھی لکھا کرو حالانکہ آجتک یہ فرمایش کسی نے نہین کی تھی نہ آپ اسکے پابند ہین جسکا نمونہ ہم دکھا چکے ہین۔

ان تقریرون کا جواب جو مسافر نے دیا ہے وہ لکھا جائے تو ناحق طول ہوگا جس سے اڈیٹر صاحب کے اس بیان کی حقیقت کھل جائے جو فرماتے ہین "کہ وہ اپنے ناظرین تک یہ بھی نہین پہونچاتا کہ کسی نے اوسکے جوابات دئے بھی ہین آرین تحقیق اسی کا نام ہے"۔ کیونکہ ہم تو شروع سے دکھا رہے ہین کہ آپ کس طرح اپنے ناظرین سے اصلی راز چھپا رہے ہین یہ بھی لکھتے ہین کہ مسافر نے سب کے نمبرون مین اعتراض کیا ہے نہ یہی ہو سکتا ہے کہ سلسلہ وار جواب دین۔ دو دو ہفتہ ناغہ کر کے آپ جواب دیتے ہین جس سے سلسلہ ملانے کے لئے آپکو ناحق ایک تمہید بھی اوٹھانی پڑتی ہے۔

آپکی یہ تحریربازی عبداللہ بن ابی سرح کی سی لڑائی ہے کہ اسلامی فوج کٹ رہی ہو وہ بھیانک لڑائی ہوتی ہے۔ سپہ سالار بخوف سر چھپا ہوا ہے۔

بہرحال آپنے مسافر کے دشکے تکلے بوچ کر کے اپنا نتا یون شروع کرتے ہین۔

مسافر تواریخی شہادت | یہ ہوئی اندرونی اور گھر کی شہادت اب اس کے ساتھ ہی ناظرین تواریخی شہادت بھی غور سے سن لین۔

کنز العمال جلد اول مطبوعہ حیدر آباد دکن (دیں) ہے امام حسن بصری۔ ابن سیرین و ابن شہاب
و امام زہری سے روایت کرتے ہیں کہ جب قتل یمامہ میں قتل نے تیزی سے پھیلنا شروع کیا
یہان تک کہ قاریان قرآن ۴۰۰ چارسو آدمی مارے گئے تو زید بن ثابت نے کہا عمر سے
کہ یہ قرآن ہی تو جامع ہے ہمارے دین کا اگر جاتا رہا قرآن تو جاتا رہیگا ہمارا دین بھی لہٰذا
مین نے ارادہ کیا ہے کہ مین قرآن ایک کتاب مین جمع کرون۔ مسافر ۳۰۔ اکتوبر ۱۹۲۶ء
مسلمان۔ یہ (۱) روایت کنز العمال جلد اول کے صفحہ ۲۰۰ پر ہے اس روایت پر اگرچہ مسافر نے
کوئی اعتراض نہین کیا تاہم اوس کے سمجھانے اور ناظرین کے فائدے کے لئے ہم ایسے
اعتراضات کی اصولاً بیخ کنی کئے دیتے ہین۔
محدثین (۲) کے ہان علم حدیث کی کتابین کئی ایک مراتب اور درجات کی ہین اس لئے
اون کے ہان عام قاعدہ ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم سب سے مقدم ہین۔ درصورت
اختلاف ان کی روایت معتبر ہو گی مخالف کی نہین (ملاحظہ ہو مقدمہ مشکوۃ صفحہ ۵۔
شرح نخبہ وغیرہ کتب اصول حدیث)
یہ (۳) روایت جو تم نے بیان کی ہے ان کتب حدیث مین سے نہین بلکہ ابن الانباری کی ہے۔
اور ابن الانباری کوئی ملتزم الصحت (معتبر اور صحیح) کتابون سے نہین ہے۔ علاوہ
اسکے چونکہ یہ صحیح بخاری کی روایت اس کے مخالف ہے اسلئے صحیح بخاری کی روایت
مقدم ہے۔
صحیح (۴) بخاری مین صاف ذکر ہے کہ یمامہ کی جنگ مین جب بہت حافظان قرآن شہید ہوئے
تو حضرت ابوبکر (خلیفہ) کے پاس حضرت عمر نے آکر عرض کی کہ یمامہ کی لڑائی مین بہت سے
حافظ مارے گئے ہین ایسا نہو کہ آئندہ کو اس قسم کے واقعات پیش آئین تو قرآن کے
حافظون کی کمی سے آئندہ زمانہ مین کوئی خرابی پیدا ہو (یہ حضرت عمر کی اعلیٰ قابلیت اور
دینی ہمدردی کا ثبوت ہے) آپ حکم دین کہ قرآن ایک جگہ بصورت کتاب جمع کیا جاوے
(یعنی قرآن مجید سورتون کی صورت مین الگ الگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی
مین جمع ہو چکا تھا مگر موجودہ صورت یعنی ایک جگہ کتاب کی شکل مین نہ تھا) حضرت عمر

یہی چاہتے تھے کیونکہ خدا کے فضل سے اب بھی سے قرآن کی حفاظت اسی طرح رہی کہ اس کا اصل مقام سینوں مین رہا) خلیفہ نے پہلے تو اس عذر سے انکار کیا کہ حضور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہدایت مہد مین ایسا نہین ہوا تو ہم کیون کرین مگر بعد غور و فکر اون کو اسکی فوائد کا علم ہو گیا اس لئے اونہون نے زید بن ثابت اور راون کے ساتھ کئی ایک اور اصحاب کی کمیشن مقرر کرکے زید کو بلایا اور ماجراے بیان کیا تو زید نے بھی اوسی عذر سے انکار کیا جس سے خلیفہ نے انکار کیا تھا۔ اس موقع کے اصلی الفاظ عربی مین یہ ہین۔

قال زید فو اللہ لو کلفونی نقل جبل من الجبال ما کان اثقل علیّ مما امرونی بہ جمع القران۔

(یعنی زید بن ثابت نے جواب دیا کہ۔ اگر پہاڑ کو اُٹھانے کا حکم کرتے تو مجھے اس قدر گران نہوتا جتنا قرآن مجید کا جمع کرنا گران تھا۔

اس کے بعد کہتے ہین

فلم یزل ابو بکر یراجعنی حتی شرح اللہ صدری للذی شرح لہ صدر ابی بکر و عمر و رایت فیہ الذی رایا۔

(یعنی ابو بکر (خلیفہ) اور عمر رضی اللہ عنہما مجھ کو کہتے رہے یہانتک کہ مجھے بھی وہی سمجھ مین آیا جو ان دونون نے سمجھا تھا اور مین نے بھی اس مین وہی فائدہ سوچا جو ان دونون نے سوچا تھا۔

یہ روایت صحیح بخاری وغیرہ سے نقل ہو کر اسی کنز العمال کی اسی جلد اول کے صفحہ ۲۸۰ پر موجود ہے۔

اس روایت سے پایا جاتا ہے کہ سب سے پہلے جمع قرآن کا خیال حضرت عمر کو ہوا اوس کے بعد حضرت ابو بکر (خلیفہ) کو اونہون قائل کیا ازان بعد خلیفہ کے حکم اور تفہیم سے بمشکل زید بن ثابت اون سے متفق ہوئے مگر مسافر کی منقولہ عبارت سے پایا جاتا ہے کہ زید بن ثابت تو ابتدا ہی حضرت عمر کے ہم خیال ہوئے ظاہر کی اس سے صاف ثابت ہوا کہ روایت منقولہ مسافر صحیح نہین

تقدیس القرآن - جواب آریہ تو صرف اسیقدر ہے کہ اس روایت سے بھی آپکا دعوی "قرآن مین بارہ ہزار اختلاف - طلسم ٹوٹ گیا - خلیفہ عمر کی شہادت قرآن کے خلاف" پشہ برابر بھی نہ ثابت ہو سکا - کیونکہ اس روایت سے اگر ثابت ہو سکتا ہے تو صرف اسیقدر کہ قرآن مین کمی ہوئی - یہ قرآن پورا نہین ہے جو موضوع بحث سے خارج ہے - اس سے اختلاف کیونکر ثابت ہوا چہ جائیکہ بارہ ہزار اختلاف ہو - پھر خلیفہ عمر کی شہادت قرآن کے خلاف" کس لفظ سے ثابت ہوئی - براہ مہربانی اپنے دعوی کو الفاظ روایت سے ثابت کر دیجئے تو سر تسلیم خم کرنے کو حاضر ہون - کیونکہ یہ معاملہ تحقیق کا ہے - ضد ہٹ دھرمی کو دخل نہ دیجئے - اپنا دعوی دلیل سے دکھا دیجئے قصہ طے ہے -

رہا مسلمان کا جواب تو ایسا لغو ہے کہ اوس سے اور بھی آریہ کی تائید ہوتی ہے نمبروار ملاحظہ فرمائے -

(۱) افسوس کہ اتنی سی بات نہ کہہ سکے اور رلگے اپنی کتابون کی جیج و قدح کرنے مسافر نے یہان بھی کنز العمال کے صفحہ کا حوالہ نہین دیا تھا مگر آپنے صفحہ ۲۸۰ پر اس روایت کو نکال لیا جس سے اور بھی معلوم ہوا کہ ازالۃ الخفا آپکے پاس نہین تھی نہ اوسکو دیکھا تھا لہذا یہ جھوٹھ بولکر کہ تمامی مواقع مین تلاش کیا" انکار کر دیا -

(۲) درجات کتب علم حدیث کا اپنے مخاطب مخالف اسلام کے سامنے پیش کرنا دادِ حماقت دینا ہے - کیونکہ جنگ کرنے والا تو دشمن کی کمزوریون پر نظر رکھتا ہے اوس سے یہ کہنا کہ سر پر نہ وار کرنا قلب پر نیزہ نہ لگانا کسدرجہ حماقت خیز ہے - اوسیطرح آپکا یہ کہنا کہ ہمارے یہان فلان کتاب اعلی درجہ کی ہے فلان کمزور ہے - کسطرح حریف کو مجبور کر سکتا ہے جبکہ وہ دیکھ رہا ہے کہ آپ اپنے موقع پر نہ قرآن کو مانتے ہین نہ صحیح بخاری و مسلم کو تو کیونکر وہ کسی کتاب پر مجبور ہو سکتا ہے خصوصاً جبکہ دیکھ رہا ہے کہ صدہا علما نے صحیح بخاری کو مجروح کر دیا اور تنقید بخاری نے تو وہ رخنہ ڈالا کہ اہل حدیث کا نفرنس بھی بچہ اوسکی اصلاح نہ کر سکی -

(۳) یہ تقریر اور بھی لغو ہے کیونکہ ملتزم الصحۃ تو دنیا مین کوئی کتاب ہی نہین اور اگر بجز

تو وہ اگریزی اخباروں سے بدتر لہذا یا تو پہلے لفظوں میں کتاب ابن الانباری کو موضوعات سے قرار دو۔ یا اس حدیث کی خاص طور سے موضوعیت ثابت کرو۔ کیونکہ ضعف روایت وغیرہ کا عذر حدیث کے سامنے نہیں چل سکتا۔ خصوصاً جبکہ روایت صحیح بخاری کی کسی طرح مخالف نہ ہو تو پھر کوئی عذر آپکا مسموع نہیں ہو سکتا۔

**توثیق کنز العمال** آپکا فرض تھا کہ پہلے کنز العمال کی قدح کرتے حالانکہ کشف الظنون میں ہے کہ

قد رأت الشیخ العلامۃ علاء الدین علی بن حسام الدین الھندی الشہیر بالمتقی المتوفی سنہ ۹۷۵ رتب ھذا الکتاب الکبیر کما رتب الجامع الصغیر وسماہ کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال ذکر فیہ انہ وقف علی کثیر مما دونہ الائمۃ من کتب الحدیث فلم یر فیہا اکثر جمعاً منہ حیث جمع فیہ بین اصول السنۃ واجاد مع کثرۃ الجمع وہی وحسن التامل ج ۱ صفحہ ۳۹۹

کہ شیخ علامہ علاء الدین مشہور علامہ متقی نے جمع الجوامع سیوطی کو ترتیب دیا اور کنز العمال نام رکھا مصنف نے بہت سی کتابیں دیکھیں مگر اسقدر حدیثیں کہیں نہیں دیکھیں اس میں انہوں نے جمع کیا ہے اصول سنت کو اور نہایت خوب ترتیب دیا جس سے نفع و فوائد بے شمار حاصل ہوتے ہیں۔ پھر اصل روایت کی قدح کرتے نہ کہ کتاب الانباری کو لکھ دیا ضروری العمل نہیں ہے۔

(۴) بیان پر آریہ تو پہلے یہی اعتراض کریگا کہ آپ نے صفحہ کا حوالہ نہیں دیا لہذا کاذب ہوئے جیسا کہ آپ قاعدہ مقرر کر چکے ہیں پھر اس روایت صحیح بخاری میں اور روایت کنز العمال میں تناقض کس طرح نکل آیا۔ کیونکہ صحیح بخاری کا بھی وہی بیان ہے جو کنز العمال کا ہے فرق اسقدر ہے کہ صحیح بخاری کی روایت اوس وقت کی ہے جب حافظان قرآن قتل ہو رہے تھے اور کنز العمال کی روایت اسکے بعد کی جب وہ سب قتل ہو چکے۔ بخاری کی عبارت میں آپ پڑھ چکے ہیں "یمامہ کی لڑائی میں بہت سے حافظ مارے گئے ہیں" کنز العمال کی عبارت میں ہے "وہ مسلمانوں میں قتل سے تیزی سے پھیلنا شروع کیا یہاں تک کہ قاریان قرآن مارے گئے" دونوں روایت میں تناقض کہاں ہے کیونکہ فرق

تو اسقدر رکھ کہ کنزالعمال مین تعداد مقتول ۴۰۰ سو بیان کی گئی اور بخاری مین
"بہت سے حافظ مارے گئے" توکیا اسی کا نام تعارض ہے۔
جس فہم سے کام لیکر آریہ نے لمی قرآن سے "بارہ ہزار اختلاف کو ثابت کیا گو وسی قسم
کا فہم آپکو بھی ملا ہے جو روایت بخاری و کنزالعمال مین تعارض کے قائل ہوے
حالانکہ بجز اجمال و تفصیل کوئی فرق نہین۔

ہان ہان اب مین سمجھا آپ جو دونون مین اختلاف بیان کر رہے ہین تو اس
بنیاد پر کہ روایت کنزالعمال اس خیال کا محرک زید بن ثابت کو کہہ رہا ہے اور صحیح
بخاری عمر صاحب کو جیسا آپ فرماتے ہین "یہ حضرت عمر کی قابلیت۔ اور دینی ہمدردی
کا ثبوت ہے"۔
مگر یہ نہ سمجھا کہ اس اختلاف سے آریہ کا کیا نقصان ہوا اور آپکو کیا فائدہ ملا کیونکہ
قرآن کی اس بے پروائی سے جمع و تالیف تو بہر طور ثابت ہوئی خواہ محرک اوسکے زید
ہون یا عمر تو قرآن کو تو اس سے کوئی فائدہ نہوا۔

رہا یہ امر کہ عمر صاحب کی قابلیت اور دینی ہمدردی ثابت ہوئی۔ تو اوسکے ساتھ
حضرت ابوبکر کی اعلیٰ درجہ کی بے دردی اور اسلام سے بے پروائی بھی ثابت
ہوئی کہ باوصفیکہ خلیفہ بنے تھے مگر قرآن کا اتنا بھی اونکو نہ خیال ہوا جتنا کہ عمر کو تھا
کیونکہ فرما رہے ہین حتی اشاور المسلمین کہ مسلمانون سے مشورہ لے لین جو کہ رعیت
مین تھے اگرچہ خلیفہ سازہی کیون نہون۔ چہ جائیکہ عمر و زید بن ثابت کے سمجھانے پر بھی
بمشکل راضی ہون۔

لہذا عمر صاحب کی قابلیت و دینی ہمدردی۔ اور ابوبکر صاحب کی مخالفت ایک ہی
ساتھ ثابت ہوئی۔ کیونکہ فتح الباری مین ہے وفی روایۃ عمار بن غزیۃ فنفر
منہا ابوبکر ص۱۲ جلد۹
یعنی ابوبکر صاحب اس کلام سے نفرت کی یا بھاگ گئے۔ تو پھر بتایئے [illegible]
حضرت ابوبکر مین کونسی صفت آئی اور کیا اس سے وہ روایت غلط ہو جاتی ہے

اول خیال اسکا زید بن ثابت کو ہوا۔

(۵) ہان جو جمع تھا وہ جناب امیرؑ کے پاس تھا جیسا کہ فتح الباری مین ہے قال علیؑ لما مات رسول اللہؐ الیت ان لا اخذ علی ردائی الا الصلوٰۃ جمعہ حتی اجمع القران ص۲۴۲ کہ کہا حضرت علیؑ نے ہمنے عہد کر لیا تھا کہ بعد وفات رسول اللہؐ جبتک قرآن کو نہ جمع کر لین اپنے دوش پر ردا نہ رکھین مگر نماز جمعہ کے لئے۔

نہ کہ آپکے خلفا کے پاس وہ ہو کیونکہ خود فتح الباری مین ہے قال قبض النبیؐ ولم یکن القرآن جمع فی شئی ص۲۴۲

یعنی وفات رسول اللہؐ تک قرآن جمع نہین کیا گیا تھا کسی چیز مین۔ پھر اگر دو چار سورے کسی کا یاد بھی ہون تو اوس سے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ الانکہ خود ابن حجر لکھ رہے ہین لکن غیر مجموع فی موضع واحد ولا مرتب السور۔ یعنی نہ قرآن ایک جگہ لکھا گیا تھا نہ اوسکے سورے مرتب تھے پھر آپنے یہ کہان سے لکھدیا قرآن مجید سورتون کی صورت مین الگ الگ آنحضرتؐ کے زمانہ مین جمع ہو چکا تھا۔

(۶) جبھی تو صحیح بخاری مین ہے ان استحر القتل بالقراء بالمواطن فیذھب کثیر من القران یعنی اگر اسی طرح سلسلہ قتل قاریان جاری رہا تو بہت سا قرآن جاتا رہیگا۔ جس سے معلوم ہوا کہ کوئی نوشتہ خاص نہ تھا۔ ورنہ کسی کے مارے جانے سے کتاب کی ہلاکت کیونکر لازم آئیگی جیسا ابن حجر بھی لکھتے ہین وھذا یدل علی ان کثیراً من قتل فی وقعۃ الیمامۃ کان قد حفظ القران ص۲۴۲

یعنی اس سے معلوم ہوا کہ یمامہ مین جو لوگ مارے گئے اون مین زیادہ تر حافظان قرآن ہی تھے تو کیا اسکے بعد پورا قرآن رہ سکتا ہے کہ نوشتہ تو نہ دار و مدار حافظان قرآن مقتول۔ جنکی تعداد خود ابن حجر اسی صفحہ مین لکھتے ہین وقتل فی عنھم ذالک من الصحابۃ جماعۃ کثیرۃ قیل سبعمائۃ وقیل اکثر من ذلک۔ یعنی ان لڑائیون مین بہت سے صحابہ مارے گئے جنکی تعداد بروایتے سات سو ہے اور بروایتے اس سے بھی زیادہ اگرچہ ہم روایت کنز العمال کی صحت وسقم کو آگے چلکر بیان کرینگے۔ مگر یہ تو سن لیجئے کہ عمرؓ نے جب

**تخصیص جناب امیر**

لہذا بجز جناب امیر کوئی نہین مراد ہو سکتا۔ کیونکہ تفسیر کبیر فخر الدین رازی مین ہے والقول الثانی المراد بالکتاب القران ای ان الکتاب الذی جئتکم بہ معجز قاہر وبرہان باہر الا انہ لا یحصل العلم بکونہ معجزا الا لمن علم ما فی ہذا الکتاب من الفصاحۃ والبلاغۃ واشتمالہ علی الغیوب وعلی العلوم الکثیرۃ فمن عرف ہذا الکتاب علی ہذا الوجہ علم کونہ معجزا فقولہ ومن عندہ علم الکتاب ای ومن عندہ علم القران وھو قول الاصم ص۳۱۲ جلد۴

یعنی دوسرا قول یہ ہے کہ مراد کتاب سے قرآن ہے تو مطلب یہ ہوے کہ جو کتاب ہم تم لوگون کے پاس لائے ہین وہ معجزہ قاہر و بیان باہر ہے مگر اسکے معجزہ ہونے کا علم اوسی شخص کو ہو سکتا ہے جو اسکی فصاحت و بلاغت اور اسرار غیب و علوم کثیرہ سے واقف ہو۔ تو اسی حیثیت سے جو اس کتاب کو جانیگا وہی اسکو معجزہ بھی مانے گا تو خدا کا یہ فرمانا ومن عندہ علم الکتاب مراد اس سے یہ ہے کہ جسکے پاس علم قرآن ہے یہ قول اصم ہے۔

اب حضرات اہلسنت بتائین جناب امیر سے بڑھکر کون شخص عالم قرآن تھا جسپر تمامی اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ حضرت سے بڑھکر کوئی عالم قرآن نہین تھا۔ پھر کسکو اسمین شبہہ ہو سکتا ہے کہ وہی حضرت مراد ہین۔

پھر فخر رازی لکھتے ہین والمعنی انہ لما امر نبیہ ان یحتج علیہم بشہادۃ اللہ تعالی علی ما ذکرناہ وکان لا معنی لشہادۃ اللہ علی نبوتہ الا اظہار القران علی وفق دعواہ ولا یعلم کون القران معجزا الا بعد الاحاطۃ بما فی القران واسرارہ بین تعالی ان ہذا العلم لا یحصل الا من عندہ اللہ والمعنی ان الوقوف علی کون القران معجزا لا یحصل الا اذا شرف اللہ تعالی ذلک العبد بان یعلمہ علم القران واللہ اعلم بالصواب ص۳۱۲

یعنی مطلب یہ ہے کہ خداوند عالم نے جب اپنے نبی کو حکم دیا کہ شہادۃ خدا سے استدلال کریں اپنی نبوت پر۔ اور معنی شہادت خدا یہی ہے کہ قرآن کو موافق اپنے دعوی کے ظاہر کرین اور قرآن کو معجزہ وہی شخص جان سکتا ہے جو اوسکے علوم و اسرار کا احاطہ کرے۔ تو

خدا نے بتا دیا کہ یہ علم نہیں حاصل ہو سکتا مگر خدا کی طرف سے تو مطلب یہ ہوا کہ قرآن کے معجزہ ہونے کا علم اوسی وقت حاصل ہو گا جب کہ خداوند عالم اپنے بندہ کو یہ شرف عطا کرے کہ علم قرآن اوسے عطا فرمائے۔

تو پھر کسی سنی کو اسمین شک ہو سکتا ہے کہ مراد اس سے جناب امیرؑ ہی ہین جو بہ اتفاق اہلسنت علم کے نوجہے سے ممتاز تھے۔ اور قرآن کے ظاہر و باطن سے بخوبی واقف تھے۔ کیونکہ فخر رازی نے اگرچہ عبد اللہ بن سلام کے بارہین یہ توجیہ کی ہے کہ ممکن ہے کل سورہ مکی ہو مگر یہ آیہ مدنی ہو۔ مگر آخر مین اس طرح باطل بھی کیا ہے کہ پھر کوئی سنی نام نہین لے سکتا۔ چنانچہ لکھتے ہین

واجیب عن ھذا السوال بان قیل ھذہ السورۃ وان کانت مکیۃ الا ان ھذہ الایۃ مدنیۃ وایضاً فاثبات النبوۃ بقول الواحد والاثنین مع کونھما غیر معصومین عن الکذب لایجوز وھذا السوال واقع ص ۳۱۲

یعنی ابن جبیر نے جو یہ اعتراض کیا کہ یہ سورہ مکی ہے تو ابن سلام کیونکر مراد ہو سکتے ہین تو اوسکا یہ جواب ہے کہ سورہ اگرچہ مکی ہے مگر یہ آیہ مدنی ہے۔

پھر یہ اعتراض ہے کہ لازم آتا ہے اثبات نبوت بقول واحد و اثنین حالانکہ وہ دونو معصوم نہین ہین کذب سے۔ اور یہ اعتراض واقعی ہے۔

تو بہر صورت ابن السلام وغیرہ کا مراد ہونا باطل ٹھہرا کیونکہ اس صورت مین لازم آتا ہے کہ نبوت کا اثبات ایسے ایک یا دو آدمی کے بیان سے کیا جائے جو معصوم نہین ہین جو محال ہے۔

اس سے بھی جناب امیرؑ ہی متعین ہوئے کیونکہ اگر شہادت جناب امیرؑ کو خداوند عالم موقع استدلال مین پیش کرے تو اوسپر یہ الزام نہین آسکتا کہ غیر معصوم کی شہادت سے نبوت کا اثبات کیا گیا والحمد للہ۔

یہی وجہ ہے کہ تفسیر مجمع البیان مین ہے جو تفاسیر شیعہ سے ہے ان المراد بہ علی بن ابیطالب والائمۃ الہدیٰ عن ابی جعفر وابی عبد اللہ وروی عن یزید بن معویۃ عن ابیعبد اللہ انہ قال ایانا عنی وعلی اولنا وافضلنا وخیرنا بعد النبی ؐ وروی عنہ عبد اللہ بن کثیر انہ وضع یدہ علی صدرہ

ثم قال عندنا واللّٰہ علم الکتاب کلا یوید ذلک ما روی عن الشعبی انہ قال ما احد اعلم بکتاب اللّٰہ بعد النبیؐ من علی بن ابیطالب وروی عاصم بن ابی النجود عن ابی عبد الرحمان السلمی قال ما رایت احدا اقرء من علی بن ابیطالب وروی عبد الرحمن ایضاً عن عبد اللّٰہ بن مسعود قال لو کنت اعلم بکتاب اللّٰہ منی لاتیتہ قال فقلت لہ فعلیؑ قال اولم انہ

یعنی مراد اس سے علی بن ابی طالبؑ اور ائمہؑ ہین بعد انکے چنانچہ امام ابو جعفر و ابو عبد اللّٰہ سے روایت ہے (جو سابقاً اصول کافی سے منقول ہوئی) کہ مراد اس سے ہم اہلبیت ہین اور علی ہمارے اول و افضل ہین۔ اور قسم خدا کی کل علوم قرآن ہمارے پاس ہین۔ اور موید اسکی روایت شعبی ہے کہ بعد رسول اللّٰہؐ حضرت علیؑ سے بڑھکر کوئی عالم قرآن نہ تھا اور ابو عبد الرحمان سلمی کہتے ہین حضرت علیؑ سے بڑھکر کوئی قاری قرآن نہ تھا۔ عبد اللّٰہ بن مسعود نے کہا کہ اگر ہم جانتے کہ ہمسے بڑھکر کوئی عالم قرآن ہے تو ہم ضرور اوسکے پاس جاتے۔ راوی نے کہا حضرت علیؑ تو ہین۔ تو ابن مسعود نے کہا کیا نہین جانتا کہ ہم روکے گئے ہین اس سے

آخر مین یہ بھی عرض کرنا ضروری ہے کہ عبد اللہ بن سلام کی اسقدر سرپرستی کیون کیگئی صرف اسوجہ سے کہ وہ سرگرم حامیان عثمان سے تھے اسوجہ سے یہ سب نوازش کی گئی کہ مکی سورے کی آیت مین وہ مراد لے گئے حالانکہ اوسوقت تک وہ اسلام بھی نہ لائے تھے اور انکی یہودیت اوسی طرح باقی تھی چنانچہ جب محاصرہ عثمان مین انہون نے کلام کیا ہے تو صحابہ نے جواب دیا فقالوا لہ یا یہودی اشبع بطنک واکسنی ظہرک
کہ اے یہودی اپنا پیٹ بھرے اور اپنی پیٹھ چھپائے۔ جس سے معلوم ہوا کہ اوسوقت تک اثر یہودیت باقی تھا۔ تو اب اہلسنت غور کرین کہ کیونکر ایسا شخص مراد ہو سکتا ہے

بہرحال اصلی مقصود یہ تھا کہ اس باب اور ان روایات کو کسی طرح کا تعلق نقصان قرآن سے نہین ہے۔ بلکہ صرف اسکا اظہار مقصود ہے کہ جناب امیرؑ اور کل ائمہ طاہرین عالم علم ظاہر و باطن قرآن تھے جو بہ اتفاق روایات فریقین ثابت ہے تو اگر ان روایتون سے تحریف ثابت ہو سکتی ہے تو سکے زیادہ تر جواب دہ اہلسنت ہین اور خود ذمہ دار

جنہون نے اسقدر ترجمہ اسد الغابہ مین لکھی ہین اور اسکا اقرار کیا والحمد للہ

**قال المخاطب الفہام** - پھر اصول کافی مین ایک باب اور ہے باب فیہ نکت ونتف من التنزیل فی الولایۃ (یہ وہ باب ہے جسمین آیات متعلقہ با مامت کی تحریف وتغییر کا بیان ہے نکت کے معنی کیسکو سرنگون گرادینا نتف کے معنی اکھاڑ ڈالنا یعنی جن جن آیتو کو جامع قرآن نے نکال کے پھینکدیا اُسکا بیان) اس باب کی چند حدیثین ملاحظہ ہون -

**پہلی حدیث** الحسین بن محمد عن معلی بن محمد عن علی بن اسباط عن علی بن ابی حمزۃ عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قول اللہ عز وجل ومن یطع اللہ ورسولہ فی ولایۃ علی والائمۃ من بعدہ فقد فاز فوزا عظیما ھکذا انزلت (اصول کافی مطبوعہ نولکشور ۲۶۲) ترجمہ - ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عز وجل کے قول ومن یطع اللہ ورسولہ فی ولایۃ علی والائمۃ من بعدہ فقد فاز فوزا عظیما کی بابت روایت کرتے ہین کہ وہ اسیطرح نازل ہوا - یہ آیت سورۂ احزاب مین ہے اب قرآن موجودہ مین فی ولایۃ علیؑ والائمۃ من بعدہ کا جملہ جسکو امام نے فرمایا کہ نازل ہوا تھا نہین ہے معلوم ہوا کہ جامعین قرآن نے اہل بیت کی عداوت کے سبب سے نکال ڈالا یعنی اس آیت کے اس جملہ فی ولایۃ علی الی آخرہ کو ملا کر یہ ہوئے جو کوئی اللہ اور اوسکے رسول نی علیؑ اور اونکے بعد والے امامون کی امامت کے متعلق اطاعت کرے وہ بڑی کامیابی کو پہونچا - اس جملہ کے نکلجانے سے اب صرف اسیقدر معنی رہگئے کہ جو کوئی اللہ کی اور اُسکے رسول کی اطاعت کرے وہ بڑی کامیابی کو پہونچا علی اور دیگر ائمہ اہل بیت کی امامت کے ماننے کی ترغیب اس آیت مین نہ رہی ؎

**اقول بعون الملک العلام** - مخاطب کی لیاقت علمی تو پہلے باب مین گو آپ دیکھ چکے ہین کہ ایک حرف بھی تحریف پر نہین دلالت کرتا - اب اس باب اور اس روایت کو دیکھیے صافی شرح کافی مین ہے ص۲۰۶ کتاب الحجہ جزو سوم حصہ ۲ مطبوعہ نولکشور

شرح - النکت بضم نون وفتح کاف وتاء جمع نکتہ بضم نون وسکون کاف

النتف بضم نون و فتح تاے دو نقطہ در بالا و فا جمع نتفہ بضم نون و تا و فا چیزے کوچک که فرو ریزد از چیز دیگر بکاویدن الولایة بکسر و فتح واو مصدر باب علم امامت یا بفتح واو اسم مصدر است یعنی این بابیست که دران اشاره و لطائف است از قرآن یعنی دلالت قرآن از حد و حصر بیرون است و اینها اندکیست ازان باین معنی که دلالتیست تا انقراض دنیا امامی که اولی باشد از مومنان بخود شان و عالم بجمیع احکام الٰہی باشد لازم است خواه رسول باشد و خواه وصی رسول بدانکه در احادیث این باب مکرر مذکور میشود که جبرئیل فلان آیه را چنین آورده و لفظ آن موافق قرآن مشهور نیست و جمعی آنها را حمل بر اسقاط و تغییر مخالفان می کنند و میتواند بود که مراد آنست که آن داخل صلب معنی آیه است و مراد بصلب معنی مستعمل فیه الفاظ نیست و گاه باشد که مراد آن باشد که دلالت آیه بر آن از قبیل محکمات است بر معنی خود نه از قبیل دلالت متشابهات و گاه باشد که مراد این باشد که ان معنی مراد آیه معنی است که جبرئیل برسول گفته و رسول به امیر المومنین علیه السلام املا کرده و او نوشته در کتاب ... جامعه پس میگویند در این باب ... دو حدیث است۔

اب اس عبارت کو ملاحظہ فرمائیے ... کو کہان تو یہ بیان ہے کہ اس باب مین اشارہ اور لطائف ہین قرآن سے اور کہان ... یعنی ... تحریف و تغیر کا بیان ہے" حالانکہ ایک لفظ بھی تحریف کا نہیں ہے

کہان تو شارحین کافی یہ سمجھتے ہین کہ مطالب قرآن مجید و حصر ہین اور یہ بہت کم ہے اون مطالب سے باین معنی کہ یہ مطالب غور و فکر سے حاصل ہوتے ہین استنباط ... قرآن سے اور کہان یہ بیان کہ "جن جن آیتونکو جامع قرآن نے ... چھپا دیا اونکا بیان"

اب ہم اہل فہم سے اپیل کرتے ہین کہ للہ ذرا سوچ لیں تو ہمین اس باب سے کس حرف اور کس جملہ سے یہ مطلب نکل سکتا ہے کہ اسمین تحریف قرآن کا بیان ہے۔

ہندی کا مثل ہے۔ اندھے کو سوجھے ہرا ہی ہرا قرآن مین اسکی مثل دی گئی ہے جسبہٗ کل صیحة هو العدو کہ جو آواز علی عیاڑہ کی ... سب منافق سمجھتے ہین یہ دشمن ... ہیں۔

کہ اخفاء ... نجوردہ میشود ... درباب ... از قرآن در ... آ ... از ...

فی مواسم الحج اخرجها البخاری
وقراءة ابن الزبیر ولتکن منکم
امۃ یدعون الی الخیر ویامرون
بالمعروف وینہون عن المنکر
ویستعینون باللہ علی ما اصابہم
قال عمرو فما ادری اکانت قراءتہ
ام فسر اخرجہ سعید بن منصور و
اخرجہ الانباری وجزم بانہ تفسیر
واخرج عن الحسن انہ کان یقرأ و
ان منکم الا واردہا الورود
الدخول قال الانباری قولہ
الورود الدخول تفسیر من الحسن
لمعنی الورود وغلط فیہ بعض الرواۃ
فادخلہ فی القرآن قال ابن
الجزری فی آخر کلامہ وربما کانوا
یدخلون التفسیر فی القراآت
ایضاحا وبیانا لانہم محققون لما
تلقوہ عن النبی صلی اللہ علیہ و
سلم قرآنا فہم آمنون من الالتباس
وربما کان بعضہم یکتبہ معہ و
اما من یقول ان بعض الصحابۃ
کان یجیز القراءۃ بالمعنی فقد کذب
وسأفرد فی ہذا النوع اعنی المدرج

جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم
فی مواسم الحج حالانکہ یہ لفظ قرآن مین
نہین ہے۔ ابن الزبیر کی قرات تھی
ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر
ویامرون بالمعروف وینہون
عن المنکر ویستعینون باللہ علی ما
اصابہم حالانکہ قرآن مروج مین یہ فقرہ
آخرہ نہین ہے۔ کہا عمرو نے کہ نہین
معلوم یہ اونکی قرات تھی کہ یونہی پڑھتے
تھے یا اسطرح تفسیر کرتے تھے۔ سعید بن
منصور اور ابن الانباری نے اسکی روایت
کی ہے اور جزم کیا ہے کہ یہ تفسیر ہے۔
حسن سے روایت ہے کہ وہ آیہ وان
منکم الا واردہا الورود الدخول
پڑھتے تھے حالانکہ قرآن موجود مین نہین ہے
کہا انباری نے کہ الورود الدخول
تفسیر ہے حسن سے جسمین بعض رواۃ نے
غلطی کیا کہ داخل قرآن کر دیا۔ کہا ابن
الجزری نے کہ اکثر وہ لوگ داخل کرتے
تھے تفسیر کو قراآتون مین بغرض ایضاح
و توضیح کیونکہ وہ لوگ تحقیق کرنیوالے
تھے اوسکے جو سنا تھا رسول اللہ سے
قرآن کو۔ پس وہ لوگ مامون تھے

تالیفا مستقلا الالتباس سے۔ اور اکثر اوقات وہ لوگ
لکھتے تھے تفسیر کو قرآن کے ساتھ۔ لیکن جو لوگ اسکے قائل ہین کہ صحابہ جائز جانتے تھے
قرات کو بالمعنی (کہ الفاظ قرآن کو بدلکر اوسکی جگہ پر اوسی معنی کے دوسرے الفاظ لائین)
تو اوس نے دروغ کہا اور قریب ہے کہ ہم اس باب مین ایک خاص کتاب لکھین جس مین ایسی
الفاظ داخل قرآن کئے گئے،،

پس جب علمار اہلسنت نے محض پاسداری سعد بن ابی وقاص۔ ابن عباس۔ ابن
الزبیر۔ بلکہ حسن بصری جو صحابی بھی نہین ہین یہ زحمت گوارا کی کہ اونکے اون الفاظ کو
جو قرآن مروج مین نہین ہے۔ اور وہ لوگ تلاوت اوسکی کیا کرتے تھے۔ تفسیر کا لقب عطا
کیا کہ اگرچہ وہ پڑھا کرتے تھے۔ قران کے ساتھ ۔ تو کیا جناب امام جعفر صادقؑ کی
خاطر اتنا بھی اونکو گوارا نہو گی کہ حضرت کے اس ارشاد ہکذا انزلت سے یہ مطلب نکالین
کہ حضرت نے مطلب آیہ کی نسبت فرمایا کہ اس مطلب مین یہ آیہ نازل ہوا۔ نہ کہ یہ فرمایا کہ یوہی
الفاظ بجنسہ نازل ہوے تھے۔

حالانکہ روایات اتقان مین اسکی تصریح ہے کہ سعد بن ابی وقاص۔ ابن عباس۔ ابن الزبیر
حسن بصری اسیطرح پڑھتے تھے جو قرینہ واضحہ اسکا ہے کہ وہ لوگ اسکو قرآن جانتے تھے۔
بخلاف روایت کافی کے جسمین نہ حضرت کی قرات مذکور ہے نہ یہ کہ آپنے فرمایا ہو یہ قرآن تھا
جو نکال دیا گیا۔ بلکہ صرف یہ فرمایا ہے کہ ہکذا انزلت اسی مطلب مین یہ آیہ نازل ہوا اسی

**کمی آیات سورہ احزاب**

ہان اڈیٹر صاحب نے جو تقلیداً مولوی احتشام الدین صاحب یہ مطلب نکالا ہے تو اوسکی
خاص وجہ یہی ہوسکتی ہے کہ وہ اس ذریعہ سے اپنے صحابہ کے مافات کی
تلافی کرنا چاہتے ہونگے۔ کیونکہ اونکی صدہا روایات مین اسکی تصریح موجود ہے کہ سورہ احزاب
پہلے اسقدر تھا اور اب اسقدر رہ گیا ہے ملاحظہ ہو تفسیر درمنثور سیوطی صفحہ ۱۷۹ جلد ۵
مطبوعہ مصر۔

واخرج عبد الرزاق فی المصنف و
الطیالسی وسعید ابن منصور و

(۱) عبدالرزاق۔ طیالسی۔ سعید بن منصور
عبداللہ بن احمد۔ ابن منیع۔ امام نسائی۔

عبداللہ بن احمد فی زوائد المسند
وابن منیع والنسائی وابن المنذر
وابن الانباری فی المصاحف والدار
قطنی فی الافراد والحاکم وصححہ
وابن مردویہ والضیاء فی المختارۃ
عن زر قال قال لی ابی بن کعب
کیف تقرا سورۃ الاحزاب
او کم تعدھا قلت ثلاثا وسبعین
آیۃ فقال ابی قد رایتھا وانھا لتعادل
سورۃ البقرۃ او اکثر من سورۃ
البقرۃ ولقد قرانا الشیخ والشیخۃ
اذا زنیا فارجموھما البتۃ نکالا من
اللہ واللہ عزیز حکیم فرفع منھا
ما رفع + واخرج عبدالرزاق عن
الثوری قال بلغنا ان ناسا من
اصحاب النبی صلے اللہ علیہ وسلم
کانوا یقرؤن القرآن اصیبوا یوم
مسیلمۃ فذھبت حروف من
القران + واخرج عبدالرزاق فی
المصنف عن ابن عباس قال
امر عمر ابن الخطاب منادیا فناد
ان الصلاۃ جامعۃ ثم صعد المنبر
فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال یا ایھا

ابن المنذر۔ ابن الانباری۔ دارقطنی
حاکم۔ بسند صحیح۔ ابن مردویہ۔ ضیا۔
راوی ہیں زر سے کہ ابی بن کعب
نے پوچھا سورہ احزاب کس طرح پڑھتے
ہو۔ یا کتنی آیتیں اسکی گنتے ہو۔ تو کہا
۷۳ آیہ۔ ابی نے کہا ہمنے اسکو دیکھا
تھا (لکھا ہوا) جو برابر تھا سورہ بقرہ کے
یا اوس سے بھی زیادہ اوسمیں آیہ
رجم بھی پڑہا تھا تو رفع ہوگیا اوس سے
جو رفع ہوا۔
(۲) عبدالرزاق ثوری سے روایت کرتے ہیں
کہ بہت سے اصحاب رسول قرآن پڑھا
کرتے تھے جو جنگ مسیلمہ میں مارے گئے
تو بہت سے حروف قرآن
جاتے رہے۔
(۳) عبدالرزاق نے ابن عباس
سے روایت کی ہے کہ عمر نے نماز
جماعت کی منادی کرائی اور
بالاے منبر جاکر کہا ایہا الناس
تم لوگ خوف نہ کرو آیہ رجم
سے کہ وہ ایک آیہ تھا جو نازل
ہوا کتاب اللہ میں اور
ہمنے اوسکو پڑھا تھا۔ مگر وہ آیہ

الناس لا نجد من آية الرجم
فانها آية نزلت فی کتاب الله
وقرأناها ولکنها ذهبت فی قرآن
کثیر ذهب مع محمد وآية ذلك
ان النبی صلی الله علیه وسلم قد
رجم وابا بکر قد رجم ورجمت بعدهما
وانه سیجی قوم من هذه الامة
یکذبون بالرجم ۔ واخرج مالك
والبخاری ومسلم وابن الضریس
عن ابن عباس ان عمر قام فحمد الله
واثنی علیه ثم قال اما بعد
ایها الناس ان الله بعث محمدا بالحق
وانزل علیه الکتاب فکان فیما
انزل علیه آية الرجم فقرأناها
ووعیناها الشیخ والشیخة اذا زنیا
فارجموهما البتة ورجم رسول
الله صلی الله علیه وسلم ورجمنا
بعده فاخشی ان یطول بالناس
زمان فیقول قائل لا نجد آیة
الرجم فی کتاب الله فیضلوا
بترك فریضة انزلها الله واخرج
احمد والنسائی عن عبد الرحمن
بن عوف ان عمر بن الخطاب

بہت سے قرآن کے ساتھ
جاتا رہا محمدؐ کے ساتھ ۔ جسکی آیت یہ ہے
کہ خود رسول اللہ ؐ نے رجم کیا اور
ابو بکر نے اور ہمنے اور قریب ہے
کہ آئے ایک قوم اس امت سے جو تکذیب
کرے آیت الرجم کی ۔

(۴) مالک ۔ بخاری ۔ مسلم ۔ ابن الضریس
ابن عباس سے روایت کرتے
ہین کہ عمر نے خطبہ مین کہا آیۃ
الرجم نازل ہوا تھا جسکو
ہمنے پڑھا اور یاد کیا الشیخ والشیخۃ
اذا زنیا فارجموھما البتۃ ۔ تو
کوئی اگر کہے آیہ الرجم کو ہم کتاب
اللہ مین نہین پاتے تو وہ گمراہ
ہوگا ترک سے اوس فرایضہ کے

(۵) (۶) روایت کا بھی یہی مطلب
ہے ۔

(۷) حذیفہ سے روایت ہے کہ کہا
عمر بن الخطاب نے سورہ
احزاب کی کتنی آیتین گنتے ہو
کہا ۷۳ عمر نے کہا یہ سورہ برابر
تھا سورہ بقرہ کے جسمین آیہ
الرجم بھی تھا ۔

خطب الناس فسمعته یقول الا
وان ناسا یقولون ما بال الرجم
وفی کتاب اللہ الجلد وقد رجم
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورجمنا
بعدہ ولولا ان یقول قائلون و
یتکلم متکلمون ان عمر زاد فی
کتاب اللہ ما لیس منہ لاثبتہا کما
نزلت ، واخرج النسائی وابو یعلی
عن کثیر بن الصلت قال کنا عند
مروان وزید بن ثابت فقال زید
ما نقرأ الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموہما
البتۃ قال مروان الا کتبتہا فی المصحف
قال ذکرنا ذلک وفینا عمر بن الخطاب
فقال اشفیکم من ذلک قلنا فکیف
قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فقال یا رسول اللہ اکتبنی
آیۃ الرجم قال لا استطیع الآن
واخرج ابن مردویہ عن حذیفۃ
قال قال لی عمر بن الخطاب کم تعدون
سورۃ الاحزاب قلت ثلثین او
ثلاثا وسبعین قال ان کانت
لتقارب سورۃ البقرۃ وان کان
فیہا لآیۃ الرجم ، واخرج ابن الضریس

(۸) ابن الضریس عکرمہ سے روایت
کرتے ہین کہ سورہ احزاب سورہ
بقرہ کے برابر تھا یا اوس سے
بھی زیادہ تھا۔ اس مین آیہ
الرجم بھی تھا ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳
بھی آیہ الرجم کے متعلق
ہے۔
(۱۴) بخاری نے تاریخ مین روایت
کیا ہے حذیفہ سے کہ ہمنے رسول اللہ
سورہ احزاب پڑھا تھا۔ اب
اوس مین سے ستر آیتین مین
بھول گیا جنکو پھر کسی کے پاس
نہ پایا۔
(۱۵) ابو عبید۔ ابن الانباری۔
ابن مردویہ عائشہ سے روایت
کرتے ہین کہ سورہ احزاب کی
عہد رسول اللہ مین دو سو آیتین
پڑھی جاتی تھین عثمان نے
جب لکھوایا مصاحف کو تو اس
سے زیادہ پر قادر نہوے۔
تمام ہوا ترجمہ درمنثور کا۔
ان روایتون سے بھی معلوم
ہوا کہ یہ قرآن جو موجود ہے کسی

عن عکرمه قال کانت سورة الاحزاب مثل سورة البقرة او اطول وکان فیہا آیة الرجم ۔ واخرج ابن سعد عن سعید بن المسیب ان عمر قال ایاکم ان تہلکوا عن آیة الرجم و ان یقول قائل لانجد حدین فی کتاب اللہ فقد رجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجمنا بعدہ فلولا ان یقول الناس احدث عمر فی کتاب اللہ لکتبتہا فی المصحف لقد قرأناہا الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموہما البتة قال سعید فما انسلخ ذوالحجة حتی طعن ۔ واخرج ابن الضریس عن ابی امامه بن سہل بن حنیف ان خالته اخبرتہ قالت لقد اقرانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیة الرجم الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموہما البتة بما قضیا من اللذة ۔ واخرج ابن الضریس عن عمر قال قلت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما نزلت آیة الرجم اکتبہا یا رسول اللہ قال لا استطیع ذلک ۔ واخرج ابن

نوشتہ سے نہین لکھا گیا بلکہ محض یاد سے کہ ایک سو ۷۳ آیتین اسکی صحابہ بہول گئے اور عثمان نہ لکھوا سکے ۔
اب ہم نہین جانتے کہ اہلسنت اپنے کن کن صحابہ کی تکذیب کرینگے ۔ کیونکہ عمر ۔ عائشہ حذیفہ سب ہی تو بیان کرتے ہین کہ سورہ احزاب ۔ سورہ بقرہ کے برابر تھا ۔ اور اب کل ۷۳ آیتین رہ گئین انہین روایتون کی بنا پر اڈیٹر صاحب نے چاہا کہ جناب امام جعفر صادق کے بیان سے بھی ایک آیہ کا پتہ لگائین کہ حضرت نے بھی فرمایا یہ آیہ کم ہو گیا ۔ حالانکہ حضرت کا صریحی مطلب یہی ہے کہ یہ آیہ اس بارہ مین نازل ہوا نہ یہ کہ یہ الفاظ نازل ہوے تھے ۔
اسکے مقابلہ مین ہم آپکو تفسیر صافی جلد ۲ کا صفحہ ۱۱۰ اور تفسیر مجمع البیان جلد ۲ کا صفحہ ۳۴۰ بھی دکھاتے ہین کہ بغور دیکھئے ایک روایت بھی ویسی نہین ایسی لی گئی ہے جسمین اسکا بیان ہو کہ ایک حرف بھی اسکا نکل گیا پھر تفسیر منہج الصادقین جلد ۱ صفحہ ملاحظہ ہو ۔

الضولیس عن زید بن اسلم ان عمر بن الخطاب خطب الناس فقال لاتشکوا فی الرجم فانہ حق قد رجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجمہ ابوبکر ورجمت ولقد ھممت ان اکتب فی المصحف فسأل ابی بن کعب عن آیۃ الرجم فقال ابی الست اتیتنی وانا استقرئہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدفعت فی صدری وقلت استقرئہ آیۃ الرجم وھم یتسافدون تسافد الحمر۔ واخرج البخاری فی تاریخہ عن حذیفہ قال قرأت سورۃ الاحزاب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنسیت منہا سبعین آیۃ ما وجدتہا۔ واخرج ابو عبید فی الفضائل وابن الانباری وابن مردویہ عن عائشہ قالت کانت سورۃ الاحزاب تقرأ فی زمان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مائتی آیۃ فلما کتب عثمان المصاحف لم یقدر منہا الا علی ما ھو الآن۔

پھر تفسیر علی بن ابراہیم قمی جو قدیم مفسر ہین۔ اور راڈیٹر صاحب نے خاص طور پر اونکا نام قائلین تحریف مین لکھا ہے اونکا ورق صفحہ ۴۹۱ قلمی ملاحظہ ہو کہ ایک حرف بھی ان روایات کا اوسمین لکھا گیا ہے تو اب آپ ہی بتائے کون فرقہ قائل تحریف ہوا جسکے یہان اتنی روایتین ہون سورہ احزاب کے بارہمین کہ پہلے اتنا بڑا سورہ تھا۔ اب اتنا رہ گیا۔ یا وہ فرقہ جسکے یہان ایک روایت بھی اس بادہ مین نہ ہو کہ اس سورہ سے کوئی آیہ گرا۔ یا کم ہوا۔ انصاف شرط ہے۔

ہان جس روایت کو اڈیٹر صاحب نے کافی سے نقل کیا ہے وہ بیشک صافی مین ہے مگر بمقام تفسیر آیہ نہ بشکوہ تحریف تحرفین۔

اسیطرح تفسیر علی بن ابراہیم قمی مین بھی ہے مگر کسی نے یہ نہین لکھا کہ اس سے مقصود امام اثبات تحریف ہے۔ بلکہ حل مطلب و تفسیر آیت پھر نہ معلوم اڈیٹر صاحب نے کہان سے یہ بلند پروازی دکھائی کہ اس حدیث کو دلیل تحریف قرار دیا

اڈیٹر صاحب کو اپنی تفسیر کی طرف رجوع کرنا چاہیئے کہ دیکھین اونکے مفسرین کس کس طرح

کی تحریف کے قائل ہین۔

**تفسیر سورہ احزاب پر اجمالی نظر** پہلا آیہ اس سورہ کا یا ایھا النبی اتق اللہ و
قطع الکافرین ہے درمنثور مین ہے واخرج ابن المنذر عن ابن جریج ولا تطع الکافرین
ابی بن خلف والمنافقین ابو عامر الراھب وعبد اللہ ابن ابی سلول والجد
بن قیس ص۱۸۰
جس سے معلوم ہوا کہ یہ آیہ اصل مین اسطرح تھا کافرین کے بعد نام ابی بن خلف منافقین
کے بعد تین نام جو قرآن مروج سے نکال دیئے گئے۔
آیہ ۶۔ النبی اولی بالمومنین من انفسہم کی تفسیر مین لکھا ہے انہ کان یقول انا
اولی بکل مومن من نفسہ فایما رجل مات وترک دینا فالی ومن ترک مالا
فھو لورثتہ واخرج ابن ابی شیبہ واحمد والنسائی عن بریدہ رضہ قال غزوت
مع علی الیمن فرایت منہ جفوۃ فلما قدمت علی رسول اللہ ذکرت علیا
فتنقصتہ فرایت وجہ رسول اللہ تغیر وقال یا بریدہ الست اولی بالمومنین
من انفسہم قلت بلی یا رسول اللہ قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ ص۱۸۲ درمنثور
یعنی رسول اللہؐ فرماتے تھے کہ ہم ہر مومن کیلئے اولی ہین اوسکی نفس سے تو جو شخص
مرے اور قرض چھوڑ جائے وہ ہمپر ہے اور جو ترکہ چھوڑ جائے وہ اوسکی اولاد کیلئے ہے
ابن ابی شیبہ۔ احمد بن حنبل۔ نسائی بریدہ سے راوی ہین کہ ہم حضرت علیؑ کیساتھ
تھے غزوہ یمن مین جب آکر رسول اللہؐ سے حضرت علیؑ کی شکایت کی تو دیکھا کہ چہرہ رسول
اللہ کا متغیر ہوا اور فرمایا اے بریدہ کیا ہم اولی نہین ہین مومنین کیلئے اونکی نفس سے
تو مینے عرض کیا ہان۔ حضرت نے فرمایا جسکا مین مولی ہون اوسکے مولی علی ہین۔
اس آیہ کا ایک جزو وازواجہ امھاتھم بھی ہے اخرج عبد الرزاق وسعید بن
منصور واسحق بن راھویہ وابن المنذر والبیہقی عن مجالہ قال مر عمر بن
الخطاب ویقرء فی المصحف النبی اولی بالمومنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم
وھو اب لھم فقال یا غلام حکھا فقال ھذا المصحف ابی فذھب الیہ

فسالہ فقال انہ کان یلہینی القرآن ویلہیک الصفق بالاسواق واخرج الفریابی وابن مردویہ والحاکم والبیہقی فی سننہ عن ابن عباس انہ کان یقرء ہذہ الآیۃ النبی اولی بالمومنین من انفسہم وھو اب لہم وازواجہ امہاتہم واخرج الفریابی وابن ابی شیبہ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم عن مجاہد رض انہ قرء النبی اولی بالمومنین من انفسہم وھو اب لہم واخرج ابن ابی حاتم عن عکرمہ قال کان فی الحرف الاول النبی اولی بالمومنین من انفسہم وھو اب لہم واخرج ابن جریر عن الحسن قال فی القراءۃ الاولی النبی اولی بالمومنین من انفسہم وھو اب لہم صفحہ ۱۸۳ درمنثور

(۱) عمر کا گذر ایک لڑکے پر ہوا جو ابی کے مصحف مین النبی اولی بالمومنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم وھو اب لہم پڑہ رہا تھا عمر نے کہا اے لڑکے اس لفظ کو چھیل ڈال۔ اوس نے کہا یہ ابی بن کعب کا مصحف ہے عمر۔ ابی کے پاس گئے تو ابی نے کہا ہمارا شغل قرآن پڑھنا تھا۔ اور تمھارا شغل بازارون مین تالیان بجانا یا بیچنا خریدنا۔

(۲) ابن عباس اسی طرح پڑہتے تھے النبی اولی بالمومنین من انفسہم وھو اب لہم وازواجہ امہاتہم

(۳) مجاہد سے روایت ہے کہ وہ بھی باضافہ وھو اب لھم پڑہتے تھے۔

(۴) عکرمہ کہتے ہین کہ پہلا حرف اسی طرح تھا باضافہ وھو اب لھم۔

(۵) حسن بصری سے روایت ہے قراۃ اولی مین وھو اب لھم تھا۔

اب اڈیٹر صاحب فرمائین یہ روائتین شیعہ کی ہین یا سنیون کی کہ ایک چھوڑ پانچ پانچ حدیثین اس مضمون کی ہین کہ پہلے اس آیہ مین وھو اب لھم بھی تھا۔ جو اب قرآن مروج مین نہین ہے تو یہ تحریف نہین ہے تو کیا ہے ابی بن کعب کے مصحف مین یہ لفظ موجود۔ ابن عباس کی یہی قرارت۔ مجاہد۔ عکرمہ۔ حسن جو تابعین

# رسید وصولی زرچندہ الشمس ۲۲ھ

اس رسید کی غرض یہ ہے کہ (۱) اگر اسمین کسی قسم کی غلطی ہو تو مطلع فرمائین کہ صحیح کردیا جاے۔

(۲) جن حضرات کا نام اس وصولی مین نہین ہے وہ اپنا چندہ بذریعہ منی آڈر عنایت فرمائین تو دفتر نہایت شکرگذار ہوگا

(۳) چونکہ اس نمبر مین اضافہ چندہ کی بھی استدعا کی گئی ہے لہذا اور بھی ضرورت ہے کہ آپ چندہ بذریعہ منی آڈر عنایت فرمائین. کیونکہ ممکن ہے یہ اضافہ کسیکو ناگوار ہو اور اسوجہ سے واپس کرین۔

(۴) الشمس کے خریدارون کی تعداد ۲۵۰ سے بھی کم ہے اور جبتک ویلیو نجاے اسکا بھی تصفیہ نہین ہوسکتا۔ کہ انمین کتنے لوگ باقی رہینگے لہذا اگر چندہ بذریعہ منی آڈر عنایت ہو تو نہایت انسب ہے، اور جن حضرات کو انکار ہو وہ بذریعہ تحریر مطلع کرین مگر نمبر وہ ۳ بھی اوسکے ساتھ واپس کرین کہ جلد ناقص نہو۔

(۵) علماء دین اور دیگر حضرات ارباب قلم سے امید ہے کہ اگر مخالفین اسلام کے جواب مین آپ بہ نیت ردّ مخالفت مضامین تحریر فرمائین تو الشمس اشاعت کیلئے حاضر ہے

## اسماے خریداران الشمس جنکا چندہ ۲۲ھ سنہ رواں مین وصول ہے۔

(۱) جناب مولوی سید محمد مہدی صاحب سابق سررشتہ دار عہ

(۲) جناب سید وارث علیشاہ صاحب کلرک دفتر صاحب بہادر عہ

(۳) جناب منشی سید تہذیب الحسن صاحب انسپکٹر مدارس جونپور عہ

(۴) جناب سید تحمل حسین صاحب وکیل الخلد عہ

(۵) جناب مرزا محمد شاد حسین صاحب اسٹیشن ماسٹر عہ

(۶) جناب مولوی سید محمد زکی صاحب نائب تحصیلدار عہ

(۷) جناب حکیم سید ہدایت حسین صاحب تعلقدار عہ

(۸) جناب داروغہ مرزا ظہور علی صاحب عہ

(۹) جناب منشی سید محمد صادق صاحب انسپکٹر عہ

(۱۰) جناب مولوی علی رضا صاحب رامپور عہ

(۱۱) جناب منشی حفاظت علی بیگ صاحب انسپکٹر عہ

(۱۲) جناب منشی سید خورشید حسن صاحب لکھنؤ عبہ

(۱۳) جناب منشی ظہور علی صاحب عہ

(۱۴) جناب منشی محمد خلیل صاحب ڈپٹی عہ

(۱۵) جناب منشی محسن علی صاحب مختار عام مہ

(۱۶) جناب منشی سید مرتضی حسین صاحب انسپکٹر عہ

(۱۷) جناب سید شوکت علی صاحب رئیس عہ

(۱۸) جناب شیخ ہاشم علی صاحب انجینیر عہ

(۱۹) جناب منشی سید کلب عباس صاحب عہ

(۲۰) جناب سید رضا حسین صاحب عہ

(۲۱) جناب محمد حسین خان صاحب کوتوال عہ

(۲۲) جناب سید صاحب تحصیلدار عہ

(۲۳) جناب فقیر محمد صاحب عہ

(۲۴) جناب منشی سید الدین صاحب رئیس عہ

(۲۵) جناب منشی محمد حسن صاحب عہ

(۲۶) جناب مولوی علی اکبر صاحب عہ

(۲۷) جناب مولوی سید علی صاحب بہادر عہ

حیدرآباد

(۲۸) جناب مرزا علی اکبر صاحب مہ

(۲۹) جناب مولوی سید حسین صاحب تحصیلدار مہ

## [illegible]صلاح

[illegible]ہ ماہانہ رسالہ ہے جو تیرہ برس سے فرقہ حقہ شیعہ
[illegible]کی حمایت اور نصرت میں جان لڑا رہا ہے جبکہ
[illegible]ملکی اخبار ور سالہ اس فرقے کا نہ تھا اسنے قوم
[illegible]کی اصلاح اور مخالفین کے دفعیہ کا بیڑا اٹھایا۔
[illegible]ور قوم نے اسے کل اغراض ملکی و مالی کا اسکو
[illegible]سرپرست و نگران مان لیا۔
[illegible]ن فر اصلاح نے آجتک جسقدر کتابیں علم
[illegible]لام میں شائع کیں اور جسقدر مخالفین کا جواب
[illegible]یا قوم میں مشہور رہے۔ دو سال سے تنقید بخاری کا
سلسلہ جاری ہے۔ اہلسنت کے اصح الکتب بعد
[illegible]کتاب اللہ یعنی صحیح البخاری کی شرح اس خوبی سے
کیجاتی ہے کہ صحیح اور اتفاقی روایتیں الگ چھانی
ہیں اور وضعی و غلط روایتیں الگ باوجود ان
خوبیوں کے قیمت صرف دو روپیہ سالانہ۔

**[illegible]تنقید بخاری**

پہلا حصہ اصلاح جلد سے شروع
ہوا اور ضمیمہ جلد [illegible] ختم ہوا ہے
[illegible]کثرت شوق شائقین دوبارہ حصہ اول چھپا گیا
[illegible]جسمیں صحیح بخاری کے پہلے باب کی ایک حدیث پر تفصیلی
[illegible]مختصر نظر ڈالی ہے جسکے ملاحظے سے قدرت خدا یاد
[illegible]آتی ہے قیمت صرف چھ آنہ ۶

**[illegible]الشمس**

الشمس نے اہلسنت کے وہ اسرار کھولے ہیں
جو آج تک سو برس میں نہ کھلے تھے
اگر تمام عالم کے اہلسنت جمع ہوں تب بھی کوئی جواب [illegible]
معقول نہیں دے سکتے قیمت جلد اول [illegible] جلد ثانی [illegible]

## نہج البلاغہ

اس کتاب مستطاب سے کون ناواقف ہوگا کہ جناب
امیر المومنین مظہر العجائب و الغرائب اسد اللہ الغالب
علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے خطبے اور خطوط اور
مختلف حدیثیں جس پر مسلمانوں کے دین و دنیا کی ترقیوں
کا مدار ہے جناب سید رضی علیہ الرحمہ نے اسمیں
جمع کی تھیں قدیم زمانے سے متعدد شرحیں اسکی عربی
فارسی میں لکھی گئیں لیکن اگر چہ با اینہمہ یہ کتاب کمیاب بلکہ
نایاب تھی جناب فخر الحکما و افاضل نے اسکا با محاورہ
ترجمہ کیا ہے اور مبسوط شرح فرمائی ہے مگر چونکہ کتاب
بہت ضخیم تھی اسلئے یہ انتظام کیا گیا کہ ہر سال
اسکے ۲ جزو ۲۲+۲۹ تقطیع پر شائع ہوں لہذا چندہ
سالانہ مقرر کیا گیا چھ ماہ پر چھ جزو شایع ہوتے ہیں
پوری کتاب کی قیمت درجہ اول [illegible] درجہ دوم [illegible]

**رسالہ وضو**

جسسے دنیا کو سنوادیا کہ اسلام میں مذ[illegible]
حق شیعہ ہے جیسا کہ وضو اور بخاری اور افعال
مطابق کتاب و سنت ہے چالیس حدیثوں سے زیادہ
کتب معتبرہ اہلسنت سے لکھی گئی ہیں کہ یہی وضو حضرت
رسول اللہ کا ہے جو شیعوں میں جاری ہے قیمت ۲

**مناظرہ انجدیہ**

حصہ اول جسمیں قرآن و احادیث
رسول اللہ و جناب امیر و حسنین اور
اقوال عائشہ و صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و علمای
اہلسنت بالخصوص معاویہ بن ابی سفیان کی ترجیح نا
صراحت تمام مذکور ہے آجتک اس موضوع میں ایسی کوئی
کتاب نہ لکھی گئی تھی۔ قیمت صرف فی جلد ۸

سید ظفر حسین [illegible] منیجر

ثم جعلنا الشمس علیہ دلیلا



| جلد ۶ | مقاصد و قواعد پرچہ ہذا | نمبر ۱ |
| --- | --- | --- |

(۱) کتب علم کلام مذہب شیعہ جو چھپ چکے ہو رہے ہیں انکا مفصل جواب خصوصاً اُن اعتراضات کا جو آجکل محض شیعوں کی مخالفت میں شایع ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ عوام الناس کو مغالطہ دینے کے لئے کتاب مستطاب استقصاء پر حملہ کرے جو محال ہے

(۲) بعد ازاں اسکے اُن مختصر رسائل کا جواب جو مخالفین کیطرف سے بغرض تشنیع مذہب حقہ شیعہ شایع ہوئے خصوصاً آیات بینات ۔ ہدایۃ الرشید منہاج السنۃ ابن تیمیہ در زبان عربی۔

(۳) حجم اس رسالہ کا کم از کم ۳۲ صفحہ ہوگا۔ مگر قوم کی توجہ سے عنقریب بڑھا دیا جائیگا۔

(۴) ۵ خریدار دینے پر صرف الشمس اور ۱۲ خریدار دینے پر اصلاح و الشمس دونوں مفت بطور کمیشن ملینگے۔

(۵) قیمت پیشگی سالانہ مع محصول ڈاک ۶

(۶) مراسلات میں نمبر چٹ لکھنا ضروری ہے ورنہ تعمیل محال

(۷) سابق مقام چھوڑتے وقت فوراً دفتر کو مطلع کرنا ہوگا ورنہ عدم وصولی پرچہ کی شکایت معاف۔

(۸) درصورت عدم وصول پرچہ تاریخ اشاعت سے ہفتہ تک پرچہ مفت ملیگا اسکے بعد ہر کا ٹکٹ آنا چاہیے۔

(۹) جملہ مراسلات اڈیٹر کے نام ہونا چاہیئں۔

نوٹ (۱) ہمارا مقصد اگرچہ اسکا صرف یہی ہے مگر ہو سکتے ہیں جو خاص مسائل علم کلام میں تحریر کریں یا علمائے متقدمین کی سوانح عمریاں مفصل یا مختصر تحریر فرمائیں مگر کسی ناگوار تحریر شایع نہ ہوگی (۲) چونکہ اس رسالہ میں خاص علم کلام کی بحث ہیگی لہذا کتابوں کی خاص ضرورت ہے جو شخص اس ذریعہ سے مدد کریگا اُس کا بالخصوص شکریہ ادا کیا جائیگا۔

مرکز اشاعت دفتر اصلاح کھجوا ضلع سارن

اڈیٹر مولانا

| نمبر ۲ | بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۲۹ ہجری | جلد ۶ |
|---|---|---|

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

(جواب سلام واجب ہے)

(۱) الحمد للہ کہ آج نمبر ۲ حاضر ہے جس سے ایک وعدہ تو وفا ہوا کہ اب ہر نمبر علیحدہ شایع ہوگا۔

(۲) نمبر ۳ بھی ہفتہ عشرہ مین حاضر ہوگا مگر اوسکا ویلیو ہونا ضروری ہے تاکہ خریداری کا فیصلہ ہوجاے

(۳) اگر بفور وصول نمبر ہذا چندہ سالانہ بابت ۲۹ سنہ بذریعہ منی آڈر عنایت ہو تو نہایت انسب ہے
اور اگر کسی کو عذر یا انکار ہو تو بذریعہ کارڈ مطلع فرمائین کہ ویلیو کی زحمت اور خسارہ سے نجات
ملے جس سے اور بھی دفتر تباہ ہوتا ہے۔

(۴) بدنظمی دفتر کا حال پہلے نمبر مین لکھ چکے ہین کہ بوجہ **طاعون** و ہیضہ جو چار ماہ تک خیمہ زن رہا دفتر
کا کوئی انتظام نہ درست ہوسکا۔

سابق منشی بارہ یوم کی رخصت پر ۱۲ ربیع الثانی کو تشریف لیگئے نہ کوئی خط لکھا نہ کچھ حال معلوم ہوا مجبور
ہوکر خود پٹنہ گیا اور ایک منشی لایا جو دو ہفتہ بھی نہ رہے اور نہایت بے دردی سے چلے گئے جس سے
یہ ۴۰ صفحہ کا رسالہ تین کاتبوں سے لکھوا کر شایع کر رہا ہون لکھنؤ کے پریس مین بھی رخصت ہوئے ایک دوسرا
پریس مین جونپور سے بلوایا جس سے اصلاح نمبر ۵ اور الشمس نمبر ۲ شایع ہوسکا۔

غرض یہ پریشانیان تھین جنسے کوئی کام اپنے وقت پر نہ ہوسکا لیکن فضل خدا سے امید ہے کہ اب جلد کامیابی ہو

(۵) اس نمبر مین **تقدیس القرآن** کا مضمون زیادہ اور **رعد السارق** کا مضمون کم اسوجہ سے
رکھا گیا کہ مخالفین ہمیشہ شماتت کرتے ہین آریہ کا جواب نہین ہوسکتا۔ خود ہمارے برادران ایمانی غل مچا رہے
ہین لہذا یہ نمونہ پیش ہے جس سے معلوم ہوگا کہ حق ہمیشہ باطل پر غالب ہے اگرچہ باطل کیسا ہی زور دار

کیون نہو۔

(۶) اب ہم آپکو ایک ضروری خط کیطرف متوجہ کرتے ہین جو حسب ذیل ہے۔ دام مجدکم ۔ سلام علیکم
اس سے پہلے خطوط نمبری ۶۰ و نمبر ۷۰ علی الترتیب مورخہ ۱۸ و ۲۲ مارچ ۱۹۱۲ع بخدمت مولوی علی حیدر صاحب سلمہ دربارہ بے ترتیبی مضامین رسالہ اصلاح بھیجے تھے۔ جواب خموشی مین ملا۔ یہی خیال اسکی نسبت بھی ہو کہ غالبًا جواب نملیگا۔ الا کہ بدون رہا نہین جاتا ذرا توجہ فرمائے اور رسالہ الشمس ۱۰ و ۱۱ جلد پنجم ۱۳۲۹ھ کا صفحہ ۲ ملاحظہ فرمائے آپنے مشتہر کیا تھا کہ اب تین رسالے شروع ہوتے ہین نمبر صفحات بھی علحدہ علحدہ ہونگے حصہ اول مدالشارق۔ حصہ دوم کشف الظلمات عن الآیات البینات حصہ سوم رد الملاحدہ۔ چنانچہ الشمس نمبر ۶ تک یہی سلسلہ و ترتیب رہی نمبر ۱۱-۱۲ مین صرف حصہ اول کو ختم کرکے فراغت پائی۔ شکر

اب نمبر ۲ جلد ۶ بابت محرم ۱۳۳۰ھ ۔ ۲۰ ماہ بعد تشریف لائے۔ حصہ دوم کشف الظلمات و حصہ سوم رد الملاحدہ دونو ندارد ایک جدید مضمون تقدیس القرآن شروع کیا گیا ہے حصہ مصرعہ صد رگا کو خورد۔ پیرومرشد یہ بات کیا ہے کسی اقرار اور اعلان پر آپ قائم بھی رہتے ہین یا نہین وعدہ کچھ اشاعت کچھ۔ ایک مضمون کو ادھورا بسمل چھوڑکر دوسرا شروع کر دینا کسقدر حسن ترتیب اور معاہدہ کے خلاف ہے اور خریدارون کے دلکو کتنا پژمردہ کرنیوالا ہے۔ رسالہ اصلاح ایسے ہی چند مضمون زخمی ہین اور تڑپ رہے ہین نہ اونکا مرہم نہ پٹی ۔ گویا اونکا وجود ہی نہین تھا۔ الشمس کے اشاعت کی تو یہ نوبت ہو کہ تیسرے چوتھے مہینے وہ طلوع فرماتے ہین ساتھ ہی آپکی معذرت اور اقرار بھی ہمراہ لاتے ہین جواب دفع الوقتی سے زیادہ اوسکی کچھ وقعت نہین رہی جو مشکلات سابقاً وقت سے آپکو پیش آتی ہین اونکی معذرت قبول کرنیکے بعد بھی آپکا توقف اور سلسلہ مضامین کی بے ترتیبی۔ خاموش نہین رہنے دیتی مہربانی کرکے اپنے اقرار کا ایفا فرمائے اور سلسلہ مضامین کو قائم رکھئے تداخل نہین ہونا چاہئے ورنہ الشمس بھی یون ہی کسوف مین رہا تو اندھیر ہے۔ والسلام سید امجد علی کربلائی عفی عنہ

ہمارا جواب تو یہ ہو کہ تعمیل حکم کو حاضر ہین کیونکہ تجربہ بھی شاہد ہے جو چیز متروک ہوئی وہ متروک ہوئی۔
ترجمہ البلاغہ کا ترجمہ اصلاح جلد ۵ کے ساتھ شروع ہوا اگر چھوٹا تو آج ہی چھوٹا کل بھی چھوٹا۔
تنقید ہماری حصہ ثالثہ سلسلہ اصلاح ۸ جلد ۱۲ سے متروک ہوا تو آج بھی متروک ہوا لہذا خوف ہے کہ کشف الظلمات ورد الملاحدہ کا سلسلہ بھی اگر چھوٹا تو چھوٹا۔

# تقدیس القرآن

اڈیٹر صاحب مسلمان نے تنقیح قایم کرنے مین بھی غلطی کی جسکی وجہ وہی حدیث، ہلا تجاوز حنا جرہم ہے کیونکہ تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ فرمایش غیر متعصب کی تھی جیسا کہ مسافر کا دعوی ہے یا اون کفار کی جو شدید التعصب تھے نہ یہ کہ فصاحت و بلاغت کو تنقیح مین دخل ہو اس لئے اڈیٹر صاحب مسلمان نے اتنی آیتین لکھدین حالانکہ صرف وہی آیہ اپنے اثبات دعوی اور رد مخالف کے لئے کافی تھا اور یہ معجزات قرآن سے ہے کہ اوسکا ہر حصہ بجاے خود دلیل واضح ہے نہ یہ کہ وہ محتاج ہو کسی دوسری آیہ کا کیونکہ خدا یہ بھی جانتا تھا کہ قرآن کے ساتھ کیا سلوک ہونیوالا ہے۔

اڈیٹر صاحب نے جو یہ الزام دیا ہے "کہ آج وہی فرقہ جو توحید توحید پکارتا ہے اور اس توحید کے جوش مین دید جیسے کتاب دیوتا اور عناصر پرست سے توحید نکالنے کا متمنی بلکہ مدعی ہے وہی قرآن کی توحید کے مقابل عرب کے مشرکون کا ہم آہنگ ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے اور قرآن مین تبدیلی کا خواہشمند ہے"

اس اعتبار سے تو ضرور غلط ہے کہ اڈیٹر مسافر کی عبارت سے یہ الزام نہین نکل سکتا۔ رہا یہ امر کہ وہ موحد ہین یا نہین بحث جداگانہ ہے یہان تو صرف اسیقدر فہمایش کافی تھی کہ یہ آیت خود بتا رہی ہے کہ فرمایش تبدیل و ترمیم کفار تھی جو غیر متعصب تھے جیسا کہ مسافر کا دعوی ہے تو اونکی یہ فرمایش کہ دوسرا قرآن لاو یا بدل دو بجاے خود اسکی کافی شہادت ہے کہ وہ کسی وجہ سے اسکو ناقص نہین جانتے تھے بلکہ خلاف مقصود سمجھتے تھے۔ جب ہی تو بدلنے کی خواہش کی ورنہ اگر وہ ناقص سمجھتے تو اوسی نقصان کو بیان کرتے کہ فلان بیان غلط ہے یا خلاف فصاحت جس کا جواب قرآن دیتا۔

یہ تحریر ہماری صرف اس غرض سے ہے کہ آریون کا جواب معقول ہو مہذب پیرایہ مین دیا جاے نہ سخت کلامی اور درشت گوئی سے اگر خدا نے اون کو سمجھ کا مادہ دیا ہے

تو وہ سمجہ جاینگے ورنہ کم سے کم اون مسلمانون کو تو فایدہ ہوگا جوان تحریرونسے متاذی ہورہے ہین۔

بہرحال اس بحث مین تنقیح طلب یہی ہے کہ ایڈیٹر صاحب مسافر اس سے اپنا یہ دعوی ثابت کرین ‹‹عرب کے نیکبس (بےتعصب) عالمون کو سنایا گیا›› جو غیرممکن ہے اس طریقہ سے آپ سمجہ رکہئے کہ کوئی آریہ اب قلم نہ اوٹہائیگا کیونکہ آخر سمجہدار ہین پہر کیونکر ممکن ہے کہ وہ الفاظ قال الذین لا یرجون لقاءنا پر غور کرکے کبہی یہ دعوی کرسکین ‹‹شروع دن ہی سے نیکبس عربی دان قرآن کے نقایص کو محسوس کررہے ہین›› کیونکہ فقرہ لایرجون لقاءنا نے سب راہین بند کردی ہین اور بتادیا ہے کہ اسکی خواہش کرنے والے وہ کفار تھے جن کے دل مین ذرہ برابر بہی قیامت کا یقین کیسا گمان و وہم بہی نہ تہا کیونکہ لایرجون کے معنی امید کرتے خود ایڈیٹر صاحب نے بہی لکہا ہو تو ناامیدی تو صرف محالات سے ہو نہ ممکنات سے۔ پہر جو کفار ایسے سخت دل تھے اونکو غیر متعصب کون کہہ سکتا ہے۔

ہان یہ نکتہ بہی خیال کرنے کے قابل ہو کہ خدانے قال الذین کفروا نہین فرمایا ہے جس سے تخصیص کافرون کی ہوجاتی بلکہ قال الذین لایرجون لقاءنا فرمایا جس مین ہر وہ شخص داخل ہے جو اس امیدواری سے خالی ہو خواہ وہ ظاہری کافر ہو یا باطنی اسیوجہ سے باطنی کفار نے وقت غلبہ اوس کے احکام کو حتی الامکان بدلدیا۔

تو اب بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ یہ تبدیلی کی خواہش محض از راہ مخالفت تہی نہ اس لحاظ سے کہ معاذ اللہ کہ قرآن مین کوئی نقص تہا

اگر اون کو اس آیہ کے سوا کسی دوسرے آیہ سے استدلال کرنا تہا تو اس آیہ کو پیش کرتے جو خداوند عالم سورہ نحل مین فرماتا ہے واذا بدلنا آیۃ مکان آیۃ واللہ اعلم بما ینزل قالوا انما انت مفتر بل اکثرھم لایعلمون قل نزلہ روح القدس من ربک بالحق لیثبت الذین امنوا وھدی وبشری للمسلمین کہ جب ہم کسی نشان کو بدلتے ہین خدا ہی جانتا ہے اوسکو جو نازل کرتا ہے تو کہتے ہین تو تو مفتری ہے بلکہ اکثر اونکے

نہین جانتے کچھ نازل کیا ہے اسکو روح القدس نے بحق تاکہ ثابت رکھے ایمان والون کو اور ہدایت اور بشری ہے مسلمانون کے لئے۔

تو بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ اس خواہش تبدیل سے جہان یہ غرض تھی کہ اسلامی احکام بدلجاوین کفر کا رواج ہو وہان یہ بھی چاہتے تھے کہ اس تبدیلی کے ذریعہ سے حضرتک معاذ اللہ مفتری بناوین تو پھر ایسے اشخاص کو کون کہ سکتا ہے کہ یہ لوگ شروع دن ہی سے نہ بیکس عربی دان قران کے نقایص کو محسوس کر رہے ہین،، کیونکہ اسکے لئے ضرورت ہی تعصب سے پاک ہونیکی ورنہ دشمن کی آنکھ مین تو ہنر بھی عیب معلوم ہوتا ہے۔

**قول مسافر**۔ گھر کا بھیدی :۔ لیکن ہم اسی پر بس نہین کرتے بلکہ اس کے ساتھ ہی قران کے سب سے پہلے کاتب کا بیان بھی قلم بند کئے دیتے ہین کہ ناظرین کو کسی قسم کا شبہہ نہ رہے یہ تو زمانہ جانتا ہے اور مسلمان اوسے فخریہ بیان کرتے ہین کہ حضرت محمد پورے امی یعنی ان پڑھ تھے اور تحقیقات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت اگر کچھ تھوڑا بہت پڑھے لکھے بھی تھے تو ایک بہت ہی کم لیاقت شخص تھے اور آپ مین اتنی استطاعت نہ تھی کہ جو آیات جبرئیل بناکر آپ کو پڑھاجاتا تھا او نہین خود قلم بند کر سکتے پس مجبوراً آپ نے اس مطلب کے لئے چالیس محررین یعنی کاتب رکھے ہوے تھے اور جو آیات جبرئیل آپکو پڑھا جاتا تھا آپ موقع پاکر اپنے کاتبون سے اوسے قلمبند کروالیا کرتے تھے پس اس صورت مین آپ کے سب سے پہلے اور سب ہی بڑے کاتب کا بیان نہایت ہی صحیح اور معتبر ہونا چاہئے کیونکہ وہ گھر کا بھیدی تھا اس کا قرآن کی تصنیف کے متعلق یہ بیان ہے۔حق پسند بغور سنین۔

عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح العامری وھو اول من کتب لہ من قریش بمکۃ ثم ارتد وصار یقول اکتب ام محمد حیث ارید کان یملی علی عزیز حکیم فاقول او علیم حکیم فیقول نعم کل صواب وفی کل لفظ کان یقول اکتب کذا واقول اکتب کذا فیقول اکتب کیف شئت (سیرۃ حلبیہ ترجمہ عبد اللہ بن سعد بن

ابی سرح عامری پہلا قریشی ہے جس نے کتابت کی حضرت کے پاس مکہ مین پہر منکر ہوا اون سے اور کہتا تھا کہ ہم جدہر چاہین محمد کو پہیرتے تھے وہ ہم سے عزیز حکیم لکھاتے تھے وہ ہم علیم حلیم لکھتے تھے اور حضرت کہتے جاتے تہے کہ ہر طرح درست ہی اور ہر لفظ پر کہتے تھے کہ لکھ ایسا مین کہتا تھا کہ لکہون ویسا پہر کہدیتے تھے کہ لکھ جیسا تیرے دل بین آوے۔ آمید ہو کہ اب اس گھر کے بھیدی کا دلچسپ زبردست بیان سنکر دنیا پر محمدی الہامی قرآن کی حقیقت کہل جائیگی اور رنرنکش عالم سمجہ جائین گے کہ اس صورت مین قرآن کو کس درجہ کی کتابونکی شمار کرنا چاہیے" ایضا صفحہ ۸۔

مسلمان۔ اس بیان مین بھی مرتد نے یا تو خود دہوکہ کھایا ہے یا حسب معمول اپنے ناظرین کو دہوکہ دیا ہے۔

پہلی غلط بیانی تو اسکی یہ ہے کہ حضور پرنور فداہ امی وابی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محررین کی تعداد چالیس بتلائی ہے حالانکہ کتب تاریخ مین حضرت کے جملہ محررین کی تعداد نام بنام بتائی ہے دیکھئے مین اس جگہ ایک مستند کتاب سے نقل کرتا ہون۔

زاد المعاد۔ جسکا مصنف مورخ اور محدث دونون رتبے رکہتا ہے یعنی حافظ ابن قیم نے آنحضرت کے کاتبون کے شمار مین خاص ایک فصل لکھی ہے۔ جو یہ ہے

فصل فی کتابہ یعنی یہ فصل ان حضرت کے محررین کے بیان مین ہے۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان علی۔ زبیر۔ عامر بن فہیرہ۔ عمرو بن العاص۔ ابی بن کعب۔ عبداللہ بن الارقم۔ ثابت ابن قیس۔ حنظلہ بن الربیع۔ مغیرہ بن شعبہ۔ عبداللہ بن رواحہ۔ خالد بن الولید۔ خالد بن سعید معاویہ ابن ابی سفیان۔ زید بن ثابت (زاد المعاد مصری جلد اول صفحہ ۳۰)

صاحبو! بتلاؤ۔ سترہ کو چالیس لکھنا بھی کوئی سود کی شرح ہے! شیم! شرم! اشیم!!

گو چالیس کا عدد بھی ہمارے کسی دعوے کے خلاف نہین چالیس چھوڑ پچاس کاتب ہون مگر ہمین تو مہاشہ مرتد کی دروغگوئی اور کذب بیانی کا اظہار کرنا مقصود ہے۔

تقدیس جواب آریہ تو یہ ہے کہ اگر مخالف کا کوئی بیان مخالف کسی عدالت مین مقبول ہو سکتا ہے تو بیشک اس بیان سے آپ کسی طرح استفادہ کرسکتے ہین کیونکہ یہ تو آپ کو

معلوم ہے کہ وہ مرتد ہو چکا تھا پھر مرتد کا کوئی بیان مخالف کس عقل سے معقول ہو سکتا ہے۔
اور بالفرض اگر مانا بھی جاوے تو اوس سے فایدہ ہی کیا ہو سکتا ہے کیونکہ بیان تو اسیقدر ہی کہ حضرت کچھہ لکھواتے تھے یہ کچھہ لکھتا تھا۔ اس سے قران پر کیا الزام آیا یا رسول اللہ پر کیا الزام آیا۔ کیونکہ یہ تو اسکی جعلسازی ہے اگر گورنمنٹ انگریزی ہوتی تو تعزیرات ہند کا دفعہ چلتا وہان صرف یہ کیا گیا کہ مرتد کا خطاب دیکر نکال دیا گیا یا خود بھاگ گیا۔ اور حکم قتل جاری ہوا
نہین معلوم اس نامہ نگار نے اس واقعہ سے قران کی عظمت و جلالت پر کیا اثر ڈالا کیونکہ اس سے ثابت ہوا تو عبد اللہ بن ابی سرح کی جعلسازی جسمین نہ کوئی عذر ہے نہ انکار مگر قران پر تو اسکا کوئی اثر نہین پڑا۔
کیا کسی گورنمنٹ کا محرر یا سررشتہ دار کوئی جعلی خط لکھے یا سررشتہ بن جعل بنا لے تو اوس سے گورنمنٹ پر الزام ہو سکتا ہے حاشا و کلا ہرگز نہین۔ پہر اسکی جعلسازی سے پیر یا رسول پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔
ہان اہل سنت عموماً اور اہلحدیث کوئی جواب نہین دے سکتے۔ کیونکہ اس روایت کا یہ بیان کہ حضرت فرماتے تھے جس طرح چاہو لکھو ایسا ہی کہ تمامی روایات اہل سنت اسکے موافق ہی کہ قرآن سات حرفون پر نازل ہوا جسکی کوئی تاویل نہین کر سکتے اور یہ ایسا اصول ہے کہ چالیس تاویلین کیگئی مگر آج تک کوئی ... نہ بنا سکے ملاحظہ ہو الشمس جلد ۵ صفحہ
بخلاف شیعہ جو سرے سے اسکی منکر ہین اور ہونکی روایات مصرح ہین کہ قرآن ایک ہے ایک خدا کی طرف سے نازل ہوا۔ ملاحظہ ہو الشمس ع ۹ جلد صفحہ ۲۵
تو آریہ کا یہ اعتراض وہ اب اس گھر کے بھیدی کا دلچسپ زبردست بیان سنکر دنیا ہم محمدی الہامی قرآن کی حقیقت کھل جائیگی اور ہر مکس علما سمجھ جاینگے کہ اس صورت مین قرآن کو کس درجہ کی کتابون مین شمار کرنا چاہئے۔
اس اصولی بڑا جواب اعتراض ہوا کیونکہ یہ تو بدیہی بات ہے کہ معمولی تحریر کا لکھنے والا بھی جب کوئی تحریر لکھتا ہے تو الفاظ خاص استعمال کرتا ہے اگر ایک لفظ کے بدلے دوسرا لفظ

کہا جاوے تو آسمان وزمین کا فرق ہوجاتا ہے۔ پہر کیونکر ممکن ہے کہ رسول اللہ اسکی اجازت دین کہ اکتب کیف شئت کہ جس طرح چاہو لکہو حالانکہ قران اس آیہ مین ہدایت کرتا ہے کہ قل ما یکون لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی ان اتبع ما یوحی الی کہ ہم اپنی خواہش نفس سے نہین بدل سکتے ہم تو وحی کا صرف اتباع کرتے ہین جس سے خود حضرت کو اسکا اختیار نہین کہ بدل دین تو کب ممکن تہا کہ آپ ایک کافر کو اجازت دیتے کہ جس طرح چاہی بدلکر الفاظ لکہے کیونکہ اس صورت مین نہ صرف یہی آیہ غلط ہوتا ہے بلکہ وہ کل آیات جسمین تحدی کی گئی ہے کہ ایک سورہ بہی بنا لو غلط ہوتے ہین کیونکہ جب وہ شخص جو محض معمولی شخص تہا اسپر قادر تہا کہ الفاظ قرآن کو بدلدیتا تو جو لوگ فصحاے عرب تہے وہ کیون اسپر قادر نہ ہوتے کہ کوئی سورہ مثل اسکے بنالاتے۔

یہی وجہ ہے کہ مسلمان نے اصل اعتراض کا مطلق جواب ہی نہین دیا اور جو جواب دیا تو ایسا جسکو اعتراض سے لگاؤ ہی نہین کیونکہ پہلا جواب یا اعتراض اوسکا یہ ہے دو پہلی غلط بیانی تو اسکی یہ ہے کہ حضور پر نور فداہ امی وابی کے محررین کی تعداد چالیس بتائی ہے۔،،

بتائیے اس سے وہ اعتراض کیونکر دفع ہوا جس مین بیان کیا گیا ہے کہ وہ جو چاہتا وہ لکہدیتا اور حضرت فرماتے اکتب کیف شئت جو چاہو لکہو۔

مسلمان کو اس جواب پر ایسا ناز ہے کہ کاتبون کی ۱۷ اعدد کہکر پوچہتے ہین۔ ہمکو بتلاؤ ۱۷ کو ۴۰ لکہنا بہی کوئی سود کی شرح ہے۔،،

دیکہئے کیا تہذیب ہے اور کیا متانت کیون صاحب سود ہندوون کے یہان جایز ہے آپ کے یہان نہین ذرہ تہذیب الاخلاق نمبر ۱۳ و ۱۴ ملاحظہ ہو

افسوس صد افسوس اڈیٹر صاحب لکہتے ہین دد گو چالیس کا عدد بہی ہماری دعوی کے خلاف نہین چالیس چہوڑ پچاس کاتب ہون مگر ہمین تو مہاشہ مرتد کی دروغگوئی اور کذب بیانی کا اظہار کرنا مقصود ہے۔،،

جس سے معلوم ہوا کہ آپ کو اپنے اس دعوے پر ایسا یقین ہے کہ محض اظہار دروغگوئی

سکے لئے اس کو لکھا ورنہ اس سے آپکو کوئی نقصان نہین پہونچا لہذا براہ مہربانی تاریخ خمیس جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ مطبوعہ مصر ملاحظہ ہو۔

قیل کان کتابہ نیفاو اربعین کہا گیا ہے کہ حضرت کے کاتبون کی تعداد کچھ اوپر چالیس تھی اب مسلمان کا ایڈیٹر ایمان سے کہے کہ وہ دروغ گو اور کذاب ہوا یا آریہ۔

ہان اگر مولوی ثناء اللہ صاحب یہ جواب دین تو ہو سکتا ہے کہ تاریخ خمیس مین نیفاو اربعین یعنی کچھ اوپر چالیس لکھا ہے اور آریہ نے صرف دو چالیس لکھا ہے شرم شرم ہم جانتے ہین کہ اس بیچارہ کی علمیت صرف زاد المعاد ابن القیم تک محدود ہے اور کتابین تو غریب کو تیس ملین نہ تھے کہ ابھی تک ازالۃ الخفا کی زیارت سے محروم ہین جسکی نسبت چند مرتبہ اشتہار دے چکے ہین لہذا انکار نہ کرتے تو کیا کرتے۔ والناس اعداء ما جھلوا

مگر حیرت اسپر ہے کہ ایک آریہ جو نہ عربی جانے نہ فارسی۔ یا انگریزی پڑھی ہو یا اردو اسکو تو اپنے مخالف کی کتابون پر اس قدر عبور ہو اور مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل ہو کر نہ جانین کہ خود اونہین کے علمانے کاتبون کی تعداد چالیس سے زیادہ بیان کی ہے۔ تو اب بتائیے چالیس بیتالیس کو گھٹا کر سترہ کرنا نتیجہ عول نہین تو کیا ہے۔

ایڈیٹر مسلمان کو نہایت شرم کرنا چاہیئے کہ وہ علمائے اسلام کے اقوال سے اسقدر بیخبر ہے کہ نہین جانتا وہ کیا لکھ گئے ہین عشرہ حلبیہ صفحہ ۳۵۲ مطبوعہ مصر مین ہے وقد ذکر بعضہم ان کتابہ کانوا ستۃ وعشرین کاتبا علی ما ثبت من جماعۃ من ثقاۃ العلماء وفی السیرۃ العراقی انہم کانوا اثنین واربعین منہم عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح یعنی بعض علمانے تعداد کاتبون کی ۲۶ لکھی ہے اور بعض نے ۴۲ جس مین عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کو بھی لکھا ہے۔

اب ایڈیٹر صاحب فرمائیں آریہ سچا نکلا یا آپ کہ خود آپ ہی کے دو گواہ آپکی تکذیب کرنیوالے ہین آگئے تیسرا گواہ محقق دہلوی شیخ عبد الحق ہین۔ مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۸ وو دو دو عنہ الا جانب چہل تن ذکر کردہ۔

ایڈیٹر صاحب غالباً ان تینون بزرگون کی نسبت بھی فرمائینگے کہ یہ سب جاہل میان

آریہ ہین جو تصدیق الٰہیہ اور تکذیب وہابی مین سرگرم ہین۔
ہم انہین معاملات سے ساکت تھے کہ آریون کے جواب مین مدعیان اسلام بیچ جوش ہو جاتے ہین لکھ تو دیتے ہین جس سے فی الجملہ مسلمانون کی تشکین تو ہو جاتی ہے۔ مگر ایڈیٹر صاحب کے اصرار بیجا نے مجبور کیا کہ ہم ذوالفقار حیدر کرار کو علم کرین جو معنی جاہد الکفار والمنافقین کو ہویدا و آشکار کرے کہ حق کے مقابلہ مین کفار و منافقین دونون برابر ہین بلکہ ضرر منافقین اشد ہے جن کے شان مین خداوند عالم فرماتا ہی یخادعون اللہ ورسولہ والذین امنو ا وما یخدعون الا انفسہم وما یشعرون یعنی یہ منافقین تو خدا اور رسول و مومنین کو دہوکہا دیتے ہین حالانکہ یہ صرف اپنی نفس کو دہوکہا دیتے ہین اور نہین جانتے۔
اخبار اہل حدیث مین لکھتے ہین ”آریون کے میدان مناظرہ مین آئے لیکن کیا شیعہ اس میدان مین آئین گے“ پہر لکھتے ہین ”ہم ابھی سے وجدانی پیشگوی کئے دیتے ہین کہ شیعہ اگر مخالفین خصوصاً آریون کے مقابلہ مین لائے تو دو حال سے خالی نہین (۱) یا تو شیعی مذہب کو شکست فاش ہوگی (۲) یا بطور تقیہ علماء شیعہ اپنے خیالات ہی نہ ظاہر کرینگے بلکہ علماء اہل سنت کی تحقیقات کی آڑ لین گے“
اس قسم کے ہزارون کلمات ہین جو ہمکو مجبور کرتے ہین کہ اس میدان مین آئین اور حق و باطل کا فیصلا کرین کیونکہ اڈیٹر صاحب نے اپنی اوہی کمزوری تو ہمکو کہا دی ”شیعی مذہب کو شکست فاش ہوگی“ کیونکہ شیعون کو وہ یقیناً مسلمان جانتے ہین پس جب اسلام کا ایک فرقہ آریہ کے مقابلہ مین مغلوب ہوا تو دوسرا فرقہ کیا امید کرسکتا ہے اگر اسکی عوض مین اڈیٹر صاحب یہ کہتے کہ شیعہ تو مدعی اسلام صادق ہین خدا اونہین کو فتح دے تو آپکا کیا بگڑتا۔
ایڈیٹر صاحب ابھی تو آپ نے دیکھ لیا کہ آریہ کے مقابلہ مین آپکو شکست فاش ہوی کہ آپ آریہ کے ... ہی جا قیس کو غلط بتاتے تھے حالانکہ وہی سچ نکلا آگے جو نتیجہ ہوگا دیکھیگا۔ ع قیاس کن ز گلستان من بہار مرا۔

اڈیٹر صاحب نے صرف یہی نہین کیا کہ اپنی دروغ گوی کو بمقابلہ آیہ ثابت کیا
بلکہ دو سبرا ظلم یہ کیا کہ کل کاتبون کو ایک درجہ مین لکھدیا کہ جس درجہ کے کاتب ابوبکر
عمر عثمان۔ علی تھے اوسی درجہ کے کاتب معویہ بن ابی سفیان۔ زید بن ثابت
تھے حالانکہ یہ گرفرق مراتب نہ کی زندیقی کا مضمون ہے کیونکہ اگرچہ سب کاتبان
وحی ہون تو بہر وحی کی قدر و منزلت ہی کوی نہین رہتی کہ ہر بدمعاش فاسق فاجر
اوسکا کاتب ہوجائے۔ مدارج النبوۃ مین ہے صفحہ ۶۱۰ جلد ۲۔
بدانکہ آن حضرت را کاتبان بودند بعض کاتبان وحی بودند وبعض نامہای
بملوک وامراے می نوشتند وبعض اموال صدقات وبعض مدانات ومعاملات حضرت
ومعاملات وجزان وچون آن حضرت از خط وکتابت منزہ ومبرا بودہ اکثر صحابہ
نیز برعادت عرب ازین ہنر عاری بودند لاجرم انہاے کہ ادمیان ایشان بہ
خط وکتابت موصوف وموسوم بودند این خدمت میفرمود در روضۃ الاحباب می
نویسد مقرر چنین بود کہ عثمان بن عفان وعلی ابن ابیطالب وحی می نوشتند اگر
ایشان غایب میبودند ابی بن کعب وزید بن ثابت می نوشتند واگر ازین
چہار وپنج کس حاضر نہ بودے ہرکہ حاضر بودے از کاتبان اومینوشتی انتہی۔
پس یہ کیسی ناانصافی ہے کہ آپ نے جناب امیرؑ اور عثمان اور ابی بن
بن کعب وزید بن ثابت اور معویہ کو ایک درجہ کا کاتب لکھدیا حالانکہ معاویہ حضرت
کی رحلت کے قبل دو سال ظاہری اسلام لایا اور ہمیشہ مولفۃ القلوب منافقون
مین شمار ہوتا رہا مدارج النبوۃ مین ہے روایت است کہ وی میگفت اسلام
آوردم یوم القصہ یعنی عمرۃ القضا ملاقات کردم پدر آمروز آن حضرت را مسلمان
دوسے گفلے از انجملہ است کہ مینوشت براے آن حضرت وبعضی گویند مینوشت وحی
وصاحب جامع الاصول گوید کتابت ثابت نشدہ است ودر مواہب لدنیہ گوید
وہی مشہور است بکتابت وحی وبعض گفتہ اند کہ وی مینوشت وحی را بلکہ می
نوشت کتب ومثل شہیدا آخر مین لکھتے ہین وگفتہ اند محدثان کہ ثابت نشدہ است

در فضل معویہ ہیچ حدیثے صحیح صفحہ ۶۲۹

تو اب یہ کیسی ناانصافی ہے کہ معویہ بھی اوسی درجہ کا کاتب قرار دیا جائے جس درجہ کے کاتب آپ کے امیر تھے یا بقول اہل سنت عثمان۔ جو باتفاق اہل سنت فتح مکہ کے بعد اسلام لایا۔ مگر اوسنے کہدیا کہ ہم حمزۃ الفقیہ ہیں ایکسال قبل اسلام لائے اہل سنت کو قبول ہوگیا۔

حالانکہ صاحب جامع الاصول نے بتصریح تمام لکھدیا ہے کہ معویہ کاتب وحی نہیں تھا۔ علامہ ابوبکر بن شہاب جو علمائے اہل سنت سے ہیں نصائح کافیہ میں لکھتے ہیں اما کتابۃ معویۃ للوحی والتنزیل فلم یصح ومن ادعی ذلک فلیثبت ای آیۃ نزلت فکتبہا معویۃ اللھم الا ان یاتینا بالحدیث الموضوع انہ کتب آیۃ الکرسی بقلم من ذھب جاء بہ جبریل ھدیۃ لمعاویۃ من فوق العرش نعوذ باللہ من الفریۃ علی اللہ و ... سینہ وعلی رسولہ ذلک ... ایہا العلماء والشنار قل انا انبئکم بشر من ذلکم النار ثم ان معویۃ بعد ان کتب للنبی رجع ناکصا علی عقبیہ فکتب بیدہ المظالم والاوامر المحرمۃ بالسب والبغی والجرائم المحیطۃ للاعمال وقد کتب قبلہ للنبی م عبد اللہ بن خطل وقد کان یقول ان کان محمد نبیا فانی لا اکتب لہ الا ما ... ارید ثم ارتد ولحق بمکۃ مشرکا فلما کان یوم الفتح ضرب عنقہ ولم یعصمہ الکتابۃ عما اراد اللہ لہ من سوء الخاتمۃ وشقاوۃ العقبی فی الاخرۃ ذکرہ ابن عدی وکتب ایضا قبلہ عبد اللہ بن ابی سرح بمکۃ ثم ارتد وصار یقول کنت اصرف محمد حیث ارید کان یملی علی عزیز حکیم فاقول او علیم فیقول نعم کل صواب ونزل فیہ فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا واھدر النبی دمہ یوم الفتح صفحہ ۱۷۱ مطبوعہ بمبئی

یعنی معویہ کی کتابت وحی و تنزیل تو کسیطرح صحیح نہیں جو مدعی ہو اوسکو چاہئے ثابت کرے معویہ نے کونسی آیت لکھی تھی مگر یہ کہ یہ حدیث موضوع لائیں کہ حضرت

جبرئیل سونے کا علم ہو یہ لائے تھے عرش سے کہ معویہ اوس سے آیۃ الکرسی لکھے۔ خدا نیا دے ایسے افترا و ن سے جس مین خدا اور رسول پر افترا کیا گیا (ایڈیٹر مسلمان کو خوش ہونا چاہئے کہ آپ بھی اونہین لوگون مین داخل ہو رہے ہین) اگر معویہ نے رسول اللہ کے لئے کچھ لکھا بھی تو اس سے کیا ہوا جب کہ وہ اس کے بعد مرتد ہو گیا اور ہزارون قسم کی مظالم اوس نے لکھے سب بنی۔ احکام ناجایز ہے جو کہ اوس کے تمامی اعمال پر چھاگیا حالانکہ قبل معویہ عبداللہ بن خطل نے بھی کتابت کی تھی جو کہتا تھا کہ اگر محمد نبی ہین تو کیا ہوا ہم تو وہی لکھتے ہین جو چاہتے ہین جو مرتد ہوا اور مشرکین قریش سے ملحق ہوا اور بروز فتح مکہ حضرت کے حکم سے قتل کیا گیا تو کتابت نے اوس کے شقاوت اور سوء خاتمہ کو کوی نفع نہ دیا۔

اسیطرح معویہ کے پہلے عبداللہ بن ابی سرح نے بھی کتابت کی اور مرتد ہوا جو کہتا تھا کہ ہم جو چاہتے ہین لکھتے ہین حضرت عزیز حکیم لکھواتے ہین اور ہم علیم لکھتے جس کو حضرت فرماتے جسطرح چاہو لکھو۔ اسیکے بارے مین آیت فمن اظلم ممن افترى على الله نازل ہوا اور حضرت نے بروز فتح مکہ اس کا خون مباح کیا تھا۔

بہرحال اڈیٹر مسلمان کی دروغگوئی بمقابلہ آریہ بھی ثابت ہوی کہ تعداد چالیس سے انکار کیا تھا۔ حالانکہ علماء اہل سنت کے بیان سے چالیس سے زیادہ محرر ثابت ہوئے۔

پھر بمقابلہ اہل حق بھی دروغگو ہوئے کیونکہ معویہ کو اونہون نے کاتبان وحی مین داخل کیا تھا حالانکہ معلوم ہوا محض غلط ہے وہ کاتبان وحی سے نہ تھا بلکہ کبھی شاید حساب کتاب لکھدیا ہو۔

صاحب نفحات نے صرف دو کافرون کا نام کاتبون مین لکھا ہے ایک عبداللہ بن خطل دوسرا عبداللہ بن ابی سرح جس کا حال آیندہ مذکور ہوگا۔ مگر ہم ایک تیسرے کافر کا نام بھی لکھتے ہین جس کے کفر و نفاق مین کسی مسلمان کو عذر نہ ہوگا۔

تاریخ خمیس مین ہے صفحہ ۲۰۲ ملاحظہ ہو و فی سیرۃ مغلطائی و بریدہ و حصین

بن نمیر وعبد اللہ بن ابی سرح وابی سلمہ بن عبد الاسد وحاطب بن عمر
بن حنظلہ یعنی سیرۃ مغلطائی میں کاتبان آنحضرت میں بریدہ۔ حصین بن
نمیر۔ عبد اللہ بن ابی سرح۔ ابو سلمہ بن عبد الاسد۔ حاطب بن عمر بن
حنظلہ کا نام بھی لکھا ہے۔

حالانکہ حصین بن نمیر ملعون قاتلان امام حسین علیہ السلام سے ہو جسکے کفر
میں کسیکو شبہہ نہیں ہو سکتا۔

پس اگر محض کتابت سے معویہ کوئی نفع اوٹھا سکتا ہے تو حصین ابن نمیر زیادہ
مستحق ہے اسلئے ابن حجر نے اس میں شک کیا ہے حالانکہ ابن عساکر نے اوسکو
کاتب بنایا ہے۔ ملاحظہ ہو اصابہ جلد ۶ صفحہ ۲۲۔

مطابق روایات شیعہ کاتبون کی تفصیل یہ ہے کان علی یکتب اکثر الوحی
ویکتب ایضا غیرہ وکان ابی بن کعب وزید بن ثابت یکتبان الوحی وکان
زید وعبد اللہ بن الارقم یکتبان الی الملوک وعلاء بن عقبہ وعبد اللہ
بن الارقم یکتبان القبالات والزبیر بن العوام وجہم بن الصلت یکتبان
الصدقہ وحذیفہ یکتب صدقات التمر وقد کتب لہ عثمان وخالد وابان
ابنا سعید بن العاص والمغیرۃ بن شعبہ والحصین بن نمیر والعلاء الحضرمی و
شرحبیل بن حسنہ الطابخی وحنظلہ بن ربیع الاسدی وعبد اللہ بن ابی
سرح وهو الخائن فی الکتابۃ فلعنہ رسول اللہ وقد ارتد وفی تاریخ البلاذری
انہ انفذ النبی ابن عباس الی معویۃ لیکتب لہ فقال انہ یاکل ثم بعث الیہ
ولم یفرغ من اکلہ فقال النبی لا اشبع اللہ بطنہ (مناقب شہر ابن آشوب علیہ الرحمۃ)

کہ جناب امیر علیہ السلام زیادہ تر وحی لکھتے تھے اور غیر وحی بھی۔ ابی بن کعب زید بن
ثابت وحی کی کتابت کرتے زید وعبد اللہ بن ارقم بادشاہوں کے نام خطوط
لکھتے۔ علاء بن عقبہ۔ عبد اللہ بن ارقم قبالہ جات کے کاتب تھے۔ حذیفہ صدقات
تمر لکھتے۔ عثمان۔ خالد۔ ابان۔ فرزندان سعید ابن العاص۔ مغیرہ بن شعبہ۔ حصین

بن بشر- علا حضرمی- شرحبیل بن حسنہ طانجی- حنظلہ بن ربیع اسدی- عبد اللہ بن
ابی سرح نے بھی لکھا ہے جس نے کتابت میں خیانت کی تو حضرت نے اوسپر
لعنت کی اور وہ مرتد ہوا- تاریخ بلاذری میں ہے کہ حضرت نے معویہ کو بذریعہ
ابن عباس بلوا بھیجا کہ اگر کچھ لکھے تو لکھا کر کیا رہا ہے پھر بھیجا تو وہ اس وقت کھانا
سے فارغ نہیں ہوا تھا- حضرت نے فرمایا خدا اوس کا پیٹ نہ بھرے-

ہم نے جو یہاں تکذیب ایڈیٹر مسلمان میں کچھ تفصیل سے کام لیا تو صرف
اس غرض سے کہ انسان کو ہمیشہ چاہیے حق کا پابند رہے اور اسی کسی طرح
نہ ہو خصوصًا وہ شخص جو انجمن صادقین کا ممبر بلکہ باقی ہو کہ ہر فی کس سے کرنامہ
لکھوائے اور وہ اسطرح جھوٹھ بولے حالانکہ اگر چالیس کے عوض سو بلکہ دو
سو کاتب بھی ہوں اور ایک نہیں ہزار جواب بنائے اسلام یا بانی اسلام
پر کوئی الزام نہیں آسکتا بلکہ وہ خود خائن اور جعلساز قرار پائے گا-

دوسرا جواب

دوسرا جواب یہ دیتے ہیں- مسلمان آئے اب ہم تمہارے پیشکردہ
گواہ کی شہادت کی پڑتال کریں- عبد اللہ کی شہادت جانتے ہو کس
وقت کی ہے نہ سمجھے ہو تو ہم سے سنو! یہ اوس وقت کی ہے جسوقت یہ تمہاری
طرح اسلام سے برگشتہ ہو کر تمہاری ہی طرح اناپ شناپ ہانک رہا تھا- کیا
تمہاری اس وقت کی شہادت اسلام کے برخلاف معتبر ہے کیا تم وہی نہ ہو
جو لکھتے ہو- میں مارچ سنہ [illegible] میں ضلع حیدرآباد سندھ میں تھا اور مارچ سنہ [illegible]
میں تربیتا اس طرح سے ہر سال میں تمام اسلامی دنیا کی سیر کر کے دس سال
بغداد میں پروفیسر بھی رہا- کیا تم وہی نہ ہو جو قرآن مجید کی تنقید کرتے ہوئے
لکھتے ہو کہ قرآن میں قرآن کا نام ہی نہیں- کیا تم وہی نہ ہو جس نے لکھا تھا کہ
کہ قران در اصل قرو اور ان سے مرکب ہے جس کے معنی ہیں پڑھو اب یہ تمہاری
اس قسم کی شہادتیں اسلام اور اہل اسلام کے حق میں معتبر ہونگی یہی حال
تمہارے اس گواہ کا ہے کہ مرتد ہو کر جو چاہے کہے کون روک سکتا ہے- آو

ہم تم کو ایک اور طرح سے بھی اس شہادت کا بودا پن سناتے ہین۔

یہی تمہارا گواہ آخرکار پھر مسلمان ہوا اور اوس نے اسلام مین وہ کارہائے نمایان کئے کہ بے ساختہ اوس کے حق مین کہنا پڑتا ہے رضی اللہ عنہ وارضاہ

سنو! حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب مین اسی تمہارے گواہ عبد اللہ بن سعد کی بابت لکھتے ہین۔

۲ سلم: عبد اللہ بن سعد ایام الفتح فحسن اسلامہ فلم یظہر منہ شیء ینکر علیہ بعد ذلک وولاہ عثمان بعد ذلک مصر فی سنۃ خمس وعشرین وفتح علی یدیہ افریقیہ سنۃ سبع وعشرین الخ

یعنی عبد اللہ بن سعد فتح مکہ کے دنون مین تائب ہو کر پھر مسلمان ہوا اور بہت اچھا مسلمان ہوا پھر اوس سے کوئی ناجائز کام ظہور پذیر نہ ہوا۔ حضرت عثمان خلیفہ ثالث نے اوس کو مصر کا حاکم مقرر کیا ۲۷ سنہ مین اوسی کے ہاتھ سے افریقہ فتح ہوا۔

بتلاؤ! اگر وہ اپنے بیان کو ذکر مین جو کہتا تہا حضور وہی لکھواتے تھے صحیح جانتا تو اسی مذہب مین پھر کیون آتا اور کیون اس قدر نمایان خدمات انجام دیتا۔

اس سے ثابت ہوا کہ تمہارا گواہ خود اپنی شہادت کو عداوت اور بغض پر مبنی اور ناقابل قبول جانتا تھا اسی لئے ہم بھی اوسکی شہادت کو تمہارے بیان کے ہم رنگ جانتے ہین اور تمہارے حق مین بھی دعا کرتے ہین کہ عبد اللہ بن سعد کی طرح تمہارا بھی خاتمہ بالخیر ہو۔

سیاجیو! دیکھا ہمارا حوصلہ کہ ہم دکھ اوٹھا کر بھی تمہارے حق مین دعا کرتے ہین اور یہی کہتے ہین کہ ؎

بخشندہ ہے درس بہت سخاکی کہ اہل نشتر وہ خون خورد ہی نہ تہا جو گنا دہی کیا

تنقید بس:- آریہ کا جواب تو ہم لکھ چکے ہین کہ اس روایت سے کسیطرح بھی قرآن کا نقصان نہین کیونکہ قرآن نہ اس کا مدعی ہے کہ ہم کو کوی جلا نہین سکتا نہ اس کا مدعی ہے کہ کوی جعل نہین کرسکتا نہ اس کا مدعی ہے کہ آتش و آب یا حضرت انسان کا ضرر ہم تک نہین پہونچ سکتا بلکہ وہ تو ھدی للمتقین ہے لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید اوس کی شان ہے۔

پس اقراری مجرم کے جرم سے عدالت کی اور صفائی ہوتی ہے نہ کہ خود عدالت پر کوی الزام عاید ہو تو اوس کے اقرار سے قرآن کی حقانیت اور اسلام کی روحانیت اور بھی نمایان ہوی کہ یہ جرم اوسکا ایسا تہا کہ مجرم فورًا مرتد کافر بنا دیا گیا رہا اوسکا یہ بیان کہ حضرت فرماتے کہ جسطرح چاہو لکھو تو یہ بھی خواص مجرمین سے ہے کہ وہ اپنے جرم کا کوی عذر بھی بنا لیتے ہین جس کی کذابیت و دروغ گوی خود حکم ارتداد سے ظاہر ہے کیونکہ اگر خود حضرت ہی اوس کی اجازت دئے ہوتے تو پہر کس عقل سے حضرت اوسکو اسوجہ سے مرتد قرار دیتے۔ پس یہ روایت یہ واقعہ بجاے خود دلیل حقیت قرآن ہے کہ وہ ایسا منزل من اللہ ہے کہ دو ایک حرف کے تغیر سے مرتد قرار پایا اور واجب القتل نہ صرف یہی ایک شخص بلکہ عبد اللہ بن خطل بھی جو اسی جرم مین قتل کیا گیا اور یہ بوجہ عثمان بچ گیا کہ تعمیل حکم رسول نہ ہوی جیسا کہ آیندہ مذکور ہوگا۔

اب آریہ انصاف کرے کہ اس واقعہ سے قرآن کی کیسی حقیت کہلی کہ جسکو وہ گھر کا بھیدی کہتے تھے اور جسکی شہادت کو وہ نہایت وزنی سمجھتے تھے اوسنے کس طرح قرآن کی حقیت و عظمت کو نمایان کیا کہ اوس مین ذرا سے جعل بنانے کی علت مین مرتد و واجب القتل قرار پایا تو پہر کون کہ سکتا ہے کہ یہ کتاب معمولی کتاب ہے یا اس مین انسانی تصرف کو دخل ہے کیونکہ یہ تو بدیہی بات ہے کہ وہ زمانہ ابتداے اسلام کا تہا ضرورت تھی کہ جہان تک تعداد بڑھے

ایسی حالت مین صرف اس جرم پر کافر بنا کر نکالنا خود بتا رہا ہے کہ یہ ایسا
جرم تھا کہ اوس کے مقابلہ مین نہ کسی مصلحت پر نظر کی گئی نہ کسی ضرورت پر بلکہ
واجب القتل و کافر قرار پایا۔

مسلمان نہ معلوم کس بنیاد پر اس شہادت کو اسوجہ سے نا معتبر کہتا ہے
کہ اوس وقت کی شہادت ہے جس وقت یہ تمہاری طرح اسلام سے برگشتہ
ہو کر تمہاری ہی طرح اناپ شناپ ہانک رہا تھا، کیونکہ اصول مناظرہ دو
ہی ہے یا تسلیم دعوی حریف یا انکار آپ انکار کر رہے ہین تو اس کے نتائج
پر غور کیجیے کہ اولاً آپ کے وہ علما مورد اعتراض ہوتے ہین جنہون نے حالت
کفر مین اس سے روایت کی۔ حالانکہ روایت کافر بالاتفاق نا مقبول ہے
تو پھر بتائیے آپ کے علما کیا ہے جنہون نے کافرون کی روایتین قبول کین
پھر ابو سفیان کی وہ روایت بھی نا قابل قبول ہوتی ہے جو صحیح بخاری مین
ہے کہ ابو سفیان نے قیصر روم سے حضرت کے حالات کو بیان کیا کیونکہ وہ
بھی تو روایت حالت کفر کی ہے اس طرح کی صدہا حدیثین صحاح ستہ کی
جاتی ہین ثانیاً پھر آپکو وجہ ارتداد بتانا ہوگا ثالثاً وجہ قتل کہ حضرت نے کیون
اوس کے قتل کا حکم دیا۔

چونکہ شہادت مذکورہ دو جزء سے مرکب ہے ایک یہ کہ وہ جعل بنالتا تھا دوسرے
یہ کہ حضرت اوسکی تصدیق فرماتے تو آپ نہ پہلے جزء سے انکار کر سکتے ہین
کیونکہ کفر و ارتداد و حکم وجوب قتل مسلمین کا متفق علیہ ہے نہ دوسری جزء
سے کیونکہ نزول قرآن سات حرفو نیز آپ کے مسلمات سے ہے پھر اس
بیہودہ واقعہ کا انکار کب ممکن ہے اور کیا فائدہ ہے جبکہ اسکے مماثل صدہا
روایتین آپ کے یہان مسلم ہین۔

افسوس صد افسوس کہ آپ حضرات پر جو مصیبت آتی ہے وہ
صحابہ ہی تو سے جسکی وجہ سے نہ آپ قرآن کی حیثیت غیرون کے مقابلہ مین بتا

کرسکتے ہین نہ اسلام کی نہ رسالت کی نہ اعجاز کی کیونکہ آپ فرماتے ہین " وہی تمہارا گواہ آخرکار پہر مسلمان ہوا اور اوس نے اسلام مین وہ کارہای نمایان کئے کہ بے ساختہ اوس کے حق مین کہنا پڑتا ہے رضی اللہ عنہ وارضاہ" جس سے پہلے تو یہی نہین معلوم ہوتا کہ اس تقریر سے فایدہ کیا ہوا کیونکہ جب اوس کے بیان کو حالت کفر مین نامعتبر کہ چکے ہین تو کم سے کم آپ پر لازم تہا کہ بعد اسلام اوس قول کی تردید اوس کے کلام سے دکہاتے اور جب یہ نہین دکہا سکتے تو اوس کا قول سابق مسلم ہو گیا کیونکہ وہ مسلمان مان لیا گیا۔ تو اس سے آریہ کی تائید ہوتی نہ آپ کی خصوصاً جب اوس کے کارہاے نمایان کو آپ اس قابل جان رہے ہین کہ بے ساختہ رضی اللہ عنہ وارضاہ کہنا پڑتا ہے۔

" ای مدعی اسلام اگر تو سچا مسلمان ہوتا تو کہتا یہ مرتد تو ایسا مرتد تہا کہ بعد ارتداد اور قبول اسلام ظاہری بھی وہ مرتد ہی رہا تو " پہر مرتد ہو کر جو جی چاہے کہے کون روکتا ہے" کیونکہ اگر حسن اسلام کسی وقت مین بھی قبول کرو گے تو وہی خرابی لازم آے گی کہ گھر کا بھیدی کہلائیگا۔

دوسرے جن آریون کے سامنے آپ اوس کے اسلام کو ظاہر کرتے ہین کیا وہ استیعاب (جس سے آپ نے بھی نقل کیا مگر بلا حوالہ صفحہ حالانکہ اسی بارے مین آپ مسافر پر اعتراض کر چکے ہین) کی یہ عبارت آپ کو نہ دکہا دین گے جسے آپ نے چھوڑ دیا ہے صفحہ ۳۹۳ جلد اول مطبوعہ حیدرآباد دکن

عبداللہ بن ابی سرح اسلم قبل الفتح وھاجر وکان یکتب الوحی لرسول اللہ ثم ارتد مشرکا وصار الی قریش بمکۃ فقال لھم انی کنت اصرف محمدا حیث ارید کان یملی علی عزیز حکیم فیقول نعم کل صواب فلما کان یوم الفتح امر رسول اللہ بقتلہ وقتل عبداللہ بن خطل و مقبس بن صبابہ ولو وجدوا تحت استار الکعبۃ ففر عبداللہ بن

سعد بن ابی سرح الی عثمان وکان اخاہ من الرضاعۃ ارضعت ام
عثمان فغیبہ عثمان حتی اتی بہ رسول اللہ بعد ما اطمان اہل مکۃ
فاستامنہ لہ فصمت رسول اللہ طویلا ثم قال نعم فلما انصرف عثمان
قال رسول اللہ لمن حالہ ما صمت الا لیقوم الیہ بعضکم فیضرب عنقہ
وقال رجل من الانصار فہلا اومات الی یا رسول اللہ فقال ان النبی لا
ینبغی ان یکون لہ خائنۃ الاعین۔

یعنے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح قبل فتح مکہ مسلمان ہوا اور ہجرت کرکے مدینہ
آیا۔ رسول اللہ کے لئے وحی لکہتا تہا پہر مشرک ہوکر مرتد ہوا اور مکہ چلا گیا
وہان کہتا تہا کہ ہم جدہر چاہتے محمد کو پہیرا کرتے کہ وہ عزیز حکیم لکہواتے تو ہم علیم
حکیم اور حضرت فرماتے کہ سب صواب ہی۔ جب روز فتح مکہ آیا تو حضرت نے
اوس کے قتل کا حکم دیا اور نیز عبد اللہ بن خطل (اس کے بھی ایسے ہی اعمال
تھے) اور مقیس بن صبابہ کے قتل کا اور فرمایا کہ اگرچہ پردہ ہاے خانہ مین اوسکو
پاؤ تو وہان بھی اوس کو قتل کردو۔

عبد اللہ بن ابی سرح بہاگ کر عثمان کے پاس آیا جو اوسکا رضاعی بھائی تہا
کیونکہ مادر عبد اللہ نے عثمان کو دودہ پلایا تھا تو عثمان نے اوس کو چہپوا دیا
جب اہل مکہ مطمئن ہوئے تو عثمان اوس کو لے کر خدمت رسول مین آے اور
طالب امان ہوے۔ حضرت نے بہت دیر تک سکوت کیا اوس کے بعد کہا ہان
جب عثمان چلے گئے تو حضرت نے اپنے گرد کے اصحاب سے کہا ہم نے دیر تک
اس لئے سکوت کیا تہا کہ تم مین سے کوی اوٹھ کر اوس کو قتل کردے ایک
شخص نے کہا کہ آپ نے اشارہ کیون نہ فرمایا۔ حضرت نے فرمایا نبی کو خائنۃ الاعین
نہ ہونا چاہیے کہ آنکہ سے اشارہ کرے۔

غور تو کرو جو شخص اسطرح اسلام کو قبول کرے اوسکی نسبت یہ کہا جاسکتا ہی
آخر کار پہر مسلمان ہوا، کیا وہ اگر مسلمان ہوگیا ہوتا تو آپ صحابہ پر عتاب کرتے

کہ ہمنے اسلئے سکوت کیا کہ تم مین سے کوی اس کو قتل کر دے۔
آپ کو نذر مندورات گردش مرداباد سے کہ ہمیشہ ہر جلسہ مین جا کر دو دو جوتے اولین کہان فرصت جو کتابون کو دیکہین اور حق کو دریافت کرین دیکھیے تاریخ خمیس جلد ۲ صفحہ ۱۰۰ مین انوبلوگون کے حالات جن کے قتل کا حضرت نے حکم دیا تہا۔

## بیان اون صحابہ کا جنکے قتل کا حضرت نے فتح مکہ مین حکم دیا تھا

ہماری غرض اس بیان سے یہ ہے کہ معلوم ہو حضرت نے کتنے لوگون کے قتل کا حکم دیا تھا اور اون کے جرائم کیا تہے جس سے عبداللہ بن ابی سرح کے اسلام پر بھی روشنی پڑے گی اور آئندہ تحقیقات مین فایدہ ہو گا اس لیے ہم بخوف طوالت صرف ترجمہ تاریخ خمیس پر بالاختصار اکتفا کرتے ہین۔

تاریخ خمیس صفحہ ۹۹ جلد ۲ مین ہے۔ حضرت نے سرداران لشکر کو حکم دیا تہا کہ مکہ مین صرف اونہین لوگون سے لڑنا جو تم لوگون سے جنگ کرین۔ اور گیارہ مرد اور چھ عورتون کے بارے مین فرمایا تھا کہ ان کو حل مین پاو یا حرم مین قتل کرنا اگرچہ پردہ ہای کعبہ کے نیچے ہون۔ اول عبداللہ بن خطل ہے جو اولاد تیم بن غالب سے تہا۔ قبل فتح مکہ مدینہ آکر مسلمان ہوا حضرت نے اسکو ایک قبیلہ سے صدقہ وصول کرنیکو بہیجا اوسنے اپنے ساتھی کو جو مسلمان تہا حکم دیا کہ کھانا طیار رکھنا یہ کہکر وہ سو گیا اوس مسلمان نے مطابق حکم کہانا نہین طیار کیا۔ جب سو کر اوٹھا اور کہانا تیار نہ پایا تو قتل کر ڈالا اسکے بعد مرتد ہو کر بھاگ گیا اس کی دو لونڈیان تہین جو حضرت کی ہجو کرتین اور گایا کرتین حضرت نے تینون کے قتل کا حکم دیا۔

جب حضرت داخل مکہ ہوے تو وہ خانہ کعبہ مین پناہ گزین ہوا۔ حضرت طواف کر رہے تھے کہ کسینے کہا یہ عبداللہ بن خطل ہے جو پردہ کعبہ کو پکڑے ہوے ہے حضرت نے حکم دیا کہ یہین قتل کر دو چنانچہ وہ وہین قتل ہوا۔ ابو برزہ اسلمی اور سعید بن حریث کی شرکت سے قتل ہوا۔ صفحہ ۱۰۰
اسکے متعلق ہم پہلے لکھ چکے ہین یہ بھی تحریف کرتا تہا لہذا تین جرم ہوا۔ تحریف

ارتداد۔ قتل ناجایز۔ جس سے حضرت نے عین خانہ کعبہ مین قتل کا حکم دیا اور چونکہ اوسکا
کوی حمایتی وہان قریش سے نہ تہا اور قبیلہ انصار کے ابو برزہ اسلمی موجود تھے لہذا وہ قتل
ہوگیا۔ یہ اکثر سمیعًا بصیرًا کو علیمًا حکیمًا لکہا کرتا علیمًا حکیمًا کی جگہ غفورًا رحیمًا لکہتا اس
طرح کی بہت سی خیانتین کرتا یہانتک کہ اوس نے کہا محمد نہین جانتے کیا لکہتے ہین
جب خیانت اوسکی ظاہر ہوی تو مدینہ مین نہ ٹہرسکا مکہ بہاگ گیا،، اس روایت سے
معلوم ہوا کہ یہ بیان صرف اوسیکا نہین ہے بلکہ تمامی صحابہ جانتے تھے اور وہی راوی
ہین تو پہر ایڈیٹر مسلمان کا یہ بیان غلط ہوا جو وہ کہتے ہین ،، یہ اوسوقت کی شہادت
ہے جبکہ وہ تمہاری طرح اسلام سے برگشتہ ہوکر اناپ شناپ ہانک رہا تھا،، کیونکہ یہہ
صرف اوسکی ہانک نہین بلکہ یہ شہادت اُن صحابہ کی ہے جن سے واقعات اسلام منقول
ہین۔ × ×

---

دوسرا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح برادر رضاعی عثمان تہا۔ کشاف و معالم التنزیل
مین ہے کہ سورہ مومن حضرت لکہواتے تھے جب آیہ لقد خلقنا الانسان من سلالة
من طین کو آیہ ثم انشانا خلقا اٰخر تک لکہا تو خودبخود اوس کی زبان سے نکل گیا
فتبارک اللہ احسن الخالقین حضرت نے کہا یوہین نازل ہوا ہے لکہدے اوسپر
عبداللہ نے کہا کہ اگر محمد نبی ہین تو ہم بہی نبی ہین کہ ہمپر بہی وحی آتی ہے اسکے بعد
کافر ہوکر مکہ چلا گیا۔

اس واقعہ کو اہل سنت نے اس موقع پر لکہا ہے کہ صحابہ کا کلام بہی داخل قرآن
ہے جس سے آجکل آریہ اور عیسائی بہت منہ آرہے ہین حالانکہ یہ دلیل جہالت ہے
کیونکہ بعض کلام ہوتا ہے کہ خودبخود سامع اوس کے بعد والے کلام کو پڑہ دیتا ہے چنانچہ
اکثر مرثیون مین آپنے سنا ہوگا کہ ابہی شاعر نے ایک مصرع کہا ہی یا ایک مصرع کا
ایک جز کہ سننے والون نے قبل پڑہنے شاعر کے پڑہدیا۔

عرب کا یہ شعر اور یہ واقعہ بہت مشہور ہی کہ امرء القیس شاعر کو ایک دشمن نے
قتل کرنا چاہا۔ امرء القیس نے وقت قتل کہا کہ ہم کو تو قتل کرتے ہو مگر ایک وصیت

× کاتب کی غلطی سے اسطرح لکہا گیا شان ماکرد سعطر بجی ۱۱ اوڈیٹر

ہے کہ یہ مصرع ہمارے لڑکیون سے جاکر کہدینا ع یا بنتیا امرء القیس ان اباکما
قائل گو عرب تہا مگر مذاق سخن سے ناواقف تہا سمجہا کہ اس کے کہدینے مین کوئی
عذر نہین چنانچہ بعد قتل جاکر لڑکیون سے کہا کہ تمہارے باپ نے یہ پیغام دیا ہے نہ خبر
مرگ کہا ہے نہ دوسرا کوئی واقعہ۔ مگر لڑکیون نے سنتے ہی دوسرا مصرع برجستہ کہدیا
قد قتل وقاتلہ لدی الما کہ اب دونون کے یہ معنی ہوئے۔ اے دو لڑکیان امرء القیس
کی ضرور باپ تم دونون کا۔ قتل کیا گیا اور قاتل اوسکا تمہارے پاس ہے۔
مصرع اول ایسا تھا کہ اوس کا جواب سوائے اس مصرع کے دوسرا مصرع ہو
نہین سکتا تہا اور اسی نیت سے امرء القیس نے پہلا مصرع کہا تہا کہ اگر دوسرا مصرع
کہتا تو قاتل اس پیغام کو ہرگز نہ پہونچاتا۔
اسی قبیل سے بر تسلیم روایت یہ واقعہ ہو کہ ثم انشاناہ خلقا آخر کا تقاضا ہی یہ
تہا کہ فتبارک اللہ احسن الخالقین کہا جائے جس کو عبد اللہ نے قبل پڑہنے حضرت
کے پڑہ دیا۔
علماء اہل سنت نے اسکو کلام عبد اللہ بن ابی سرح بنا دیا حالانکہ یہ کلام خدا ہی
جسے حضرت لکہوا رہے تھے مگر قبل اس کے کہ حضرت لکہوائین بتقاضاء مقتضاء مقام
ابن ابی سرح کے منہ سے نکل گیا۔
بہر حال تاریخ خمیس مین ہے کہ عبد اللہ اپنے برادر رضاعی عثمان کے پاس آکر
پناہ گزین ہوا ایک انصاری نے نذر کیا تہا کہ جہان عبد اللہ کو پائین گے قتل
کرینگے چنانچہ اس نیت سے تلوار اپنی دوش پر رکہکر آیا اور حضرت کے پاس بیٹھا
دیکھا جس سے وہ رک گیا کہ حضرت کے سامنے کیونکر قتل کرین۔
عثمان نے اس بارہ مین بہت مبالغہ کیا اور حضرت ہمیشہ لا ہی کہتے رہے یہان
تک کہ عثمان نے کہا ہم نے اس کو امان دیا ہے تو رسول اللہ ... ہا اور دیر تک
چپ رہے تب آپ نے کہا کہ ہان اور ہاتھ پہیلایا بیعت لی جب عثمان و عبد اللہ
وہان سے باہر آئے تو حضرت نے فرمایا کہ میں نے اس لئے اس قدر سکوت کیا کہ کوئی

تم سے اوٹھکر اوسکی گردن مارے اور اوس انصاری سے کہا تو نے اپنی نذر کیون نہ پوری کی اوسنے کہا ہم صرف آپ کے خوف سے چپ رہے آپ نے اشارہ کیون نہ کیا حضرت نے فرمایا نبی کو اشارہ نہ کرنا چاہئے۔

کہئے ان روایات سے آپکو کیا معلوم ہوا (۱) ان صحابہ کی پلہ درجہ کی ایمانداری کہ حضرت اس طرح کا حکم صریح بقتل اوسکے دین اور اس طرح کی تاکید فرمائین کہ اگرچہ وہ پردہ ہائے کعبہ مین بھی لپٹا ہو تو نہ چھوڑنا اور ان صحابہ نے اوس حکم سے چشم پوشی کی (۲) عثمان صاحب کی کمال درجہ کی ایمانداری اور باحیائی کے حضرت کی بلکہ خدا کے عالم کے مجرم کافر و مرتد کو صرف بخیال قرابت اس طرح چھپا دیا کہ خدا کا حکم نہ نافذ ہوسکا پھر خلافت مین اگر یہ لوگ ایسے ہی ایماندار تھے تو کیا تعجب ہے (۳) اون صحابہ کی بے پروائی بہ خیال عثمان کہ وہ حضرت کے سامنے حاضر ہے اور حضرت بار بار اوس سے منہ پھیر رہے ہین مگر کسی کو اسکا خیال نہ ہوا کہ اسکو قتل کر ڈالین (۴) حضرت کا اوسکے اسلام کو بہ کراہت قبول کرنا۔ (۵) حضرت کا اپنے صحابہ سے اسوجہ سے ناراض ہونا کہ اونہون نے حضرت کے حکم کی تعمیل نہ کی (۶) حضرت کا اوس انصاری سے شکوہ جسنے نذر کیا تھا کہ ہم اوسکو جہان پائین گے قتل کرینگے تو کیا اس کے کوئی کہہ سکتا ہے کہ اوسکا اسلام مسلم تھا اور حضرت اوس سے راضی تھے جس سے اوسکے مسلمان نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ وہ مسلمان ہوا اور صاحب استیعاب نے کہا حسن اسلامہ جیسا کہ آگے آتا ہے۔

تیسرا وہ شخص جسکا خون آپ نے ہدر کیا تھا عکرمہ بن ابوجہل ہے یہ مکہ سے بھاگ کر سمندر کی طرف گیا کہ وہان سے سوار ہوکر کہین بھاگ جائین کشتی چلنے مین رک گئی۔ ملاحون نے کہا جب تک لا الہ الا اللہ نہ کہو گے نجات نہ پاوگے۔

دوسری روایت مین ہے کہ وہ یمن گیا تھا وہان اوسکی زوجہ پہونچی اور وہ حضرت سے حکم امن حاصل کرکے گئی تھی وہی سمجھا کر لائی جسکو حضرت نے قبول کیا۔ یہ جنگ یرموک مین بہ عہد ابوبکر قتل ہوا صف ۱۰۲۔

چوتھا حویرث بن نقید بن وہب بن عبد قصی تھا پانچوان ھبار بن اسود تھا جو ہمیشہ حضرت کو مکہ مین ایذا دیتا اور جب حضرت زینب جنکو اہلسنت بنت رسول اللہ کہتے ہین مکہ سے مدینہ جانے لگی ہین تو نیزہ چبھایا جس سے وہ اونٹ سے گرین۔ اور اسقاط ہوا لہذا حضرت نے ان دونونکے قتل کا حکم دیا تھا حویرث کو تو جناب امیر نے قتل کیا اور ھبار پوشیدہ ہوگیا چند روز بعد اسلام لایا اور حضرت نے اوسکا توبہ قبول کیا۔

چھٹا مقیس بن صبابہ کندی ہے جسکا بھائی قبیلہ انصار مین مارا گیا قاتل کا پتہ نہ معلوم ہوا تو حضرت نے خون بہا دلوا دیا اسپر بھی اوس نے ایک مسلمان کو بلا وجہ قتل کر ڈالا صرف اس غرض سے کہ کہا جاے خون کا بدلہ لے لیا۔ اسوجہ سے حضرت نے اسکا خون بھی حلال کیا اور وہ بھی بردہ خانہ کعبہ کے پاس قتل کیا گیا ص۱۰۱

ساتوان صفوان بن امیہ بھی حضرت کو ایذا دیتا تھا عمیر بن وہب کی سفارش پر حضرت نے اسکو بھی امان دیا جنگ طائف وغیرہ مین حضرت نے سو زرہ اس سے عاریت لئے تھے جسے حضرت نے پھر مستر دبھی کیا جب مال غنیمت آیا تو یہ اس طرح گھورنے لگا کہ آنکھ اوسکی ہٹتی ہی نہ تھی حضرت نے وہ سب اسکو دیدیا جسپر اوسنے کہا ایسی بخشش غیر نبی سے نہین ہوسکتی اسکے بعد مسلمان ہوا۔

آٹھوان حارث بن طلاطلہ تھا جو حضرت کو بہت ایذا دیتا تھا اسکو جناب امیر نے قتل کیا۔

نوان کعب بن زہیر بن ابی سلمی ہے جو حضرت کی بہت ہجو کرتا آخر مین وہ قصیدہ بانت سعاد فقلبی الیوم مبتول کہکر لایا اور اسلام لایا حضرت نے اسلام اوسکا قبول کیا۔

دسوان وحشی ہے قاتل حضرت حمزہ جو پہلے طائف بھاگ گیا تھا وہان سے آکر اسلام لایا حضرت نے قبول کرکے فرمایا تو قاتل ہمارے چچا حمزہ کا ہے لہذا ہمارا سامنا نہ کیا کر۔

گیارھوان عبداللہ بن زبعری شاعر ہے یہ بھی ہجو کرتا تھا۔ نجران کی طرف بھاگ گیا تھا وہان سے آکر اسلام لایا اور حضرت نے قبول کیا۔

ان حالات سے معلوم ہوسکتا ہے کہ حضرت نے جسکے جسکے قتل کا حکم دیا تھا اوسکا خاص سبب تھا اور جو قتل سے بچ گیا اور اسلام لایا تو حضرت نے سب کا اسلام قبول کیا یہانتک کہ وحشی قاتل حضرت حمزہ کا۔ مگر عبداللہ بن ابی سرح کا اسلام ایسا تھا کہ حضرت اوسکے قتل نہ کرنے پر اپنا

عتاب صحابہ پر ظاہر کرتے تھے حالانکہ نہ اوس نے کسی کو قتل کیا تھا نہ کوئی اور جرم بجز اسکے کہ قرآن مین جعل سازی کرتا جس سے معلوم ہوا کہ حضرت اس جرم کو کیسا سنگین جانتے تھے۔ اور ہرگز خوش اور راضی نہ تھے بدرجہ مجبوری قبول کیا تھا۔

رہین وہ چھ عورتین جنکا خون حضرت نے ہدر کیا تھا ایک ہندہ تھی مادر معویہ نے جس نے حضرت حمزہ کا جگر نکلوا کر کھانا چاہا تھا۔ حضرت نے عام حکم دیدیا تھا کہ اسکو قتل کرنا۔ مگر عمر صاحب نے عمداً اوسکو بچا لیا کیونکہ بعد فتح مکہ جب حضرت عورت و مرد سب سے بیعت لینے لگے تو عمر کو اپنے نیچے بٹھلایا کہ عورتون سے بیعت لین تو ہندہ چھپکر آئی ہے اور حضرت نے شرائط بیعت بیان کرنا شروع کیا کہ شرک نہ کرو مال نہ چوراؤ تو ہندہ نے کہا ابوسفیان (شوہر) مرد بخیل ہے اگر کچھ اوسکے مال سے بچا لین تو ابوسفیان نے کہا ہمنے اوسکی اجازت دی تب حضرت نے اوسکو پہچانا اور تبسم کیا اور عمر صاحب تو ہنستے ہنستے لوٹ گئے فضحک عمر حتی استلقی۔

عمر صاحب کی یہ ہنسی اسپر تھی کہ رسول اللہ ص نے فرمایا تھا کہ اپنے بچون کو قتل نہ کیا کرو تو اوسپر ہندہ نے کہا ہم لوگ تو بچپنے مین پرورش کرتے ہین اور بڑے ہونے پر آپ قتل کرتے ہین تو آپ جانین اور وہ اسی پر عمر صاحب ہنسے تھے جسکا مطلب اہلسنت یہ نکالتے ہین کہ اوس زمانہ کی عورتین کیسی دلیر ہوتین۔ حالانکہ حضرت کا اشارہ اس طرف تھا کہ یہی ہندہ ایک حبشی سے پھنسی ہوئی تھی جس سے اگر سیاہ بچہ جنتی تو قتل کر ڈالتی اور اگر اپنے رنگ کا ہوتا تو رہنے دیتی۔ حضرت کا تبسم اسپر تھا اور عمر صاحب کی ہنسی غالباً اسی پر ہوگیا اسپر کہ کس طرح ہمنے دھوکھا دیا مگر ہندہ کو بچا لیا اور اب وہ اس بیحیائی سے تقریر کرتی ہے۔

دوسری تیسری وہی دو نو لونڈیان ابن خطل کی تھین جو حضرت کی ہجو گایا کرتین چوتھی بھی اوسی کی لونڈی تھی جسمین سے دو تو ماری گئین اور ایک کو امان ملا۔

پانچوین لونڈی عمرو بن صیفی بن ہاشم کی تھی جو حاطب بن بلتعہ کا خط لیگئی تھی۔ مگر اسکو امان دی گئی۔

چھٹی ام سعد ارنب ہے جو قتل کی گئی۔

غرض اگرچہ یہ سب کافر تھے جسمین بعض قتل ہوئے بعض کو امان دی گئی مگر حضرت نے کسی کے بچ جانے پر یہ عتاب نہین کیا جو عبداللہ بن ابی سرح کی نجات پر حضرت نے عتاب کیا تو پھر کیونکر کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت نے خوشی سے اوسکا اسلام قبول کیا ہو۔

رہا یہ جملہ کہ اوسنے اسلام مین وہ کارہائے نمایان کئے" ایسا جملہ ہے کہ جس سے آپکا اور آپکے اسلاف کا اسلام ٹپکا پڑتا ہے کیونکہ اگر یہ افعال اوسکے محمود ہوتے تو رسول اللہ اوسکے قتل نہ ہونے پر افسوس کیون کرتے۔

آپ حضرات کا اصول تو صحابہ کی مدح سرائی مین تین ہی ہے (۱) جسقدر حضرت کسی شخص سے ناراض ہون وہ آپکا ممدوح ہے (۲) جسقدر اوس نے حق اہلبیت کی حق تلفی کی ہو وہ ممدوح ہے (۳) جسقدر دنیاوی عروج حاصل کیا ہو وہ آپکے نزدیک ممدوح ہے۔

**ذکر عبداللہ بن ابی سرح** عبداللہ بن ابی سرح کا ذکر عہد شیخین مین تو نہین معلوم ہوتا کہ کوئی کام اوس نے کیا ہو جس سے معلوم ہوتا ہے شیخین بھی اس سے خوش نہ تھے مگر خلافت عثمان کے وقت سے اوسکا نام تواریخ مین آنے لگا ہے چنانچہ پہلا کارنمایان اوسکا یہ ہے تاریخ کامل مین ہے۔

فقال عمار ان اردت ان لایختلف المسلمون فبایع علیاً فقال المقداد بن الاسود صدق عمار ان بایعت علیاً قلنا سمعنا و اطعنا۔ وقال ابن ابی سرح ان اردت ان لایختلف قریش فبایع عثمان فقال عبد اللہ بن ابی ربیعہ صدقت ان بایعت عثمان قلنا سمعنا و اطعنا فشتم ابن ابی سرح فقال عمار متی کنت تنصح المسلمین فتکلم بنو ھاشم و بنو امیہ ص۳۷ جلد۳

یعنی جب عبدالرحمان بن عوف نے کہا کہ ہمکو مشورہ دو کسکو خلیفہ کرین تو حضرت عمار نے کہا اگر چاہتے ہو کہ مسلمانون مین اختلاف نہو تو حضرت علیؑ کی بیعت کر حضرت مقداد نے کہا سچ کہا عمار نے اگر علیؑ کی بیعت ہوگی تو ہم سب مطیع و منقاد رہینگے (عبداللہ) ابن ابی سرح نے کہا کہ اگر چاہتے کہ قریش مین اختلاف نہ ہو تو عثمان کی بیعت کرو عبداللہ بن ربیعہ نے اسکی تائید کی جسپر ابن

ابی سرح نے تبسم کیا تو حضرت عمار نے کہا۔ تو کس زمانہ مین مسلمانون کا خیرخواہ رہا۔

اڈیٹر صاحب چونکہ صحابہ پرست ہین لہذا تصدیق کلام حضرت عمار مین عذر نہوگا جو فرماتے ہین کہ ابن ابی سرح تو کسی زمانہ مین بھی خیرخواہ مسلمین نہ تہا۔

اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اغراض مسلمین مین اور اغراض قریش مین فرق تھا کہ مسلمانون کیلئے حضرت علیؑ کے خلافت کی ضرورت تھی۔ اور اغراض قریش کیلئے عثمان کے خلافت کی۔ تو کیا اس تفریق کا بانی ابن ابی سرح نکھلائیگا۔ کیونکہ اگرچہ عملی حالت مین یہ تفرقہ تو وقت وفات رسول سے دکھلایا گیا کہ حضرت نے مسلمین کیلئے جناب امیرؑ کو خلیفہ کیا۔ مگر قریش نے اپنے اغراض ذاتی کیلئے ابوبکر کو بنایا مگر اسکا اظہار نہین کیا جاتا تھا کہ مسلمانونکی یہ غرض ہے اور قریش کی یہ غرض۔ اسکا اظہار آج پہلے پہل ہوا۔ اگر اس کارنمایان پر اڈیٹر صاحب نے رضی اللہ عنہ کہا ہے تو مبارکباد۔

دوسرا کارنامہ یہ ہے کہ بروایت استیعاب عثمان نے ۲۵ھ مین اسکو مصر کا حاکم بنایا جسکے ہاتھ سے افریقہ فتح ہوا مگر نتیجہ یہ ہوا فلما ولاہا ایاہا عثمان وعزل عنہا عمرو بن العاص جعل عمرو بن العاص یطعن علی عثمان ایضاً ویولب علیہ ویسعی فی فسادا مرہ فلما بلغہ قتل عثمان وکان معتزلا بفلسطین قال انی اذا انکات قرحہ ادمیتہا او عنوھا ۳۹۹

یعنی عبداللہ ابن ابی سرح کو جب عثمان نے والی بنایا اور عمرو بن عاص کو معزول کیا تو عمرو بن عاص نے عثمان کے بارہ مین طعن کرنا شروع کیا لوگونکو انکی مخالفت پر آمادہ کرتا اور بغاوت کی تحریص و ترغیب کرتا جب عثمان مارے گئے اور یہ خبر عمرو عاص کو ملی تو کہنے لگا کہا جب ہم کسی زخم کو کہجاتے ہین تو اوسکو اچھی طرح خون آلود کردیتے ہین۔ یہ دوسرا کارنامہ ہے عبداللہ بن ابی سرح کا جسپر اڈیٹر صاحب مسلمان کو نہایت خوشی سے بیساختہ کہنا چاہیئے رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

چونکہ یہ ایک بہت بڑا تاریخی واقعہ ہے۔ اسلئے اسکی کچھ تفصیل ضروری ہے۔

بعد قتل عمر تمامی مسلمین کی خواہش یہ تھی کہ جناب امیرؑ کی بیعت کی جائے مگر عبدالرحمان

بن عوف نے یہ شرط پیش کی کہ کتاب و سنت کے ساتھ سیرت شیخین پر بھی عمل فرمائے حضرت نے انکار کیا۔ عثمان نے قبول کیا لہذا ۳ محرم ۲۴ھ کو اونکی بیعت بخلافت لی گئی اور وہ خلیفہ ہوئے۔

پہلا کام یہ کیا کہ مغیرہ کو حکومت کوفہ سے معزول کرکے سعد بن ابی وقاص کو اوسکا حاکم مقرر کیا۔ یہ وہی سعد بن ابی وقاص ہین جنکا بیٹا عمر بن سعد قاتل امام حسین ہے۔ اسی سعد کے بارہمین جناب امیر نے عمر کے شوری مقرر کرتے وقت فرمایا تھا جیسا کہ تاریخ کامل مین ہے وتلقاہ عمہ العباس فقالت عدلت عنا فقال وما علمك قال قرن بی عثمان وقال کونوا مع الاکثر فان رضی رجلان رجلاً و رجلان رجلاً فکونوا مع الذین فیہم عبد الرحمان فسعد لا یخالف ابن عمہ و عبد الرحمان صھر عثمان لا یختلفون فیولیہا احدھما الاخر فلو کان الاخران معی لا ینفعانی

یعنی حضرت علی جب عمر کے پاس سے باہر آئے تو چچا عباس سے ملاقات ہوئی فرمایا اے چچا امر خلافت ہمسے گئی حضرت عباس نے پوچھا کیونکر معلوم ہوا فرمایا ہمارے ساتھ عثمان کو بھی حقدار بنایا۔ اور کہا جسطر کثرت ہو ادہری خلافت ہو۔ اگر دو آدمی ایک کو انتخاب کرین۔ اور دوسرے کو تو اوس طرف خلافت ہوگی جدہر عبد الرحمان بن عوف ہو۔ پس سعد بن ابی وقاص اپنے ابن عم عبد الرحمان سے جدا نہونگے۔ اور عبد الرحمان عثمان کو نہ چھوڑینگے کیونکہ دونو مین رشتہ دامادی ہے پس یا تو دونو ملکر عبد الرحمان کو خلیفہ بنائینگے یا عثمان کو تو دو آدمی اگر ہمارے ساتھ رہے بھی تو کیا فائدہ ہوگا۔

اسی معاونت کا یہ صلہ ملا کہ عثمان نے سعد کو حاکم کوفہ مقرر کیا حالانکہ عمر اسکو معزول کر چکے تھے بلکہ انکا قصر جلوا دیا تھا۔

۲۵ھ مین سعد کو کوفہ سے معزول کرکے ولید بن عقبہ بن معیط کو والی کوفہ مقرر کیا جسنے شرابخواری کی اور عثمان نے چاہا کہ اوسپر حد نہ جاری ہو مگر جناب امیر نے مجبور کیا۔ تاریخ کامل مین ہے وھو اخو عثمان لامہ ملخصاً۔ یعنی یہ مادری بہائی تھا عثمان کا اور پدری رشتہ سے چچا زاد بہائی کا تہا۔

سعد بن ابی

سعد بن ابی وقاص کو عثمان کی معاونت کا صرف اسیقدر فائدہ ہوا کہ سال بھر والی کوفہ رہا اور نہ وہی خسر الدنیا والآخرہ۔

اسی ۲۵ھ مین عثمان نے عمرو عاص اور عبداللہ بن ابی سرح کو اطراف افریقہ مین لوٹ مار کرنیکا حکم دیا۔ عبداللہ اصل مین مصری لشکر کا ایک سپاہی تھا۔ عمرو عاص نے فوج سے اوسکی مدد کی جسمین عبداللہ بن ابی سرح کو بہت کچھ مال غنیمت ہاتھ آیا اسکے بعد عبداللہ نے افریقہ کے فتوحات کی خواہش کی۔

۲۶ھ مین عثمان نے عمرو عاص کو مصر سے معزول کیا (حالانکہ عہد عمر سے یہ اوسکا والی تھا اور اسی نے مصر کو فتح کیا تھا) اور عبداللہ بن ابی سرح اپنے برادر رضاعی کو والی مصر مقرر کیا جس سے عمرو عاص مین اور عبداللہ ابن ابی سرح مین پوری بغاوت ہوئی اور عمر و غصہ ہوکر مدینہ چلا آیا۔ اور اوسیوقت سے عمرو عاص دشمن عثمان بنا جیسا کہ پہلے بھی مذکور ہوا عثمان نے جنگ افریقہ کا کل خمس ابن ابی سرح کو بخشدیا تھا جو مطاعن مین محسوب ہی۔

یہی جنگ افریقہ اوسکے کارہائے نمایان مین شمار کیا گیا ہے حالانکہ وہ زمانہ اقبال اسلام کا تھا اونے سے ادنے شخص بھی سپہ سالار ہوتا تو یہی نتیجہ ہوتا کیونکہ حضرت فرما چکے تھے نصرت بالرعب مسیر ستة اشهر یعنی ہم اپنے رعب و داب سے چھ مہینہ کی راہ تک مظفر و منصور ہو چکے ہین۔

بہرحال جنگ تو ہو رہی تھی۔ فوج پر فوج مدینہ سے جا رہی تھی۔ مگر نتیجہ نہ نکلتا تھا جس سے مسلمانون مین ایک جوش پیدا ہوا۔ آخر عبداللہ بن زبیر بھیجے گئے کہ جاکر حال دریافت کرین۔ جب عبداللہ بن زبیر آئے تو کیا دیکھا۔

ورای عبد اللہ بن زبیر قتال المسلمین کل یوم من بکرة الی الظهر فاذا اذن بالظهر عاد کل فریق الی خیامه وشهد القتال من الغد فلم یر ابن ابی السرح معهم فسال عنه فقیل انه سمع منادی جرجیر یقول من قتل عبد اللہ بن سعد فله مائة الف دینار وازوجه ابنتی وهو یخاف ص۳۲

کہ لڑائی اس طرح ہوتی ہے کہ صبح سے دوپہر تک لڑائی ہوتی ہے۔ دوپہر کے وقت سے

جنگ موقوف ہو جاتی ہے دوسرے روز جو عبد اللہ بن زبیر خود شریک جنگ ہوا تو دیکھا عبد اللہ
بن ابی سرح جو افسر لشکر ہے وہ جنگ مین ندارد وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ جرجیر بادشاہ افریقیہ
نے حکم دیا ہے کہ جو شخص عبد اللہ بن ابی سرح کا سر کاٹ کر لائیگا اوسکو لاکھ اشرفی انعام ملیگا۔ اور
بادشاہ اپنی بیٹی کی شادی اوس سے کردیگا اس خوف سے ابن ابی سرح شریک جنگ
نہین ہوتا۔

کہیئے کیا کار نمایان ہو رہا ہے کس آرام سے لڑائی ہو رہی ہے۔ اور کیسا بہادر ہے سالار فوج
جو اس خوف سے کہ کہین ہمارا سر نہ کٹ جائے جنگ سے روپوش ہے۔ ایسے بہادر افسر تو
ترکی سلطان کو بھی نہ ملے ہونگے جنہون نے روس سے سازش کر کے کسقدر فوج کا نقصان کیا
اور کتنا ملک نکل گیا۔

اسکے بعد عبد اللہ بن زبیر نے صلاح کر کے منادی کرا دی کہ جو شخص جرجیر بادشاہ کا سر لائیگا اوسکو
ایک لاکھ اشرفی انعام ملیگا اور جرجیر کی بیٹی اوس سے بیاہی جائیگی جسپر مسلمانون نے ۔۔۔
اور دن بھر لڑائی ہوئی شام کو مسلمانونکی فتح ہوئی جرجیر ابن الزبیر کے ہاتھ سے مارا گیا

کیا اڈیٹر صاحب ایسے ہی کارہائے نمایان پر بیاختہ رضی اللہ عنہ وارضاہ کہتے ہین کہ اگر وہ
چندروز اسی طرح اور رہتا تو یقیناً خلفائے ثلثہ کی طرح فرار کرتا اور لشکر اسلام کو ایسی ہزیمت
ہوتی کہ پناہ بخدا لیکن وعدہ خدا لیظہرہ علی الدین کلہ ایسا تھا کہ اوس نے اپنا اثر دکھایا۔
پہلی لڑائی مین جو غنیمت ملا تھا وہ تو عبد اللہ بن ابی سرح کو دیا گیا اور دوسری غنیمت کا
خمس پانچ لاکھ اشرفی مروان کو دیا گیا صفحہ ۴۳ تاریخ کامل۔

اوسوقت سے عبد اللہ بن ابی سرح برابر حکومت مصر پر مامور رہا اور عثمان نے سابق عاملون کو
موقوف کر کے تمامتر بنی امیہ کو حکمران بنا دیا جس سے تمامی ممالک اسلام مین اسطرح کا فساد پھیلا
کہ جو صحابہ مدینہ مین موجود تھے فاتوا عثمان فقالوا یا امیر المومنین ایاتیک عن الناس
الذی یاتینا فقال ماجاء نی الا السلامہ وانتم شرکائی وشہود المومنین فاشیروا
علی قالوا نشیر علیک ان تبعث رجالا ممن تثق بہم الی الامصار حتی یرجعوا
الیک باخبارھم فدعا محمد بن مسلمہ فارسلہ الی الکوفۃ وارسل اسامہ بن

زید الی البصرۃ وارسل عمار بن یاسر الی مصر وارسل عبداللہ بن عمر
الی الشام وفرق رجالاً سواهم صفحہ ۳۹

اونہون نے آکر عثمان سے کہا کہ جو خبرین ہمکو انکو ملتی ہین وہی خبرین آپکو بھی ملتی ہین کہ نہین کہ کیا فساد ہو رہا ہے عثمان نے کہا ہمکو تو بجز سلامتی کوئی خبر نہین ملتی ۔ تم سب ہمارے شریک ہو رائے دو کیا کرین ۔ صحابہ نے کہا کچھ خاص خاص صحابہ کو منتخب کر کے جنپر تمکو وثوق ہو تحقیقات کے لئے ہر شہر مین روانہ کرو ۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ ۔ کوفہ ۔ اسامہ بن زید بصرہ ۔ عمار بن یاسر ۔ مصر ۔ عبداللہ بن عمر ۔ شام کی طرف بغرض تحقیقات بھیجے گئے انکے علاوہ اور لوگ بھی روانہ کئے گئے ۔

اسکے بعد جو صحابہ نے آکر رپوٹ خوانی کی اور عثمان نے اپنے عمال کو مکہ مین طلب کیا اور جو بات چیت ہوئی وہ طولانی قصہ ہے ۔ کیونکہ معویہ نے راے دیا ہے کہ جناب امیرؑ اور طلحہ ۔ زبیر کو قتل کر ڈالنا چاہیئے الامامۃ والسیاستہ ابن قتیبہ

لہٰذا ہم نہین لکھتے کیونکہ صرف عبداللہ بن ابی سرح کے متعلق یہان بحث ہے جو مصر کا والی ہے حضرت عمار جب مصر مین پہونچے اور تحقیقات شروع کی تو عبداللہ بن ابی سرح نے خود عمار کی شکایت لکھی فوصل کتاب من عبداللہ بن ابی سرح یذکران عماراً قد استمالہ القوم صفحہ ۴۰

کہ عبداللہ بن ابی سرح نے لکھا عمار بھی قوم کی سازش مین آگئے ۔ اسکے بعد جو حضرت عمار کی جو حالت ہوئی مسلمانون کو معلوم ہے کہ عثمان نے انکو اسقدر پٹوایا کہ عارضہ فتق انکو ہوگیا آخر اہل مصر خود دربار خلافت مین آئے اور عبداللہ ابن ابی سرح کے ظلم کی اسقدر شکایت کی کہ عثمان نے اوسکے معزولی کا حکم دیا اور محمد ابن ابی بکر کو اوسکی جگہ والی مقرر کیا ۔ یہ لوگ مصر جا رہے تھے کہ راہ مین ایک سوار ملا جو اونٹ پر سوار چلا جا رہا ہے انلوگو نکو کچھ شک ہوا تو اوسکو گرفتار کیا جسکے لوٹہ سے خط بنام ابن ابی سرح برآمد ہوا وہ خط گرفتار ہو کر مدینہ مین آیا اور سامان قتل عثمان سب مہیا ہوا ۔

یہ سب سامان تو مدینہ مین قتل عثمان کا ہو رہا ہے ۔ اور وہان مصر مین محمد ابن ابی

ہمیں زید بن حسن بن زید یعنی ابوالیمین وغیرہ نے کتابۃً خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں
ابو منصور یعنی زریق نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں احمد بن علی بن ثابت نے خبر دی وہ
کہتے تھے ہمیں محمد بن احمد بن رزق نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابوبکر بن مکرم بن
مکرم قاضی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے قاسم بن عبدالرحمن انباری نے بیان کیا وہ
کہتے تھے ہم سے ابوالصلت ہروی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے ابو معاویہ نے اعمش
سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کرکے بیان کیا کہ وہ کہتے
تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اسکے دروازہ
ہیں پس جو شخص علم کو چاہے وہ اسکے دروازہ سے آئے۔ اس حدیث کو ابو معاویہ
کے علاوہ اور لوگوں نے بھی اعمش سے روایت کیا ہے ابو معاویہ پہلے اس حدیث
کو روایت کرتے تھے مگر آخر میں ترک کردیا۔ اور شعبہ نے ابو اسحاق سے انہوں نے
عبدالرحمن بن یزید سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے روایت
کرکے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم باہم چرچا کیا کرتے تھے کہ اہل مدینہ میں سب سے زیادہ
عہدہ قضا کا علم رکھنے والے علی بن ابی طالب ہیں اور سعید بن مسیب نے
کہا کہ علی بن ابی طالب کے سوا کوئی شخص ایسا نہ تھا جو کہے مجھ سے سوالات کرو
اور یحیی بن معین نے جبدہ بن سلیمان سے انہوں نے عبدالملک بن سلیمان سے
روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے عطاء سے پوچھا کہ کیا اصحاب محمد صلی اللہ علیہ
وسلم میں علی بن ابی طالب سے زیادہ کوئی شخص عالم تھا عطاء نے کہا خدا
کی قسم میں نہیں جانتا اور ابن عباس نے کہا ہے کہ علی کو نو حصہ علم کے دئے گئے
تھے اور دسواں حصہ جو اور لوگوں کو ملا تھا اسمیں بھی وہ شریک تھے اور یزید
بن عمرو بن سعید بن عاص نے عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ سے پوچھا کہ اے
چچا لوگ علی بن ابی طالب کی طرف کیوں جھک پڑے تھے انہوں نے کہا کہ اے
میرے بھتیجے علی کو علم میں بڑا کمال تھا اور معاشرت کے بہت اچھے تھے قدیم
الاسلام تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے اور احادیث کی سمجھ

ہو رجنگ میں دلیری اور رفع عام کی اشیاء میں سخاوت انکی طبیعت میں تھی اور ابن عیینہ نے یحییٰ ابن سعید سے انہوں نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر اس مشکل سے پناہ مانگا کرتے تھے جسکے (حل کرنیکے) لئے ابوالحسن نہوں - اور سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے جب کوئی بات ہمارے نزدیک حضرت علیؓ سے ثابت ہوجاتی ہے تو پھر ہم اس سے عدول نہیں کرتے - اور یزید بن ہارون نے فطر سے انہوں نے ابوالطفیل سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے بعض صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یہ تھا کہ اگر حضرت علیؓ کی ایک فضیلت تمام مخلوقات پر تقسیم کردی جائے تو سب فائدہ میں رہیں حضرت علیؓ کے متعلق اس قسم کے اقوال بہت ہیں ہم اسی قدر پر قناعت کرتے ہیں اور اگر ہم وہ مسائل ذکر کریں جو انسے صحابہ نے مثل حضرت عمرؓ کے پوچھے تو بہت طول ہوجائے - ترجمہ اسد الغابہ جلد ۴ صنہ

میں نے ابو مریم سلولی سے سنا وہ کہتے تھے میں نے عمار بن یاسر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ علی بن ابی طالبؓ سے فرماتے تھے کہ اے علیؓ اللہ عزوجل نے تمکو ایسی خوبی عنایت فرمائی ہے کہ اس سے بہتر خوبی اپنے بندوں میں سے کسی کو نہیں دی وہ یہ کیا ہے دنیا کی طرف سے زاہد (بے رغبت) رہنا تمکو اللہ نے ایسا بنایا ہے کہ نہ تم دنیا سے کچھ لیتے ہو نہ دنیا تم سے کچھ لیتی ہے اور اللہ نے تمکو مساکین کی محبت عنایت فرمائی ہے - وہ تمکو اپنا پیشوا بناکر خوش ہیں اور تم انکو اپنا پیرو بناکر خوش ہو - پس خوشی ہو اسکو جو تمسے محبت رکھے اور تمپر سچ بولے اور خرابی ہو اسکو جو تمسے عداوت اور تمپر جھوٹ بولے جو لوگ تمسے محبت رکھتے ہیں اور تمپر سچ بولتے ہیں وہ (جنت میں) تمہارے گھر کے پڑوسی اور تمہارے رفیق ہونگے اور جو لوگ تمسے بغض رکھتے ہیں اور تمپر جھوٹ باندھتے ہیں انپر حق ہے کہ قیامت کے دن جھوٹوں کے کھڑے ہونے کی جگہ پر کھڑا ہے - صنہ

ابو نعیم سے سنا وہ کہتے تھے کہ حضرت علیؓ نے نہ کبھی اینٹ کے اوپر اینٹ رکھی اور نہ کبھی لکڑی کے اوپر لکڑی رکھی (یعنی کبھی کوئی عمارت نہیں بنائی) مدینہ سے انکے

لئے گٹھریون مین آ گیا تھا۔ ہمین سید ابو الفتوح یعنی حیدر بن محمد بن زید علوی حسینی نے
خبر دی وہ کہتے تھے ہمین ابو محمد یعنی عبداللہ بن جعفر دورستی نے موصل مین خبر دی وہ
کہتے تھے ہمین طاہر ابو عبداللہ ہمین ابو طاہر یعنی محمد بن علی بن محمد بن یوسف نے خبر دی
وہ کہتے تھے ہمین ابوبکر بن مالک نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمین عبداللہ بن احمد بن حنبل
نے خبر دی وہ کہتے تھے مجھسے میرے والد نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمسے وکیع نے بیان
کیا وہ کہتے تھے مشمر نے ابی بحر سے اُنہون نے اپنے کسی اُستاد سے روایت کرکے بیان
کیا وہ کہتے تھے مینے حضرت علیؑ کے جسم پر ایک موٹی تہبند دیکھی جسکی نسبت وہ فرما رہے
تھے کہ مینے پانچ درم مین خریدی ہے جو کوئی مجھے اسمین ایک درہم نفع دیگا مین
اُسکے ہاتھ اسے بیچ ڈالونگا وہ یہ بھی کہتے تھے کہ مینے حضرت علیؑ کے پاس کچھ درہم تھیلی
مین دیکھے جنکی بابت اُنہون نے یہ کہا کہ یہ ہمارے خرچ سے بچ رہے ہین جو صاحب ضرورت
ہو وہ انکو لے لیگا۔ اور ہمسے عبداللہ بن احمد نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمسے محمد بن یحیی
ازدی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمسے ولید بن قاسم نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمسے مطر بن
ثعلبہ تمیمی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ابو النور پارچہ فروش نے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ علیؑ
بن ابی طالب میرے پاس آئے اور اُنکے ہمراہ اُنکا ایک غلام بھی تھا اُنہون نے دو
کرتے کپڑے کے خریدے پھر اپنے غلام سے فرمایا کہ ان مین سے جو چاہے تو لے لے چنانچہ ایک
اُسنے لے لیا اور دوسرا علیؑ نے لے لیا اور پہن لیا پھر حضرت نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور فرمایا
کہ جسقدر آستین میرے ہاتھ سے بڑی ہے اُسکو کاٹ دو چنانچہ غلام نے کاٹ دیا پس انہون نے
اُس کرتہ کو پہن لیا اور چلے گئے۔ ہمین عبداللہ بن احمد خطیب نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمسے
ابو الحسین بن طلحہ نقال نے اجازةً خبر دی وہ کہتے تھے ہمین ابو الحسین بن شبران نے خبر دی
وہ کہتے تھے ہمسے اسماعیل بن محمد صفار نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمسے یحیی بن احمد نے بیان
کیا وہ کہتے تھے ہمسے جعفر بن زیاد احمر نے عبدالملک بن عمیر سے نقل کرکے بیان کیا وہ کہتے
تھے مجھسے قبیلۂ ثقیف کے ایک شخص نے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھے علی بن ابی طالبؑ نے
مقام شاپور پر عامل مقرر کیا اور فرمایا کسی شخص کو ایک درم کی علت مین ایک کوڑا

کبھی نہ مارنا اور نہ کسی سے کچھ کھانے کو مانگنا نہ جامے یا گرمی کا کپڑہ مانگنا نہ کوئی ایسا جانور مانگنا جس سے وہ لوگ کام لیتے ہوں اور نہ کسی شخص کو جو ایک درہم کی طلب میں پریشان ہو روکنا میں نے کہا یا امیرالمؤمنین اگر ایسا ہوگا تو میں جیسا جاتا ہوں ویسا ہی لوٹ آؤنگا حضرت علیؑ نے فرمایا کہ لوٹ آ (کچھ پرواہ نہیں) تیری خرابی ہونے میں تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ جو مال انکی حاجت سے زائد ہو اسکو لیں۔ حضرت علیؑ مرتضیٰ کے زہد وعدل کے واقعات اسقدر ہیں کہ انکا پورے طور پر ذکر کرنا ناممکن ہے لہذا ہم اسی قدر پر اکتفا کرتے ہیں۔ اسد الغابہ صـ۲۳ جلد ۴

ہمیں ابو العباس یعنی احمد بن عثمان بن ابی علی وزواری نے اپنی سند کیساتھ استاد ابو اسحٰق یعنی احمد بن محمد بن ابراہیم ثعلبی مفسر سے نقل کرکے خبر دی وہ کہتے تھے میں نے بعض کتابوں میں دیکھا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہجرت کا ارادہ کیا تو علی بن ابی طالب کو مکہ میں اپنا قرض ادا کرنیکے لئے اور ان امانتوں کے واپس کرنیکے لئے جو حضرت کے پاس تھیں چھوڑ دیا تھا اور جس شب کو آپ غار کیطرف چلے ہیں اور مشرکوں نے آپکا گھر گھیر لیا ہے اسی شب کو حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ میرے بستر پر سو رہو اور ان سے فرمایا کہ میری حضرمی چادر سبز رنگ کی اوڑھ لینا انشاء اللہ تعالے کوئی تکلیف تمکو اُن لوگوں سے نہ پہونچ سکیگی چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا پس اللہ نے جبرئیل و میکائیل پر وحی بھیجی کہ میں نے تم دونوں کے درمیان میں مواخاۃ کرادی ہے اور ایک کی عمر بہ نسبت دوسرے کے طویل کردی ہے اب بتاؤ کہ تم دونوں میں سے کون ایسا ہے جو اپنے ساتھی کو اپنی زندگی دیدے مگر ہر ایک نے اپنی زندگی کو ترجیح دی پھر اللہ عزوجل نے انپر وحی بھیجی کہ کیا تم دونوں علیؑ بن ابیطالب کے مثل بھی نہیں ہو سکتے اور اپنے نبی محمد کے درمیان میں مواخات کرائی ہے (جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ) علیؑ محمد کے بستر پر لیٹے ہیں اور اپنی جان محمد پر فدا کرتے ہیں اور اُنکی زندگی کو اپنی زندگی پر ترجیح دیتے ہیں اچھا زمین پر جاؤ اور دشمنوں سے اُنکی حفاظت کرو چنانچہ وہ دونوں زمین پر آئے حضرت جبرئیل حضرت علیؑ کے سر کے پاس کھڑے ہوئے حضرت جبرئیل یہ ندا کررہے تھے کہ واہ کیا

ہو مبارک ہو اے ابن ابی طالب تمہارا مثل کون ہے اللہ عز و جل ملائکہ کے سامنے تم پر فخر
کرتا ہے پس اللہ عز و جل نے اپنے رسول پر جبکہ وہ مدینہ کی طرف جا رہے تھے حضرت علیؑ کی
شان مین یہ آیت نازل کی وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡرِىۡ نَفۡسَهُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ صـ۳
ہمین ابو محمد یعنی عبداللہ بن علی بن سویدہ تکریتی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمین ابو الفضل یعنی
احمد بن ابی الخیر بھیتی نے اور حسین بن فرحان سمنانی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمین علی بن احمد
نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمین ابو بکر بیہقی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمین ابو محمد بن حبان نے
خبر دی وہ کہتے تھے ہمین محمد بن یحییٰ بن مالک ضبی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمین محمد بن
سہل جرجانی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمسے عبدالرزاق نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمسے
عبدالوہاب بن مجاہد نے اپنے والد سے انہون نے حضرت ابن عباس سے اللہ تعالےٰ کے
قول الذین ینفقون اموالہم باللیل والنہار سرا و علانیۃ کی تفسیر مین روایت
کی ہے وہ کہتے تھے کہ یہ آیت علی بن ابی طالب کے حق مین نازل ہوئی انکے پاس چار درہم
تھے ایک انہون نے شب کو راہ خدا مین دیا اور ایک دنکو اور ایک چھپا کر اور ایک علانیہ
طور پر۔ صـ۳۳ جلد،

نیز اسماعیل بن علی کہتے تھے کہ ہمسے محمد بن عیسیٰ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمسے عیسیٰ بن
عثمان برادر یحییٰ بن عیسیٰ رملی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمسے اعمش نے عدی بن ثابت سے
انہون نے زر بن جبش سے انہون نے حضرت علیؑ سے نقل کرکے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھسے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمسے وہی شخص محبت رکھے گا جو مومن ہوگا اور وہی شخص
بغض رکھے گا جو منافق ہوگا۔ ترجمہ اسد الغابہ صـ۲۳ جلد،

ہم امید کرتے ہین کہ اڈیٹر صاحب اپنی اس روایت پر نہایت غور سے تامل فرمائینگے
وہ کہ علیؑ کو نو حصہ علم کے دئے گئے تھے اور دسواں حصہ اور لوگوں کو ملا تھا اوسمیں بھی وہ
شریک تھے" کیونکہ مایہ ناز اونکے عمر ہین جو علم کے دسوین حصہ مین اسدرجہ کم مایہ تھے کہ
بقول اڈیٹر صاحب کے اگر ہم وہ مسائل ذکر کرین جو حضرات صحابہ نے مثل حضرت عمر کے پوچھے
تھے تو بہت طول ہو جاییگا لہٰذا صرف اشارہ ہے عمر صاحب کا علم کتنا سستا تھا

افسوس ہے کہ بخوف طوالت ہم انہین روایات پر قناعت کرتے ہین جنکو اکثر علما صاحب نے بھی صحیح
اور مستند مانا ہے۔ جس سے حدیث دوم کی تصدیق مثل آفتاب تابان نمایان ہوئی کہ حضرت نے
فرمایا ہے کہ میرے سوا کوئی اسکا دعوی نہین کرسکتا کہ وہ عالم جمیع علوم قرآن ہے کیونکہ عمرو
ابن عمر کا قول تو پہلے مذکور ہوچکا ہے کہ اس قرآن کو کوئی قرآن کامل نہ کہے تو جب ظاہری
صورت مین بھی اوسکو قرآن کامل نہین کہہ سکتا تو علم ظاہر و باطن کی تکمیل کا کون متنفس دعوی
کرسکتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ آجتک حضرات اہلسنت ایک کسی صحابہ کا ایسا دعوی نہ پیش کرینگے جنہون
نے اسکا دعوی کیا ہو کہ ہم علم قرآن کے پورے ماہر ہین۔

پانچوین حدیث مین حضرت نے قصہ وزیر حضرت سلیمان کو بیان فرمایا ہے کہ خدا نے اونکے نسبت
فرمایا عندہ علم من الکتاب کہ کتاب کا کچھ علم اونکو حاصل تھا۔ اور اپنی نسبت فرمایا وعندنا
واللہ علم الکتاب کلہ کہ ہم کل علوم قرآن کے عالم ہین۔ تو یہ بھی ایسی حدیث ہے جسمین
کسی طرح کا شک نہین ہوسکتا کیونکہ بتصریح رسول اللہ جناب امیر کو علم کے دس حصون مین
سے نو حصہ ملا تھا۔ اور ایک حصہ سبکو ملا تھا اوسمین بھی شریک غالب جناب امیر ہی ہین
تو پھر آپکے آصف بن برخیا سے بڑھکر عالم ہونے مین کیا عذر ہو سکتا ہے۔ جو صرف دسوین حصہ کے حا

**تحقیق آیہ ومن عندہ علم الکتاب**

رہی چھٹی حدیث جسمین حضرت نے آیہ قل کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب کی نسبت فرمایا ہے کہ خداوند
عالم نے ہملوگون کو مراد لیا ہے۔ تو اوسکی نسبت البتہ اہلسنت کچھ قیل و قال کرسکتے ہین۔
مگر وہ بھی ہٹ دھرمی ہوگی کیونکہ حق یہ ہے کہ بجز جناب امیر اس سے کوئی مراد ہو ہی نہین
سکتا کیونکہ اسکے لئے پہلے تو یہ دعوی کیا گیا اس آیہ مین تحریف ہوئی کہ اصل مین ومن
عندہ علم الکتاب تھا جسمین من حرف جار ہے اور عندہ اوسکا مجرور جسکے معنی یہ ہوے
کہ کہہ تو کافی ہے اللہ شہادت کو درمیان ہمارے تمھارے اور خدا کی طرف سے ہے علم کتاب
جس سے معنی ہی آیہ کے خبط ہوگئے۔ کیونکہ یہ دو جملہ ہوگیا جسمین کوئی ربط ہی نہین حالانکہ
قرآن موجود مین ومن عندہ علم الکتاب بمعنی کافی ہے اللہ شہادت کو درمیان ہمارے
تمھارے اور وہ شخص جسکے پاس علم الکتاب ہے۔ یعنی خدا نے دو شاہد قرار دیا ایک خود

اپنی ذات مقدس کو اور دوسرے اوس شخص جو عالم علم کتاب ہے۔
اس دعوی کے متعلق تین دلیلیں پیش کی ہین بسند ضعیف عن ابن عمران النبی
قرء ومن عندہ علم الکتاب قال من عند اللہ علم الکتاب ص۶۹ تفسیر درمنثور جلد۳
یہی روایت عمر سے بھی ہے اور ابن عباس سے بھی - مگر چونکہ پہلے ہی روایت ضعیف
ہے لہذا بقیہ روایتوں کا اعتبار خود ساقط ہوگیا۔
دوسرا دعوی یہ کیا گیا کہ مراد اس سے عبداللہ بن سلام ہے جو پہلے یہودی تھے اور علمائے
یہود سے تھے۔

اسی دعوی پر زیادہ زور ہے بقول عبد اللہ بن سلام
تیسرا دعوی یہ کیا گیا کہ مراد اس سے عبداللہ بن سلام و جارود و تمیم داری و سلمان
فارسی ہین اس دعوی کا بطلان خود اوسی تفسیر درمنثور سیوطی مین موجود ہے عن سعید
بن جبیر رض انہ سئل عن قولہ ومن عندہ علم الکتاب اھو عبد اللہ بن سلام
قال وکیف ھذہ السورۃ مکیہ واخرج ابن المنذر عن الشعبی رض قال ما نزل
فی عبد اللہ بن سلام شیء من القرآن ص۶۹
یعنی سعید بن جبیر سے پوچھا گیا کہ کیا یہ آیہ عبداللہ بن سلام کے بارہ مین نازل ہوا- کہا کیونکر ہو سکتا
ہے حالانکہ یہ سورہ مکی ہے (اور ابن سلام کا اسلام بعد ہجرت ہے)
کہا شعبی نے کہ عبداللہ بن سلام کے بارہ مین کوئی آیہ بھی قرآن کا نہین نازل ہوا۔
پس اس قاعدہ سے حضرت سلمان فارسی - جارود - تمیم داری سب نکل گئے
کیونکہ یہ سب بعد ہجرت اسلام لائے ہین اور سورہ مکی ہے لہذا وہی شخص مراد ہو سکتا ہے جو
مکہ کے اشخاص سے ایسا ہو کہ جسکے بارہ مین ومن عندہ علم الکتاب کہا جائے۔
چوتھا دعوی یہ کیا گیا ہم اہل الکتاب من الیہود والنصاری - مگر یہ بھی اسوجہ سے باطل
ہے کہ یہود و نصاری سے آپکو جو کچھ سابقہ پڑا ہے مدینہ منورہ مین آپکے ہجرت کرنے - اور
سورہ مکی ہے لہذا وہ بھی خارج ہوگئے۔
پانچوان دعوی یہ کیا گیا ہے قال جبرئیل کہ مراد اس سے جبرئیل ہین چھٹا دعوی یہ کیا گیا

قال هو اللہ عز وجل کہ مراد اس سے خود خداوند عالم ہے۔
مگر یہ دعوی ایسے لغو ہین کہ محتاج توجہ بھی نہین کیونکہ نہ حضرت جبرئیل نے خلائق کے سامنے کبھی گواہی دی نہ پیغمبر یا امام اونکو دیکھ سکتا ہے۔ اور خدا کا نام تو پہلے ہی مذکور ہوا پھر کیونکر وہ مراد ہو سکتا ہے۔
تو اسقدر اختلاف کرنا خود اسکی دلیل ہے کہ اصل امر دوسرا ہے جسکے حق تلفی کے لیے یہ سب کوششین ہو رہی ہین۔ کیونکہ مکی ہونا اس سورہ کا مجبور کرتا ہے کہ یہود مراد ہو سکتے ہین نہ انصاری نہ عبد اللہ بن سلام نہ تمیم داری نہ جارود نہ سلمان فارسی بلکہ اس سے وہی شخص مراد ہو سکتا ہے جسکو رسول سے وہی رتبہ حاصل ہو جو حضرت سلیمان سے اونکے وزیر آصف بن برخیا کو تھی جسکے نسبت خدا کہہ چکا ہے قال الذی عندہ علم من الکتاب اور یہان ومن عندہ علم الکتاب فرمایا
اگرچہ اس موقع پر آجتک علماے اہلسنت نے اپنے شیخین کا نام کبھی نہین لیا ہے کیونکہ اونکی حالت سبکو معلوم ہے کہ وہ کسدرجہ علم الکتاب سے بے بہرہ تھے۔ مگر باین خیال کہ شاید اس زمانہ کے جہلا سے کوئی اسکا دعوی کرے ایک روایت درمنثور سے لکھے دیتے ہین عن الزہری قال کان عمر بن الخطاب شدیدا علی رسول اللہ ص فانطلق یوما حتی دنا من رسول اللہ وهو یصلی فسمعه وهو یقرء وما کنت تتلو من قبلہ من کتاب ولا تخطه بیمینک اذا لارتاب المبطلون حتی بلغ الظالمون وسمعه وهو یقرء ویقول الذین کفروا لست مرسلا الی قوله علم الکتاب فانتظره حتی سلم فاسرع فی اثرہ فاسلم الخ

اسلام عمر

یعنی عمر بن الخطاب کو حضرت سے نہایت سخت عداوت تھی ایک روز جو نزدیک گئے تو نماز مین آیہ ماکنت تتلو اور آیہ یقول الذین کفروا لکو تا بہ علم الکتاب پڑھتے سنا۔
پس اسقدر انتظار کیا کہ حضرت نماز سے فارغ ہوے بعد اسکے اسلام لائے۔
جس سے اسقدر تو یقینا معلوم ہوا کہ اسلام عمر اس آیہ کے نزول کے عرصہ کے بعد ہوا پھر کیونکر ممکن ہے کہ وہ اون مین داخل ہو سکین۔

## اصلاح

یہ ماہانہ رسالہ جو تیرہ برس سے فرقۂ حقہ شیعہ
کی حمایت و نصرت میں جان لڑا رہا ہے۔ جبکہ
کوئی اخبار و رسالہ اس فرقے کا اختیار سے قوم
کی اصلاح اور مخالفین کے دفعیہ کا بیڑا اُٹھایا۔
اور قوم نے بے محل اغراض ملکی و مالی کا اسکو
سرپرست و نگران مان لیا۔
اس شعبۂ اصلاح نے اب تک جسقدر کتابیں علم
کلام میں شائع کیں اور جسقدر مخالفوں کا جواب
دیا قوم میں مشہور ہے۔ دو سال سے تنقید بخاری کا
سلسلہ جاری ہے۔ اہلسنت کے اصح الکتب بعد
کتاب الباری صحیح البخاری کی شرح اس خوبی سے
کیجاتی ہے کہ صحیح اور اتفاقی روایتیں الگ کیجاتی
ہیں اور وضعی و غلط روایتیں الگ باوجود ان
خوبیوں کے قیمت صرف دو روپیہ سالانہ۔

### تنقید بخاری

پہلا حصہ اصلاح جلد [illegible] سے شروع
ہوا اور نمبر [illegible] جلد [illegible] پر ختم ہوا ہے
کثرت شوق شائقین دوبارہ حصہ اول چھپوایا گیا
جسمیں صحیح بخاری کے پہلے باب کی کل حدیثوں پر تفصیلی
و مختصر نظر کیگئی ہے جسکے ملاحظے سے قدرت خدا یاد
آتی ہے قیمت صرف چھ آنہ [illegible]

### الشمس

الشمس نے اہلسنت کے وہ اسرار کھولے ہیں
جو آج تیرہ سو برس میں نہ کھلے تھے
اگر تمام عالم کے اہلسنت جمع ہوں تو بھی کوئی جواب
[illegible] نہیں دیسکتے قیمت [illegible]

## نہج البلاغہ

اس کتاب مستطاب سے کون ناواقف ہوگا جناب
امیر المومنین مظہر العجائب والغرائب اسد اللہ الغالب
علی بن ابیطالب علیہ السلام کے خطبے اور خطوط اور
مختلف حدیثیں جن پر مسلمانوں کے دین و دنیا کی ترقیوں
کا مدار و مدار ہے جناب سید رضی علیہ الرحمہ نے انہیں
جمع کی تھیں قدیم زمانے سے متعدد شرحیں اسکی عربی
فارسی میں لکھی گئیں لیکن اُردو میں یہ کتاب کمیاب بلکہ
نایاب تھی جناب فخر الحکما دام ظلہ نے اسکا بامحاورہ
ترجمہ کیا ہے اور مبسوط شرح فرمائی ہے مگر چونکہ کتاب
بہت ضخیم تھی اسلئے یہ انتظام کیا گیا کہ ہر سال
اسکے ۲ جزو ۲۲×۲۹ تقطیع پر شائع ہوں لہذا چندہ
سالانہ مقرر کیا گیا ہے جبتک پورے جزو شائع ہوتے ہیں
پوری کتاب کی قیمت درجہ اول [illegible] درجہ دوم [illegible]

### رسالۂ وضو

جسنے دنیا کو منوا دیا کہ اسلام میں [illegible]
حق شیعہ ہیں جیسا وضو [illegible] اور [illegible]
مطابق کتاب و سنت ہو چالیس حدیثوں سے زیادہ
کتب معتبرۂ اہلسنت سے لکھی گئی ہیں کہ یہی وضو حضرت
رسول اللہ کا ہے جو شیعوں میں جاری ہے قیمت [illegible]

### مناظرۂ امجدیہ

حصۂ اول جسمیں قرآن و احادیث
رسول اللہ [illegible]
اقوال مالک و صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین [illegible]
اہلسنت بالخصوص معاویہ بن ابی سفیان [illegible]
[illegible] ہے [illegible]
کتاب کبھی نہیں لکھی گئی۔ قیمت صرف فی جلد [illegible]

سید ظہور حسین منیجر

الشمس

| نمبر ۲ | مقاصد و قواعد پرچہ ہذا | جلد ۶ |
|---|---|---|

(۱) کتب علم کلام مذہب شیعہ جو چھاپے ہو رہے ہیں انکا مفصل جواب خصوصاً ان اخبار کا جواب جنہوں نے محض شیعوں کی مخالفت میں شائع ہوا ہے اور چاہتا ہے کہ عوام الناس کو مغالطہ دینے کے لئے کتاب مستطاب استقصا پر حملہ کرے جو محال ہے

(۲) بعد ازاں انکے ان مختصر رسائل کا بھی جواب جو الشمس کیطرف سے بغرض تشیع مذہب حقہ شیعہ شائع ہوئے خصوصاً آیات بینات - ہلیاۃ الرحیہ منہاج السنہ ابن تیمیہ در زبان عربی -

(۳) حجم اس رسالہ کا کم از کم ۳۲ صفحہ ہوگا - مگر قوم کی توجہ سے عنقریب بڑھا دیا جائیگا -

(۴) دو خریدار دینے پر صرف الشمس اور دو خریدار دینے پر الشمس دونوں مفت بطور کمیشن ملینگے -

(۵) قیمت اسکی سالانہ مع محصول ڈاک ۶

(۶) مراسلات میں نمبر چٹھی لکھنا ضرور ہے ورنہ تعمیل محال

(۷) سابق مقام چھوڑتے وقت فوراً دفتر کو مطلع کرنا ہوگا ورنہ عدم وصولی پرچہ کی شکایت معاف -

(۸) درصورت عدم وصول پرچہ تاریخ اشاعت سے ایک ہفتہ کے بعد کارڈ آنا چاہیے

(۹) جملہ خط و کتابت اڈیٹر کے نام ہونا چاہئیں -

نوٹ (۱) [illegible] علم کلام میں [illegible] یا علمای متقدمین [illegible] [illegible] الشمس [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# الشمس

| جلد ۶ | بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۲۹ ہجری | نمبر ۲ |
| --- | --- | --- |

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

(جواب سلام واجب ہے)

(۱) الحمد للہ کہ آج نمبر ۲ حاضر ہے جس سے ایک وعدہ تو وفا ہوا کہ اب ہر نمبر علیحدہ شایع ہوگا۔

(۲) نمبر ۳ بھی ہفتہ عشرہ مین حاضر ہوگا مگر اوسکا ویلو ہونا ضروری ہے تاکہ خریداری کا فیصلہ ہو جاے

(۳) اگر بفور وصول نمبر ہذا چندہ سالانہ بابت ۲۹ء بذریعہ منی آڈر عنایت ہو تو نہایت انسب ہے اور اگر کسی کو عذر یا انکار ہو تو بذریعہ کارڈ مطلع فرمائین کہ ویلو کی زحمت اور خسارہ سے نجات ملے جس سے اور بھی دفتر تباہ ہوتا ہے۔

(۴) بدنظمی دفتر کا حال پہلے نمبر مین لکھ چکے ہین کہ بوجہ طاعون و ہیضہ جو چار ماہ تک خیمہ زن رہا دفتر کا کوئی انتظام نہ درست ہو سکا۔

سابق منشی بارہ یوم کی رخصت پر ۱۲ ربیع الثانی کو تشریف لیگئے نہ کوئی خط لکھا نہ کچھ حال معلوم ہوا مجبور ہو کر خود پٹنہ گیا اور ایک منشی لایا جو دو ہفتہ بھی نہ رہے اور نہایت بے دردی سے چلے گئے جس سے یہ ۴۸ صفحہ کا رسالہ تین کاتبون سے لکھوا کر شایع کر رہا ہون لکھنؤ کے پریس مین بھی رخصت ہوئے ایک دوسرا پریسمین جونپور سے بلوایا جس سے اصلاح نمبر ۳ اور الشمس نمبر ۲ شایع ہو سکا۔

غرض یہ پریشانیان تھین جنسے کوئی کام اپنے وقت پر نہو سکا لیکن فضل خدا سے امید ہے کہ اب جلد کامیابی ہو

(۵) اس نمبر مین تقدیس القرآن کا مضمون زیادہ اور رد السارق کا مضمون کم اسوجہ سے رکھا گیا کہ مخالفین ہمیشہ شماتت کرتے ہین آریہ کا جواب نہین ہو سکتا۔ خود ہمارے برادران ایمانی غل مچا رہے ہین لہذا یہ نمونہ پیشکش ہے جس سے معلوم ہوگا کہ حق ہمیشہ باطل پر غالب ہے اگرچہ باطل کیسا ہی نعرہ ار

کیون نہو۔

(۲) اب ہم آپکو ایک منشوری خط کیطرف متوجہ کرتے ہین جو حسب ذیل ہے۔ دام مجدکم۔ سلام علیکم
اس سے پہلے خطوط نمبری ۸۶ و نمبر ۹۰ علی الترتیب مورخہ ۱۰ و ۲۲ مارچ ۱۹۱۲ء بخدمت مولوی علی حیدر
صاحب سلمہ دربارہ بے ترتیبی مضامین رسالہ اصلاح بھیجے تھے۔ جواب خموشی مین ملا۔ یہی خیال
اسکی نسبت بھی ہے کہ غالباً جواب نملے گا۔ الا یہ بدون رہا نہین جاتا ذرا توجہ فرمائے اور سن ۱۲۹۶ و ۱۲۹۷
الشمس ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ جلد پنجم ۱۳۲۸ھ کا صفحہ ملاحظہ فرمائے آپنے مشتہر کیا تھا کہ اب تین رسالے شروع
ہوتے ہین نمبر صفحات بھی علحدہ علحدہ ہونگے حصہ اول صدالشارق حصہ دوم کشف الظلمات عن
الآیات البینات حصہ سوم رد الملاحدہ۔ چنانچہ الشمس نمبر ۹ تک یہی سلسلہ وار ترتیب رہی۔ نمبر
۱۱۔۱۲ مین صرف حصہ اول کو ختم کرکے فراغت پائی۔ شکر

اب نمبر ۱ جلد ۶ بابت محرم ۱۳۲۹ھ۔ ۳۱ ماہ بعد تشریف لائے۔ حصہ دوم کشف الظلمات و حصہ سوم
رد الملاحدہ دولو نذار دیا ایک جدید مضمون تقدیس القرآن شروع کیا گیا ہے حصہ مصرعہ
صد رنگا کی خورد۔ پیرو مرشد یہ بات کیا ہے کسی اقرار اور اعلان پر آپ قائم بھی رہتے ہین یا نہین
وعدہ کچھ اشاعت کچھ۔ ایک مضمون کو ادھورا بیچ مل چھوڑ کر دوسرا شروع کر دینا کسقدر حسن ترتیب
اور معاہدہ کے خلاف ہے اور خریداروں کے دلکو کتنا پژمردہ کرنیوالا ہے۔ رسالہ اصلاح ایسے ہی
چند مضمون زخمی ہین اور پڑے سسک رہے ہین نہ اونکا مرہم پٹی۔ گویا اونکا وجود ہی نہین تھا۔
الشمس کی اشاعت کی تو یہ نوبت ہے کہ تیسرے چوتھے مہینے وہ طلوع فرماتے ہین ساتھ ہی آپکی معذرت اور
اقرار بھی ہمراہ لاتے ہین جواب دفع الوقتی سے زیادہ اوسکی کچھ وقعت نہین رہی جو مشکلات اتفاقی
وقت سے آپکو پیش آتی ہین اونکی معذرت قبول کرنیکے بعد بھی آپکا توقف اور سلسلہ مضامین کی
بے ترتیبی۔ خاموش نہین رہنے دیتی مہربانی کرکے اپنے اقرار کا ایفا فرمائے اور سلسلہ مضامین کو قائم رکھنے
مداخل نہین ہونا چاہیے اگر الشمس بھی یونہی کسوف مین رہا تو اندھیر ہے۔ والسلام سید امجد علی کربلائی لکھنؤ

ہمارا جواب تو یہ ہے کہ تعمیل حکم کو حاضر ہین۔ کیونکہ تجربہ بھی شاہد ہے جو چیز متروک ہوئی وہ متروک ہوئی۔
نہج البلاغہ کا ترجمہ اصلاح جلد ۵ کے ساتھ شروع ہوا اگر چھوٹا تو آج ہی چھوٹا کل بھی چھوٹتا۔
تنقید بخاری حصہ ثالثہ کا سلسلہ اصلاح نمبر ۶ جلد ۱۲ سے متروک ہوا تو آج بھی متروک ہے لہذا خوف ہے کہ کشف الظلمات
ورد الملاحدہ کا سلسلہ بھی اگر چھوٹتا تو چھٹ گیا۔

# تقدیس القرآن

اڈیٹر صاحب مسلمان نے تنقیح قایم کرنے مین بھی غلطی کی جسکی وجہ وہی حدیث، الا یتجاوز حناجرہم ہے کیونکہ تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ فرمایش غیر متعصب کی تھی جیساکہ مسافر کا دعوی ہے یا اون کفار کی جو شدید التعصب تھے نہ یہ کہ فصاحت و بلاغت کو تنقیح مین دخل ہو اس لئے ایڈیٹر صاحب مسلمان نے اتنی آیتین لکھدین حالانکہ صرف وہی آیہ اپنے اثبات دعوی اور رد مخالف کے لئے کافی تھا اور یہ معجزات قرآن سے ہے کہ اوسکا ہر جملہ بجائے خود دلیل واضح ہے نہ یہ کہ وہ محتاج ہو کسی دوسری آیہ کا کیونکہ خدا یہ بھی جانتا تھا کہ قرآن کے ساتھ کیا سلوک ہونیوالا ہے۔

ایڈیٹر صاحب نے جو یہ الزام دیا ہے "کہ آج وہی فرقہ جو توحید توحید پکارتا ہو اور اس توحید کے جوش مین وید جیسے کتاب دیوتا اور عناصر پرست سی توحید نکالنے کا متمنی بلکہ مدعی ہے وہی قرآن کی توحید کے مقابل عرب کے مشرکون کا ہم آہنگ ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے اور قرآن مین تبدیلی کا خواہشمند ہے"

اس اعتبار سے تو ضرور غلط ہے کہ ایڈیٹر مسافر کی عبارت سے یہ الزام نہین نکل سکتا۔ رہا یہ امر کہ وہ موحد ہین یا نہین بحث جداگانہ ہے یہان تو صرف اسیقدر فہمایش کافی تھی کہ یہ آیت خود بتا رہی ہے فرمایش تبدیل و ترمیم کفار کی تھی نہ اون لوگون کی جو غیر متعصب تھے جیساکہ مسافر کا دعوی ہے تو اونکی یہ فرمایش کہ دوسرا قرآن لاؤ یا بدل دو بجائے خود اسکی کافی شہادت ہے کہ وہ کسی وجہ سے اسکو ناقص نہین جانتے تھے بلکہ خلاف مقصود سمجھتے تھے۔ جب ہی تو بدلنے کی خواہش کی ورنہ اگر وہ ناقص سمجھتے تو اوسی نقصان کو بیان کرتے کہ فلان بیان غلط ہے یا خلاف فصاحت ہے جس کا جواب قرآن دیتا۔

یہ تحریر ہماری صرف اس غرض سے ہے کہ آریون کا جواب معقول ہو مہذب پیرایہ مین دیا جائے وسخت کلامی اور درشت گوئی سے اگر خدا نے اون کو سمجھ کا مادہ دیا ہی

تو وہ سمجھ جاینگے ورنہ کم سے کم اون مسلمانون کو تو فایدہ ہوگا جو ان تحریرونسے متاذی ہورہے ہین۔

بہرحال اس بحث مین تنقیح طلب یہی ہے کہ ایڈیٹر صاحب مسافر اس سے اپنا یہ دعوی ثابت کرین "عرب کے نکمی (بے تعصب) عالمون کو سنایا گیا، جو غیر ممکن ہے اس طریقہ سے آپ سمجہ رکہئی کہ کوئی آریہ اب قلم نہ اوٹہایگا کیونکہ آخر سمجہدار ہین پہر کیونکر ممکن ہے کہ وہ الفاظ قال الذین لایرجون لقاءنا پر غور کرکے کبہی یہ دعوی کرسکین "شروع دن ہی سے نکمی عربی دان قرآن کے نقایص کو محسوس کررہے ہین" کیونکہ فقرہ لایرجون لقاءنا نے سب راہین بند کردی ہین اور بتادیا ہے کہ اسکی خواہش کرنے والے وہ کفار تہے جن کے دل مین ذرہ برابر بہی قیامت کا یقین کیا گمان و وہم بہی نہ تہا کیونکہ لایرجون کے معنی امید کرتے خود ایڈیٹر صاحب نے بہی لکہا ہو تو ناامیدی تو صرف محالات سے ہو نہ ممکنات سے۔ پہر جو کفار ایسے سخت دل تہے اونکو غیر متعصب کون کہہ سکتا ہے۔

ہان یہ نکتہ بہی خیال کرنے کے قابل ہو کہ خدا نے قال الذین کفروا نہین فرمایا ہے جس سے تخصیص کافرون کی ہوجاتی بلکہ قال الذین لایرجون لقاءنا فرمایا جس مین ہر وہ شخص داخل ہے جو اس امیدواری سے خالی ہو خواہ وہ ظاہری کافر ہو یا باطنی اسیوجہ سے باطنی کفار نے وقت غلبہ اوس کے احکام کو حتی الامکان بدل دیا۔

تو اب بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ یہ تبدیلی کی خواہش محض از راہ مخالفت تہی نہ اس لحاظ سے کہ معاذ اللہ کہ قرآن مین کوی نقص تہا

اگر اون کو اس آیہ کے سوا کسی دوسرے آیہ سے استدلال کرنا تہا تو اس آیہ کو پیش کرتے جو خداوند عالم سورہ نحل مین فرماتا ہے واذا بدلنا آیۃ مکان آیۃ واللہ اعلم بما ینزل قالوا انما انت مفتر بل اکثرہم لایعلمون قل نزلہ روح القدس من ربک بالحق لیثبت الذین آمنوا وہدی وبشری للمسلمین کہ جب ہم کسی نشان کو بدلتے ہین خدا ہی جانتا ہے اوسکو جو نازل کرتا ہے تو کہتے ہین تو تو مفتری ہے بلکہ اکثر اونکے

نہین جانتے کہ نازل کیا ہے اسکو روح القدس نے حق تاکہ ثابت رکھے ایمان والون کو اور ہدایت اور بشری ہے مسلمانون کے لئے۔

تو بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ اس خواہش تبدیل سے جہان یہ غرض تھی کہ اسلامی احکام بدلجاوین کفر کا رواج ہو وہان یہ بھی چاہتے تھے کہ اس تبدیلی کے ذریعہ سے حضرتکو معاذ اللہ مفتری بناوین تو پھر ایسے اشخاص کو کون کہہ سکتا ہے کہ یہ لوگ " شروع دن ہی سے برعکس عربی دان قران کے نقائص کو محسوس کر رہے ہین" کیونکہ اسکے لئے ضرورت ہی تعصب سے پاک ہونیکی ورنہ دشمن کی آنکھ مین تو ہنر بھی عیب معلوم ہوتا ہے۔

**قول مسافر۔** گھر کا بھیدی:۔ لیکن ہم اسی پر بس نہین کرتے بلکہ اس کے ساتھ ہی قران کے سب سے پہلے کاتب کا بیان بھی قلم بند کئے دیتے ہین کہ ناظرین کو کسی قسم کا شبہہ نہ رہے یہ تو زمانہ جانتا ہے اور مسلمان اوسے فخریہ بیان کرتے ہین کہ حضرت محمد پورے امی یعنی ان پڑھ تھے اور تحقیقات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت اگر کچھ تھوڑا بہت پڑھے لکھے بھی تھے تو ایک بہت ہی کم لیاقت شخص تھے اور آپ مین اتنی استطاعت نہ تھی کہ جو آیات جبرئیل بناکر آپ کو پڑھاجاتا تھا اونہین خود قلمبند کر سکتے پس مجبوراً آپ نے اس مطلب کے لئے چالیس محررین یعنی کاتب رکھے ہوے تھے اور جو آیات جبرئیل آپکو پڑھا جاتا تھا آپ موقع پاکر اپنے کاتبون سے اوسے قلمبند کروالیا کرتے تھے پس اس صورت مین آپ کے سب سے پہلے اور سب سے بڑے کاتب کا بیان نہایت ہی صحیح اور معتبر ہونا چاہئے کیونکہ وہ گھر کا بھیدی تھا اس کا قرآن کی تصنیف کے متعلق یہ بیان ہے۔ حق پسند بغور سنین۔

عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح العامری وھو اول من کتب لہ من قریش بمکۃ ثم ارتد وصار یقول اکتب امر محمد حیث ارید کان یملی علی عزیز حکیم فاقول او علیم حکیم فیقول نعم کل صواب و فی کل لفظ کان یقول اکتب کذا واقول لی اکتب کذا فیقول اکتب کیف شئت دیسرۃ حلبیہ ترجمہ عبد اللہ بن سعد بن

ابی سرح عامری پہلا قریشی ہے جس نے کتابت کی حضرت کے پاس مکہ مین پھر منکر ہوا
اون سے اور کہتا تھا کہ ہم جدہر چاہین محمد کو پھیرتے تھے وہ ہم سے عزیز حکیم لکھاتے تھے
او علیم حکیم لکھتے تھے اور حضرت کہتے جاتے تھے کہ ہر طرح درست ہی اور ہر لفظ پر کہتے
تھے کہ لکھ ایسا مین کہتا تھا کہ لکھون ویسا پھر کہدیتے تھے کہ لکھ جیسا تیرے دل مین
آوے۔ آمید ہو کہ اب اس گھر کے بہیدی کا دلچسپ زبردست بیان سنکر دنیا پر محمدی
الہامی قرآن کی حقیقت کہل جائیگی اور ہر یکش عالم سمجھ جائینگے کہ اس صورت مین قرآن
کو کس درجہ کی کتابونکی شمار کرنا چاہئے" ایضاً صفحہ ۸۔

مسلمان۔ اس بیان مین بھی مرتد نے یا تو خود دہوکہ کھایا ہے یا حسب معمول اپنے
ناظرین کو دہوکہ دیا ہے۔

پہلی غلط بیانی تو اسکی یہ ہے کہ حضور پرنور فداہ امی و ابی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محررین
کی تعداد چالیس بتلائی ہے حالانکہ کتب تاریخ مین حضرت کے جملہ محررین کی تعداد نام بنام
بتای ہے دیکھئے مین اس جگہ ایک مستند کتاب سے نقل کرتا ہون۔

زاد المعاد۔ جسکا مصنف مورخ اور محدث دونون رتبے رکھتا ہی یعنی حافظ ابن قیم
نے آنحضرت سے کاتبون کے شمار مین خاص ایک فصل لکھی ہے۔ جو یہ ہے

فصل فی کتابہ یعنی یہ فصل ان حضرت کے محررین کے بیان مین ہے۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان
علی۔ زبیر۔ عامر بن فہیرہ۔ عمرو بن العاص۔ ابی بن کعب۔ عبداللہ بن الارقم۔ ثابت ابن
قیس۔ حنظلہ بن الربیع۔ مغیرہ بن شعبہ۔ عبداللہ بن رواحہ۔ خالد بن الولید۔ خالد بن سعید
معاویہ ابن ابی سفیان۔ زید بن ثابت (زاد المعاد مصری جلد اول صفحہ ۳۰)

سماجیو! بتلاؤ۔ سترہ کو چالیس لکھنا بھی کوئی سود کی شرح ہے! شیم! شرم! اشیم!!
گو چالیس کا عدد بھی ہمارے کسی دعوے کے خلاف نہین چالیس چھوڑ پچاس کاتب
ہون مگر ہمین تو مہاشہ مرتد کی دروغگوئی اور کذب بیانی کا اظہار کرنا مقصود ہے۔

تقدیس جواب آریہ کو یہ ہے کہ اگر مخالف کا کوئی بیان مخالف کسی عدالت مین مقبول
ہوسکتا ہے تو بیشک اس بیان سے آپ کسی طرح استفادہ کرسکتے ہین کیونکہ یہ تو آپ کو

معلوم ہے کہ وہ مرتد ہوچکا تھا پھر مرتد کا کوی بیان مخالف کس عقل سے معقول ہوسکتا ہے۔

اور بالفرض اگر مانا بھی جاے تو اوس سے فایدہ ہی کیا ہوسکتا ہے کیونکہ بیان تو اسیقدر ہی کہ حضرت کچھہ لکھواتے تھے یہ کچھہ لکھتا تھا۔ اس سے قران پر کیا الزام آیا یا رسول اللہ پر کیا الزام آیا۔ کیونکہ یہ تو اسکی جعلسازی ہے اگر گورنمنٹ انگریزی ہوتی تو تعزیرات ہند کا دفعہ چلتا وہان صرف یہ کیا گیا کہ مرتد کا خطاب دیکر نکال دیا گیا یا خود بھاگ گیا۔ اور حکم قتل جاری ہوا

نہین معلوم اس نامہ نگار نے اس واقعہ سے قران کی عظمت وجلالت پر کیا اثر ڈالا کیونکہ اس سے ثابت ہوا تو عبداللہ بن ابی سرح کی جعلسازی جسمین نہ کوی عذر ہے نہ انکار مگر قرآن پر تو اسکا کوی اثر نہین پڑا۔

کیا کسی گورنمنٹ کا محرر یا سررشتہ دار کوی جعلی خط لکھے یا سررشتہ مین جعل بنالے تو اوس سے گورنمنٹ پر الزام ہوسکتا ہے حاشا وکلا ہرگز نہین۔ پھر اسکی جعلسازی سے شئے پر یا رسول پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔

ہان اہل سنت عموماً اور اہلحدیث کوی جواب نہین دے سکتے۔ کیونکہ اس روایت کا یہ بیان کہ حضرت فرماتے تھے جس طرح چاہو لکھو ایسا ہی کہ تمامی روایات اہل سنت اسکے موافق ہی کہ قرآن سات حرفون پر نازل ہوا جسکی کوی تاویل نہین کرسکتے اور یہ ایسا اصول ہے کہ چالیس تاویلین کیگئی مگر آج تک کوی ... نہ بنا سکے ملاحظہ ہو الشمس جلد ۵ صفحہ

بخلاف شیعہ جو سرے سے اسکی منکر ہین اور ہونکی روایات مصرح ہین کہ قرآن ایک ہے ایک خدا کی طرف سے نازل ہوا۔ ملاحظہ ہو الشمس نمبر ۹ جلد صفحہ ۲۵

تو آریہ کا یہ اعتراض وداب اس گہر کے بہیدی کا دلچسپ زبردست بیان سنکر دنیا بھر محمدی الہامی قرآن کی حقیقت کہل جایگی اور ہر کس علما سمجھ جاینگے کہ اس صورت مین قرآن کو کس درجہ کی کتابون مین شمار کرنا چاہیئے۔

اس اصول پر جواب اعتراض ہو یا کیونکہ یہ تو بدیہی بات ہے کہ معمولی تحریر کا لکھنے والا بھی جب کوی تحریر لکھتا ہے تو الفاظ خاص استعمال کرتا ہے اگر ایک لفظ کے بدلے دوسرا لفظ

رکھا جاوے تو آسمان و زمین کا فرق ہو جاتا ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ رسول اللہ اسکی
اجازت دین کہ اکتب کیف شئت کہ جس طرح چاہو لکھو حالانکہ قران اس آیہ مین ہدایت
کرتا ہے کہ قل مایکون لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی ان اتبع مایوحی الی کہ ہم اپنی خواہش نفس
سے نہین بدل سکتے ہم تو وحی کا صرف اتباع کرتے ہین جس سے خود حضرت کو اسکا اختیار
نہین کہ بدل دین تو کب ممکن تھا کہ آپ ایک کافر کو اجازت دیتے کہ جس طرح چاہو بدلکر
الفاظ لکھے کیونکہ اس صورت مین نہ صرف یہی آیہ غلط ہوتا ہے بلکہ وہ کل آیات جسمین
تحدی کی گئی ہے کہ ایک سورہ بھی بنالو غلط ہوتے ہین کیونکہ جب وہ شخص جو محض
معمولی شخص تھا اسپر قادر تھا کہ الفاظ قرآن کو بدلدیتا تو جو لوگ فصحاے عرب سے تھے
وہ کیون نہ اسپر قادر ہوتے کہ کوئی سورہ مثل اسکے بنالاتے۔

یہی وجہ ہے کہ مسلمان نے اصل اعتراض کا مطلق جواب ہی نہین دیا اور جو جواب
دیا تو ایسا جسکو اعتراض سے لگاؤ ہی نہین کیونکہ پہلا جواب یا اعتراض اوسکا یہ ہے
"پہلی غلط بیانی تو اسکی یہ ہے کہ حضور پر نور فداہ امی و ابی کے محررین کی تعداد چالیس
بتائی ہے۔"

بتائیے اس سے وہ اعتراض کیونکر دفع ہوا جس مین بیان کیا گیا ہے کہ وہ جو
چاہتا وہ لکھدیتا اور حضرت فرماتے اکتب کیف شئت جو چاہو لکھو۔

مسلمان کو اس جواب پر ایسا ناز ہے کہ کاتبون کی ۱۷ اعداد کہکر پوچھتے ہین "تمہاری
تبلاؤ ۱۷ کو ۴۰ لکھنا بھی کوئی سود کی شرح ہے۔"

دیکھئے کیا تہذیب ہے اور کیا متانت کیون صاحب سود ہندوون کے یہان جائز
ہے آپ کے یہان نہین ذرہ تہذیب الاخلاق نمبر ۳ ملاحظہ ہو

افسوس صد افسوس اڈیٹر صاحب لکھتے ہین "گو چالیس کا عدد بھی ہمارے دعوی
کے خلاف نہین چالیس چھوڑ پچاس کاتب ہون مگر ہمین تو مہاشہ مرتد کی دروغگوئی اور
کذب بیانی کا اظہار کرنا مقصود ہے"

جس سے معلوم ہوا کہ آپ کو اپنے اس دعوے پر ایسا یقین ہے کہ محض اظہار دروغگوئی

لکھتے ہیں لکھا ورنہ اس سے آپکو کوئی نقصان نہیں پہنچا لہذا ہمارہ مہربانی تاریخ خمیس جلد ۲ صفحہ ۲۰۴ مطبوعہ مصر ملاحظہ ہو۔

قیل کان کتابہ نیفا واربعین کہا گیا ہے کہ حضرت کے کاتبون کی تعداد کچھ اوپر چالیس تھی اب مسلمان کا ایڈیٹر ایمان سے کہے کہ وہ دروغ گو اور کذاب ہوا یا آریہ۔

ہان اگر مولوی ثناء اللہ صاحب یہ جواب دین تو ہو سکتا ہے کہ تاریخ خمیس مین نیفا واربعین کچھ اوپر چالیس لکھا ہے اور آریہ نے صرف وہ چالیس لکھا ہے مگر ہم خوب جانتے ہین کہ اس بیچارہ کی علمیت صرف زاد المعاد ابن القیم تک محدود ہے اور کتابین غریب کو نہین ملین تھے کہ ابھی تک ازالۃ الخفا کی زیارت سے محروم ہین جسکی نسبت چند مرتبہ اشتہار دے چکے ہین لہذا انکار کرتے تو کیا کرتے۔ والتالی هذا ما یعلمون

مگر حیرت اسپر ہے کہ ایک آریہ جو نہ عربی جانے نہ فارسی۔ یا انگریزی پڑھی ہو یا اردو اسکو تو اپنے مخالف کی کتابون پر اس قدر عبور ہو اور مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل ہو کر نہ جانین کہ خود انہین کے علمانے کاتبون کی تعداد چالیس سے زیادہ بیان کی ہے۔ تو اب بتائے چالیس بیتالیس کو گھٹا کر سترہ کرنا نتیجہ بوال نہین تو کیا ہے۔

ایڈیٹر مسلمان کو نہایت شرم کرنا چاہئے کہ وہ علماے اسلام کے اقوال سے اسقدر بیخبر ہے کہ نہین جانتا وہ کیا لکھ گئے ہین حشرہ حلبیہ صفحہ ۳۵۲ مطبوعہ مصر مین ہے وقد ذکر بعضهم ان کتابه کانوا ستة وعشرین کاتبا علی ما ثبت من جماعة من ثقات العلماء وفی السیرة العراقی انهم کانوا اثنین واربعین منهم عبد الله بن سعد بن ابی سرح یعنی بعض علمانے تعداد کاتبون کی ۲۶ لکھی ہے اور بعض نے ۴۲ جس مین عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کو بھی لکھا ہے۔

اب ایڈیٹر صاحب فرما ئین آریہ سچا نکلا یا آپ کہ خود آپ ہی کے دو گواہ آپکی تکذیب کرنیوالے ہین آئے تیسرا گواہ محقق دہلوی شیخ عبد الحق ہین۔ مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۷۱۲ مطبوعہ۔ وحضرة الاصحاب جمیل تن ذکر کردہ۔

ایڈیٹر صاحب غالبا ان عینون ذیلدون کی نسبت بھی فرمائینگے کہ یہ سب جاہل ان

آریہ ہیں جو تصدیق آریہ اور تکذیب وہابی مین سرگرم ہین ۔

ہم انہین مصالح سے ساکت تھے کہ آریون کے جواب مین مدعیان اسلام سچ جوش ہو جاتے ہین لکھ تو رہے ہین جس سے فی الجملہ مسلمانون کی تسکین تو ہو جاتی ہے۔ مگر ایڈیٹر صاحب کے اصرار بیجا نے مجبور کیا کہ ہم ذوالفقار حیدر کرار کو علم کرین جو معنی جاہد الکفار والمنافقین کو ہویدا او آشکار کرے کہ حق کے مقابلہ مین کفار و منافقین دونون برابر ہین بلکہ ضرر منافقین اشد ہے جن کے شان مین خداوند عالم فرماتا ہے یخادعون اللہ ورسولہ والذین امنوا وما یخدعون الا انفسہم وما یشعرون یعنی یہ منافقین تو خدا اور رسول و مومنین کو دہوکہا دیتے ہین حالانکہ یہ صرف اپنی نفس کو دہوکہا دیتے ہین اور نہین جانتے ۔

اخبار اہل حدیث مین لکھتے ہین "آریون کے میدان مناظرہ مین آکے لیکن کیا شیعہ اس میدان مین آئین گے" پہر لکھتے ہین "ہم ابھی سے وجدانی پیشنگوی کئے دیتے ہین کہ شیعہ اگر مخالفین خصوصاً آریون کے مقابلہ مین لئے تو دو حال سے خالی نہین (۱) یا تو شیعی مذہب کو شکست فاش ہوگی (۲) یا بطور تقیہ علماء شیعہ اپنے خیالات ہی نہ ظاہر کرینگے بلکہ علماء اہل سنت کی تحقیقات کی آڑ لین گے"

اس قسم کے ہزارون کلمات ہین جو ہمکو مجبور کرتے ہین کہ اس میدان مین آئین اور حق و باطل کا فیصلہ کرین کیونکہ اڈیٹر صاحب نے اپنی اوہی کمزوری تو تو کہا دی مذہب شیعی کو شکست فاش ہوگی کیونکہ شیعون کو وہ یقیناً مسلمان جانتے ہین پس جب اسلام کا ایک فرقہ آریہ کے مقابلہ مین مغلوب ہوا تو دوسرا فرقہ کیا امید کر سکتا ہے اگر اسکی عوض مین اڈیٹر صاحب یہ کہتے کہ شیعہ تو مدعی اسلام صادق ہین خدا اونہین کو فتح دے تو آپکا کیا بگڑتا ۔

ایڈیٹر صاحب ابھی تو آپ نے دیکھ لیا کہ آریہ کے مقابلہ مین آپکو شکست فاش ہوی کہ آپ آریہ کے دعوی بیجا قیاس کو غلط بتاتے تھے حالانکہ وہی سچ نکلا آگے جو نتیجہ ہوگا دیکھیگا ۔ ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا ۔

اڈیٹر صاحب نے صرف یہی نہین کیا کہ اپنی دروغ گوئی کو بمقابلہ آریہ ثابت کیا
بلکہ دوسرا ظلم یہ کیا کہ کل کاتبون کو ایک درجہ مین لکھدیا کہ جس درجہ کے کاتب ابوبکر
عمر عثمان۔ علی تھے اوسی درجہ کے کاتب معویہ بن ابی سفیان۔ زید بن ثابت
تھے حالانکہ یہ فرق مراتب نہ کرنی زندیقی کا مضمون ہے کیونکہ اگر یہ سب کاتبان
وحی ہون تو پہر وحی کی قدر و منزلت ہی کوئی نہین رہتی کہ ہر بدمعاش فاسق فاجر
اوسکا کاتب ہوجائے۔ مدارج النبوۃ مین ہے صفحہ ۶۱۰ جلد ۲۔
بدانکہ آن حضرت را کاتبان بودند بعض کاتبان وحی بودند و بعض نامہای
بملوک و امراء می نوشتند و بعض اموال صدقات و بعض مداینات و معاملات شروط
و معاملات و جز آن۔ چون آن حضرت از خط و کتابت منزہ و مبرا بودہ اکثر صحابہ
نیز بر عادت عرب ازین ہنر عاری بودند لاجرم انہا کہ از میان ایشان بہ
خط و کتابت موصوف و موسوم بودند این خدمت منفرد بود در روضۃ الاحباب می
آورد کہ مقرر چنین بود کہ عثمان بن عفان و علی ابن ابیطالب وحی می نوشتند اگر
ایشان غایب میبودند ابی بن کعب و زید بن ثابت می نوشتند و اگر ازین
چہار و پنج کس حاضر نبودے ہر کہ حاضر بودے از کاتبان او مینوشتی انتہی۔
پس یہ کیسی ناانصافی ہے کہ آپ نے جناب امیرؑ اور عثمان اور ابی بن
بن کعب و زید بن ثابت اور معویہ کو ایک درجہ کا کاتب لکھدیا حالانکہ معاویہ حضرت
کی رحلت کے قبل دو سال ظاہری اسلام لایا اور ہمیشہ مولفۃ القلوب منافقون
مین شمار ہوتا رہا مدارج النبوۃ مین ہے روایت است کہ وی می گفت اسلام
آوردم یوم القضیہ یعنی عمرۃ القضا ملاقات کردم در آنروز آن حضرت را مسلمان
و وے یکے از انجملہ است کہ مینوشت برائے آن حضرت و بعض گویند مینوشت وحی
و صاحب جامع الاصول گوید کتابت ثابت نشدہ است و در مواہب لدنیہ میگوید
و نیز مینوشت کتابت وحی و بعض گفتہ اند کہ وی مینوشت وحی را بلکہ می
نوشت کتب و مناشیر را آگے پھر لکھتے ہین و گفتہ اند محدثان کہ ثابت نشدہ است

در تفضیل معٰویہ ہیچ حدیثے صفحہ ۲۲۹

تو اب یہ کیسی ناانصافی ہے کہ معٰویہ بھی اوسی درجہ کا کاتب قرار دیا جائے جس درجہ کے کاتب جناب امیر تھے یا بقول اہل سنت عثمان۔ جو باتفاق اہل سنت فتح مکہ کے بعد اسلام لایا۔ مگر اوسنے کہدیا کہ ہم عمرۃ القضیہ مین ایکسال قبل اسلام لائے تھے اہل سنت کو قبول ہو گیا۔

حالانکہ صاحب جامع الاصول نے بتصریح تمام لکھدیا ہے کہ معٰویہ کاتب وحی نہین تھا۔ علامہ ابو بکر بن شہاب جو علمائے اہل سنت سے ہین نصائح کافیہ مین لکھتے ہین اما کتابۃ معٰویۃ للوحی والتنزیل فلم یصح ومن ادعی ذلک فلیثبت انہ آیۃ نزلت فکتبہا معٰویۃ اللہم الا ان یاتینا بالحدیث الموضوع انہ کتب آیۃ الکرسی بقلم من ذہب جاء بہ جبریل ہدیۃ لمعاویۃ من فوق العرش نعوذ باللہ من الفریۃ علی اللہ و رسولہ وعلی رسولہ فلک الحمد اللہم یا رب العالمین والشکر قل انما انا بشر مثلکم ثم ان معٰویۃ بعد ان کتب للنبی رجع ناکصا علی عقبیہ فکتب بیدہ المظالم والاوامر القاضیۃ بالسب والبغی والجرائم المحیطۃ للاعمال وقد کتب قبلہ للنبی عبد اللہ بن خطل وقد کان یقول ان کان محمد نبیا فانی لا اکتب لہ الا ما ارید ثم ارتد ولحق بمکۃ مشرکا فقتل لما کان یوم الفتح ضرب عنقہ ولم ینفعہ الکتابۃ عما اراد اللہ لہ من سوء الخاتمۃ وشقاوۃ العقبی فی الآخرۃ ذکرہ ابن عدی وکتب ایضا قبلہ عبد اللہ بن ابی سرح بمکۃ ثم ارتد وصار یقول کنت اصرف محمدا حیث ارید کان یملی علی عزیز حکیم فاقول او علیم فیقول نعم کل صواب ونزل فیہ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا واہدر النبی دمہ یوم الفتح صفحہ ۱۷۱ مطبوعہ بمبئی۔

یعنی معٰویہ کی کتابت وحی و تنزیل تو کسیطرح صحیح نہین جو مدعی ہو اوسکو چاہیئے ثابت کرے معٰویہ نے کونسی آیت لکھی تھی مگر یہ کہ یہ حدیث موضوع لائین کہ حضرت

جبرئیل ہونے کا علم ہو یہ لائے تھے عرش سے کہ معویہ اوس سے آیۃ الکرسی لکھے۔ خدا بتا
دے ایسے اخروٹ سے جس مین خدا اور رسول پر افترا کیا گیا اہل غیر مسلمان کو خوش ہونا
چاہیے کہ آپ بھی اوہین لوگون مین داخل ہو رہے ہین اپیر اگر معویہ نے رسول اللہ کے
لئے کچھ لکھا بھی تو اس سے کیا ہوا جب کہ وہ اس کے بعد مرتد ہو گیا اور ہزارہا قسم کی
مظالم اوس نے لکھے سب نہی۔ احکام ناجایز سے جو کہ اوس کے تمامی اعمال پر چھا گئے
حالانکہ قبل معویہ عبد اللہ بن خطل نے بھی کتابت کی تھی جو کہتا تھا کہ اگر محمد نبی ہین تو
کیا ہوا ہم تو وہی لکھتے ہین جو چاہتے ہین جو مرتد ہوا اور مشرکین قریش سے ملحق ہوا
اور بروز فتح مکہ حضرت کے حکم سے قتل کیا گیا تو کتابت نے اوس کے شقاوت اور
سوء خاتمہ کو کوئی نفع نہ دیا۔

اسیطرح معویہ کے پہلے عبد اللہ بن ابی سرح نے بھی کتابت کی اور مرتد ہوا جو
کہتا تھا کہ ہم جو چاہتے ہین لکھتے ہین۔ حضرت عزیز حکیم لکھواتے ہین اور ہم علیم لکھتے جس کو
حضرت فرماتے جسطرح چاہو لکھو۔ اسیکے بارے مین و من اظلم ممن افتری علی اللہ نازل
ہوا اور حضرت نے بروز فتح مکہ اس کا خون مباح کیا تھا۔

بہرحال اڈیٹر مسلمان کی دروغگوئی بمقابلہ آریہ بھی ثابت ہوئی کہ تعداد چالیس
سے انکار کیا تھا۔ حالانکہ علماء اہل سنت کے بیان سے چالیس سے زیادہ محرر
ثابت ہوئے۔

پھر بمقابلہ اہل حق بھی دروغگو ہوئے کیونکہ معویہ کو اوہنون نے کاتبان وحی
مین داخل کیا تھا حالانکہ معلوم ہوا محض غلط ہے وہ کاتبان وحی سے نہ تھا بلکہ
کبھی شاید حساب کتاب لکھدیا ہو۔

صاحب نضائح نے صرف دو کافرون کا نام کاتبون مین لکھا ہے ایک عبد اللہ بن
خطل دوسرا عبد اللہ بن ابی سرح جس کا حال آئندہ مذکور ہوگا۔ مگر ہم ایک تیسرے
کافر کا نام بھی لکھتے ہین جس کے کفر و نفاق مین کسی مسلمان کو عذر نہ ہوگا۔

تاریخ خمیس مین ہے صفحہ ۲۰۲ ملاحظہ ہو وفی سیرۃ مغلطائی عربی دیکھو و حسیب

بن نمیر و عبد اللہ بن ابی سرح و ابی سلمہ بن عبد الاسد و حاطب بن عمرو بن حنظلہ یہے سیرۃ مغلطائی مین کاتبان آنحضرت مین بزیادہ حصین بن نمیر۔ عبد اللہ بن ابی سرح۔ ابو سلمہ بن عبد الاسد۔ حاطب بن عمرو بن حنظلہ کا نام بھی لکھا ہے۔

حالانکہ حصین بن نمیر ملعون قاتلان امام حسین علیہ السلام سے ہے جسکے کفر مین کسیکو شبہ نہین ہو سکتا۔

پس اگر محض کتابت سے معویہ کوی نفع اوٹھا سکتا ہے تو حصین ابن نمیر زیادہ مستحق ہے اسلئے ابن حجر نے اس مین شک کیا ہے حالانکہ ابن عساکر نے اوسیکو کاتب بنایا ہے۔ ملاحظہ ہو اصابہ جلد ۶ صفحہ ۲۲۔

مطابق روایات شیعہ کاتبون کی تفصیل یہ ہے کان علی یکتب اکثر الوحی ویکتب ایضا غیرہ وکان ابی بن کعب و زید بن ثابت یکتبان الوحی وکان زید و عبد اللہ بن الارقم یکتبان الی الملوک و علا بن عقبۃ و عبد اللہ بن الارقم یکتبان القبالات والزبیر بن العوام وجہم بن الصلت یکتبان الصدقہ و حذیفہ یکتب صدقات التمر و قد کتب لہ عثمان و خالد و ابان ابنا سعید بن العاص و المغیرۃ بن شعبہ و الحصین بن نمیر و العلاء الحضرمی و شرحبیل بن حسنہ الطابخی و حنظلہ بن ربیع الاسدی و عبد اللہ بن ابی سرح وھو الخائن فی الکتابۃ فلعنہ رسول اللہ و قد ارتد و فی تاریخ البلاذری انہ انفذ النبی ص ابن عباس الی معویۃ لیکتب لہ فقال انہ یاکل ثم بعث الیہ ولم یفرغ من اکلہ فقال النبی ص لا اشبع اللہ بطنہ (مناقب شہر بن آشوب علیہ الرحمہ)

کہ جناب امیر ع زیادہ تر وحی لکھتے تھے اور غیر وحی بھی۔ ابی بن کعب زید بن ثابت وحی کی کتابت کرتے زید و عبد اللہ بن ارقم بادشاہون کے نام خطوط لکھتے۔ علا بن عقبہ۔ عبد اللہ بن ارقم قبالجات کے کاتب تھے۔ حذیفہ صدقات تمر کے۔ عثمان۔ خالد۔ ابان۔ فرزندان سعید ابن العاص۔ مغیرہ بن شعبہ حصین

بن یثربی علاء حضرمی - شرحبیل بن حسنہ یا جمحی - حنظلہ بن ربیع اسدی - عبداللہ بن
ابی سرح نے بھی لکھا ہے جس نے کتابت مین خیانت کی تو حضرت نے جس پر
لعنت کی اور وہ مرتد ہوا - تاریخ بلاذری مین ہے کہ حضرت نے معویہ کو بذریعہ
ابن عباس بلوا بھیجا کہ اگر کچھ لکھے تو کہا کہ کہا رہا ہے پھر بھیجا تو وہ اس وقت کھانا
سے فارغ نہین ہوا تھا - حضرت نے فرمایا خدا اوس کا پیٹ نہ بھرے -

ہم نے جو بیان تکذیب ایڈیٹر مسلمان مین کچھ تفصیل سے کام لیا تو صرف
اس غرض سے کہ انسان کو ہمیشہ چاہیے حق کا پابند رہے باطل کی کسی طرح
نہ ہو خصوصًا وہ شخص جو انجمن صادقین کا ممبر بلکہ بانی ہو کہ صرف کسی سے کرنام
لکھوائے اور وہ اسطرح جھوٹھ بولے حالانکہ اگر چالیس ہے جو حق سو بلکہ دو
سو کاتب بھی ہون اور ایک نہین ہزار جو اب بنانے اسلام یا بانی اسلام
پر کوی الزام نہین آسکتا بلکہ وہ خود خاین اور جعلساز قرار پاے گا -

دوسرا جواب یہ دیتے ہین مسلمان آئے اب ہم تمہاری پیشکردہ
گواہ کی شہادت کی پڑتال کرین - عبداللہ کی شہادت جانتے ہو کس
وقت کی ہے نہ سمجھے ہو تو ہمسے سنو یہ اوس وقت کی ہے جس وقت یہ تمہاری
طرح اسلام سے برگشتہ ہو کر تمہاری ہی طرح اناپ شناپ بک رہا تھا - کیا
تمہاری اس وقت کی شہادت اسلام کے برخلاف معتبر ہے کیا تم وہی نہ ہو
جو کہتے ہو - مین مارچ سنہ [illegible] مین ضلع حیدرآباد سندھ مین تھا اور مارچ سنہ [illegible]
مین آریہ بنا اس طرح سے ہر سال مین تمام اسلامی دنیا کی سیر کر کے دس سال
بغداد مین پروفیسر بھی رہا - کیا تم وہی نہ ہو جو قرآن مجید کی تنقید کرتے ہو جو
لکھتے ہو کہ قرآن مین قرآن کا نام ہی نہین - کیا تم وہی نہ ہو جس نے لکھا تھا کہ
کہ قران دراصل قرا اور ان سے مرکب ہے جس کے معنی ہین پڑھو اب یہ بتلاو
اس قسم کی شہادتین اسلام اور اہل اسلام کے حق مین معتبر ہونگی آج جو حال
تمہارے اس گروہ کا ہے کہ مرتد ہو کر جو جی چاہتا ہے کہے کون روک سکتا ہے - آج

ہم تم کو ایک اور طرح سے بھی اس شہادت کا بودہ پن سناویں۔
یعنی تمہارا گواہ آخرکار پھر مسلمان ہوا اور اوس نے اسلام میں وہ کارنمایاں کئے کہ بے ساختہ اوس کے حق میں کہنا پڑتا ہے رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

سنو! حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں اسی تمہارے گواہ عبد اللہ بن سعد کی بابت لکھتے ہیں۔

۲ اسلم عبد اللہ بن سعد ایام الفتح فحسن اسلامہ فلم یظہر منہ شئی ینکر علیہ ذلک ولاہ عثمان بعد ذلک مصر فی سنۃ خمس عشرین وفتح علی یدیہ افریقہ سنۃ سبع وعشرین الخ

یعنی عبد اللہ بن سعد فتح مکہ کے دنوں میں تائب ہو کر پھر مسلمان ہوا اور بہت اچھا مسلمان ہوا پھر اوس سے کوئی ناجایز کام ظہور پذیر نہ ہوا۔ حضرت عثمان خلیفہ ثالث نے اوس کو مصر کا حاکم مقرر کیا ۲۷ھ میں اوسی کے ہاتھ سے افریقہ فتح ہوا۔

بتلاؤ! اگر وہ اپنے بیان کو ذکر میں جو کہتا تہا حضور وہی لکہواتے تھے صحیح جانتا تو وہی مذہب میں پھر کیون آتا اور کیون اس قدر نمایاں خدمات انجام دیتا۔

اس سے ثابت ہوا کہ تمہارا گواہ خود اپنی شہادت کو عداوت اور بغض پر مبنی اور ناقابل قبول جانتا تھا اسی لئے ہم بھی اوسکی شہادت کو تمہارا زبانی کے ہم درنگ جانتے ہیں اور تمہارے حق میں بھی دعا کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن سعد کی طرح تمہارا بھی خاتمہ بالخیر ہو۔

سوال چہارم۔ بہوسکیا ہمارا حوصلہ گر پھر دیکھو او تمہارا بھی تمہارے حق میں وعا کرتے ہیں اور یہی سمجھتے ہیں کہ

بعثت نبوی سے پہلے [illegible] [illegible] [illegible] بغرض تجارت [illegible] کیا

نقص نہیں ۔ آریہ کا جواب تو ہم لکھ چکے ہین کہ اس روایت ہو کسیطرح بھی قرآن کا نقصان نہین کیونکہ قرآن اس کا مدعی ہے کہ ہم کو کوئی جلا نہین سکتا نہ اس کا مدعی ہے کہ کوئی جعل نہین کرسکتا نہ اس کا مدعی ہے کہ آتش و آب یا حضرت انسان کا ضرر ہم تک نہین پہونچ سکتا بلکہ وہ تو ھدی للمتقین ہے لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید اوس کی شان ہے ۔

پس اقراری مجرم کے جرم سے عدالت کی اور صفائی ہوتی ہے نہ کہ خود عدالت پر کوئی الزام عاید ہو تو اوس کے اقرار سے قرآن کی حقانیت اور اسلام کی روحانیت اور بھی نمایان ہوئی کہ یہ جرم اوسکا ایسا تہا کہ مجرم خود شرمندہ ہو کر تائب نہ ہوا دیا گیا رہا اور اسکا یہ بیان کہ حضرت فرماتے کہ جسطرح چاہو لکھو تو یہ بھی خواص مجرمین سے ہے کہ وہ اپنے جرم کا کوئی عذر بھی بنا لیتے ہین جس کی کذابیت و دروغ گوئی خود حکم ارتداد سے ظاہر ہے کیونکہ اگر خود حضرت ہی اوس کی اجازت دئے ہوتے تو پہر کس عقل سے حضرت اوسکو اسوجہ سے مرتد قرار دیتے ۔ پس بہ روایت یہ واقعہ بجائے خود دلیل حقیت قرآن ہے کہ وہ ایسا منزل من اللہ ہے کہ دو ایک حرف کے تغیر سے مرتد قرار پایا اور واجب القتل نہ صرف یہی ایک شخص بلکہ عبد اللہ بن خطل بھی اسی جرم مین قتل کیا گیا اور یہ بوجہ عثمان بچ گیا کہ تعمیل حکم رسول نہ ہوئی جیسا کہ آیندہ مذکور ہوگا ۔

اب آریہ انصاف کرے کہ اس واقعہ سے قرآن کی کیسی حقیت کہلی کہ جسکو وہ گہر کا بھیدی کہتے تے اور جسکی شہادت کو وہ نہایت وزنی سمجھتے تے اوسنے کسطرح قرآن کی حقیت و عظمت کو نمایان کیا کہ اوس مین ذرا سے جعل بنانے کی علت مین مرتد و واجب القتل قرار پایا تو پہر کون کہ سکتا ہے کہ یہ کتاب معمولی کتاب ہے یا اس مین انسانی تصرف کو دخل ہے کیونکہ یہ تو بدیہی بات ہے کہ وہ زمانہ ابتداء اسلام کا تہا ضرورت تھی کہ جہان تک تعداد بڑہے

ایسی حالت مین صرف اِس جرم پر کافر بناکر نکالنا خود بتارہا ہے کہ یہ ایسا جرم تھا کہ اوس کے مقابلہ مین نہ کسی مصلحت پر نظر کی گئی کسی ضرورت پر بلکہ واجب القتل وکافر قرار پایا۔

مسلمان نہ معلوم کس بنیاد پر اس شہادت کو اسوجہ سے نامعتبر کہتا ہے کہ اوس وقت کی شہادت ہے جس وقت یہ تمہاری طرح اسلام سے برگشتہ ہوگر تمہاری ہی طرح آپ شتاب ہانک رہا تھا، کیونکہ اصول مناظرہ دو ہی ہے یا تسلیم دعوی حریف یا انکار آپ انکار کر رہے ہین تو اس کے نتائج پر غور کیجیے کہ اولاً آپ کے وہ علما مورد اعتراض ہوتے ہین جنہون نے حالت کفر مین اس سے روایت کی۔ حالانکہ روایت کافر بالاتفاق نامقبول ہو تو پھر بتایئے آپ کے علما کیا ہوے جنہون نے کافرون کی روایتین قبول کین پھر ابوسفیان کی وہ روایت بھی ناقابل قبول ہوتی ہے جو صحیح بخاری مین ہے کہ ابوسفیان نے قیصر روم سے حضرت کے حالات کو بیان کیا کیونکہ وہ بھی تو روایت حالت کفر کی ہے اس طرح کی صدہا حدیثین صحاح ستہ کی جاتی ہین ثانیاً پھر آپکو وجہ ارتداد بتانا ہوگا ثالثاً وجہ قتل کہ حضرت نے کیون اوس کے قتل کا حکم دیا۔

چونکہ شہادت مذکورہ دو جز سے مرکب ہے ایک یہ کہ وہ جعل بناتا تھا دوسرے یہ کہ حضرت اوسکی تصدیق فرماتے تو آپ نہ پہلے جز سے انکار کر سکتے ہین کیونکہ کفر وارتداد وحکم وجوب قتل مسلمین کا متفق علیہ ہے نہ دوسرے جز سے کیونکہ نزول قرآن ساعت جز وغیرہ آپ کے مسلمات سے ہے پھر اس بدیہی واقعہ کا انکار کب ممکن ہے اور کیا فایدہ ہے جبکہ اسکے مماثل صدہا روایتین آپ کے یہان مسلم ہین۔

افسوس صد افسوس کہ آپ حضرات پر جو مصیبت آتی ہے وہ صرف صحابہ پرستی سے جسکی وجہ سے نہ آپ قرآن کی حقیت غیرون کے مقابلہ مین ثابت

کر سکتے ہین نہ اسلام کی نہ رسالت کی نہ اعجاز کی کیونکہ آپ فرماتے ہین ،، یہی تمہارا گواہ آخر کار پہر مسلمان ہوا اور اوس نے اسلام مین وہ کار ہاے نمایان کئے کہ بے ساختہ اوس کے حق مین کہنا پڑتا ہے رضی اللہ عنہ وارضاہ جس سے پہلے تو یہی نہین معلوم ہوتا کہ اس تقریر سے فایدہ کیا ہوا کیونکہ جب اوس کے بیان کو حالت کفر مین نامعتبر کہہ چکے ہین تو کم سے کم آپ پر لازم تہا کہ بعد اسلام اوس قول کی تردید اوس کے کلام سے دکہاتے اور جب یہ نہین دکہا سکے تو اوس کا قول سابق مسلم ہو گیا کیونکہ وہ مسلمان مان لیا گیا۔ تو اس سے آریہ کی تائید ہوی نہ آپ کی خصوصا جب اوس کے کار ہاے نمایان کو آپ اس قابل جان رہے ہین کہ بے ساختہ رضی اللہ عنہ وارضاہ کہنا پڑتا ہے۔

ای مدعی اسلام اگر تو سچا مسلمان ہوتا تو کہتا یہ مرتد تو ایسا مرتد تہا کہ بعد ارتداد اور قبول اسلام ظاہری بہی وہ مرتد ہی رہا تو ،، پہر مرتد ہو کر جو جی چاہے کہے کون روکتا ہے ،، کیونکہ اگر حسن اسلام کسی وقت مین بہی قبول کروگے تو وہی خرابی لازم آے گی کہ گہر کا بہیدی کہلائیگا۔

دوسرے جن آریون کے سامنے آپ اوس کے اسلام کو ظاہر کر رہے ہین کیا وہ استیعاب (جس سے آپ نے بہی نقل کیا مگر بلا حوالہ صفحہ حالانکہ اسی بارے مین [illegible] آپ مسافر پر اعتراض کر چکے ہین) کی یہ عبارت آپ کو نہ دکہا دین گے جسے آپ نے چہوڑ دیا ہے صفحہ ۳۹۲ جلد اول مطبوعہ حیدرآباد دکن

عبد اللہ بن ابی سرح اسلم قبل الفتح وهاجر وكان يكتب الوحي لرسول اللہ ثم ارتد مشركا وصار الى قريش بمكة فقال لهم انى كنت اصرف محمدا حيث اريد كان يملى على عزيز حكيم فيقول نعم كل صواب فلما كان يوم الفتح امر رسول اللہ بقتله وقتل عبد اللہ بن خطل و مقيس بن صبابه ولو وجدوا تحت استار الكعبة ففر عبد اللہ بن

سعد بن ابی سرح الی عثمان وکان اخاہ من الرضاعۃ فلما جاء به
عثمان فغیبہ عثمان حتی اتی بہ رسول اللہ صلعم بعد ما اطمان اهل مکۃ
فاستامنہ لہ فصمت رسول اللہ صلعم طویلا ثم قال نعم فلما انصرف عثمان
قال رسول اللہ لمن حولہ ما صمت الا لیقوم الیہ بعضکم فیضرب عنقہ
وقال رجل من الانصار فهلا اومات الی یا رسول اللہ فقال ان النبی لا
ینبغی ان یکون لہ خائنۃ الاعین۔

یعنے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح قبل فتح مکہ مسلمان ہوا اور ہجرت کرکے مدینہ
آیا۔ رسول اللہ کے لئے وحی لکہتا تہا پہر مشرک ہوکر مرتد ہوا اور مکہ چلا گیا
وہان کہتا تہا کہ ہم جدہر چاہتے محمدؐ کو پہیرا کرتے کہ وہ عزیز حکیم لکہواتے تو ہم علیم
حکیم اور حضرت فرماتے کہ سب صواب ہے۔ جب روز فتح مکہ آیا تو حضرت نے
اوس کے قتل کا حکم دیا اور نیز عبد اللہ بن خطل (اس کے بہی ایسے ہی اعمال
تہے) اور مقیس بن صبابہ کے قتل کا اور فرمایا کہ اگرچہ پردہ ہاے خانہ مین اوسکو
پاؤ تو وہان بہی اوس کو قتل کر دو۔

عبد اللہ بن ابی سرح بہاگ کر عثمان کے پاس آیا جو اوسکا رضاعی بہائی تہا
کیونکہ مادر عبد اللہ نے عثمان کو دودہ پلایا تہا تو عثمان نے اوس کو چہپا دیا
جب اہل مکہ مطمئن ہوئے تو عثمان اوس کو لے کر خدمت رسول مین آئے اور
طالب امان ہوے۔ حضرت نے بہت دیر تک سکوت کیا اوس کے بعد کہا ہاں
جب عثمان چلے گئے تو حضرت نے اپنے گرد کے اصحاب سے کہا ہم نے دیر تک
اس لئے سکوت کیا تہا کہ تم مین سے کوئی اوٹھ کر اوس کو قتل کر دے ایک
شخص نے کہا کہ آپ نے اشارہ کیون نہ فرمایا۔ حضرت نے فرمایا نبی کو خائنۃ الاعین
نہ ہونا چاہیے کہ آنکہ سے اشارہ کرے۔

غور تو کرو جو شخص اسطرح اسلام کو قبول کرے اوسکی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے
آخر کار پہر مسلمان ہو جاتا کیا وہ اگر مسلمان ہو گیا ہوتا تو آپ صحابہ پر خطاب کیسے

کہ جنہوں نے اسلئے سکوت کیا کہ تم مین سے کوئی اس کو قتل کردے۔
آپ کو غلط تدوین تکوش مرادابادسے کہ ہمیشہ ہر جلسہ مین جاکر دو دو چہار مین کی فہرست جو کیا ہون کو دیکھین اور حق کو دریافت کرین دیکھیے تاریخ خمیس جلد ۲ صفحہ ۱۰۰
مین ہم ان لوگون کے حالات بین کے قتل کا حضرت نے حکم دیا تہا۔

## بیان اون صحابہ کا جنکے قتل کا حضرت نے فتح مکہ مین حکم دیا تھا

ہماری غرض اس بیان سے یہ ہے کہ معلوم ہو حضرت نے کیتنے لوگون کے قتل کا حکم دیا تھا اور اون کے جرایم کیا تھے جس سے عبداللہ بن ابی سرح کے اسلام پر بھی روشنی پڑے گی اور آئندہ تحقیقات مین فایدہ ہوگا اس لئے ہم بخوف طوالت صرف ترجمہ تاریخ خمیس پر بالاختصار اکتفا کرتے ہین۔

تاریخ خمیس صفحہ ۹۹ جلد ۲ مین ہے۔ حضرت نے سرداران لشکر کو حکم دیا تہا کہ مکہ مین صرف اونہین لوگون سے لڑنا جو تم لوگون سے جنگ کرین۔ اور گیارہ مرد اور چھ عورتون کے بارے مین فرمایا تھا کہ ان کو حل مین پاؤ یا حرم مین قتل کرنا اگرچہ پردہ ہای کعبہ کے نیچے ہون۔ اول عبداللہ بن خطل ہے جو اولاد تیم بن غالب سے تہا۔ قبل فتح مکہ مدینہ آکر مسلمان ہوا حضرت نے اسکو ایک قبیلہ سے صدقہ وصول کرنیکو بہیجا اوسنے اپنے ساتھی کو جو مسلمان تہا حکم دیا کہ کھانا طیار رکھنا یہ کہکر وہ سو گیا اوس مسلمان نے مطابق حکم کہانا نہین طیار کیا۔ جب سو کر اوٹھا اور کہانا تیار نہ پایا تو قتل کر ڈالا اسکے بعد مرتد ہوکر بہاگ گیا اس کی دو لونڈیان تہین جو حضرت کی ہجو کرتین اور گایا کرتین حضرت نے تینون کے قتل کا حکم دیا۔

جب حضرت داخل مکہ ہوے تو وہ خانہ کعبہ مین پناہ گزین ہوا۔ حضرت طواف کررہے تھے کہ کسی نے کہا یہ عبداللہ بن خطل ہے جو پردہ کعبہ کو پکڑے ہوے ہے حضرت نے حکم دیا کہ یہین قتل کردو چنانچہ وہ وہین قتل ہوا۔ ابو برزہ اسلمی اور سعید بن حریث کی شرکت سے قتل ہوا۔ صفحہ ۱۰۰
اسکے متعلق ہم پہلے لکھ چکے ہین یہ بھی تحریف کرتا تہا لہذا تین جرم ہوا۔ تحریف

ارتداد - قتل ناجایز - جس سے حضرت نے عین خانہ کعبہ مین قتل کا حکم دیا اور چونکہ اوسکا کوی حمایتی وہان قریش سے نہ تہا اور قبیلہ انصار کے ابو برزہ اسلمی موجود تھے لہذا وہ قتل ہوگیا ۔ یہ اکثر سمیعًا بصیرًا کو علیمًا حکیمًا لکہا کرتا علیمًا حکیمًا کی جگہ عفوًا رحیمًا لکہتا اس طرحکی بہت سی خیانتین کرتا یہانتک کہ اوس نے کہا محمد نہین جانتے کیا لکہتے ہین جب خیانت اوسکی ظاہر ہوی تو مدینہ مین نہ ٹہر سکا مکہ بہاگ گیا ،، اس روایت سے معلوم ہوا کہ یہ بیان صرف اوسیکا نہین ہے بلکہ تمامی صحابہ جانتے تھے اور وہی راوی ہین تو پہر ایڈیٹر مسلمان کا یہ بیان غلط ہوا جو وہ کہتے ہین کہ یہ اوس وقت کی شہادت ہے جبکہ وہ تمہاری طرح اسلام سے برگشتہ ہوکر اناپ شناپ ہانک رہا تھا ، کیونکہ یہہ صرف اوسکی ہانک نہ تہی بلکہ یہ شہادت اون صحابہ کی ہے جن سے واقعات اسلام منقول ہین - ××

دوسرا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح برادر رضاعی عثمان تہا - کشاف و معالم التنزیل مین ہے کہ سورہ مومن حضرت لکہواتے تھے جب آیہ لقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین کو آیہ ثم انشأناہ خلقا کے آخر تک لکہا تو خود بخود اوس کی زبان سے نکل گیا فتبارک اللہ احسن الخالقین حضرت نے کہا یونہین نازل ہوا ہے لکہہ دے اوسپر عبداللہ نے کہا کہ اگر محمد نبی ہین تو ہم بھی نبی ہین کہ ہمپر بھی وحی آتی ہے اس کے بعد کافر ہو کر مکہ چلا گیا -

اس واقعہ کو اہل سنت نے اس موقع پر لکہا ہے کہ صحابہ کا کلام بھی داخل قرآن ہے جس سے آجکل آریہ اور عیسائی بہت منہ آرہے ہین حالانکہ یہ دلیل جہالت ہے کیونکہ بعض کلام ہوتا ہے کہ خود بخود سامع ہوش سے بعد والے کلام کو پڑہ دے چنانچہ اکثر مرثیون مین آپنے سنا ہوگا کہ ابھی شاعر نے ایک مصرع کہا ہی یا ایک مصرع کا ایک جز کہ سننے والون نے قبل پڑہنے شاعر کے پڑہدیا -

عرب کا یہ شعر اور یہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ امرء القیس شاعر کو ایک دشمن نے قتل کرنا چاہا - امرء القیس نے وقت قتل کہا کہ ہم کو تو قتل کرتے ہو مگر ایک وصیت

۱- کاتب کی غلطی سے اسطرح لکہا گیا نشان کا کو درست کر لیجئے ۱۲ ایڈیٹر

سے ہے کہ یہ مصرع ہمارے لڑکیون سے جاکر کہدینا ع یا بنتیا امرء القیس ان اباکما
قاتل گو عرب تہا مگر مذاق سخن سے ناواقف تہا سمجہا کہ اس کے کہدینے مین کوئی
عذر نہین چنانچہ بعد قتل جاکر لڑکیون سے کہا کہ تمہارے باپ نے یہ پیغام دیا ہے نہ جز
مرگ کہا ہے نہ دوسرا کوئی واقعہ۔ مگر لڑکیون نے سنتے ہی دوسرا مصرع برجستہ کہدیا
قد قتل وقاتله لدا کما کہ اب دونون کے یہ معنی ہوئے۔ اے دو لڑکیان امرء القیس
کی ضرور باپ تم دونون کا۔ قتل کیا گیا اور قاتل اوسکا تمہارے پاس ہے۔
مصرع اول ایسا تھا کہ اوس کا جواب سوائے اس مصرع کے دوسرا مصرع ہو
نہین سکتا تہا اور اسی نیت سے امرء القیس نے پہلا مصرع کہا تہا کہ اگر دوسرا مصرع
کہتا تو قاتل اس پیغام کو ہرگز نہ پہونچاتا۔
اسی قبیل سے برتسلیم روایت یہ واقعہ ہے کہ ثم انشانا خلقا آخر کا تقاضا ہی یہ
تہا کہ فتبارک اللہ احسن الخالقین کہا جائے جس کو عبد اللہ نے قبل پڑہنے حضرت
کے پڑھ دیا۔
علماء اہل سنت نے اسکو کلام عبد اللہ بن ابی سرح بنادیا حالانکہ یہ کلام خدا ہی
جسے حضرت لکھوا رہے تھے مگر قبل اس کے کہ حضرت لکھوائین بتقاضاء مقتضای مقام
ابن ابی سرح کے منہ سے نکل گیا۔
بہرحال تاریخ خمیس مین ہے کہ عبد اللہ اپنے برادر رضاعی عثمان کے پاس آکر
پناہ گزین ہوا ایک انصاری نے نذر کیا تہا کہ جہان عبد اللہ کو پائینگے قتل
کرینگے چنانچہ اس نیت سے تلوار اپنی دہشس پر کہڑا آیا اور حضرت کے پاس بیٹھا
دیکھا جس سے وہ رک گیا کہ حضرت کے سامنے کیونکر قتل کرین۔
عثمان نے اس بارہ مین بہت مبالغہ کیا اور حضرت ہمیشہ اعراض کرتے رہے یہان
تک کہ عثمان نے کہا ہم نے اس کو امان دیا ہے تو رسول اللہ رہا اور دیر تک
چپ رہے تب آپ نے کہا کہ ہان اور ہاتھ پہیلایا بیعت لی جب عثمان و عبد اللہ
وہان سے باہر آئے تو حضرت نے فرمایا کہ مین نے اس لئے اس قدر سکوت کیا کہ کوئی

تم سے اوٹھکر اوسکی گردن مارے اور اوس انصاری سے کہا تونے اپنی نذر کیون نہ پوری کی اوسنے کہا ہم صرف آپ کے خوف سے چپ رہے آپ نے اشارہ کیون نہ کیا حضرت نے فرمایا نبی کو اشارہ نہ کرنا چاہیے۔

کہئے ان روایات سے آپکو کیا معلوم ہوا (۱) ان صحابہ کی پلہ درجہ کی ایمانداری کہ حضرت اس طرح کا حکم صریح بقتل اوسکے دین اور اس طرح کی تاکید فرمائین کہ اگرچہ وہ پردہ ہاے کعبہ مین بھی لپٹا ہو تو نہ چھوڑنا اور ان صحابہ نے اوس حکم سے چشم پوشی کی (۲) عثمان صاحب کی کمال درجہ کی ایمانداری اور باحیائی کے حضرت کی بلکہ خداوند عالم کے مجرم کافر و مرتد کو صرف بخیال قرابت اس طرح چھپا دیا کہ خدا کا حکم نہ نافذ ہو سکا پھر خلافت مین اگر یہ لوگ ایسے ہی ایماندار بنگئے تو کیا تعجب ہے (۳) اون صحابہ کی بے پروائی بہ خیال عثمان کہ وہ حضرت کے سامنے حاضر ہے اور حضرت بار بار اوس سے منہ پھیر رہے ہین مگر کسی کو اسکا خیال نہ ہوا کہ اسکو قتل کرڈالین (۴) حضرت کا اوسکے اسلام کو بہ کراہت قبول کرنا۔ (۵) حضرت کا اپنے صحابہ سے اسوجہ سے ناراض ہونا کہ اونہون نے حضرت کے حکم کی تعمیل نہ کی (۶) حضرت کا اوس انصاری سے شکوہ جسنے نذر کیا تھا کہ ہم اوسکو جہان پائین گے قتل کرینگے تو کیا اس کے کوئی کہہ سکتا ہے اوسکا اسلام سچا تھا اور حضرت اوس سے راضی تھے جس سے اوسپر مسلمان نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ وہ مسلمان ہوا اور صاحب استیعاب نے کہا حسن اسلام جیسا کہ آگے آتا ہے۔

تیسرا وہ شخص جسکا خون آپ نے ہدر کیا تھا عکرمہ بن ابوجہل ہے یہ مکہ سے بھاگ کر سمندر کی طرف گیا کہ وہان سے سوار ہو کر کہین بھاگ جائین کشتی چلنے مین رک گئی ملاحون نے کہا جب تک لا الہ الا اللہ نہ کہو گے نجات نہ پاوگے۔

دوسری روایت مین ہے کہ وہ یمن گیا تھا وہان اوسکی زوجہ پہونچی اور وہ حضرت سے حکم امن حاصل کرکے گئی تھی وہی سمجھا کر لائی جسکو حضرت نے قبول کیا۔ یہ جنگ یرموک مین بعہد ابوبکر قتل ہوا صـ ۱۰۲۔

چوتھا حویرث بن نقید بن وہب بن عبد قصی تھا پانچواں ھبار بن اسود تھا جو ہمیشہ حضرت کو مکہ مین ایذا دیتا اور جب حضرت زینب جنکو اہلسنت بنت رسول اللہ کہتے ہین مکہ سے مدینہ جانے لگی ہین تو نیزہ چبھایا جس سے وہ اونٹ سے گرین۔ اور اسقاط ہوا لہذا حضرت نے ان دونون کے قتل کا حکم دیا تھا حویرث کو تو جناب امیرؑ نے قتل کیا اور ھبار پوشیدہ ہو گیا چند روز بعد اسلام لایا اور حضرت نے اوسکا توبہ قبول کیا۔

چھٹا مقیس بن صبابہ کندی ہے جسکا بھائی قبیلہ انصار مین مارا گیا قاتل کا پتہ نہ معلوم ہوا تو حضرتؐ نے خون بہا دلوا دیا اسپر بھی اوس نے ایک مسلمان کو بلا وجہ قتل کر ڈالا صرف اس غرض سے کہ کہا جاے خون کا بدلہ لے لیا۔ اسوجہ سے حضرت نے اسکا خون بھی حلال کیا اور وہ بھی پردہ خانہ کعبہ کے پاس قتل کیا گیا صنا

ساتوان صفوان بن امیہ بھی حضرت کو ایذا دیتا تھا عمر بن وہب کی سفارش پر حضرت نے اسکو بھی امان دیا جنگ طائف وغیرہ مین حضرت نے سو زرہ اس سے عاریت لئے تھے جسے حضرت نے پھر سستر دھی کیا جب مال غنیمت آیا تو یہ اس طرح گھورنے لگا کہ آنکھ اوسکی ہٹتی ہی نہ تھی حضرت نے وہ سب اسکو دیدیا جسپر اوسنے کہا ایسی بخشش غیر نبی سے نہین ہو سکتی اسکے بعد مسلمان ہوا۔

آٹھوان حارث بن طلاطلہ تھا جو حضرت کو بہت ایذا دیتا تھا اسکو جناب امیرؑ نے قتل کیا۔

نوان کعب بن زہیر بن ابی سلمی ہے جو حضرت کی بہت ہجو کرتا آخر مین وہ قصیدہ بانت سعاد فقلبی الیوم مبتول کہہ کر لایا اور اسلام لایا حضرت نے اسلام اوسکا قبول کیا۔

دسوان وحشی ہے قاتل حضرت حمزہ جو پہلے طائف بھاگ گیا تھا وہان سے آکر اسلام لایا حضرت نے قبول کرکے فرمایا تو قاتل ہمارے چچا حمزہ کا ہے لہذا ہمارا سامنا نہ کیا کر۔

گیارہوان عبداللہ بن زبعری شاعر ہے یہ بھی ہجو کرتا تھا۔ نجران کی طرف بھاگ گیا تھا وہان سے آکر اسلام لایا اور حضرت نے قبول کیا۔

ان حالات سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت نے جسکے جسکے قتل کا حکم دیا تھا اوسکا خاص سبب تھا اور جو قتل سے بچ گیا اور اسلام لایا تو حضرت نے سب کا اسلام قبول کیا یہانتک کہ وحشی قاتل حضرت حمزہ کا۔ مگر عبداللہ بن ابی سرح کا اسلام ایسا تھا کہ حضرت اوسکے قتل نہ کرنے پر اپنا

عتاب صحابہ پر ظاہر کرتے تھے حالانکہ نہ اوس نے کسی کو قتل کیا تھا نہ کوئی اور جرم بجز اسکے کہ قرآن
مین جعل سازی کرتا جس سے معلوم ہوا کہ حضرت اس جرم کو کیسا سنگین جانتے تھے۔ اور
ہرگز خوش اور راضی نہ تھے بدرجہ مجبوری قبول کیا تھا۔
رہین وہ چھ عورتین جنکا خون حضرت نے ہدر کیا تھا ایک ہندہ تھی مادر معویہ نے جس نے
حضرت حمزہ کا جگر نکلوا کر کھانا چاہا تھا۔ حضرت نے عام حکم دیدیا تھا کہ اسکو قتل کرنا۔ مگر عمر صاحب
نے عمداً اوسکو بچا لیا کیونکہ بعد فتح مکہ جب حضرت عورت و مرد سب سے بیعت لینے لگے تو عمر کو
اپنے نیچے بٹھلایا کہ عورتون سے بیعت لین تو ھندہ چھپکر آئی ہے اور حضرت نے شرائط بیعت
بیان کرنا شروع کیا کہ شرک نہ کرو مال نہ چوراؤ تو ہندہ نے کہا ابو سفیان (شوہر) مرد بخیل
ہے اگر کچھ اوسکے مال سے بچا لین تو ابو سفیان نے کہا ہمنے اوسکی اجازت دی تب حضرت
نے اوسکو پہچانا اور تبسم کیا اور عمر صاحب تو ہنستے ہنستے لوٹ گئے فضحک عمر حتی
استلقی۔
عمر صاحب کی یہ ہنسی اسپر تھی کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ اپنے بچون کو قتل نہ کیا کرو تو اوسے
ہندہ نے کہا ہم لوگ تو بچپنے مین پرورش کرتے ہین اور بڑے ہونے پر آپ قتل کرتے ہین تو
آپ جانین اور وہ اسی پر عمر صاحب ہنسے تھے جسکا مطلب اہلسنت یہ نکالتے ہین کہ
اوس زمانہ کی عورتین کیسی دلبر ہوتین۔ حالانکہ حضرت کا اشارہ اس طرف تھا کہ یہی
ہندہ ایک حبشی سے پھنسی ہوئی تھی جس سے اگر سیاہ بچہ حبشی تو قتل کر ڈالتی اور اگر
ایسے رنگ کا ہوتا تو رہنے دیتی حضرت کا تبسم اسپر تھا اور عمر صاحب کی ہنسی غالباً
اسی پر ہوگا اسپر کہ کس طرح ہمنے دھوکھا دیا مگر ہندہ کو بچا لیا اور اب وہ اس بیحیائی سے
تقریر کرتی ہے۔
دوسری تیسری وہی دو لونڈیان ابن خطل کی تھین جو حضرت کی ہجو گایا کرتین چوتھی بھی لونڈی
اوسی کی تھی جسمین سے دو تو ماری گئین اور ایک کو امان ملا۔
پانچوین لونڈی عمرو بن صفی بن ہاشم کی تھی جو حاطب بن بلتعہ کا خط لیگئی تھی۔ مگر اسکو امان
دی گئی۔

چھٹی ام سعد ارنب ہے جو قتل کی گئی۔

غرض اگرچہ یہ سب کافر تھے جسمین بعض قتل ہوئے بعض کو امان دی گئی مگر حضرت نے کسی کے بچ جانے پر یہ عتاب نہین کیا جو عبد اللہ بن ابی سرح کی نجات پر حضرت نے عتاب کیا تو پھر کیونکر کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت نے خوشی سے اوسکا اسلام قبول کیا ہو۔

رہا یہ جملہ کہ اوسنے اسلام مین وہ کارہاے نمایان کئے" ایسا جملہ ہے کہ جس سے آپکا اور آپکے اسلاف کا اسلام ٹپکا پڑتا ہے کیونکہ اگر یہ افعال اوسکے محمود ہوتے تو رسول اللہ ص اوسکے قتل نہ ہونے پر افسوس کیون کرتے۔

آپ حضرات کا اصول تو صحابہ کی مدح سرائی مین تین ہی ہے (۱) جسقدر حضرت کسی شخص سے ناراض ہون وہ آپکا ممدوح ہے (۲) جسقدر اوس نے حق اہلبیت کی حق تلفی کی ہو وہ ممدوح ہے (۳) جسقدر دنیاوی عروج حاصل کیا ہو وہ آپکے نزدیک ممدوح ہے۔

**ذکر عبد اللہ بن ابی سرح** عبد اللہ بن ابی سرح کا ذکر عہد شیخین مین تو نہین معلوم ہوتا کہ کوئی کام اوس نے کیا ہو۔ جس سے معلوم ہوتا ہے شیخین بھی اس سے خوش نہ تھے مگر خلافت عثمان کے وقت سے اوسکا نام تواریخ مین آنے لگا ہے چنانچہ پہلا کارنمایان اوسکا یہ ہے تاریخ کامل مین ہے۔

فقال عمار ان اردت ان لایختلف المسلمون فبایع علیاً فقال المقداد بن الاسود صدق عمار ان بایعت علیاً قلنا سمعنا واطعنا۔ وقال ابن ابی سرح ان اردت ان لایختلف قریش فبایع عثمان فقال عبد اللہ بن ابی ربیعہ صدقت ان بایعت عثمان قلنا سمعنا واطعنا فشتم ابن ابی سرح فقال عمار متی کنت تنصح المسلمین فتکلم بنو ہاشم وبنو امیہ ص۲۷ جلد۳

یعنی جب عبد الرحمان بن عوف نے کہا کہ ہمکو مشورہ دو اسکو خلیفہ کرین تو حضرت عمار نے کہا اگر چاہتے ہو کہ مسلمانون مین اختلاف نہو تو حضرت علیؑ کی بیعت کرو حضرت مقداد نے کہا سچ کہا عمار نے اگر علیؑ کی بیعت ہو گی تو ہم سب مطیع و منقاد رہینگے (عبد اللہ) ابن ابی سرح نے کہا کہ اگر چاہتے کہ قریش مین اختلاف نہ ہو تو عثمان کی بیعت کرو عبد اللہ بن ربیعہ نے اسکی تائید کی جسپر ابن

ابی سرح نے تبسم کیا تو حضرت عمار نے کہا۔ تو کس زمانہ مین مسلمانون کا خیرخواہ رہا۔
اڈیٹر صاحب چونکہ صحابہ پرست ہین لہذا تصدیق کلام حضرت عمار مین عذر نہوگا جو فرماتے
ہین کہ ابن ابی سرح تو کسی زمانہ مین بھی خیرخواہ مسلمین نہ تہا۔
اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اغراض مسلمین مین اور اغراض قریش مین فرق
تھا کہ مسلمانون کیلئے حضرت علیؑ کے خلافت کی ضرورت تھی۔ اور اغراض قریش کیلئے عثمان
کے خلافت کی۔ تو کیا اس تفریق کا بانی ابن ابی سرح کہلائیگا۔ کیونکہ اگرچہ عملی حالت مین یہ
تفرقہ تو وقت وفات رسول سے دکھلایا گیا کہ حضرت نے مسلمین کیلئے جناب امیرؑ کو خلیفہ کیا۔
مگر قریش نے اپنے اغراض ذاتی کیلئے ابوبکر کو بنایا مگر اسکا اظہار نہین کیا جاتا تھا کہ مسلمانونکی
یہ غرض ہے اور قریش کی یہ غرض۔ اسکا اظہار آج پہلے پہل ہوا۔ اگر اس کارنمایان پر اڈیٹر
صاحب نے رضی اللہ عنہ کہا ہے تو مبارکباد۔
دوسرا کارنامہ یہ ہے کہ بروایت استیعاب عثمان نے ۲۵ھ مین اسکو مصر کا حاکم بنایا جسکے
ہاتھ سے افریقہ فتح ہوا مگر نتیجہ یہ ہوا فلما ولاہ ایاھا عثمان وعزل عنھا عمرو بن العاص جعل
عمرو بن العاص یطعن علی عثمان ایضاً ویولب علیہ ویسعی فی فسادا مرہ فلما
بلغہ قتل عثمان وکان معتزلاً بفلسطین قال انی اذا نکات قرحۃ ادمیتھا ا ہ
بحوالہ ۳۹۶
یعنی عبداللہ ابن ابی سرح کو جب عثمان نے والی بنایا اور عمرو بن عاص کو معزول کیا تو
عمرو بن عاص نے عثمان کے بارہ مین طعن کرنا شروع کیا لوگونکو انکی مخالفت پہ آمادہ کرتا اور
بغاوت کی تحریص و ترغیب کرتا جب عثمان مارے گئے اور یہ خبر عمرو عاص کو ملی تو عمرو نے
کہا جب ہم کسی زخم کو کھجاتے ہین تو اوسکو اچھی طرح خون آلود کر دیتے ہین۔ یہ دوسرا کارنامہ
ہے عبداللہ بن ابی سرح کا جسپر اڈیٹر صاحب مسلمان کو نہایت خوشی سے بیساختہ کہنا چاہیئے
رضی اللہ عنہ وارضاہ۔
چونکہ یہ ایک بہت بڑا تاریخی واقعہ ہے۔ اسلئے اسکی کچھ تفصیل ضروری ہے۔
بعد قتل عمر تمامی مسلمین کی خواہش یہ تھی کہ جناب امیرؑ کی بیعت کی جائے مگر عبدالرحمان

بن عوف نے یہ شرط پیش کی کہ کتاب و سنت کے ساتھ سیرت شیخین پر بھی عمل فرمائے حضرت نے انکار کیا۔ عثمان نے قبول کیا لہذا ۱ محرم ۲۴ھ کو اونکی بیعت بخلافت لی گئی اور وہ خلیفہ ہوئے۔

پہلا کام یہ کیا کہ مغیرہ کو حکومت کوفہ سے معزول کر کے سعد بن ابی وقاص کو اوسکا حاکم مقرر کیا۔ یہ وہی سعد بن ابی وقاص ہین جنکا بیٹا عمر بن سعد قاتل امام حسینؑ ہے۔ اسی سعد کے بارہمین جناب امیرؑ نے عمر کے شوری مقرر کرتے وقت فرمایا تھا جیسا کہ تاریخ کامل مین ہے وتلقاہ عمہ العباس فقالت عدلت عنا فقال وما علمك قال قرابی عثمان وقال کونوا مع الاکثر فان رضی رجلان رجلا ورجلان رجلا فکونوا مع الذین فیہم عبد الرحمان فسعد لا یخالف ابن عمہ وعبد الرحمان صہر عثمان لا یختلفون فیولیہا احدہما الاخر فلو کان الاخران معی لا ینفعانی

یعنی حضرت علیؑ جب عمر کے پاس سے باہر آئے تو چچا عباس سے ملاقات ہوئی فرمایا اے چچا پھر خلافت ہمسے گئی حضرت عباس نے پوچھا کیونکر معلوم ہوا فرمایا ہمارے ساتھ عثمان کو بھی حقدار بنایا۔ اور کہا جسطرف کثرت ہوا دہری خلافت ہو۔ اگر دو آدمی ایک کو انتخاب کرین۔ اور دو دوسرے کو تو اوس طرف خلافت ہوگی جدہر عبد الرحمان بن عوف ہو۔ پس سعد بن ابی وقاص اپنے ابن عم عبد الرحمان سے جدا نہونگے۔ اور عبد الرحمان عثمان کو نہ چھوڑینگے کیونکہ دونو مین رشتہ دامادی ہے پس یا تو دونو ملکر عبد الرحمان کو خلیفہ بنائینگے یا عثمان کو تو دو آدمی اگر ہمارے ساتھ رہے بھی تو کیا فائدہ ہوگا۔

اسی معاونت کا یہ صلہ ملا کہ عثمان نے سعد کو حاکم کوفہ مقرر کیا حالانکہ عمر اسکو معزول کر چکے تھے بلکہ انکا قصر جلوا دیا تھا۔

۲۵ھ مین سعد کو کوفہ سے معزول کر کے ولید بن عقبہ بن معیط کو والی کوفہ مقرر کیا جسنے شراب خواری کی اور عثمان نے چاہا کہ اوسپر حد نہ جاری ہو مگر جناب امیرؑ نے مجبور کیا۔

تاریخ کامل مین ہے وھو اخو عثمان لامہ ص۳۱۔ یعنی یہ مادری بہائی تھا عثمان کا اور پدری رشتہ سے چچازاد بہائی تہا۔

سعد بن ابی

سعد بن ابی وقاص کو عثمان کی معاونت کا صرف اسیقدر فائدہ ہوا کہ سال بھر والی کوفہ رہا ورنہ وہی خسر الدنیا والآخرہ۔

اسی سنہ ۲۵ھ مین عثمان نے عمرو عاص اور عبداللہ بن ابی سرح کو اطراف افریقہ مین لوٹ مار کرنیکا حکم دیا۔ عبداللہ اصل مین مصری لشکر کا ایک سپاہی تھا۔ عمرو عاص نے فوج سے اوسکی مدد کی جسمین عبداللہ بن ابی سرح کو بہت کچھ مال غنیمت ہاتھ آیا اسکے بعد عبداللہ نے افریقہ کے فتوحات کی خواہش کی۔

سنہ ۲۶ھ مین عثمان نے عمرو عاص کو مصر سے معزول کیا (حالانکہ عہد عمر سے یہ اوسکا والی تھا اور اسی نے مصر کو فتح کیا تھا) اور عبداللہ بن ابی سرح اپنے برادر رضاعی کو والی مصر مقرر کیا جس سے عمرو عاص مین اور عبداللہ ابن ابی سرح مین پوری بغاوت ہوئی اور عمر غصہ ہو کر مدینہ چلا آیا۔ اور اوسیوقت سے عمرو عاص دشمن عثمان بنا جیسا کہ پہلے بھی مذکور ہوا عثمان نے جنگ افریقہ کا کل خمس ابن ابی سرح کو بخشدیا تھا جو مطاعن مین محسوب ہے۔

یہی جنگ افریقہ اوسکے کارہائے نمایان مین شمار کیا گیا ہے حالانکہ وہ زمانہ اقبال اسلام کا تھا اونے سے ادنے شخص بھی سپہ سالار ہوتا تو یہی نتیجہ ہوتا کیونکہ حضرت فرما چکے تھے نصرت بالرعب مسیرۃ ستۃ اشھر یعنی ہم اپنے رعب و داب سے چھ مہینہ کی راہ تک مظفر و منصور ہو چکے ہین۔

بہر حال جنگ تو ہو رہی تھی۔ فوج پر فوج مدینہ سے جا رہی تھی۔ مگر نتیجہ نہ نکلتا تھا جس سے مسلمانون مین ایک جوش پیدا ہوا۔ آخر عبداللہ بن زبیر بھیجے گئے کہ جا کر حال دریافت کرین۔ جب عبداللہ بن زبیر آئے تو کیا دیکھا۔

و رای عبداللہ بن زبیر قتال المسلمین کل یوم من بکرۃ الی الظھر فاذا اذن بالظھر عاد کل فریق الی خبائہ و شھد القتال من الغد فلم یر ابن ابی السرح معھم فسأل عنہ فقیل انہ سمع منادی جرجیر یقول من قتل عبداللہ بن سعد فلہ مائۃ الف دینار و ازوجہ ابنتی وھو یخاف ص ۳۲

کہ لڑائی اس طرح ہوتی ہے کہ صبح سے دوپہر تک لڑائی ہوتی ہے۔ دوپہر کے وقت سے

جنگ موقوف ہو جاتی ہے دوسرے روز جو عبداللہ بن زبیر خود شریک جنگ ہوا تو دیکھا عبداللہ بن ابی سرح جو افسر لشکر ہے وہ جنگ مین نہ دار د وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ جرجیر بادشاہ افریقیہ نے حکم دیا ہے کہ جو شخص عبداللہ بن ابی سرح کا سر کاٹ کر لائیگا اوسکو لاکھ اشرفی انعام ملیگا۔ اور بادشاہ اپنی بیٹی کی شادی اوس سے کر دیگا اس خوف سے ابن ابی سرح شریک جنگ نہین ہوتا۔

کہیئے کیا کار نمایان ہو رہا ہے کس آرام سے لڑائی ہو رہی ہے۔ اور کیسا بہادر ہے سالار فوج جو اس خوف سے کہ کہین ہمارا سر نہ کٹ جائے جنگ سے روپوش ہے۔ ایسے بہادر افسر تو ترکی سلطان کو بھی نہ ملے ہونگے جنہون نے روس سے سازش کر کے کسقدر فوج کا نقصان کیا اور کتنا ملک نکل گیا۔

اسکے بعد عبداللہ بن زبیر نے صلاح کر کے منادی کرایا کہ جو شخص جرجیر بادشاہ کا سر لائیگا [illegible] ایک لاکھ اشرفی انعام ملیگا اور جرجیر کی بیٹی اوس سے بیاہی جائیگی پس مسلمانون [illegible]

اور دن بہر لڑائی ہوئی شام کو مسلمانونکی فتح ہوئی جرجیر ابن الزبیر کے ہاتھ سے مارا گیا

کیا اڈیٹر صاحب ایسے ہی کارہائے نمایان پر بیساختہ رضی اللہ عنہ وا [illegible] دیکھئے [illegible]

چند روز اسی طرح اور رہتا تو یقیناً خلفائے ثلثہ کی طرح فرار کرتا اور لشکر اسلام کو ایسی ہزیمت ہوتی کہ پناہ بخدا مگر وعدہ خدا لیظہرہ علی الدین کلہ ایسا تھا کہ اوس نے اپنا اثر دکھایا۔

پہلی لڑائی مین جو غنیمت ملا تھا وہ تو عبداللہ بن ابی سرح کو دیا گیا اور دوسری غنیمت کا خمس پانچ لاکھ اشرفی مروان کو دیا گیا صفحہ ۳۵ تاریخ کامل۔

اوس وقت سے عبداللہ بن ابی سرح برابر حکومت مصر پر مامور رہا اور عثمان نے سابق عاملون کو موقوف کر کے تمام تر بنی امیہ کو حکمران بنا دیا جس سے تمامی ممالک اسلام مین اسقدر فساد پہیلا کہ جو صحابہ مدینہ مین موجود تھے فاتوا عثمان فقالوا یا امیر المومنین ایاتیک عن الناس الذی یاتینا فقال ما جاء نی الا السلامہ وانتم شرکائی وشہود المومنین فاشیروا علی قالوا نشیر علیک ان تبعث رجالا ممن تثق بہم الی الامصار حتی یرجعوا الیک باخبارہم فدعا محمد بن مسلمہ فارسلہ الی الکوفۃ وارسل اسامہ بن

زید الی البصرۃ وارسل عمار بن یاسر الی مصر وارسل عبداللہ بن عمر الی الشام وفرق رجالا سواھم صفحہ ۵۹

اونہون نے آکر عثمان سے کہا کہ جو خبرین ہملوگونکو ملتی ہین وہی خبرین آپکو بھی ملتی ہین کہ نہین کہ کیا فساد ہو رہا ہے عثمان نے کہا ہمکو تو بجز سلامتی کوئی خبر نہین ملتی ۔ تم سب ہمارے شریک ہو رائے دو کیا کرین ۔ صحابہ نے کہا کچھ خاص خاص صحابہ کو منتخب کر کے جنپر تمکو وثوق ہو تحقیقات کے لئے ہر شہر مین روانہ کرو ۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ ۔ کوفہ ۔ اسامہ بن زید بصرہ ۔ عمار بن یاسر ۔ مصر ۔ عبداللہ بن عمر ۔ شام کی طرف بغرض تحقیقات بھیجے گئے انکے علاوہ اور لوگ بھی روانہ کئے گئے ۔

اسکے بعد جو صحابہ نے آکر رپوٹ خوانی کی اور عثمان نے اپنے عمال کو مکہ مین طلب کیا اور جو باتین ہوئی وہ طولانی قصہ ہے ۔ کیونکہ معویہ نے راے دیا ہے کہ جناب امیر اور طلحہ ۔ زبیر کو قتل کر ڈالنا چاہیئے الامامۃ والسیاستہ ابن قتیبہ

لہذا ہم نہین لکھتے کیونکہ صرف عبداللہ بن ابی سرح کے متعلق یہان بحث ہے جو مصر کا والی ہے حضرت عمار جب مصر مین پہونچے اور تحقیقات شروع کی تو عبداللہ بن ابی سرح نے خود عمار کی شکایت لکھی فوصل کتاب من عبداللہ بن ابی سرح یذکران عمارا قد استمالہ القوم صفحہ ۵۹

کہ عبداللہ بن ابی سرح نے لکھا عمار بھی قوم کی سازش مین آگئے ۔ اسکے بعد جو حضرت عمار کی جو حالت ہوئی مسلمانون کو معلوم ہے کہ عثمان نے انکو اسقدر پٹوایا کہ عارضہ فتق انکو ہو گیا آخر اہل مصر خود دربار خلافت مین آئے اور عبداللہ ابن ابی سرح کے ظلم کی اسقدر شکایت کی کہ عثمان نے اوسکے معزولی کا حکم دیا اور محمد ابن ابی بکر کو اوسکی جگہ والی مقرر کیا ۔ یہ لوگ مصر جا رہے تھے کہ راہ مین ایک سوار ملا جو اونٹ پر سوار چلا جا رہا ہے انلوگونکو کچھ شک ہوا تو اوسکو گرفتار کیا جسکے لوٹہ سے خط بنام ابن ابی سرح برآمد ہوا وہ خط گرفتار ہو کر مدینہ مین آیا اور سامان قتل عثمان سب مہیا ہوا ۔

یہ سب سامان تو مدینہ مین قتل عثمان کا ہو رہا ہے ۔ اور وہان مصر مین محمد ابن ابی بقیہ

ہمیں زید بن حسن بن زید یعنی ابوالیمن وغیرہ نے کتابۃً خبردی وہ کہتے تھے ہمیں
ابومنصور یعنی زریق نے خبردی وہ کہتے تھے ہمیں احمد بن علی بن ثابت نے خبردی وہ
کہتے تھے ہمیں محمد بن احمد بن رزق نے خبردی وہ کہتے تھے ہمیں ابوبکر بن مکرم بن
مکرم قاضی نے خبردی وہ کہتے تھے ہمسے قاسم بن عبدالرحمن انباری نے بیان کیا وہ
کہتے تھے ہمسے ابوالصلت ہروی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمسے ابومعاویہ نے اعمش
سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کرکے بیان کیا کہ وہ کہتے
تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اسکے دروازہ
ہیں پس جو شخص علم کو چاہے وہ اسکے دروازہ سے آئے۔ اس حدیث کو ابومعاویہ
کے علاوہ اور لوگوں نے بھی اعمش سے روایت کیا ہے ابومعاویہ پہلے اس حدیث
کو روایت کرتے تھے مگر آخر میں ترک کردیا۔ اور شعبہ نے ابواسحاق سے انہوں نے
عبدالرحمن بن یزید سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے روایت
کرکے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم باہم چرچا کیا کرتے تھے کہ اہل مدینہ میں سب سے زیادہ
عمدہ قضا کا علم رکھنے والے علی بن ابی طالب ہیں اور سعید بن مسیب نے
کہا کہ علی بن ابی طالب کے سوا کوئی شخص ایسا نہ تھا جو کہے مجھسے سوالات کرو
اور یحیی بن معین نے عبدہ بن سلیمان سے انہوں نے عبدالملک بن سلیمان سے
روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے عطا سے پوچھا کہ کیا اصحاب محمد صلی اللہ علیہ
وسلم میں علی بن ابی طالب سے زیادہ کوئی شخص عالم تھا عطا نے کہا خدا
کی قسم میں نہیں جانتا اور ابن عباس نے کہا ہے کہ علی کو نو حصہ علم کے دیئے گئے
تھے اور دسواں حصہ جو اور لوگوں کو ملا تھا اسمیں بھی وہ شریک تھے اور سعید
بن عمرو بن سعید بن عاص نے عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ سے پوچھا کہ اے
چچا لوگ علی بن ابی طالب کی طرف کیوں جھک پڑے تھے انہوں نے کہا کہ اے
میرے بھتیجے علی کو علم میں بڑا کمال تھا اور معاشرت کے بہت اچھے تھے قدیم
الاسلام تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے اور احادیث کی سمجھ

اور جنگ مین دلیری اور نفع عام کی اشیاء مین سخاوت انکی طبیعت مین تھی اور ابن عیینہ نے یحیٰ ابن سعید سے انہون نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر اس مشکل سے پناہ مانگا کرتے تھے جسکے (حل کرنیکے) لئے ابو الحسن نہون۔ اور سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے جب کوئی بات ہمارے نزدیک حضرت علیؓ سے ثابت ہو جاتی ہے توپھر ہم اس سے عدول نہین کرتے۔ اور یزید بن ہارون نے فطر سے انہون نے ابو الطفیل سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے بعض اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یہ تھا کہ اگر حضرت علیؓ کی ایک فضیلت تمام مخلوقات پر تقسیم کردی جائے توسب فائدہ مین رہین حضرت علیؓ کے متعلق اس قسم کے اقوال بہت ہین ہم اسی قدر پر قناعت کرتے ہین اور اگر ہم وہ مسائل ذکر کرین جو آپ سے صحابہ نے مثل حضرت عمر کے پوچھے توبہت طول ہو جائے۔ ترجمہ اسد الغابہ جلد ۴ صفحہ ۲۳

مین نے ابو مریم سلولی سے سنا کہ وہ کہتے تھے مینے عمار بن یاسر کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ علی بن ابی طالبؑ سے فرماتے تھے کہ اے علیؑ اللہ عزوجل نے تمکو ایسی خوبی عنایت فرمائی ہے کہ اس سے بہتر خوبی اپنے بندون مین سے کسی کو نہین دی وہ خوبی کیا ہے دنیا کی طرف سے زاہد (بے رغبت) رہنا تمکو اللہ نے ایسا بنایا ہے کہ نہ تم دنیا سے کچھ لیتے ہو نہ دنیا تم سے کچھ لیتی ہے اور اللہ نے تمکو مساکین کی محبت عنایت فرمائی ہے۔ وہ تمکو اپنا پیشوا بناکر خوش ہین اور تم انکو اپنا پیرو بناکر خوش ہو۔ پس خوشی ہو اسکو جو تم سے محبت رکھے اور تمہیر سچ بولے اور خرابی ہو اسکو جو تم سے عداوت اور تمپر جھوٹ بولے جو لوگ تم سے محبت رکھتے ہین اور تمپر سچ بولتے ہین وہ (جنت مین) تمہارے گھر کے پڑوسی اور تمہارے رفیق ہونگے اور جو لوگ تم سے بغض رکھتے ہین اور تمپر جھوٹ باندھتے ہین اللہ پر حق ہے کہ قیامت کے دن جھوٹون کے کھڑے ہونے کی جگہ پر کھڑا کرے۔ صفحہ ۲۳

ابو [illegible] سے سنا وہ کہتے تھے کہ حضرت علیؓ نے نہ کبھی اینٹ کے اوپر اینٹ رکھی اور نہ [illegible] کے اوپر لکڑی رکھی (یعنی کبھی کوئی عمارت نہین بنائی) [illegible] سے [illegible]

لئے گھریون مین آتا جاتا تھا۔ ہمین سید ابوالفتوح یعنی حیدر بن محمد بن زید علوی حسینی نے
خبر دی وہ کہتے تھے ہمین ابو محمد یعنی عبداللہ بن جعفر دورستی نے موصل مین خبر دی وہ
کہتے تھے ہمین طاہر ابو عبداللہ ہمین ابو طاہر یعنی محمد بن علی بن محمد بن یوسف نے خبر دی
وہ کہتے تھے ہمین ابو بکر بن مالک نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمین عبداللہ بن احمد بن حنبل
نے خبر دی وہ کہتے تھے مجھسے میرے والد نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمسے وکیع نے بیان
کیا وہ کہتے تھے مشعر نے ابی بحر سے اُنھون نے اپنے کسی اُستاد سے روایت کرکے بیان
کیا وہ کہتے تھے مینے حضرت علیؑ کے جسم پر ایک موٹی تہبند دیکھی جسکی نسبت وہ فرمارہے
تھے کہ مینے پانچ درم مین خریدی ہے جو کوئی مجھے اسمین ایک درہم نفع دیگا مین
اُسکے ہاتھ اسے بیچڈالونگا وہ یہ بھی کہتے تھے کہ مینے حضرت علیؑ کے پاس کچھ درہم تھیلی
مین دیکھے جنکی بابت اُنھون نے یہ کہا کہ یہ ہمارے خرچ سے بچ رہے ہین جو صاحب ضرورت
ہو وہ انکو لے لیگا۔ اور ہمسے عبداللہ بن احمد نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمسے محمد بن یحیی
ازدی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمسے ولید بن قاسم نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمسے مطیر بن
ثعلبہ تمیمی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ابو النوار پارچہ فروش نے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ علیؑ
بن ابی طالب میرے پاس آئے اور اُنکے ہمراہ اُنکا ایک غلام بھی تھا اُنھون نے دو
کرتے کپڑیکے خریدے پھر اپنے غلام سے فرمایا کہ ان مین سے جو چاہے تو لے لے چنانچہ ایک
اُسنے لے لیا اور دوسرا علیؑ نے لے لیا اور پہن لیا پھر حضرت نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور فرمایا
کہ جسقدر آستین میرے ہاتھ سے بڑی ہے اُسکو کاٹ دو چنانچہ غلام نے کاٹ دیا پس آپ
اُس کرتہ کو پہن لیا اور چلے گئے۔ ہمین عبداللہ بن احمد خطیب نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمسے
ابو الحسین بن طلحہ نعال نے اجازۃً خبر دی وہ کہتے تھے ہمین ابو الحسین بن بشران نے خبر دی
وہ کہتے تھے ہمسے اسماعیل بن محمد صفار نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمسے یحیی بن احمد نے بیان
کیا وہ کہتے تھے ہمسے جعفر بن زیاد احمر نے عبدالملک بن عمیر سے نقل کرکے بیان کیا وہ کہتے
تھے مجھسے قبیلۂ ثقیف کے ایک شخص نے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھے علی بن ابی طالب نے
مقام شاپور پر عامل مقرر کیا اور فرمایا کسی شخص کو ایک درم کی طلب مین ایک کوڑا

بھی نہ مارنا اور نہ کسی سے کچھ کھانیکو مانگنا نہ جاڑے یا گرمی کا کپڑا مانگنا نہ کوئی ایسا جانور مانگنا جس سے وہ لوگ کام لیتے ہون اور نہ کسی شخص کو جو ایک درہم کی طلب مین پریشان ہو روکنا مینے کہا یا امیرالمومنین اگر ایسا ہو گا تو مین جیسا جاتا ہون ویسا ہی لوٹ آؤنگا حضرت علیؑ نے فرمایا کہ لوٹ آ (کچھ پرواہ نہین) تیری خرابی ہونے مین تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ جو مال انکی حاجت سے زائد ہو اسکو لین۔ حضرت علیؑ مرتضیٰ کے زہد و عدل کے واقعات اسقدر ہین کہ انکا پورے طور پر ذکر کرنا ناممکن ہے لہذا ہم اسی قدر پر اکتفا کرتے ہین۔ اسد الغابہ صفحہ ۲۳ جلد ۴

ہمین ابو العباس یعنی احمد بن عثمان بن ابی علی وزواری نے اپنی سند کیساتھ استاد ابو اسحٰق یعنی احمد بن محمد بن ابراہیم ثعلبی مفسر سے نقل کرکے خبر دی وہ کہتے تھے مینے بعض کتابون مین دیکھا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہجرت کا ارادہ کیا تو علی بن ابی طالب کو مکہ مین اپنا قرض ادا کرنیکے لئے اور ان امانتون کے واپس کرنیکے لئے جو حضرت کے پاس تھین چھوڑ دیا تھا اور جس شب کو آپ غار کیطرف چلے ہین اور مشرکون نے آپکا گھر گھیر لیا ہے اسی شب کو حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ میرے بستر پر سو رہو اور رات سے فرمایا کہ میری حضرمی چادر سبز رنگ کی اوڑھ لینا انشاء اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف تمکو ان لوگون سے نہ پہونچ سکیگی چنانچہ انہون نے ایسا ہی کیا پس اللہ نے جبرئیل و میکائیل پر وحی بھیجی کہ مینے تم دونون کے درمیان مین مواخاۃ کرا دی اور ایک کی عمر بہ نسبت دوسرے کے طویل کر دی ہے اب بتاؤ تم دونون مین سے کون ایسا ہے جو اپنے ساتھی کو اپنی زندگی دیدے مگر ہر ایک نے اپنی زندگی کو ترجیح دی پھر اللہ عزوجل نے انپر وحی بھیجی کہ کیا تم دونون علیؑ بن ابیطالب کے مثل بھی نہین ہو سکتے اور اپنے نبی محمدؐ کے درمیان مین مواخات کرائی ہے (جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ) علیؑ محمدؐ کے بستر پر لیٹے ہین اور اپنی جان محمدؐ پر فدا کرتے ہین اور انکی زندگی کو اپنی زندگی پر ترجیح دیتے ہین اچھا زمین پر جاؤ اور دشمنون سے انکی حفاظت کرو چنانچہ وہ دونون زمین پر آئے حضرت جبرئیل حضرت علیؑ کے سر کے پاس کھڑے ہوئے حضرت جبرئیل یہ ندا کر رہے تھے کہ واہ کون

ہو مبارک ہو اسے ابن ابی طالب تمھارا مثل کون ہے اللہ عزوجل ملائکہ کے سامنے تم پر فخر کرتا ہے پس اللہ عزوجل نے اپنے رسول پر جبکہ وہ مدینہ کی طرف جارہے تھے حضرت علیؑ کی شان میں یہ آیت نازل کی وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ ہمیں ابو محمد یعنی عبداللہ بن علی بن سویدہ تکریتی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابوالفضل یعنی احمد بن ابی الخیر بیہقی نے اور حسین بن فرحان سمنانی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں علی بن احمد نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابوبکر تیمی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابو محمد بن حبان نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں محمد بن یحییٰ بن مالک ضبی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں محمد بن سہل جرجانی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمسے عبدالرزاق نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمسے عبدالوہاب بن مجاہد نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے قول الذين ينفقون اموالهم بالليل والنهار سرا وعلانية کی تفسیر میں روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ یہ آیت علی بن ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی انکے پاس چار درہم تھے ایک انہوں نے شب کو راہ خدا میں دیا اور ایک دنکو اور ایک چھپا کر اور ایک علانیہ طور پر۔ صـ۳۳ جلد ۴

نیز اسماعیل بن علی کہتے تھے کہ ہمسے محمد بن عیسیٰ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمسے عیسیٰ بن عثمان برادر یحییٰ بن عیسیٰ رملی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمسے اعمش نے عدی بن ثابت سے انہوں نے زربن جبش سے انہوں نے حضرت علیؑ سے نقل کرکے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے وہی شخص محبت رکھے گا جو مومن ہوگا اور وہی شخص بغض رکھے گا جو منافق ہوگا۔ ترجمہ اسد الغابہ صـ۱۸۸ جلد ۴

ہم امید کرتے ہیں کہ اڈیٹر صاحب اپنی اس روایت پر نہایت غور سے تامل فرمائینگے "کہ علیؑ کو نو حصہ علم کے دئے گئے تھے اور دسواں حصہ اور لوگوں کو ملا تھا تو سمیں بھی وہ شریک تھے" کیونکہ مایہ ناز اونکے عمر ہیں جو علم کے دسویں حصہ میں اسدرجہ کم مایہ تھے کہ بقول اڈیٹر صاحب "اگر ہم وہ مسائل ذکر کریں جو افتاء سے متعلق ہیں مثل حضرت عمرؓ کے پوچھے گئے تو بہت طول ہو جائے" تو پھر ناظرین کو اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ عمر صاحب کا علم کتنا حصہ تھا

افسوس کہ بخوف طوالت ہم انہین روایات پر قناعت کرتے ہین جنکو ڈاکٹر صاحب نے بھی صحیح اور مستند مانا ہے۔ جنسے حدیث دوم کی تصدیق مثل آفتاب تابان نمایان ہوئی کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ میرے سوا کوئی اسکا دعوی نہین کرسکتا کہ وہ عالم جمیع علوم قرآن ہے کیونکہ عمر و ابن عمر کا قول تو پہلے مذکور ہوچکا ہے کہ اس قرآن کو کوئی قرآن کامل نہ کہے تو جب ظاہری صورت مین ہی کوئی اوسکو قرآن کامل نہین کہہ سکتا تو علم ظاہر و باطن کی تکمیل کا کون متنفس دعوی کرسکتا ہے یہی سبب ہے کہ آجتک حضرات اہلسنت اپنے کسی صحابہ کا ایسا دعوی نہ پیش کرینگے جنہون نے اسکا دعوی کیا ہو کہ ہم علم قرآن کے پورے ماہر ہین۔

پانچوین حدیث مین حضرت نے نفقہ وزیر حضرت سلیمان کو بیان فرمایا ہے کہ خدا نے اونکے نسبت فرمایا عندہ علم من الکتاب کہ کتاب کا کچھ علم اونکو حاصل تھا۔ اور اپنی نسبت فرمایا وعندنا واللہ علم الکتاب کلہ کہ ہم کل علوم قرآن کے عالم ہین۔ تو یہ بھی ایسی حدیث ہے جسمین کسی طرح کا شک نہین ہوسکتا کیونکہ بتصریح رسول اللہ جناب امیر کو علم کے دس حصون مین سے نو حصہ ملا تھا۔ اور ایک حصہ سبکو ملا تھا اوسمین بھی شریک غالب جناب امیر ہی ہین تو پھر آپکے آصف بن برخیا سے بڑھکر عالم ہونے مین کیا عذر ہوسکتا ہے۔ جو صرف دسوین حصہ کے حصہ دار

تحقیق آیہ ومن عندہ علم الکتاب

رہی چھٹی حدیث جسمین حضرت نے آیہ قل کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب کی نسبت فرمایا ہے کہ خداوند عالم نے ہمکو کون کو مراد لیا ہے۔ تو اوسکی نسبت البتہ اہلسنت کچھ قیل وقال کرسکتے ہین۔ مگر وہ بھی ہٹ دھرمی ہوگی کیونکہ حق یہ ہے کہ بجز جناب امیر اس سے کوئی مراد ہو ہی نہین سکتا کیونکہ اسکے لئے پہلے تو یہ دعوی کیا گیا اس آیہ مین تحریف ہوئی کہ اصل مین ومن عندہ علم الکتاب تھا جسمین من حرف جار ہے اور عندہ اوسکا مجرور جسکے معنی یہ ہوے کہ کہہ تو کافی ہے اللہ شہادت کو درمیان ہمارے تمھارے اور خدا کی طرف سے ہے علم کتاب جس سے معنی ہی آیہ کے خبط ہوگئے۔ کیونکہ یہ دو جملہ ہوگیا جسمین کوئی ربط ہی نہین حالانکہ قرآن مروج مین ومن عندہ علم الکتاب یعنی کافی ہے اللہ شہادت کو درمیان ہمارے تمھارے اور وہ شخص جسکے پاس علم الکتاب ہے یعنی خدا نے دو شاہد قرار دیا ایک خدا

اپنی ذات مقدس کو اور دوسرے اوس شخص جو عالم علم کتاب ہے۔
اس دعوی کے متعلق تین دلیلیں پیش کی ہیں بسند ضعیف عن ابن عمر ان النبی قرء ومن عندہ علم الکتاب قال من عند اللہ علم الکتاب ص۶۹ تفسیر درمنثور جلد یہی روایت عمر سے بھی ہے اور ابن عباس سے بھی۔ مگر چونکہ پہلی ہی روایت ضعیف ہے لہذا بقیہ روایتوں کا اعتبار خود ساقط ہوگیا۔
دوسرا دعوی یہ کیا گیا کہ مراد اس سے عبداللہ بن سلام ہے جو پہلے یہودی تھے اور علمائے یہود سے تھے۔
اسی دعوی پر زیادہ زور ہے بقول عبداللہ بن سلام
تیسرا دعوی یہ کیا گیا کہ مراد اس سے عبداللہ بن سلام و جارود و تمیم داری و سلمان فارسی ہیں اس دعوی کا بطلان خود اوسی تفسیر درمنثور سیوطی میں موجود ہے عن سعید بن جبیر رض انہ سئل عن قولہ ومن عندہ علم الکتاب اھو عبداللہ بن سلام قال وکیف ھذہ السورۃ مکیہ واخرج ابن المنذر عن الشعبی رض قال ما نزل فی عبداللہ بن سلام شیء من القرآن ص۶۹
یعنی سعید بن جبیر سے پوچھا گیا کہ کیا یہ آیہ عبداللہ بن سلام کے بارہ میں نازل ہوا۔ کہا۔ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ یہ سورہ مکی ہے (اور ابن سلام کا اسلام بعد ہجرت ہے)
کہا شعبی نے کہ عبداللہ بن سلام کے بارہ میں کوئی آیہ بھی قرآن کا نہیں نازل ہوا۔
پس اس قاعدہ سے حضرت سلمان فارسی۔ جارود۔ تمیم داری سب نکل گئے کیونکہ یہ سب بعد ہجرت اسلام لائے ہیں اور سورہ مکی ہے لہذا وہی شخص مراد ہو سکتا ہے جو مکہ کے اشخاص سے ایسا ہو کہ جسکے بارہ میں ومن عندہ علم الکتاب کہا جائے۔
چوتھا دعوی یہ کیا گیا ہم اہل الکتاب من الیہود والنصاریٰ۔ مگر یہ بھی اس وجہ سے باطل ہے کہ یہود و نصاریٰ سے انکو جو کچھ سابقہ پڑا ہے مدینہ منورہ میں آنیکے بعد نہ مکہ میں۔ اور سورہ مکی ہے لہذا وہ بھی خارج ہوگئے۔
پانچواں دعوی یہ کیا گیا ہے قال جبرئیل کہ مراد اس سے جبرئیل ہیں چھٹا دعوی یہ کیا گیا

قال ھو اللہ عز وجل کہ مراد اس سے خود خداوند عالم ہے۔
مگر یہ دعوی ایسے لغو ہین کہ محتاج تو ضیح بھی نہین کیونکہ نہ حضرت جبرئیل نے خلائق کے سامنے کبھی گواہی دی نہ محمد نبی و امام اونکو دیکھ سکتا ہے۔ اور خدا کا نام تو پہلے ہی مذکور ہوا پھر کیونکر وہ مراد ہو سکتا ہے۔
تو اسقدر اختلاف کرنا خود اسکی دلیل ہے کہ اصل امر دوسرا ہے جسکے حق تلفی کے لیے یہ سب کوششین ہو رہی ہین۔ کیونکہ مکی ہونا اس سورہ کا مجبور کرتا ہے کہ نہ یہود مراد ہو سکتے ہین نہ انصاری نہ عبداللہ بن سلام نہ تمیم داری نہ جارود نہ سلمان فارسی بلکہ اس سے وہی شخص مراد ہو سکتا ہے جسکو رسول سے وہی رتبہ حاصل ہو جو حضرت سلیمان سے اونکے وزیر آصف بن برخیا کو تھی جسکے نسبت خدا کہہ چکا ہے قال الذی عندہ علم من الکتاب اور یہان ومن عندہ علم الکتاب فرمایا
اگرچہ اس موقع پر آجتک علمائے اہلسنت نے اپنے شیخین کا نام کبھی نہین لیا ہے کیونکہ اونکی حالت سبکو معلوم ہے کہ وہ کسدرجہ علم الکتاب سے بے بہرہ تھے۔ مگر باین خیال کہ شاید اس زمانہ کے جہلا سے کوئی اسکا دعوی کرے ایک روایت درمنثور سے لکھے دیتے ہین عن الزھری قال کان عمر بن الخطاب شدیدا علی رسول اللہ ص فانطلق یوما حتی دنا من رسول اللہ ص وھو یصلی فسمعہ وھو یقرء وما کنت تتلو من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون حتی بلغ الظالمون وسمعہ وھو یقرء ویقول الذین کفروا لست مرسلا الی قولہ علم الکتاب فانتظرہ حتی سلم فاسرع فی اثرہ فاسلم ص ۶۹ | اسلام عمر
یعنی عمر بن الخطاب کو حضرت سے نہایت سخت عداوت تھی ایک روز جو نزدیک گئے تو نماز مین آیہ ما کنت تتلو اور آیہ یقول الذین کفروا کو تا بہ علم الکتاب پڑھتے سنا پس اسقدر انتظار کیا کہ حضرت نماز سے فارغ ہوے بعد اسکے اسلام لائے۔
جس سے اسقدر تو یقینا معلوم ہوا کہ اسلام عمر اس آیہ کے نزول کے عرصہ کے بعد ہوا پھر کیونکر ممکن ہے کہ معنی آیہ ہوں مین داخل ہو سکین۔

## اصلاح

وہ ماہانہ رسالہ جو تیرہ برس سے فرقہ حقہ شیعہ کی حمایت اور نصرت میں جان لڑا رہا ہے۔ جبکہ کوئی اخبار و رسالہ اس فرقے کا نہ تھا اس نے قوم کی اصلاح اور مخالفین کے دفعیہ کا بیڑا اُٹھایا۔ اور قوم نے اسے کل اغراض ملکی و مالی کا اسکو سرپرست و نگران مان لیا۔

اس فرقہ اصلاح نے آجتک جسقدر کتابیں علم کلام میں شائع کیں اور جسقدر مخالفوں کا جواب دیا قوم میں مشہور ہے۔ دو سال سے تنقید بخاری کا سلسلہ جاری ہے۔ اہلسنت کے اصح الکتب بعد کتاب الباری صحیح البخاری کی شرح اس خوبی سے کیجاتی ہے کہ صحیح اور اتفاقی روایتیں الگ کیجاتی ہیں اور وضعی و غلط روایتیں الگ باوجود ان خوبیوں کے قیمت صرف دو روپیہ سالانہ۔

### تنقید بخاری

پہلا حصہ اصلاح جلد ۱۳ سے شروع ہوا اور نمبر ۱ جلد ۱۴ پر ختم ہوا اور بوجہ کثرت شوق شائقین دوبارہ یہ حصہ اول چھپوایا گیا جسمیں صحیح بخاری کے پہلے باب کی کل حدیثوں پر تفصیلی مگر مختصر نظر کیگئی ہے جسکے ملاحظے سے قدرت خدا یاد آتی ہے قیمت صرف چھ آنہ (۶)

### الشمس

الشمس نے اہلسنت کے وہ اسرار لکھے ہیں جو آج تیرہ سو برس میں نہ لکھے تھے اگر تمام عالم کے اہلسنت جمع ہوں تب بھی کوئی جواب کبھی مستقل نہیں دے سکتے۔ قیمت جلد اول ۸ جلد ثانی ۸

## نہج البلاغہ

اِس کتاب مستطاب سے کون ناواقف ہوگا کہ جناب امیر المومنین مظہر العجائب و الغرائب اسد اللہ الغالب علی بن ابیطالب علیہ السلام کے خطبات و خطوط اور مختلف حدیثیں جنپر مسلمانوں کے دین و دنیا کی ترقیوں کا دار و مدار ہے جناب سید رضی علیہ الرحمہ نے اسمیں جمع کی تھیں قدیم زمانے سے متعدد شرحیں اسکی عربی فارسی میں لکھی گئیں لیکن اُردو با اینہمہ یہ کتاب کمیاب بلکہ نایاب تھی جناب فخر الحکما و اطبا نے اسکا بامحاورہ ترجمہ کیا ہے اور مبسوط شرح فرمائی ہے مگر چونکہ کتاب بہت ضخیم تھی اسلئے یہ انتظام کیا گیا کہ ہر سال اسکے ۱۲ جزو ۲۲+۲۹ تقطیع پر شائع ہوں لہذا چندہ سالانہ مقرر کیا گیا ہے جب ماہ بماہ جزو شائع ہوتے ہیں پوری کتاب کی قیمت درجہ اول ۱۵ درجہ دوم ۱۰ علاوہ محصول

### رسالہ وضو

جسنے دنیا کو منوا دیا کہ اسلام میں مذہب حق شیعہ ہے جسکا وضو اور نماز اور اعمال مطابق کتاب و سنت ہے چالیس حدیثوں سے زیادہ کتب معتمدہ اہلسنت سے لکھی گئی ہیں کہ یہی وضو حضرت رسول اللہ کا ہے جو شیعوں میں جاری ہے قیمت ۸

### مناظرہ امجدیہ

حصہ اول جسمیں قرآن و احادیث رسول اللہ و جناب امیر و حسنین اور اقوال عائشہ و صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و علمائے اہلسنت سے بالخصوص معاویہ بن ابی سفیان لعین کے نا بعر لعنت ہونا مذکور ہے آجتک اس مد میں ایسی کوئی کتاب نہ لکھی گئی تھی۔ قیمت حصہ اول جلد ۱۱

سید نظیر حسین مینیجر




نمبر [illegible] | مقاصد و قواعد پرچہ ہذا | جلد [illegible]

(۱) کتب علم کلام مذہب شیعہ جو بیجا حملے ہوتے ہیں انکا مفصل جواب خصوصاً نجم اخبار کا جو لکھنؤ سے محض شیعوں کی مخالفت میں شایع ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ عوام الناس کو مغالطہ دینے کے لئے کتاب مستطاب استقصا پر حملہ کرے جو محال ہے

(۲) بعد فراغت اسکے ان مختصر رسائل کا جواب جو مخالفین کیطرف سے بغرض تشنیع مذہب حقہ شیعہ شایع ہوئے خصوصاً آیات بینات - ہدایۃ الرشید منہاج السنۃ ابن تیمیہ در زبان عربی -

(۳) حجم اس رسالہ کا کم از کم ۳۲ صفحہ ہوگا - مگر قوم کی توجہ سے عنقریب بڑھا دیا جائے گا -

(۴) دس خریدار دینے پر صرف الشمس اور ۲۰ خریدار دینے پر اصلاح و الشمس دونوں مفت بطور کمیشن ملینگے -

(۵) قیمت اسکی سالانہ مع محصول ڈاک ۶

(۶) مراسلات میں نمبر خریداری لکھنا ضروری ورنہ تعمیل محال

(۷) سابق مقام چھوڑتے وقت فوراً دفتر کو مطلع کرنا ہوگا ورنہ عدم وصولی پرچہ کی شکایت معاف

(۸) درصورت عدم وصول پرچہ تاریخ اشاعت سے ہفتہ تک پرچہ مفت ملیگا اسکے بعد ٹکٹ آنا چاہیے

(۹) جملہ مراسلات اڈیٹر کے نام ہونا چاہییں -

نوٹ (۱) ہمکو چونکہ اس سے صرف دینی خدمت مقصود ہے اسلئے ہم جو صاحب علم کلام میں تحریر کریں یا علمای متقدمین کی نایاب کتابیں مفصل یا مختصر تحریر فرمائیں مگر مصنف کی ذاتی تحریر نہ ہو شایع نہوگی (۲) چونکہ اس رسالہ میں خالص علم کلام کی بحث ہوگی لہذا شایقین کی خاص توجہ ضروری ہے جو شخص اس ذریعہ سے مدد کریگا اسکا بالخصوص شکریہ ادا کیا جائیگا

اڈیٹر رسالہ ہذا | مرکز اشاعت دفتر اصلاح کھجوا ضلع سارن | سید محمد حیدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# الشمس

نمبر ۴ و ۵ | بابت ماہ ربیع الثانی و جمادی الاولی سنہ ۱۳۲۹ھ | جلد ۶

## عرض اڈیٹر

(۱) الحمد للہ کہ الشمس جلد ۶ کا نمبر ۴ و ۵ آج ایک ساتھ شایع ہو رہا ہے اور امید ہے کہ نمبر ۶ بھی دو ہفتہ مین حاضر ہو۔ انشاء اللہ

(۲) الشمس مین دو مضمون بحیثیت کتاب مستقل طور پر شایع ہوتا ہے تقدیس القرآن جسمین آریہ اور وہابی کا ایک ساتھ جواب دیا گیا ہے۔ دوسرے حد السارق جسمین صرف النجم کا جواب ہے دربارہ روایات شیعہ جس سے وہ تحریف قرآن ثابت کیا چاہتے ہین اسیکے ساتھ تفسیر اہل التطہیر بھی شامل ہے کیونکہ اڈیٹر اہلحدیث نے انہین روایات کو نمونہ تفسیر شیعہ مین پیش کیا تھا۔

(۳) دونو کتابونکے صفحے علیحدہ علیحدہ ہین جو لوگ علیحدہ جلد بندھواتے ہین اونکو ان صفحات کا خیال رکھنا چاہیئے۔

(۴) ہمنے نمبر ۳ مین وعدہ کیا تھا کہ نمبر ۴ بذریعہ ویلیو ۱۲ ہر شخص کے پاس حاضر ہوگا جسکے مطلب یہ ہوئے کہ ۸ کا اضافہ کیا جاتا مگر ایک خط بھی اسکی منظوری مین نہ آئے لہذا اضافہ نامناسب سمجھا گیا اور صرف ۴ کا معمولی طور پر ویلیو جا رہا ہے امید کہ کل برادران ایمانی جو سابق سے خریدار الشمس ہین وہ اسکو بخوشی قبول کرینگے۔

(۵) ہمنے یہ بھی لکھا تھا کہ ویلیو ۱۵ رجب تک پہونچیگا مگر اسوجہ سے تاخیر ہوئی کہ بجائے ایک نمبر کے اسدفعہ دو نمبر ساتھ جاتے ہین ۴ و ۵ کیونکہ محصول خانہ وصولی ویلیو مین ضرور صرف ہوگا۔ لہذا دو نمبر ایک ساتھ کر دئے گئے۔

(۶) ہم اسکی مکرر فریاد کر چکے ہین کہ کمی اشاعت کی وجہ سے زیادہ خرابی ہوتی ہے۔ کیونکہ ۲۵۰ کا خرچ چھاپنے پر کوئی روادار نہین ہوتا۔ اسلئے ضرورت ہے کہ جسطرح ہوسکے تعداد خریدار بڑھائی جائے۔

(۷) ہم اپنی معزز قوم کا کسی طرح شکریہ نہین ادا کر سکتے جو الشمس ایسے پرچہ کی اس شوق سے خواہان ہین جسنے چھ برس کی عمر مین ایک بار بھی باقاعدہ اشاعت نہ حاصل کی۔ مگر اسکے ساتھ ہی اسکی بھی تمنا کرتے ہین کہ ایکدفعہ ہمت کرکے ہر شخص دو خریدار پیدا کرے تو کچھ بڑی بات نہین۔

(۸) قوم کا اسوقت تک سخت تقاضا تھا کہ آریونکا جواب ضرور دیا جاے مگر جب سے شروع ہوا ایسا اطمینان آگیا کہ سمجھ لیا ہمارا کل فرض ادا ہو گیا۔ اب اسکی فکر نہین ہے کہ یہ سلسلہ قائم بھی رہیگا یا نہین کیونکہ جب اشاعت اسقدر کم ہوئی تو کیا

یہ خیال کیون پیدا ہو فتح الباری صفحہ ۱۱ مین ہے ان عمر سال عن آیۃ من کتاب اللہ فقیل کانت مع فلان فقتل یوم الیمامہ فقال انا للہ و امر بجمع القرآن

یعنی عمر نے ایک آیہ کو پوچھا تو معلوم ہوا فلان شخص کے پاس تھا جو جنگ یمامہ مین مارا گیا تو عمر نے کہا انا للہ اور حکم دیا کہ قرآن جمع کیا جائے۔

(۷) کسقدر خلاف واقع ہے کیونکہ صحیح بخاری مین صاف ارسل الیّ ہے کہ تنہا ابو بکر نے ہمکو بلا بھیجا "اصحاب کے کمیشن" کا کہان ذکر ہے۔ اگر آپکو یہ شبہہ لفظ کلفونی سے پیدا ہو کہ لوگون نے ہمکو دیا تو اسکا جواب ابن حجر نے دیدیا ہے فی روایت شعیب عن الزہری لو کلفنی بالافراد صفحہ ۱۲ کہ روایت شعیب مین کلفنی ہے کہ صرف ابو بکر نے حکم دیا۔

(۷) بس اصل مطلب آپکا یہی ہے کہ اس خیال کا موجد عمر صاحب کو بنائے۔ جسکے لئے یہ ساری تقریر ہوئی۔ مگر افسوس اس احسان فراموشی کا کیا علاج ہے کہ جسنے جمع قرآن مین اتنی زحمتین اوٹھائین وہ سب عمر صاحب کی خاطر خاک سیاہ کر دی گئین کاش آپ اپنے علامہ حافظ ابو عمر صاحب کی استیعاب ہی دیکھ لیتے جو لکھتے ہین۔

واما حدیث انس بن مالک ان زید بن ثابت احد الذین جمعوا القرآن علی عہد رسول اللہ یعنی من الانصار فصحیح یعنی انس بن مالک کی یہ روایت کہ زید بن ثابت نے عہد رسول اللہ مین قرآن کو جمع کیا تھا۔ صحیح ہے۔

تو کہئے روایت کنز العمال صحیح ہوئی یا نہین جسمین اولیت خیال کی زید بن ثابت کی طرف دیگئی تھی جسکے معارض آپکی دوسری روایت بخاری ہے جسکی موضوعیت اسی سے ظاہر ہے کہ اسمین انکار زید کا اظہار کیا گیا ہے حالانکہ زید تو عہد رسول اللہ مین جمع کر چکے تھے پھر کیونکر کہہ سکتے تھے کہ وہ کام کیونکر کروگے جسے رسول اللہ نے نہین کیا تھا۔

اب دیکھئے دو معارض حدیثین آپکے سامنے پیش ہین اور دونو صحیح ہین۔ پھر کسکو ترجیح دیتے ہین۔ کیونکہ اگر اسکو قبول کرتے ہین تو وہ روایت جاتی ہے جسمین عمر صاحب کی اولیت کا خیال بیان کیا گیا۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ زید نے اسے ابھی نا ہی سے جمع کیا کیونکہ اوسی استیعاب مین ہے فلو کان زید جمع القرآن علی عہد رسول اللہ لاملاہ من صدرہ وما احتاج الی ما ذکر [؟]

ابطال اولیت خیال عمر جمع قرآن

یعنی اگر زید عہد رسول مین قرآن کو جمع کئے ہوتے تو اپنی یاد داشت پر لکھدیتے نہ کہ وہ اسکے محتاج ہوتے کہ لوگون سے پوچھ پوچھ کر لکھین۔

غرض ہمارا استدلال آپکے مقابلہ مین صرف اسی سے تمام ہوگیا کہ روایت جمع زید بعہد رسول اللہ صحیح ہے جس سے کنز العمال والی روایت صحیح ثابت ہوئی آگے آپ جانئے اور آپکی متضاد صحیح روایتین۔

پھر عقل بھی تو کوئی چیز ہے کہ جو شخص ہمیشہ کاتب قرآن رہا اوسکو تو جمع قرآن کا نہ خیال ہو اور خیال ہوا تو کسکو کہ یہود کی کتاب کا علم حاصل کرو کہ ہمکو اونپر اطمینان نہین ہے جسکو زید نے پندرہ روز مین حاصل کرلیا۔ اصابہ صفحہ ۲۳ جلد ۳

برخلاف اسکے عمر صاحب نے جب توراۃ وغیرہ حاصل کیا ہے تو حضرت کا چہرہ مارے غصہ کے متغیر ہوا اور ابوبکر صاحب نے گالی دی اور مارا جیسا کہ ازالۃ الخفا مین ہے

تو پھر کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ زید کو تو اسکا خیال نہوا اور خیال ہوا تو عمر صاحب کو جنکو علم سے کوئی واسطہ ہی نہ تھا۔

جس ہمدردی سے آپنے عمر صاحب کو موصوف کرنا چاہا ہے اوسکو آپکے علما بحمایت خلیفہ اول بھی خاک مین ملاچکے ہین کیونکہ فتح الباری مین ہے عن ابن شہاب قال لما اصیب المسلمون بالیمامہ فزع ابوبکر وخاف ان یہلک من القراء طائفۃ فاقبل الناس بما کان معھم وعندھم حتی جمع علی عہد ابی بکر فی الورق فکان ابوبکر اول من جمع القرآن فی المصحف صفحہ ۲۲۴

یعنی جب جنگ یمامہ مین مسلمان مارے گئے تو ڈرے ابوبکر اور خائف ہوئے کہ قاری لوگ مارے نہ جائین۔ پس جس جس کے پاس قرآن تھا وہ لایا یہانتک کہ جمع ہوا عہد ابوبکر مین ورق مین پس تھے ابوبکر پہلے جمع کرنیوالے قرآن کے۔

اس روایت نے جہان زید بن ثابت کو اوڑایا وہان عمر صاحب کو بھی اوڑادیا کیونکہ خوف اسکا ابوبکر ہی صاحب کے دل مین پیدا ہوا نہ عمر صاحب کے دلمین۔

اب کہئے کسپر ایمان لائیگا ابوبکر صاحب کو خیال جمع قرآن کا موجد کہئے گا یا عمر صاحب کو یا زید

[illegible]

بن ثابت کو جو عہد رسول سے بروایت استیعاب جامع قرآن تھے۔

**اولیت جامعیت قرآن جناب امیرؑ**

کیا آپ اختلافوں کی اصل وجہ بتا سکتے ہیں کہ کیوں اسدرجہ اختلاف کیا گیا؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ آپکو بعلم الیقین معلوم ہے کہ جامع قرآن جناب امیرؑ تھے اور صرف جناب امیرؑ جنکو رسول اللہ ص نے حدیث انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اھلبیتی مین اطاعت وانقیاد مین شریک قرآن فرمایا ہے۔ اور اسی حکم کی مخالفت مین آپکے عمر صاحب نے حسبنا کتاب اللہ کہا تھا جسکی پچ مین آپ کہہ رہے ہین کہ جمع قرآن کا خیال سب سے پہلے عمر صاحب کو ہوا۔

جناب امیرؑ کے جمع قرآن کا مکرر سہ کرر تذکرہ ہو چکا ہے۔ لہذا حاجت تکرار نہین صرف روایت الد الخصام شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا میں کافی ہے

ولضیب او از احیاء علوم دینیہ آنست کہ جمع کرد قرآن را بحضور آنحضرت ص و ترتیب دادہ بود آنرا لیکن تقدیر مساعد شیوع آن نشد اخرج ابو عمر محمد بن کعب القرظی قال من جمع القران علی عھد رسول اللہ و ھو حی عثمان بن عفان و علی بن ابیطالب و عبد اللہ بن مسعود من المھاجرین وسالم مولی ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ مولی لھم لیس من المھاجرین صـ ۲۷۲ مقصد دوم

یہ تو ابتدا سے جمع قرآن تھا کہ خود عہد رسول مین جمع کیا اور ترتیب دیا تھا۔ بعد وفات رسول کا حال ابن اسپس فتح الباری سے دیکھ آیئے کہ حضرت نے عہد کر لیا تھا کہ جبتک قرآن کو جمع نہ کرلینگے اسوقت تک ردا دوش پہ نہ ڈالینگے۔

پھر یہ بھی دیکھ لیجئے کہ جناب امیرؑ کا جمع کیا ہوا قرآن کس شان کا تھا فتح الباری مین ہے وتقدم عن علی انہ جمع القران علی ترتیب النزول عقب موت النبی ص صـ ۱۲ جلد ۹

یعنی حضرت علیؑ نے بعد موت نبی جمع کیا تھا قرآن مطابق ترتیب نزول۔

پھر آخری حال بھی سن لیجئے کہ اوسی ازالۃ الخفا مین ہے علی شتام مصحف بر داشتند کہ و میان ما و شما این قرآنست است و حضرت فرمود کہ این قرآن قرآن صامت است و من قرآن ناطقم صـ ۲۷۶

پس اگر آپکو کچھ علم القرآن کا ادراک ہے علم الاحادیث سے واسطہ ہے تو آپ خود سمجھ جائینگے
کہ یہ اولیت کا جھگڑا پھیلایا گیا ہے وہ صرف اس غرض سے کہ اس اختلاف کے ذریعہ سے جناب
امیر کا نام محو ہو جائے ابوبکر۔ عمر۔ زید بن ثابت کے جھگڑے مین اوبجھ کر رہ جائین والحق یعلو ولا یعلی

اصلیت اسکی یہ ہے کہ جب جناب امیر وہ قرآن لیکر مجمع صحابہ مین لیگئے ہین تو سب سے پہلے عمر
صاحب نے کہا ہمکو اسکی ضرورت نہین پہلے تو چاہا کہ قرآن کا وجود ہی مٹا دیا جائے جمع ہی نہ کیا جائے
اس بنیاد پر کہ رسول اللہ صلعم نے نہین جمع کیا تھا جب مسلمانون نے زور دیا ہے تو یہ کارروائی کی گئی
کہ اسطرح ایک مجموعہ مرتب کر دیا گیا کہ جو جس سے ملا وہ لکھ لیا گیا جسمین نہ ترتیب نزول کا خیال تھا
نہ کوئی اصول و قاعدہ۔

اسلئے آخری تدبیر اسکی کہ کسی طرح جناب امیر کا یہ کام چھپ جائے۔ یہ کی گئی کہ اولیت جمع قرآن
بھی درگاہ کی ریوڑی بنا دی گئی کہ بے شمار نام لکھدئے گئے ملاحظہ ہو عینی ص۳۱ جلد ۹
خلفائے اربعہ۔ عبداللہ بن عمرو عاص۔ عبادہ بن صامت۔ ابوایوب خالد بن زید۔ ابوموسی اشعری
مجمع بن جاریہ۔ قیس بن ابی صعصعہ۔ عمر ابن زید انصاری۔ سعد بن عبید بن نعمان اوسی۔
ام ورقہ بن نوفل۔ طلحہ۔ سعد۔ ابن مسعود۔ حذیفہ۔ سالم۔ ابوہریرہ۔ عبداللہ بن سائب۔ عبادلہ
اور عورتون سے عائشہ۔ ام سلمہ۔ حفصہ۔ تمیم بن اوس داری۔ عقبہ بن عامر۔ ابو حلیم معاذ۔ فضالہ
بن عبید۔ مسلمہ بن مخلد۔ حالانکہ صحیح بخاری مین بلکہ حصر پانچ ہی آدمی کا نام ہے۔

جس سے آپ خوب سمجھ سکتے ہین کہ اصلی غرض اسکی صرف اسقدر رہے کہ جناب امیر کا یہ شرف محو ہو جائے
اور سب حصہ دار بنا دئے جائین مگر حدیث انی تارک فیکم الثقلین ایسی حدیث ہے کہ سبکو ہوا کر دیتی ہے

اوڈیٹر صاحب فرماتے ہین کہ روایت جمع زید بعہد رسول اللہ صحیح ہے جس سے وہ روایت صحیح
بخاری غلط ہو گئی جسمین بیان کیا گیا ہے کہ زید نہین راضی ہوتے تھے۔

اسیطرح روایت ازالۃ الخفا کا یہ حصہ بھی غلط ہوا کہ عثمان نے بعہد رسول اللہ جمع کیا تھا کیونکہ
اگر وہ جمع کئے ہوتے تو کتابت قرآن کے بعد اونکو اسکی ضرورت نہ ہوتی کہ حضرت حفصہ سے قرآن
منگائین۔ اور فرمائین ان فی القران لحنا سیقیمہ العرب کہ قرآن مین غلطی رہ گئی ہے جسکو
عرب اپنی زبان سے درست کر لینگے۔ حالانکہ روایت صحیح بخاری بالکل اسکے خلاف ہے۔

**قول مسافر ایک اور زبردست شہادت** ابن شہاب سے منقول ہے ۔ کہا انہون نے پہونچا ہمین
اُن سے یہ کہ نازل ہوا تھا قرآن بہت سا پس قتل ہوگئے علما اس کے جنگ یمامہ مین اور جو وہ علما
تھے جنہون نے قرآن کو بخوبی یاد کیا تھا ۔ بعد اون کے وہ قرآن کسی کو نہ معلوم ہوا ۔ اور نہ لکھا گیا
اور جب جمع کیا ابوبکر و عمر و عثمان نے قرآن کو تو وہ قرآن بعد قتل یمامہ کسی کے پاس نہ پایا گیا تو
جیسا کہ ہم کو معلوم ہوا ہے ۔ یہی امر باعث ہوا ہے اس کا کہ وہ تلاش کرین قرآن کو ۔ پس جمع کیا گیا
مصحف خلافت ابوبکر مین اس خوف سے کہ رجال مسلمین قتل ہوجائین جیسا کہ پہلے بہت کچھ قرآن سے
پس مارے جائین وہ لوگ اور اونکے ساتھ برباد ہو بہت کچھ تاکہ پھر کسی کے پاس نہ پایا جائے ۔ پس خدا
نے توفیق دی عثمان کو کہ لکھوایا ۔ اس کو مصحف مین اور بھیجا اسکو دیار و امصار مین (کنز العمال) **مسافر** ۹

**مسلمان** یہ روایت[1] ابن ابی داؤد کی کتاب کی ہے جو کنز العمال جلد اول کے صفحہ ۲۰۹ پر ہے یہ کتاب
بھی مثل کتاب ابن الانباری کے ضروری الصحت نہین ہے بلکہ یہ دونون کتابین آج تک ہندوستان
مین شاید ہی کسی کے پاس ہون ۔
(۲) ماسوا اسکے یہ روایت بھی صحیح روایات کے مخالف ہے کیونکہ صحیح روایت جو بخاری وغیرہ سے
اسی کنز العمال جلد اول مین منقول ہے یہ ہے ۔

ان القتل قد استحر بقراء القرآن فی ھذا المواطن یعنی یوم الیمامۃ وانی اخاف
ان یستحر القتل فی سائر المواطن فیذھب القرآن صفحہ ۲۰۹

یعنی حضرت ابوبکر زید بن ثابت کو کہتے ہین کہ عمر نے مجھ سے یہ کہا ہے کہ یمامہ کی جنگ مین بہت سے
حافظ شہید ہوگئے ہین (یہ کہکر عمر کہتے ہین) مجھے خوف ہے اسی طرح اگر آیندہ بھی جنگ ہوئی تو بوجہ
قتل کل حفاظ کے قرآن اُٹھ جائیگا ۔

(۳) اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکر نے بمشورہ حضرت عمر محض پیش بندی کے طور پر ایسا
کیا ورنہ اوس وقت قرآن مجید کے حافظ بہت سے موجود تھے نہ یہ کہ سب قتل ہوچلے تھے (۴) اچھا اگر
قتل ہوچکے تھے تو خود چارون خلفا اور زید بن ثابت حضرت ابو عبیدہ فاتح دمشق وغیرہ تو زندہ
موجود تھے ۔ اسلئے مسافر کی منقولہ روایت بمقابلہ ان صحیح روایات کے غیر معتبر ہے ۔
(۵) یہ تو ہے جواب بقاعدہ محدثین اور اہل روایت ۔ اب سنئے ! ابن زہری کے ان

اقوال منقولہ کو صحیح مان کر بھی جواب دیتا ہون - ابن شہاب نے زہری کے دوسرے قول مین جن علماء حافظین کے مرنے کی خبر دی ہے ان کی تعداد خود زہری کے قول مین چار سو آئی ہے جو مسافر نے خود نقل کی ہے - چار سو حفاظ کے شہید ہونے سے صاف ظاہر ہے کہ باقی زندہ تھے کیونکہ ان چار سو کے قتل ہو جانے سے باقیون کا قتل ہو جانا لازم نہین آتا -

پس⁽⁶⁾ ابن شہاب کے دوسرے قول کی تفسیر اوس کے پہلے قول سے ہو کر ہمارے کسی طرح مخالف نہ رہا - ان مسافر کا کذب ثابت ہوا جو اسی قول سے بطور نتیجے کے نکلتا ہے -

جب جنگ یمامہ ہوئی تو اوس مین اسلام کے جس قدر بھی حافظ و عالم تھے سب قتل ہو گئے اور اصل قرآن کا بھی یون اون کے ساتھ ہی خاتمہ ہو گیا -

مسافر نے سمجھا کہ یہ خاتمہ ویسا ہی ہوگا جیسا کہ بودھون کے زمانہ مین ویدون کا خاتمہ ہوا تھا - او مسافر! اگر⁽⁷⁾ تمام قرآن کا خاتمہ ہو گیا ہوتا تو تمھارے ہی منقولہ قول اول مین - یہ لفظ کیون ہوتے جو زید بن ثابت نے بعد جنگ یمامہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہے تھے کہ

ان ذھب القرآن ذھب دیننا،

جسکا ترجمہ تمنے خود لکھا ہے کہ "اگر جاتا رہا قرآن تو جاتا رہے گا ہمارا دین بھی" آگرے کے رہنے والے اس اگر کو غور سے دیکھین کہ اس سے آیندہ کا خوف ثابت ہوتا ہے یا یہ گذشتہ زمانہ کی خبر ہے - مگر اڈیٹر مسافر چونکہ علم و عقل کا دھنی ہے لہذا وہ ایسی باریک باتین سمجھنے مین واقعی معذور رہے جس کی شان مین کہا گیا ہے ؎

لطف پر لطف ہے املا مین مرے یار کے یار ۔ ہاے حطی سے لکھتا ہے ہوز سے حمار

پس⁽⁸⁾ اس جواب کے بعد تمھاری تشریحی عبارت کا جواب دینا کچھ ضرور نہین کیونکہ تمنے انہی معیا کی تشریح کی ہے جن کا جواب ہم دے چکے ہین - باقی ایجا د بندہ ہے -

شرح مقاصد کے حوالہ سے جو تم لکھتے ہو قولہ

"فرماتے ہین علامہ تفتازانی کہ تو پائیگا اس قرآن مین اس اختلاف کو جو سنا گیا ہے اصحاب قرات سے کہ وہ زیادہ ہے ۔ بارہ ہزار سے" صفحہ کالم ۲

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تم فن تصنیف مین بھی نوگ کا عملی ثبوت دیتے ہو یعنی کسی مصنف

ہے اردو رسائل میں سے جو مسلمانوں کے مضامین اختلافات میں چھپتے ہیں۔ مدد لیکر تنقید لکھ رہے
ہو۔ ورنہ اگر تم یا تمہارے اصلی رازقنے شرح مقاصد کو دیکھکر اس سے یہ اعتراض نقل کیا ہوتا
تو تمہیں وہیں اس کا جواب ملجاتا۔ تمنے تو شرح مقاصد کا حوالہ نہیں دیا اور اس کی وجہ یہ
ہوگی کہ جس رسالہ سے تمنے مدد لی ہے اُس نے اصل کتاب کا حوالہ نہ دیا ہوگا۔ مگر ہم تمہیں بتاتے
ہیں کہ یہ اعتراض شرح مقاصد جلد ۲ صفحہ ۱۰۰ مطبوعہ مصری میں مرقوم ہے۔ علامہ موصوف اس مقام پر
ملحدین۔ معاندین۔ اعداء الدین کے اعتراضات قرآن مجید پر نقل کرتے ہیں۔ اون میں سے
ایک یہ بھی ہے جو تم نے نقل کیا ہے یہ نہیں کہ علامہ اپنی تحقیق اور اپنا مذہب اسیکو قرار دیتا
ہے۔ بلکہ اپنے وقت کے ملحدین کے اقوال نقل کرتا ہے۔ اچھا ہوا کہ قدیم ملحدوں کے اعتراضات نئے
ملحدوں نے پسند کئے اور اون کو اپنا ترکہ اور ورثہ سمجھکر لے لیا۔ بہت خوب حق بحق دار رسید۔
اس بناء پر ہم پیشگوئی کرتے ہیں کہ آئندہ کسی مقام پر قرآن کی نص صریح (صراحت عبارت) سے یہ دکھا کر
مدعی ہوگے کہ قرآن خدا کا کلام نہیں ہے اور جناب رسالتمآب فخر موجودات علیہ افضل التحیۃ
والصلوٰۃ رسول اور نبی نہیں ہیں۔ اور اس اپنے دعوی پر آیات ذیل پیش کروگے۔

ما انزل اللّٰہ من شیء (خدا نے کوئی کلام نہیں اوتارا)

لست مرسلا (تو رسول نہیں ہے)

اور یہ نہیں ذکر کروگے کہ یہ کلام تمہارے ہی جیسے کفار کا ہے جب تم ایسا کروگے تو مسلمانوں میں
اس کے جواب میں لکھا جائیگا کہ ع

اونہوں نے خود غرض مطلبی کہیں دیکھی نہیں شاید — وہ جب آئینہ دیکھینگے تو ہم اون کو بتا دینگے

تقدیس القرآن۔ آریہ کا جواب یہاں بھی وہی ہے جو پہلے لکھا گیا کہ اس روایت سے بھی کسی
طرح آپکا دعوی ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ آپکا دعوی تھا یارہ ہزار اختلاف خلیفہ عمر کی مخالفت قرآن
سے "جسکا ایک حرف بھی اس روایت سے ثابت نہیں کیونکہ اس روایت کا مطلب صرف اسقدر
ہے کہ پورا قرآن کسی کے پاس نہیں ملا جو حافظ جمیع قرآن تھے۔ وہ سب مارے گئے پھر اس کے
کس لفظ سے قرآن میں اختلاف ثابت ہوا یا عمر صاحب کی مخالفت قرآن سے جسکا آپنے دعوی کیا
تھا۔ دعوی پر دلیل دکھائیے تو جواب لیجئے۔ ورنہ یہ دعوی دلیل تو ایسا ہے کہ آپ کہئے خدا۔

روح مادہ قدیم ہے۔ کیونکہ سمندر کا رنگ سبز ہے۔ اگر اس دلیل سے آپکا دعوی ثابت ہو سکتا ہے تو بیشک اس دلیل سے بھی قرآن کا بارہ ہزار اختلاف ثابت ہوگا۔

(۲) مسلمان کا جواب تو افسوس قدر مضحکہ خیز ہے جسکی حد نہیں نمبروار ملاحظہ فرمائین۔

(۱) ملتزم الصحۃ نہونے سے آپکا کیا فائدہ جبتک کتاب کی موضوعیت ثابت کیجئے یا اصل روایت کی کیونکہ ہزارون روایتین غیر ملتزم الصحۃ کتابون کی عند الضرورت صحیح مانی جاتی ہین ۔ رہا یہ جملہ کہ "آج تک ہندوستان مین شاید ہی کسی کے پاس ہو"

ایسا مضحکہ خیز ہے کہ قابل بیان بھی نہین۔ کیا آپکے پاس ازالۃ الخفا نہین ہے جسکا اشتہار دیکھے ہین تو کیا اس سے یہ کہہ سکتے ہین کہ اوسکی روایت صحیح نہین کیونکہ میرے پاس نہین ہے۔

(۲) یہ بھی غلط ہے کہ وہ روایت صحیح بخاری کے مخالف ہو۔ بلکہ موافق ہے صرف اس اجمال و تفصیل کا فرق ہے کیونکہ روایت بخاری مین اسقدر تو آپ بھی مانتے ہین" اسی طرح اگر آیندہ بھی جنگ ہوئی تو بوجہ قتل کل حفاظ کے قرآن ادٹھ جائیگا" تو پھر کنز العمال کے اس قول کے ماننے مین کیا عذر ہے" اور جب جمع کیا ابوبکر و عمر و عثمان نے قرآن کو تو وہ قرآن بعد قتل یمامہ کسی کے پاس نہ پایا گیا" کیونکہ مطلب دونون کا ایک ہے۔ وہان خوف ہے قبل از واقعہ اور یہان خبر ہے بعد از وقوع واقعہ پھر اس سے تعارض کہان نکلا۔

کیا اگر کوئی طبیب کسی مریض کی نسبت کہے کہ حالت اوسکی خطرناک ہے۔ اور دوسرا اوسکے بعد کہے کہ وہ مرگیا۔ تو ان دونون مین تعارض ہوگا۔

(۳) ہان صاحب روایت بخاری مین یونہی ہے مگر وہ روایت تو قبل از جمع قرآن کی ہے۔ اور یہ روایت کنز العمال بعد از جمع کی ہے۔ تو پھر دونون مین تناقض کہان رہا جب زمان بدل گیا۔ در تناقض ہشت وحدت شرط دان ۔ وحدۃ موضوع و محمول و مکان۔

اڈیٹر صاحب آپ تو بڑے منطقی ہین پھر کیون ایسی بہکی بہکی باتین کہتے ہین کہ جو حدیثین متفق ہون اونکو بھی مختلف بناتے ہین کہ صرف بوجہ آپکو اختلاف پسند ہے۔

(۴) سب سے زیادہ لطیف جلسہ ہے کہ چارون خلفا تو موجود تھے۔ کیونکہ ابوبکر عمر کو تو آجتک کسی نے حافظ نہین کہا خصوصاً عمر صاحب جنہین بارہ برس مین جاکہ کہین سورہ بقرہ یاد ہوا۔ یعنے

رحلت رسول اللہ کے دو تین برس بعد عثمان صاحب کا قرآن سے بے بہرہ ہونا پہلے بیان ہوا کہ اگر وہ حافظ قرآن ہوتے تو یہ نہ کہتے ان فی القران لحنا سیقیمہ العرب رہے جناب ابی تو وہ بیشک حافظ و جامع قرآن تھے۔ مگر اوس سے آپکو کیا۔ حضرت ہی کے جمع کئے ہوئے قرآن کے لینے سے انکار کے بعد تو یہ سب خرابی پیدا ہوئی۔

اسی طرح زید بن ثابت کی بھی حافظیت استیعاب سے باطل ہو چکی کہ اگر وہ حافظ ہوتے تو دوسروں کے کیوں محتاج ہوتے۔ اور ابو عبیدہ کو تو کسی نے حافظ قرآن لکھا ہی نہیں۔ پھر یہ ایسی عنایت اونپر کہاں سے مبذول ہوئی جو اونکو حافظ قرآن بنا دیا۔

اوڈیٹر صاحب آپکے حافظ ابن الحجر تو کسی کے بھی حافظ قرآن ہونے کے قائل نہیں معلوم ہوتے فرماتے ہیں وھذا یدل علی ان کثیرا من قتل فی وقعۃ الیمامہ کان قد حفظ القران لکن یمکن ان یکون المراد ان مجموعھم جمعہ لا ان کل فرد فرد جمعہ ص ۲۲۹

یعنی یہ تو اس روایت سے معلوم ہوا کہ بہت سے حافظ قرآن جنگ یمامہ میں مارے گئے۔ مگر ممکن ہے کہ مراد یہ ہو کہ مجموعہ اون لوگوں کا جامع ہو۔ نہ یہ کہ ہر ہر فرد نے جمع کیا ہو۔ جس سے معلوم ہوا کہ وہ اون لوگوں کو بھی پورے قرآن کا حافظ نہیں مانتے حالانکہ حدیث میں اسکی تصریح موجود ہے۔ تو پھر پسماندگان کی نسبت کیونکر اس کا خیال ہو سکتا ہے کہ وہ حافظ کل قرآن تھے۔

حالانکہ خود ہی لکھتے ہیں فلما قتل سالم مولی ابو حذیفہ خشی عمر ان یذھب القرآن فجاءوا الی ابی بکر و سیاتی ان سالما احد من امر النبی باخذ القران منہ ص ۲۲۹

یعنی جب سالم مولی ابی حذیفہ قتل ہوے تو عمر ڈرے کہ قرآن جاتا رہے تو ابوبکر کے پاس آئے اور قریب ہے کہ ناسکایان آئے کہ سالم وہ تھے جنسے حضرت نے اخذ قرآن کا حکم دیا تھا۔

جس سے معلوم ہوا کہ سالم پورے حافظ تھے کیونکہ اگر پورے حافظ نہ ہوتے تو اونکے قتل سے اسکا خوف کیوں ہوتا کہ قرآن جاتا رہیگا۔

اب آپ ہی انصاف سے فرمائیے کہ کنز العمال اور صحیح بخاری کی روایت میں توافق ثابت ہوا

یا انکار ہو ۔ اور یہ بھی دلیل کر آپ نے جن لوگون کا نام لیا ان کا ظہر حافظ ہونا بہ استثنا جناب حیدر معلوم ہوا یا نہین پھر روایت منقولہ مسافر آپکا کیا اعتراض ہو سکتا ہے ۔

اڈیٹر صاحب تکذیب اربعہ کیلئے کہا لیس کاتب کہا زاد المعاد ابن القیم او مثالات کہ اہمین شہو ہے ۔ اور اثبات حافظیت خلفاے اربعہ والو عبیدہ کیلئے صحیح بخاری بھی نہین دیکھتے جسمین بتصریح لکھا ہے عن انس بن مالک من جمع القران علی عهد النبیؐ قال اربعة کلهم من الانصار ابی بن کعب ومعاذ بن جبل وزید بن ثابت وابو زید ۔ پھر لکھتے ہین عن انس قال مات النبیؐ ولم یجمع القران غیر اربعة ابو الدردا ومعاذ بن جبل وزید بن ثابت وابو زید ۔ فتح الباری جلد ۹

یعنی کہا انس نے جسوقت وفات پایا رسول اللہ نے تو اوسوقت تک ان چار آدمیون کے سوا کسی نے قرآن کو جمع نہین کیا تھا ۔ ابو دردا ۔ معاذ بن جبل ۔ زید بن ثابت ابو زید ابی بن کعب جس سے معلوم ہوا کہ یہی پانچ آدمی جامع قرآن تھے یہ عہد رسول اللہ جسمین سے کوئی بھی بہ استثنا زید بن ثابت جمع قرآن مین شریک نہین کیا گیا ۔

پھر خلفاے ثلثہ اور ابو عبیدہ کا نام خلاف تصریح بخاری کیون لکھدیا جسمین حصر کیا ہے کہ انکے سوا اور کوئی جامع قرآن نہین ہوا ۔

تو آپکا خلفاے ثلثہ کی نسبت دعوی کرنا کیا موجب تکذیب صحیح بخاری نہین ہے ؟ تو پھر کیا اسکے بعد آپ مسلمان یا اہلحدیث رہ سکتے ہین ؟

(د) خدا کی شان آپ اور رد احادیث و اہل روایت کو سمجھئے ! حالانکہ جو محدث کہلاتا ہے وہ احادیث مختلفہ مین توافق پیدا کرتا ہے اور جو اناڑی ہوتا ہے وہ ادنی لفظ سے اختلاف نکالتا ہے ۔ نہ یہ کہ عامیانہ طور پر کہدے " یہ کتاب بھی مثل کتاب الابرار کے مزوری اصح نہین ہے " حالانکہ یہ لفظ مزوری اصح بھی ایکا خاص ہے علماء محدثین اس فرق پر مرتبہ اصحیت کہتے ہین کہ دونون مین فرق ہے ۔

سوال بحث تسلیم ... جو جواب دیا ہے وہ طرز و بھی مردود ہے کیونکہ جب حدیث کنز العمال مین ... طور پر موجود ہے ... آن بعد ... ہو سکے ... یہ لفظ کیا کام

کیا کام دیتی ہے" انکی تعداد خود زہری کے قول مین چارسو آئی ہے جس سے صاف ظاہر ہو
کہ باقی زندہ تھے کیونکہ ان چارسو کے قتل ہوجانے سے باقیون کا قتل ہوجانا لازم نہین آتا۔
کیونکہ مطلب تو اوس فقرہ سے ہے کہ پھر وہ قرآن بعد قتل یمامہ کسی کے پاس نہ پایا گیا جو ثابت
رہا نہ یہ کہ چارسو حافظ سے بحث ہو یا سات سو حافظ سے جیسا کہ ابن حجر نے لکھا ہے قیل سبعمأۃ
وقیل اکثر منہ

کہ کہا گیا ہے سات سو حافظ تھے اور کہا گیا ہے اس سے بھی زیادہ - کیونکہ لاکھون یا کڑورون بھی
بچے ہون تو وہ قول تو نہین غلط ہوسکتا جو کہا "وہ قرآن بعد قتل یمامہ کسی کے پاس نہ پایا گیا"
حالانکہ صحیح بخاری مین صاف طور پر مرقوم ہے کہ حافظ قرآن صرف پانچ ہی تھے تو باقی لوگ
کہان سے حافظ قرآن بنگئے جنکی نسبت ارشاد ہوا کہ باقی زندہ تھے کیونکہ وہ سمجھ تو تصریح ہے
"وہ قرآن پھر کسی کے پاس نہ پایا گیا" تو اگر باقی رہے تو وہی لوگ جنکو دو چار آیہ یا دو چار
سورہ یاد تھا جیسا کہ مکرر مذکور ہوا کہ کوئی ایک آیہ لاتا کوئی دو آیہ اور وہ لکھ لیا جاتا -

(۷) جب یہان آپ اجمال و تفصیل کے قائل ہین کہ ابن شہاب کا دوسرا قول پہلے قول کا
مفسر ہے تو روایات بخاری کو بھی اسمین ملا لیجئے کہ یہ سب و نیز کنز العمال کی اوسکی مفسر
ہین بخاری کا بیان قبل از واقعہ ہے کہ عمر ابوبکر کو خوف ہوا - اور یہان یہ بیان ہے کہ وہ سب
مارے گئے -

رہا یہ امر کہ اس سے قول مسافر باطل ہوا جسنے بطور نتیجہ لکھا تھا جب جنگ یمامہ ہوئی تو اوس میں
اسلام کے جسقدر بھی حافظ و حامل تھے سب قتل ہوگئے اور اصل قرآن کا بھی یون اونکے ساتھ
خاتمہ ہوگیا"

تو اسکا بطلان ایسا ہی ہے کہ کسی دلیل کی بھی حاجت نہین کیونکہ جب اصل روایت مین
یہی فقرہ ہے "وہ قرآن بعد جنگ یمامہ کسی کے پاس نہ پایا گیا" تو پھر مسافر کا نتیجہ بہت صحیح ہوا
کیونکہ یہ تو حدیث ہی کا فقرہ ہے -

حالانکہ مسافر کا جواب تو صرف دو لفظون مین ہے کہ روایت مین تو صرف اسیقدر ہے
اور نہ یہ وہ علما تھے جنہون نے قرآن کو بجنبہٖ یاد کیا تھا - وہ قرآن کیسے کونسا معلوم ہوا اور یہی

لکھا گیا اور جب جمع کیا ابوبکر، عمر و عثمان نے قرآن کو تو وہ قرآن بعد قتل یمامہ کسی کے پاس نہ پایا گیا"

تو اس جملہ سے یہ نتیجہ کیونکر نکل سکتا ہے اور اصل قرآن کا بھی اونکے ساتھ خاتمہ ہوگیا!! کیونکہ روایت سے صرف وہی بات معلوم ہوتی ہے (۱) یہ کہ وہ لوگ پورے قرآن کے حافظ تھے اس لئے بھی اصل قرآن کا خاتمہ نہیں ثابت ہوسکتا۔ کیونکہ اگر پورا حافظ نہ رہے۔ متفرق لوگ اوسکے حافظ ہوں تو پورے حافظ کے مارے جانے سے یہ نہیں کہہ سکتے اصل قرآن ہی کا خاتمہ ہوگیا۔

(۲) یہ کہ اونکو یہ ترتیب یاد تھا۔ باقی لوگوں کو اوس ترتیب سے نہیں یاد تھا۔ تو اس سے بھی اصل قرآن کا خاتمہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ترتیب کے بدلنے سے اصل شے نہیں ضایع ہوسکتی۔ بلکہ اوسکی ترتیب سیاق ضایع ہوتی ہے۔ جسپر یہ نہیں کہہ سکتے کہ اصل قرآن کا خاتمہ ہوگیا۔

(۷) افسوس کہ ڈاکٹر صاحب بموجب حدیث لا یتجاوز حناجرھم کہ قرآن اونکی سمجھ میں پورے طور سے نہیں آتا۔ نہ مغز سخن کو پہونچے ہیں نہ سمجھ کر جواب دیتے ہیں۔ اور جواب بھی دیتے ہیں تو ایسا کہ اور بھی اولجھن ہو کیونکہ ان ذھب القرآن ذھب دینکا سے اگر یہ فائدہ نکالتے ہیں "کہ اس سے آیندہ کا خوف نکلتا ہے یا گذشتہ زمانہ کی خبر ہے" تو روایت کنز العمال تو اسکی تصریح کرنے والی ہے کہ وہ خوف پورا ہوگیا۔ کیونکہ صاف صاف لکھا ہے "پھر وہ قرآن کسی کے پاس نہ پایا گیا" جس سے اوس قرآن کا تو جاتا رہنا یقینی طور پر ثابت ہوا۔

اسلئے ہم نے آپکو سمجھایا کہ یہ جواب نامناسب ہے۔ جواب اوسیقدر ہے کہ صرف اوس ترتیب سے نہ پایا جانا ثابت ہوا نہ اصل قرآن کا خاتمہ جسکا مسافر نے دعوی کیا تھا۔

(۸) یہ کسقدر ناانصافی ہے کہ اسکے بعد مسافر کی عبارت ہضم کرگئے جو فرماتے ہیں "اس جواب کے بعد ہماری تشریحی عبارت کا جواب دینا کچھ ضروری نہیں جس سے ناظرین مسلمان کو یہ معلوم ہوا کہ مسافر نے کیا لکھا تھا اور اوسکا کیا جواب دیا۔ حالانکہ اسی نمبر میں خود مسافر کو یہ الزام دے آئے" مگر شاباش ہے اوسکی دیانت وامانت پر کہ وہ اپنے ناظرین تک یہ بھی نہیں پہونچاتا کہ کسی نے اوسکے جوابات دئے بھی ہیں کیونکہ وہاں تو اخفا منظور رہے کہ جہانتک ہوسکے

اسلام سے اور قرآن سے لوگون کو منحرف کرین۔ آپنے اوسکے اعترافات کو کس اصول سے چھپایا حالانکہ یہ اخبار خاص اوسی کے جواب کیلئے نکالا گیا ہے اور یہی کہکر اسکا چندہ لیا جاتا ہے اور خریداری کی ترغیب دی جاتی ہے لہذا پہلے پوری عبارت مسافر کی لکھتے ہین پھر اوسکا جواب

مسافر عبارت مسلمان کے بعد سے "عثمانی قرآن - یہ زبردست تواریخی واقعہ اصل قرآن کے نیست ونابود ہونے اور موجودہ قرآن کے بننے کی دلچسپ ہسٹری اپنے اندر لئے ہوے ہے۔ جو یہ ہے کہ جب جنگ یمامہ ہوئی تو اس مین اسلام کے جسقدر بھی حافظ عالم تھے سب قتل ہوگئے۔ اور اصل قرآن کا بھی یون اُن کے ساتھ ہی خاتمہ ہوگیا جب (۲) حضرت عثمان نے یہ حالت دیکھی کہ قرآن بھی دنیا سے چل بسا ہے۔ اور اسلام کا وجود قرآن کے وجود کیساتھ قائم ہے۔ پس اپنی کوشش کی اور اِدہراودہر سے جو کچھ بھی تھوڑی (۴) بہت آئتین دستیاب ہوسکین اُنہین کتاب کی صورت مین جمع کیا۔ اور تمام دنیا کے ممالک مین بھیجدیا۔ پس یہی عثمانی قرآن آج دنیا مین رائج ہے۔ اور اسی کو بھولے (۵) بھالے مسلمان الہام یا کلام اللہ مانتے ہین۔ اب (۶) حق پسند اپنے لئے آپ ہی نتیجہ نکال لین۔ کہ موجودہ قرآن کس درجہ وقعت کے قابل ہوسکتا ہے۔ پس امید ہے کہ ناظرین اب قرآن کی پوزیشن اور اسکی عجیب وغریب ہسٹری کو بخوبی جان گئے ہونگے۔ اور وہ کوشش کرینگے کہ قرآن کے متعلق صحیح علم بغرض رفاہ عام عوام تک پہنچا سکین تاکہ ہماری محنت وجانفشانی کا نتیجہ ٹھیک برآمد ہو اور وہ بیکار کے پیش کے بہائی نہین۔

تشریح عبارت کنزالعمال کی اول قرآن بہت خطاب تھوڑا رہ گیا دوسرے یہ کہ قتل علماء قتل ہوئے۔ علماء وسکے صاف بتلا رہا ہے۔ کہ باز جتنے بھی اتنے وہ غیر علماء قرآن تھے۔ تیسرا یہ کہ الذین کانوا قد وعوا "جنہوں نے پورے طور سے یاد کیا تھا۔ وہ صرف یہی تھے باقی اس صفت سے مبرا تھے۔ چوتھے یہ کہ ولم یعلم بعدہم" بعد اون لوگون کے قتل کے قرآن کسی کو معلوم نہوا سکے کیا تھا اور کتنا تھا۔ پانچوین یہ کہ یومئذ یکتب" اوسکے بعد اوسکو کسی نے دیکھا۔ اور اُنکے ساتھ چلا گیا چھٹے یہ کہ "فلما جمع ابو بکر وعمر وعثمان القرآن

ولم یوجد مع احد ھم" یہ صاف بتلا رہا ہے۔ کہ ابوبکر، عمر، عثمان کے جمع کے وقت وہ کسی کے پاس نہ پایا گیا۔ ساتوین یہ کہ" وذالک فیما بلغنا حملھم علی ان یتبعو القرآن" صاف صاف بتلا رہا ہے کہ یہی امر یعنی نہ ملنا پورے قرآن کا کسی کے پاس اس کا باعث ہوا۔ کہ یہ لوگ تلاش کرین بہرحال پورے قرآن کا نہ ملنا ثابت ہوا۔ آٹھوین یہ کہ جمع کیا قرآن کو ایک مصحف مین بخوف اسکے۔ کہ رجال مسلمین قتل ہو جاوین گے۔ اور ان کیساتھ کثیر قرآن بھی ضائع ہو جائیگا۔ نوین یہ کہ۔ فلم یوجد منذ احد بعد ھم" بعد انکے وہ قرآن کسی کے پاس نہ پایا گیا۔ دسوین یہ کہ" فوفق اللہ عثمان فنسخ ذالک المصحف" اس لئے صاف روشن ہے کہ یہ توفیق جمع کرنیکی خدا نے صرف عثمان ہی کو دی کہ اوسکے پہلے کسی نے اصلاح نہ جمع کیا۔ کیا اب بھی کوئی محمدی میدان مین آکر یہ ثابت کرسکتا ہے۔ کہ موجودہ قرآن بے نقص ہے۔ اور اس مین کوئی کمی نہین ہوئی ہرگز نہین"

**تدریس القرآن**۔ کیا یہ تقریر مسافر کی اس قابل ہے کہ اسکا صرف یہی جواب دیا جائے مسلمان اس جواب کے بعد تمہاری تشریحی عبارت کا جواب دینا کچھ ضروری نہین کیونکہ تمنے انھین روایت کی تشریح کی ہے جنکا جواب ہم دیچکے ہین باقی ایجاد بندہ ہے"

جسکے مطلب یہ ہوے کہ یہ سب نتائج ان روایتون کے ہین تو اگر روایتین صحیح ہین تو نتائج بھی صحیح ہین حالانکہ ایسا نہین ہے۔ کیونکہ (۱) اصل قرآن کا خاتمہ اس سے نہین ثابت ہوا بلکہ جسمی ترتیب اور حالت سے اوسکو یاد تھا اوسکا خاتمہ ہوا نہ اصل قرآن کا۔

(۲) حضرت عثمان کا نام لینا روایت کے خلاف ہے کیونکہ روایت مین صاف طور پر مرقوم ہے فلما جمع ابوبکر و عمر و عثمان جس سے جامعیت قرآن مین نام پہلے ابوبکر کا ہے پھر عمر کا پھر عثمان کا تو یہ کہنا سب حضرت عثمان نے یہ حالت دیکھی" غلط ہوا۔

(۳) قرآن کا جل بسنا بھی غلط ہے بلکہ اوس ترتیب کا جسطرح اوسکو یاد تھا۔

(۴) یہ سچ ہے کہ ان روایتون کا یہ نتیجہ بدیہی ہے "جو کچھ بھی تھوڑی بہت آیتین اور سورتین دستیاب ہو سکین" مگر اس سے نہ آپکا بارہ ہزار اختلاف ثابت ہوا نہ عمر صاحب کی مخالفت قرآن سے جو آپکا دعوی تھا"

(۵) اسمین بھولے بھالے مسلمان کا کیا قصور ہے جبکہ آجتک آپ یہ نہ ثابت کرسکے کہ اسمین ایک حرف بھی کسی دوسرے کا بڑہا یا ہوا ہے کیونکہ روایتون کا نتیجہ جن سے آپنے استدلال کیا ہے فرض کمی ہے کہ جسقدر نازل ہوا تھا اوتنا نہین ہے یا اوس ترتیب سے نہین ہے۔

پھر اوسکے کلام اللہ ہونے یا الہامی ہونے مین کیا نقصان ہوا حالانکہ خدا فرماتا ہے وما کان هذا القرآن ان یفتری من دون اللہ۔ یعنی کہ یہ قرآن ایسا نہین ہے جو غیر خدا کوئی بھی ایسا بنا لائے تو پھر کون کہہ سکتا ہے کہ کمی سے اسکے اعجاز مین کوئی کمی آئی کیا باران رحمت جو خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے اوسکو ہم ضایع کردین۔ تو اس سے باران رحمت پر الزام آئیگا یا خدا پر یا یہ کہہ سکینگے کہ یہ پانی ہمارا بنایا ہوا ہے۔

(۶) نتیجہ تو یہی ہے کہ بنابر روایات مذکورہ قرآن بہت سا نازل ہوا۔ صحابہ کی غفلت سے بہت سا یا کچھ ضایع ہوا مگر جسقدر موجود ہے وہ یقینی کلام خدا ہے اور اعجاز و ہدایت کیلئے کافی ہے۔

اسی لئے خدانے بمقام تحدی (دعوی اعجاز) یہ فرمایا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین ع سورہ الم

قل فاتوا بسورۃ مثلہ وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صادقین سورہ یونس ع ۹

کہ ایک سورہ بھی بنالاؤ جس سے معلوم ہوا کہ پورے قرآن کے مقابلہ کی فرمایش نہین کی گئی ہے۔ بلکہ صرف ایک سورہ کی۔

اگر بہت زیادہ فرمایش کی گئی ہے تو اسقدر ام یقولون افتراہ قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریات وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صادقین۔ ہود یعنی یہ کیا کہتے ہین کہ اس نے قرآن کو خود بنا لیا ہے کہ دو اگر سچے ہو تو تم بھی ایسے ہی دس سورے بنالاؤ اور جسکو چاہو بلالو سوائے خدا کے اگر سچے ہو۔

تو جب معجزہ کے واسطے ایک ہی سورہ کافی ہے کہ کوئی اوسکا مثل نہین بناسکتا۔ تو اتنے بڑے قرآن کے معجز ہونے مین کیا کلام ہوسکتا۔ اگرچہ بقول مسافر اوسمین سیقدر ...

ہوئی ہو۔

(۷) روایت کنزالعمال کی جتنی تشریحیں کی گئی ہین اگرچہ وہ واضح ہین مگر اوس سے نفس قرآن پر کوئی الزام نہین عاید ہوسکتا کیونکہ معجزہ ہونے مین جزو کل مساوی ہے جسطرح پورا قرآن معجزہ ہے۔ اوسی طرح ایک ایک سورہ اوسکا معجزہ ہے۔ پس جسقدر رہ جو رہے ہے وہ بھی اوسی طرح معجزہ ہے۔

یہ جواب بنا بر مذاق اہلسنت ہے جنکی یہ روایت ہے کہ وہ یہ جواب دیسکتے ہین ہم تو شیعونکا تو یہ جواب ہے کہ نہ یہ ہماری روایت ہے نہ ہم اسکی صحت کے قائل ہین۔ ایسی سوالونکو گوز شتر سمجھتے ہین۔

کیونکہ روایات شیعہ پکار پکار کر کہہ رہی ہین۔ قرآن کو رسول اللہ ص نے جناب امیر سے لکھوایا حضرت نے رحلت کے وقت تک فرمایا ہم قرآن و اہلبیت تم مین چھوڑے جاتے ہین اگر اس کا اتباع کروگے نجات پاؤگے۔ حضرت نے جناب امیر سے یہ بھی فرمایا کہ وہ قرآن رکھا ہے لیجاؤ۔ حضرت علیؑ اوسکو لیگئے۔ بعد رحلت رسول اللہ ص سب سے پہلا کام یہی کیا اور اوسکو جمع کیا اور جب تک جمع نہ کرلیا گھر سے باہر نہ نکلے۔ بعد جمع قرآن صحابہ کے پاس لائے۔ اونہون نے لینے سے انکار کیا۔ اہلبیت و قرآن دونو کو چھوڑا۔ اسکے بعد صرف اس غرض سے کہ جناب امیر کا نام نہ ہو۔ اسطرح قرآن جمع کیا جسمین بے ترتیبی ہونا لازم تھا۔ مگر نہ اوس سے قرآن کے معجزہ ہونے مین فرق آیا نہ اوسکی ہدایت مین۔ کیونکہ ۲۳ برس تک جو زمانہ رسالتمآب رہا ہے اوسمین وہ اپنے اعجاز اور تحدی کو پورا کرچکا تھا۔ تمام عالم کو اوس نے مخاطب بنایا کہ ایک سورہ بھی مثل اسکے بنالاؤ مگر ایک کافر بھی ایک آیہ نہ لاسکا سب مغلوب و مقہور رہوے اور سر تسلیم خم کیا۔

یہ قرآن صرف جناب امیر کے مقابلہ مین جمع کیا گیا کوئی لکھنے والا ایسا نہ تھا جو خلفا کے ہمرنگ ہوکر لکھتا۔ صرف زید بن ثابت تھے جو انکے ہتھے چڑھ گئے۔ اسلئے پہلے تو یہ حدیث بنائی کہ زید بن ثابت وہ شخص تھے جنہون نے عہد رسول اللہ ص مین قرآن جمع کیا تھا جسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اگر وہ جامع قرآن ہوتے تو اسکے کیون محتاج ہوتے کہ لوگون سے پوچھ پوچھ کر لکھین۔

اس روایت سے ہے کہ خلفاء الزام آتا تھا کہ اونکو نہ قرآن کی نہ فکر ہوئی نہ اوسکو جمع کیا۔ تو یہ
روایت بھی گڑی اس خیال کی تحریک عمر صاحب نے کی جو اسوجہ سے لغو ہو جاتی ہے کہ زید جب پہلے
ہی سے جامع قرآن تھے تو پھر اونھون نے کتابت وحی قرآن میں عذر کیون کیا۔

ان متناقض بیانون سے جو دونون قسم کی روایتین صحیح بخاری مین موجود ہین صاف
نتیجہ نکل آیا کہ اصلی جامع قرآن جناب امیر تھے جنکے نام نامی مٹانے کے لئے یہ متضاد روایتیں
بنائی گئین۔

**جواب تشریح مسافر** تو اب اسکی وجہ بھی ظاہر ہو گئی کہ اڈیٹر صاحب مسلمان نے جو مسافر
کی تشریح کا جواب نہین دیا۔ اسیوجہ سے کہ اونکے امکان سے باہر تھا کہ اوسکا جواب دیتے لہذا نہ
اصل عبارت مسافر لکھا نہ اوسکا جواب لکھ سکے حالانکہ جواب اوسکا نہایت واضح تھا۔

(۱) قرآن کا کم رہ جانا روایت صدر سے ظاہر ہے مگر اس سے قرآن پر نہین اعتراض ہو سکتا
بلکہ اون جامعین پر جنکی غفلت سے یہ نقصان ہوا۔ (۲) ہان اس روایت سے اونکا علما
ہونا ظاہر ہے مگر خاص ترتیب کا نہ یہ کہ اب اونکے بعد کوئی عالم ہی نہین رہا۔ اور یہ بھی
صرف اس غرض سے ظاہر کیا گیا کہ جناب امیر کی علمیت وجامعیت مخفی ہو (۳) اس
صفت سے معرا ہونے پر یہ لازم نہین آتا کہ اصل قرآن موجود نہ رہے کیونکہ حدیث کا مفہوم
صرف اسقدر ہے کہ پھر ویسا کوئی عالم نہین رہا۔ (۴) مطلق قرآن کا علم نہ ہونا غلط ہے بلکہ اوس
ترتیب کا جسکے وہ حافظ تھے (۵) لم یکتب سے بھی اوسی ترتیب خاص کی عدم کتابت معلوم
ہوئی تو اس سے بھی نفس قرآن پر کوئی اعتراض نہین آتا (۶) عہد ابوبکر وعمر مین بھی کسی
ترتیب سے نہین ملتا نکلا نہ کہ اصل قرآن کا (۷) ہان اوس ترتیب خاص سے نہ ملنا مفہوم ہوتا
ہے۔ مگر نفس قرآن پر کوئی اعتراض نہین کیونکہ ہے وہی اصلی قرآن اگرچہ کم ہو گیا ہو
یا وہ ترتیب نہ باقی رہی ہو (۸) یہ مسلم ہے کہ اون کا قتل ہی باعث ترتیب وجمع
قرآن ہوا مگر اس سے قرآن پر کوئی اعتراض نہین ہو سکتا۔

(۹) اسکا بھی وہی مطلب ہے کہ اوس ترتیب سے نہ پایا گیا (۱۰) جمع عثمان بھی مسلم ہے اور
اوسکا رواج بھی مسلمات سے ہے مگر اس سے بھی قرآن پر کوئی اعتراض نہین کیونکہ

جتنے افعال ہین وہ متعلق بہ انسان ہین قرآن اپنے کمال کا مدعی بحیثیت تحدی و اعجاز ہے جسمین کوئی نقص نہین آیا۔

اس روایت کا مطلب صرف اسقدر ہے کہ اہلسنت قائل بہ نقصان قرآن ہین کہ اونکی روایتون سے قرآن کا کم ہوجانا ظاہر ہے۔ مگر اس سے نفس قرآن پر کوئی اعتراض نہین آتا ہان اوسکا قول اگر کوئی غلط ہوتا۔ اوسکے اعجاز مین اگر فرق آتا کوئی کافر اوسکا مثل بنا لیتا تو البتہ اعتراض ہوسکتا تھا۔ ورنہ جلا دینے آیات کے نکال لینے ترتیب کے بدلدینے اوسکا کیا بگڑتا ہے۔

اگر ہم کسی انسان کے ہاتھ کو بجاے پیر رکھدین یا آنکھون کو سر سے نکالکر پیرون مین جڑ دین تو کیا اس سے خدا کی صناعی پر اعتراض ہوسکتا ہے ایک موتی کی لڑی کو جسکے دانے اپنی ترتیب سے رکھے گئے ہون۔ ہم توڑکر کچھ موتی اوس سے نکال لین یا ترتیب کو بدل دین تو اس سے موتیون کی خوبی و لطافت مین فرق آسکتا ہے۔ حاشا و کلا ہرگز نہین بلکہ اوس توڑنے والے اور بدلنے والے کی بے عقلی اور حماقت ظاہر ہوگی۔

**کیفیت خاصہ قرآن** عظمت قرآن نہ سمجھنے کی آریہ سے تو کوئی شکایت ہی نہین جو ایک حرف عربی کا نہین جانتے۔ مگر افسوس تو اسکا ہے کہ مسافر کا حریف مسلمان بھی ویسا ہی کورا ہے۔ کیونکہ اوسکے اسلاف عمرو ابوبکر و زید وغیرہ قرآن کی گواہی دے کر کہتے تھے حالانکہ مفتی سید احمد دحلان سیرۃ حلبیہ مین لکھتے ہین قال فی المواھب نقلا عن بعضھم ان ھذا القرآن لو وجد مکتوبا فی مصحف فی فلاۃ من الارض ولو یعلم من وضعہ ھناک لشھدت العقول السلیمۃ انہ منزل من عند اللہ فھو ان البشر وغیرھم لا قدرۃ لھم علی تالیف مثلہ فکیف اذا جاء علی ید اصدق الخلق وابرھم والقاصدو قد قال انہ کلام اللہ وتحدی الخلق کلھم ان یاتوا بسورۃ من مثلہ فعجزوا فکیف یبقی مع ھذا شک صفحہ ۱۰۵ برحاشیہ سیرۃ حلبیہ

یعنی بعض علما سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ قرآن لکھا ہوا کسی مجرزمین مین افتادہ ملے اور یہ نہ معلوم ہو کہ کس نے یہان رکھا ہے تو بھی ہر شخص عقل سلیم ہوگا وہ کہدیگا کہ یہ منزل

من اللہ ہے۔ اور انسان کو اسکی قدرت نہین کہ ایسا کلام بنا سکے چہ جائیکہ اسکا لانیوالا وہ شخص ہو جو تمام عالم سے سچا اور نیکو کار اور متقی ہو جس نے بیان کیا کہ یہ کلام اللہ ہے اور خلق سے تحدی کیا کہ ایک سورہ بھی مثل اسکا بنا لاؤ۔ مگر سب عاجز ہوئے پھر کیونکر اسمین شک ہو سکتا ہے۔

علامہ قطب الدین راوندی جو علماء شیعہ سے تھے کتاب الخرائج مین روایت کرتے ہین ان رجلاً نصرانیاً مر برجل یقرء القرآن فبکی فقیل لہ مما ابکاک قال النظم ستا یعنی ایک نصرانی کا گذر ہوا ایک شخص پر جو قرآن پڑھ رہا تھا تو وہ نصرانی رونے لگا۔ پوچھا کیوں روئے تو کہا اس قرآن کے نظم میں نشست الفاظ و ترکیب کلام نے رولا دیا۔

پھر ترتیب کے بدلنے اور ناقص کر دینے سے اوس قرآن کے معجزہ مین کیا نقصان ہو سکتا ہے کیونکہ ہر آیہ اوسکا معجزہ ہے چاہے مقدم کا موخر ہو یا موخر کا مقدم

**قول مسافر** | بارہ ہزار اختلاف | پس جب قرآن کے شروع زمانہ مین یہ حالت تھی کہ ہر ایک مسلمان اپنا جدا قرآن بناتا تو لازمی امر ہے کہ اسکے مختلف نسخون مین لاتعداد اور اختلافات بھی ہون مگر وہ اختلاف کتنے تھے اسکا صحیح اندازہ ایک اسلامی رکن خود ہی ذیل مین بتلا رہا ہے ملاحظہ ہو۔

وانت تجد فیہ من الاختلاف المسموع من اصحاب القرأۃ ما یربوا علی اثنی عشر الفاً شرح مقاصد علامہ تفتازانی (ترجمہ) فرماتے ہین علامہ تفتازانی کہ تو پائیگا اس قرآن مین اس اختلاف کو جو سنا گیا ہے اصحاب قرأت سے کہ وہ زیادہ سے زیادہ بارہ ہزار ہے مسلمان شرح مقاصد کے حوالہ سے جو تم لکھتے ہو (پوری عبارت سابقاً نقل ہو چکی ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۱۰۰ رسالہ ہذا)

**تقدیس القرآن**۔ یہان بھی اڈیٹر مسلمان نے تحریف کیا کہ ابتدائی فقرات مسافر کے ہضم کر گئے جو لکھتا ہے پس جب قرآن کی شروع زمانہ مین یہ حالت تھی تا بہ آخر) تو اڈیٹر مسلمان کا یہ فقرہ دو مگر شاباش ہے اوسکی دیانت و امانت پر یہان چسپان ہو گیا یا نہین۔ کیونکہ یہ تو بالکل نا انصافی ہے کہ کلام مخاطب پورا نقل کیا جائے اور اوسکا جواب دیا جائے جیسی ہے

ناظرین کو نہ معلوم ہو سکے کیا اعتراض تھا۔
اصلی اعتراض کا کوئی جواب مسلمان سے نہو سکا کیونکہ وہ کہتا ہے "کہ جب شروع زمانہ میں یہ حالت تھی کہ ایک مسلمان اپنا جدا قرآن بناتا تو لازمی امر ہے کہ اسکے مختلف نسخوں میں لاتعداد اور اختلافات بھی ہوں"
یہ اصل اعتراض تھا جسکی سند میں وہ شرح مقاصد تفتازانی کی عبارت لائے ہیں۔
اسکے جواب میں مسلمان پر لازم تھا کہ یا تو وہ اس دعوی کو غلط کہتے کہ صحابہ کے قرآن مختلف عنوان کے نہ تھے بلکہ سب کا ایک ہی قرآن تھا۔ یا یہ بتاتے کہ اختلاف نسخ کو اختلاف الفاظ قرآن لازم نہیں۔ دونوں باتوں سے ایک بات بھی نکر سکے لکھا تو یہ کہ آریوں نے نیوگ پر مضحکہ کیا۔ مگر نہ معلوم اس سے قرآن کو کیا واسطہ۔ کیا آریہ نیوگ کا ثبوت صحیح بخاری سے نہیں دے سکتے۔ کہ عرب میں بھی بروایت عائشہ اسکا رواج تھا پھر کیا نہیں کہہ سکتے کہ تملوگ جو محرمات شرعیہ سے نکاح کرکے شیر مادر بنا لیتے ہو۔
(۲) پھر نہ معلوم کن رسائل کو کوسنے لگے جنکو آریوں نکا ماخذ بتایا۔ حالانکہ ان کا فرض تھا کہ اصل امر کا جواب دیتے نہ یہ کہ تمنے کہاں سے چرایا کہاں سے لائے۔ اس سے کیا حاصل۔
حالانکہ جواب آریہ بہت صاف ہے کہ اس اختلاف کے ذمہ دار وہی صحابہ ہیں جنہوں نے اس طرح سے قرآن کو مرتب کیا تھا نہ قرآن کیونکہ وہ تو پکار پکار کر کہہ رہا ہے ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا یعنی اگر قرآن غیر خدا کی طرف منزل ہوتا۔ تو اوس میں اختلاف کثیر ہوتا۔ لہذا معلوم ہوا کہ نفس قرآن اختلاف کا منکر ہے۔ اور اس عدم اختلاف کو اپنا ثبوت پیش کر رہا ہے۔ پھر اگر صحابہ نے اپنے طرز عمل سے اختلاف پیدا کیا تو اس سے قرآن پر کیا اعتراض۔
ہماری غرض تو صرف حمایت قرآن ہے کہ قرآن وہ مقدس کتاب ہے جو اسکا مدعی ہے کہ ہمارے بیان میں اختلاف کا نہ ہونا ہی اسکی دلیل ہے کہ ہم منزل من اللہ ہیں۔ پس اگر نفس قرآن میں کسی طرح کا اختلاف ہوتا تو اوس زمانہ کے کفار و مشرکین اسی اختلاف کو قرآن کی شکست میں پیش کرتے لہذا معلوم ہوا کہ نفس قرآن میں کسی طرح اختلاف نہ تھا۔

رہے یہ اختلافات جو عارضی طور پر صحابہ کی خودغرضی یا خود رائی سے پیدا ہوئے
تو اسکا الزام نہ خدا پر ہے نہ رسول پر کیونکہ اسی لئے تو رسول اللہ نے فرمایا تھا انی تارک
فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اھلبیتی جس سے معلوم ہوا حضرت نے قرآن کا محافظ
بھی اوسکے ساتھ ہی مقرر کیا تھا۔ مگر عمر صاحب نے اوسیوقت حسبنا کتاب اللہ کہکر انکار
کردیا۔ تو اب کیا چارہ ہے۔

خیر آپنے بڑا کمال کیا کہ شرح مقاصد کا صفحہ وغیرہ بھی لکھدیا۔ مگر افسوس ہے تو اسکا کہ
نہ آپنے اس اعتراض کا خود جواب دیا نہ اوسی۔ جواب کو لکھا جو آپکے علامہ تفتازانی
نے لکھا تھا۔ بلکہ یہ کہکر " اچھا ہوا کہ قدیم ملحدون کے اعتراضات نئے ملحدون نے بھی پسند
کئے اور اونکو اپنا ترکہ اور ورثہ سمجھکر لے لیا بہت خوب حق بحق دار رسید۔ جب تم
ایسا کروگے تو مسلمان مین اسکے جواب مین لکھا جائیگا کہ ؎ اونہون نے خودغرض شکلین
کہین دیکھین نہین شاید وہ جب آئینہ دیکھینگے تو ہم اونکو بتادینگے۔ رباقی آئندہ (سے سلسلہ وار
ہے مین دوسرا مضمون ہے)

مسلمانو! ذرا غور تو کرو کیا جواب دیا + اس شعر کا یہان کیا موقع ہے۔ آریہ تو کہہ رہا ہے
کہ تمھارے صحابہ کے قرآن جداگانہ تھے۔ پھر اون مین اختلافات کا ہونا لازمی ہے۔ اور
آپ جواب یہ دیرہے ہین کہ تمنے قول ملحدین نقل کیا ہے یہ نہین کہ علامہ اپنی تحقیق اور
اپنا مذہب اسیکو قرار دیتا ہے۔ بلکہ اپنے وقت کے ملحدین کے اقوال نقل کرتا ہے !!
برائے خدا فرمائے کہ آخر جواب کیا ہوا پرانے ملحدین کا اعتراض ہویا نئے ملحدین کا
جواب تو دیجئے۔

پھر یہ بھی غلط ہے کہ مسافر نے پرانے ملحدین کا قول لیا ہو۔ کیونکہ پرانے ملحدین کا اعتراض
تو شرح مقاصد مین اس طرح ہے ومنہا ان فیہ قولہ لو کان من عند غیر اللہ
لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا وانت تجد فیہ من الاختلافات المسموع من
اصحاب القراءۃ ما یربی علی اثنی عشر الفاً ورد بان المراد من الاختلاف
المنفی ھو التفاوت فی مراتب البلاغۃ بحیث یکون بعضہ قاصرا عن مرتبۃ الاعجاز

بخلاف کلام خدا کہتا ہے اگر قرآن غیر خدا سے ہوتا تو اوسمین اختلاف کثیر ہوتا۔ حالانکہ وہ اختلاف جو اصحاب قراۃ سے سنا گیا ہے بارہ ہزار سے زیادہ ہے۔ اسکا جواب یہ دیا گیا ہے کہ خدا نے جس اختلاف کی نفی کی ہے اوس سے مراد۔ اختلاف تفاوت ہے مراتب بلاغت مین کہ بعض بعض سے کم ہو مرتبہ اعجاز مین۔

جس سے معلوم ہوا کہ خود تفتازانی اون اعتراضون کو قبول کرتے ہین جنکی تعداد بارہ ہزار سے زیادہ بتائی گئی ہے کیونکہ اونکو انکار ہے تو اس اختلاف سے جو من حیث البلاغۃ ہو نہ مطلق اختلاف سے۔

یہ تو ملحدین زمانہ تفتازانی کا اعتراض تھا۔ اور ملحدین جدید کا اعتراض اس بنا پر نہین ہے بلکہ اونکا یہ اعتراض ہے کہ چونکہ صحابہ کے قرآن جدا جدا تھے لہذا اون مین اختلافات ہونا لازمی ہے۔

اب اڈیٹر مسلمان بتائے کہ اوسکا یہ قول غلط ہوا یا نہین ہے کہ قدیم ملحدون کے اعتراضات نئے ملحدون نے پسند کئے اور اونکو اپنا ترکہ اور ورثہ سمجھکر لے لیا"

اڈیٹر صاحب جب آپ ان اعتراضونکے جواب دینے کے ٹھیکہ دار بنے ہین اور اسی لئے مسلمان نکال رہے ہین اور اسکا چندہ مسلمانون سے اسی غرض سے لے رہے ہین تو پھر یہ کیسی ایمانداری ہے کہ نہ پرانے اعتراضون کا جواب دیتے ہین نہ نئے اعتراضونکا اور اسپر روٹھ رہے ہین کہ تمنے پرانے ملحدونکے اعتراضون کو اپنا ترکہ بنایا

**تحقیق جواب شرح مقاصد** افسوس صد افسوس کہ مسافرکے مقابلہ مین آپ آرہے ہین جس سے نہ خود فضیحت ہوتے ہین بلکہ اپنے اسلاف کو بھی فضیحت کر رہے ہین کیونکہ شرح مقاصد کی عبارت تو آپ نے ملاحظہ کی کہ وہ من حیث الالفاظ اختلافات کثیرہ کو قبول کر رہے ہین جس سے مسافر کی اور تائید ہوئی اور انکار کرتے ہین تو اختلاف من حیث التفاوت فی الاعجاز سے حالانکہ خود ایک صفحہ قبل ۳۰۰۳ مین قبول کر چکے ہین وان بعض الایات فی باب البلاغۃ اعلی وارفع کقولہ تعٰ وقیل یا ارض ابلعی ماءک الایۃ بالنسبۃ الی سورۃ الکافرون مثلاً۔ پھر اسی صفحہ ۱۸۱ مین لکھتے ہین علی ان المختار عند البعض

فی المقدار بسورۃ من الطوال او عشر من الاوساط۔ کہ بعض آیتین باب بلاغت مین ارفع واعلیٰ ہین مثل آیہ قیل یا ارض ابلعی ماءک کے بہ نسبت سورہ کافرین کے اور بعض کا منشایہ ہے کہ تحدی بڑے بڑے سورون مین ہے یا اوسط درجہ کی دس سورونمین کہیئے اڈیٹر صاحب کیسا عمدہ جواب ہے کہ سارا الزام قبول ایکجگہہ اختلاف من حیث الاعجاز سے انکار دوسری جگہہ اقرار ہر ہر سورہ قرآن کا اعجاز نہین مانتے۔ بلکہ بڑے بڑے سورون کا یا دس دس سورون کا اوسط سے۔

کیا اس سے قرآن کی تکذیب نہین لازم آئی جسمین فاتوا بسورۃ کا دعوی کیا گیا ہے۔ اسیوجہ سے نہ آپنے تفتازانی کا جواب نقل کیا نہ خود کوئی جواب دیا۔ بلکہ بے جوڑ و بے قافیہ ایک شعر لکھکر باقی آیندہ کہکر چلتے ہوئے۔

حق یہ ہے کہ کوئی سنی عموماً اور اہلحدیث خصوصاً کہان اسکی طاقت رکہتا ہے کہ اپنے کسی مخالف کا جواب دے سکے کیونکہ رسول اللہ صلعم کی پیشگوئی غلط نہین ہوسکتی یقرؤن القرآن ولا یتجاوز حناجرھم یعنی قرآن تو پڑہتے ہین مگر حلق کے نیچے نہین اوترتا۔

اب سنئے مجہ سے پہلے ملحدون کا جواب وہ بربنا د آیہ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً یہ اعتراض کرتے ہین کہ خدا اختلاف کی نفی کرتا ہے کہ قرآن مین اختلاف نہین ہے۔ حالانکہ قرات قرآن مین بارہ ہزار سے زیادہ اختلاف ہے۔ جسکو تفتازانی نے قبول کرلیا۔ اور یہ نہ کہہ سکے کہ اس قسم کا اختلاف نہین ہے جس سے تسلیم اعتراض ظاہر ہے کیونکہ وہ نفی کرتے ہین اوس اختلاف کی جس سے فصاحت و بلاغت مین اختلاف لازم آئے۔

حالانکہ جواب اس اعتراض کا نہایت بدیہی ہے۔ کیونکہ خود معترض اختلاف قرات کو دلیل اختلاف کہہ رہا ہے جس سے معلوم ہوا کہ خود معترض بھی دوسرے قسم کے اختلاف کا مدعی نہین ہے تو اب دیکہنا چاہیئے کہ اختلاف قرات کو اختلاف کہہ سکتے ہین یا نہین۔ کیونکہ اختلاف قرات کی مثال تو یہی ہے کہ کوئی مالک یوم الدین پڑہتا ہے کوئی ملک یوم الدین کوئی ملک یوم الدین۔ اسمین کونسا اختلاف ہے جو باوجود موجود کی مکذب دعوی قرآن ہوسکے

اگر بالفرض اسی کا نام اختلاف ہے تو اس سے بھی قرآن پاک ہے کیونکہ یہ اختلاف تو قاریوں یعنی پڑھنے والوں کا ہے کہ وہ اسطرح پڑھتے ہین نہ کہ قرآن کا اختلاف ہو کیونکہ وہ تو ایک ہی قرأت پر نازل ہوا۔ تو اس حیثیت سے بھی قرآن اختلاف سے پاک رہا کیونکہ یہ اختلاف قاریوں کا ہے جسکا ذمہ وار قرآن نہین ہوسکتا۔

علماء اہلسنت کی دستیاچی گی تو اس تقریر تفتازانی سے ظاہر ہے کہ وہ بھی اختلاف کے معنی بجز اسکے نہ بنا سکے کہ اختلاف فی الفصاحۃ والبلاغت سے قرآن کو انکار ہے۔ یعنی اور ہر طرح کا اختلاف موجود ہے۔

فخرالدین رازی نے تین توجیہ لکھی ہے ایک تو یہی۔ دوسری یہ کہ خداوند عالم ہمیشہ حضرت کو اخبار غیب سے خبر دیا کرتا اور منافقین اس تاک مین رہتے کہ کوئی بات خلاف واقع قرار پائے مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے اس سے معلوم ہوا کہ یہ سب من عنداللہ ہے ورنہ ضرور اختلاف ہوتا۔ تیسری وجہ یہ بیان کی ہے کہ یہ کتاب جو اسقدر طویل ہے اور مختلف علوم و فنون کو اوسمین بیان کیا ہے اگر خدا کی طرف سے نہ ہوتی تو ضرور اسمین اختلاف ہوتا اقوال متناقضہ جمع ہوتے جب ایسا نہین ہے تو معلوم ہوا کہ یہ من عنداللہ ہے ورنہ ضرور اختلاف ہوتا۔ ص۳۹۵ جلد۲

اڈیٹر مسلمان اگر مسلمان ہوتا تو جواب تفتازانی کو اگر ناکافی سمجھتا تھا تو دوسری کتابون سے مدد لیکر ان قدیم ملحدون کے اعتراض کا جواب دے سکتا تھا کہ جن اختلاف سے تم تکذیب دعوی قرآن کیا چاہتے ہو وہ اختلاف ہی نہین ہے۔

تفسیر مجمع البیان مین ہے جو تفاسیر معتبرہ شیعہ سے ہے والاختلاف فی الکلام یکون علی ثلثۃ اضرب اختلاف تناقض واختلاف تفاوت واختلاف تلاوۃ واختلاف التفاوت یکون فی الحسن والقبح والخطاء والثواب ونحو ذلک مما تدعوا الیہ الحکمۃ وتصرف عنہ وھذا الجنس من الاختلاف لا یوجد فی القرآن البتۃ کما لا یوجد اختلاف التناقض واما اختلاف التلاوۃ فھو ما یلازم فی الجنس کاختلاف وجوہ القرآن واختلاف مقادیر السور والآیات واختلاف الاحکام

فی الناسخ والمنسوخ فذلک موجود فی القرآن مثلہ

کلام مین اختلاف تین طرح کا ہوتا ہے ایک اختلاف تناقض ہے۔ دوسرے اختلاف تفاوت تیسرے اختلاف تلاوت۔ اختلاف تفاوت توحسن وقبح خطاو ثواب مین ہوتا ہے اس قسم کا اختلاف تو ہرگز قرآن مین نہین ہے۔ اسی طرح تناقض بھی نہین ہے۔ رہا اختلاف تلاوۃ تو لوازم جنس سے ہے مثل اختلاف وجوہ قرآن یا اختلاف مقدار سورہ وآیات یا اختلاف احکام ناسخ ومنسوخ کہ اسطرح کا اختلاف نہین ہے۔

یہ توجواب ملاحدہ سابقین ہے جو صحابہ وعلماء اہلسنت کے مختلف طرق پر پڑھنے سے یہ نتیجہ نکالتے تھے کہ قرآن مین اختلاف ہے حالانکہ قرآن مدعی عدم اختلاف ہے۔

رہے آریہ جنکو اڈیٹر مسلمان محمد جدید کا خطاب دے رہے ہین اونکا جواب یہ ہے کہ محض کتابت سے مختلف اشخاص کے تو اختلاف نہین لازم آتا ہزارون لاکھون نسخے قلمی اور مطبوع موجود ہین۔ مگر ایک حرف کا بھی اختلاف اون مین نہین ہے۔ رہا صحابہ نے جو مختلف انداز سے لکھا تھا تو یہ اونکا ذاتی فعل تھا قرآن اوسکا ذمہ دار نہین۔ کیونکہ قرآن تو اپنے اندر کے اختلاف کی نفی کر رہا ہے نہ کہ صحابہ کے لکھنے یا پڑھنے کی۔ کیونکہ صحابہ تو وہی تھے جنکی شکایت خود قرآن کر رہا ہے۔ وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا من المومنین وکفی بربک ھادیا ونصیراً وقال الذین کفروا لولا نزل علیہ القرآن جملۃ واحدۃ کذلک لنثبت بہ فوادک ورتلناہ ترتیلا ولا یاتونک بمثل الا جئناک بالحق واحسن تفسیرا سورہ شعرا

یعنی کہا پیغمبر نے کہ اے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا ہے۔ اور اسیطرح ہم نے گنہگارون سے ہر پیغمبر کا دشمن بنایا اور کافی ہے تیرا رب ہدایت کرنیوالا اور مدد دینے والا۔ اور کہا اون لوگون نے جو کافر ہوے کہ قرآن ایکدفعگی کیون نہ اتارا گیا (یون آہستہ آہستہ اسلئے اتارا گیا) کہ اوس سے تمہارے دلکو قائم رکھے۔ اسلئے ٹھہر ٹھہر کر ہم پڑھتے ہین ہے۔ اور یہ لوگ تمھارے پاس جو بات (اعتراض کی) لاتے ہین ہم تمکو اوسکا معقول

اور خوب کھول کر جواب بھیجدیتے ہین (فتح الحمید)

دیکھئے ان آیات مین خدا نے ہر فریق کی شکایت علحدہ علحدہ بتائی ہے۔ مسلمانون۔ (صحابہ) کی شان مین تو یہ فرمایا کہ اونہون نے قرآن کو لیا مگر چھوڑا ہوا۔ انلوگون کو رسول کا دشمن فرمایا۔ کافرون کی نسبت فرمایا کہ وہ اسپر معترض ہین کہ قرآن ایکدفعہ کیون نہین نازل کیا۔ اب دونون فریق صحابہ و کفار کے اعتراضات کو یکجائی فرمایا کہ یہ لوگ جوبات اعتراض کی لاتے ہین اون سب کا معقول جواب ہم تمکو بھیجدیتے ہین۔

پس جب قرآن خود اون صحابہ کی شکایت رسول اللہ کی زبانی سنا رہا ہے کہ اونہون نے قرآن کو باوصف لینے کے ترک کردیا۔ اور وہ لوگ دشمن رسول ہین۔ تو آپ اون کے مختلف طور پر لکھنے یا پڑہنے سے خود قرآن پر کیا اعتراض کر سکتے ہین۔ ہان اگر قرآن کا دعوے ہوتا کہ ہم مین اختلاف ہے یا آپ دوچار آیتین اختلاف مین پیش کرتے تو ایک بات تھی۔ حالانکہ اختلاف صحابہ بھی اگر تھا تو اسی طرح کہ کوئی کسی سورہ سے شروع کرتا۔ کوئی کسی سورہ سے کوئی ملک پڑھتا کوئی مالک جسکو اختلاف نہین کہہ سکتے۔

اڈیٹر مسافر کا تنقید قرآن مجید تمام ہوا مورخہ ۱ اکتوبر جسکا ادھورا جواب اڈیٹر مسلمان نے چند نمبرون مین دیا اور آخری اعتراض بارہواں اختلاف کا تو کوئی جواب ہی نہین دیا جس سے اون کی کمال درجہ کی ہمدردی قرآن ظاہر ہے حالانکہ اونکے ہاتھ مین دو ہفتہ وار اخبار ہے کہ اگر جواب دیتے تو آریہ کا ناطقہ بند ہوجاتا مگر رسول اللہ کی پیشگوئی ھجروا القرآن والا بیتا او رحنا جر ہم ایسی صادق پیشگوئی ہے کہ کسی طرح وہ جواب دینے پر قادر ہی نہین کیونکہ نہ قرآن کو وہ سمجھ سکتے ہین نہ اوسکی سچی حمایت کرسکتے ہین۔ اون کی غرض تو صرف اسقدر ہے کہ عبداللہ بن ابی سرح کی حمایت کرین یا خلیفہ دوم کی جنکی نسبت مسافر نے لکھا تھا بنا بر روایت کنزالعمال جمع قرآن کی ابتدائی تحریک زید بن ثابت سے ہوئی ورنہ قرآن کے متعلق جو اعتراض تھا اوسکے ایک حرف کا جواب نہ دیسکے۔

مسافر مورخہ ۱۵ نومبر قرآن مجید پر تنقید۔ قرآن کے مضامین)

اس سلسلۂ مضامین کے گذشتہ نمبرون مین قرآن پر مجمل ریویو کیا جا چکا ہے اور یہ ریویو ایسا

جامع و مکمل ہے کہ جس سے قرآن[۴] کے ہر پہلو پر بخوبی روشنی پڑ جاتی ہے بس اب اسکے جنرل ریویو کے بعد ضرورت ہے کہ ہم اسکی آیت وار پڑتال شروع کر دین لیکن جس صورت مین کہ قرآن آج مرتب ہے اگر اس ہی صورت مین لیکر شروع سے آیت وار اسکی پڑتال کی گئی تو ہمین خوف ہے کہ ناظرین مسافر اس سے کچھ فائدہ اوٹھا (اٹھا) سکینگے۔ کیونکہ قرآن کی موجودہ ترتیب ایسی بیڈھنگی وبیہودہ ہے کہ اگر اسکی ایک آیت مین نماز کا ذکر ہے تو دوسری مین پہاڑ کا۔ تیسری مین جنت کا تذکرہ ہے تو چوتھی مین شیطان کا یہانتک کہ خود مسلمان عالم تک قرآن کے اس ناقابل معافی (دھیما) نقص کو تسلیم کرتے ہین بس اس صورت مین دلچسپ بھی رہیگا کہ قرآن مین جسقدر بھی مضامین ہین۔ انمین سے ہر ایک مضمون کے متعلق جتنی آیتین ہین۔ انہین سلسلہ وار مع اعتراضات پیش کیا جاتے اور جب ایک مضمون کے متعلق کل آیتون کو مع ریویو پیش کر لیا جائے۔ تب دوسرے مضمون کو شروع کیا جائے۔ تاکہ ناظرین کی اس زبردست سلسلہ مضامین مین دلچسپی بھی بدستور قائم رہے۔ اور قرآن کی حقیقت و اصلیت بھی بخوبی ذہن نشین ہو جائے بس اسہی انتظام کے مطابق آج ہم قرآن کے خاص خاص مضامین اور ہر مضمون کے متعلق جسقدر آیات ہین ذیل مین پیش کرتے ہین جس سے ناظرین کو ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہو جائیگا کہ اس قرآن پر مسلمان اتنے نازان ہین وہ کن[۵] علوم و فنون و آتمک وچارون کا مجموعہ ہے۔

| مضمون | نمبر | مضمون | نمبر | مضمون | نمبر |
|---|---|---|---|---|---|
| خدا کا ثبوت | ۲۷ | اللہ کا عذاب | ۴۱ | لوح محفوظ کا بیان | ۵ |
| توحید کا بیان | ۳۴ | اللہ کی نعمتون کا بیان | ۴۷ | ایمان اور اسلام کا بیان | ۹ |
| شرک کا رد | ۴۹ | اللہ کی نشانیون اور انکی امتون | | وحی اور پیغمبری کا ثبوت | ۱۱۴ |
| اللہ کے نام اور صفات ثبوتی | | کی تباہی کا بیان | ۴۳ | پیغمبرون کی صفات اور نشانیان | |
| اور سلبی | ۴۴ | فرشتون کا بیان | ۳۵ | دکھلانے سے انکا عجز | ۵۲ |
| اللہ کی تعریف اور شمار | ۳۴ | جن اور شیطان اور جادوگر | | اللہ و رسول کی اطاعت کا حکم | ۲۴ |
| اللہ کی آزمایش | ۴۰ | کہانت کا بیان | ۴۲ | پیغمبرون کی تسلی اور تشفی | ۲۴ |
| اللہ پر جھوٹ باندھنا | ۱۹ | تقدیر کا بیان | ۵۰ | پیغمبرون کا بیان | ۲۴ |

| بیان | رکوع | بیان | رکوع | بیان | رکوع |
|---|---|---|---|---|---|
| دنیا کی مذمت اور آخرت کی تعریف کا بیان | ۲۶ | اولاد کو قتل کرنیکا بیان | ۳ | ایک کا دوسرے سے مقابلہ اور مسابقت | ، |
| مغفرت و توبہ و استغفار کا شفاعت | | کانا پہوسی اور سرگوشی کا بیان | ۸ | اور برابری اور ہمسری | ۲۰ |
| کا بیان | ۶ | گمان کا بیان | ۹ | اللہ پاک نے کن کن چیزونکی قسم | |
| کوئی دوسرے کا بوجھ نہین اٹھا سکتا | ۱۲ | ناپ تول پورا کرنیکا بیان | ۶ | کھائی ہے ان کا بیان | ۸۱ |
| اعمال کا تولا جانا | ۸ | نیکیونکا دہ چند سے چند ثواب ملنا اور | | کھاوتون اور مثلون کا بیان | ۸۰ |
| جزا اور بدلے کا بیان | ۱۷ | بدی کا بدلہ برابر | ۶ | ابولہب کا بیان | ۵ |
| تکلیف اور مواخذے کا بیان | ۲ | انسان کی فطرت اور طبیعت اور | | موت کا بیان | ۲۰ |
| انتظار کرنے کا بیان | ۲۵ | اسکی پیدایش کا بیان | ۱۰۰ | متفرق باتین | ۱۸ |

مسلمان ۔ مورخہ ۲۴ جنوری اسکے جواب مین صرف اسقدر لکھتا ہے ۔

تنقید آریہ نمبر ۲ ۔ گذشتہ نمبرون مین ہمنے مسافر کی تنقید کو اس حدتک پہونچایا تھا جہان تک اون سے قرآن مجید پر عام رائے لکھی تھی ۔ اس سے آگے اوس نے کوئی بات ایسی نہین لکھی جو جواب طلب ہو ۔ ۱۵ نومبر کے پرچے مین قرآن شریف کے مضامین بتلائے ہین کہ فلان فلان امر اور فلان افلان رسول اور نبی کا اس مین ذکر ہے اور بس ۔

تقدیس القرآن ۔ درحقیقت مسافر نے اس نمبر مین کوئی ظاہر اعتراض کیا ہے مگر جواب مین جو روش اختیار کی گئی کہ اوسکا ایک حرف بھی نہ لکھا اون مسلمانون کو کس قدر مشکوک کریگا جو سمجھ رہے ہین کہ آریون کی تقریر کا جواب ہوتی ہے اور مسلمان اوسکی جواب سے عاجز ہین لہذا ضرور تھا کہ مسلمان کم سے کم اوسکی پوری عبارت کو نقل کرکے بتاتا کہ اس مین کوئی اعتراض نہین ہے ۔ مگر ہم نمبروار مختصر جواب مسافر کا لکھے دیتے ہین تاکہ ناظرین با انصاف کو انصاف کا موقع ملے ۔

(۱) مگر افسوس یہ دعوی بھی غلط ہے کیونکہ قرآن پر جنرل ریویو تو جب ہوتا کہ اوسکے مطالب و مضامین پر ریویو ہوتا ۔ یہان تو صرف قرآن کے جمع و ترتیب و قتل حافظان قرآن پر خاتمہ کیا گیا اوسکو "قرآن پر جنرل ریویو" کون کہہ سکتا ہے ۔

(۲) سبحان اللہ یہ نرالا دعوی ہے کہ بحث ہو ترتیب و جمع قرآن کی جو بندون کا یعنی

اوسوقت کے صحابہ کا کام تھا۔ اور روشنی پڑ جائے اصل قرآن پر جو خالق کا کلام ہے اس ہٹ دھرمی کا کیا جواب ہے۔

(۳) لغو بلکہ محال کام سے تو کوئی بھی فائدہ نہین اوٹھا سکتا مگر کچھ سے کم۔ آپ اتنا تو کرتے کہ ایک ہی سورہ کی آیت وار پڑتال کرتے کہ ناظرین مسافر کو بھی معلوم ہوتا آپ کیسے محقق ہین۔ مگر یہ کونسی ناانصافی ہے کہ جو کام نہ ہو سکے اوسکا الزام دوسرے پر دیجئے۔

(۴) براہ کرم ایک عالم کا نام بھی تو لکھیئے جو علمائے اہل اسلام سے اسکا قائل ہو کہ معاذ اللہ قرآن مین یہ نقص ہے کیونکہ مسلمان تو جانتے ہین قرآن نہ کوئی کتاب فقہ کی ہے جس مین ابواب ہون نہ تواریخ کی جسمین واقعات بہ ترتیب سن ہون بلکہ وہ تو ھدی للمتقین ہین کہ متقیون کے لئے ہدایت نامہ ہے وھدی وموعظة للمتقین یہ ہدایت و موعظ ہے متقیون کے لئے تو کیا کوئی واعظ یا کچرار اسپر مجبور کیا جاسکتا ہے کہ ایک بیان کو چھوڑ کر دوسرا بیان کیون شروع کیا۔

اڈیٹر مسافر کو یہ شبہہ شاید اسوجہ سے ہوا کہ مولوی شبلی صاحب کی کتاب علم الکلام مین دیکھا کہ لکھتے ہین۔

"آج کل ایک بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید مین کسی قسم کی ترتیب و نظام نہین۔ ایک مضمون شروع ہوا ہے وہ ابھی ناتمام ہے کہ دوسرا شروع ہو گیا، فرائض کے مسائل بیان کرتے کرتے بیچ مین نماز عصر کا آجاتا ہے ایک مضمون کے متعلق معلومات فراہم کرنے ہون تو سیکڑون مختلف مقامات کی ریزہ چینی کرنی پڑیگی۔

قدما مین سے کسی نے اس اعتراض کا جواب نہین دیا بلکہ خود اعتراض سے تعرض نہین کیا، حالانکہ آجکل یہ ایک مشکل اعتراض خیال کیا جاتا ہے۔ کلارائل جو آنحضرت صلعم کی نسبت نہایت عمدہ خیالات رکھتا ہے اور جو اسلام کی تمام باتون کو حسن ظن کی نگاہ سے دیکھتا ہے قرآن مجید کے اس انتشار مضامین سے گھبرا گیا اور اس کی کوئی تاویل نہ کر سکا۔

شاہ ولی اللہ صاحب نے اس اعتراض سے تعرض کیا اور نہایت خوبی سے جواب دیا۔ وہ لکھتے ہیں۔

"اگر پرسند کہ در سور تہائے قرآن این مطلب را چرا منتشر نمودند و رعایت ترتیب نکردند۔ گویم اگرچہ قدرت شامل ہمہ ممکنات است اما حاکم در این ابواب حکمت است و حکمت موافقت مبعوث الیہم است۔ در لسان و در اسلوب بیان۔

و ترتیبی کہ حالا مصنفین اختراع نمودہ اند۔ عرب آنرا نمید انستند اگر این را باور نمی کنی قصائد شعرائے مخضرمین را تامل کن ۔۔۔ و نیز مقصود نہ مجرد افادہ است بلکہ افادہ مع الاستحضار و التکرار"

اس تقریر کا ماحصل یہ ہے کہ قرآن مجید عرب کی زبان میں اترا ہے اور مخاطب اوّل اس کے عرب ہیں اس لئے ضرور تھا کہ طرز بیان میں۔ اسلوب عرب کی رعایت کیجاے عرب قدیم کی جسقدر نظم و نثر موجود ہے۔ سب کا یہی طرز ہے کہ مضامین کو یکجا بیان نہیں کرتے بلکہ ایک بات کہتے ہیں۔ ابھی وہ تمام نہیں ہوتی کہ دوسرا ذکر چھڑ جاتا ہے پھر اصلی بات شروع ہوتی ہے پھر دوسرا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے اس کے علاوہ قرآن مجید کا بڑا مقصود یہ ہے کہ توجہ الی اللہ اور اخلاص و عبادت کے مضامین اسقدر بار بار کہے جائیں کہ مخاطب پر ایک حالت طاری ہوجاے" اس قسم کا تکرار ترتیب کی صورت میں ممکن نہ تھا" صفحہ ۱۱۸ علم الکلام ۔

اس عبارت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ اعتراض مخالفین اسلام کا ہے نہ کہ علمائے اسلام کا ہو۔ بلکہ علماء اسلام اسکا جواب دیتے ہیں اور اسکو رد کرتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ مخالفت ہمیشہ دو قسم کی ہوتی ہے ایک معقول جو نفس مسئلہ پر ہوتی دوسرے معاندانہ جو محض از راہ عداوت و عناد کیا جاتا ہے۔ یہ اعتراض بالکل اسی قسم کا ہے کیونکہ قرآن کے کچھ اوپر اسی سورے خاص مکہ معظمہ میں نازل ہوئے جو اس طرح خدا اعجاز پر فائز تھے کہ بالاعلان پکارتا رہا فاتوا بسورۃ من مثلہ کہ ایک سورہ بھی بنا لاؤ۔ مگر کوئی قادر نہو سکا۔ جس سے معلوم ہوا کہ کسی طرح کا عیب و نقص

بھی او سمین نہ تھا کیونکہ اگر کوئی نہ ہوتا تو وہ مخالفین سب سے پہلے یہی اعتراض کرتے
لہذا معلوم ہوا کہ چونکہ وہ خود اہل زبان تھے اور اونہین پر بطور تحدی نازل ہوا تھا
وہ جانتے تھے کہ یہان من حیث الفصاحۃ والبلاغۃ معجزہ ہے وہان من حیث ترتیب
الکلام بھی معجزہ ہے۔ کیونکہ آجتک جتنی کتابین آسمانی تہین۔ خواہ توراۃ ہویا انجیل
یا زبور سب مین ایک انتظام تھا باب تھا فصل تھا۔ مگر قرآن کا نظم قرآن کی ترتیب
بھی معجزہ تھی۔ اسیلئے بجائے اسکے کہ اسپر اعتراض کرتے۔ اور بھی وہ لوگ اس حسن
نظام سے متاثر ہوتے گئے جنکے قلوب انصاف پسند تھے وہ اس معجزہ سے اسلام لائے
اور جو لوگ سخت دل تھے۔ اونکا کفر و نفاق بڑھتا گیا۔

اس زمانہ کے معترضین قرآن کی مثال ایسی ہے کہ ایک اردو یا ہندی جانتے
والا کسی انگریزی یا تمکی فصیح کلام پر معترض ہو تو بجز اسکے کہ اوسپر مضحکہ کیا جاے اور
کیا جواب ہوسکتا ہے۔

مسٹر کارلائل ہون یا اور انگریزی دان مخالفین اسلام کی یہی مثال ہے کہ وہ جس
چیز کو نہین جانتے اوسپر اعتراض کرتے ہین۔ حالانکہ خداوند عالم نے بتکرار تمام فرمایا کہ یہ قرآن
بصورت کتاب نہین اوتاری گئی ہے جسمین فصول وابواب مقرر ہوتے ہین۔ بلکہ یہ تو
ہدایت و موعظہ ہے جو بار بار حسب ضرورت نازل کیا جاتا ہے۔

ولو نزلنا علیك کتابًا فی قرطاس فلمسوہ بایدیھم لقال الذین کفروا ان ھذا
الا سحر مبین۔ سورہ انعام

اگر ہم اس کتاب کو لکھی ہوئی کاغذ پر نازل کرتے پس چھوتے اوسکو اپنے ہاتھون سے اور
کہتے کہ یہ تو سحر کھلا ہوا ہے۔

واوحی الی ھذا القران لانذرکم بہ ومن بلغ یعنی یہ قرآن ہم پر اسلئے وحی کیا گیا
ہے کہ اسکے ذریعہ سے تمکو ڈرائین اور اون لوگونکو جنکو پہونچے۔

پس جب قرآن کی غرض وغایت یہ نہین تھی کہ وہ لکھی ہوئی کتاب کی صورت مین آتا
جس سے کفار کو اور موقع ملتا کہ اسکو جادو کہین۔ بلکہ اسکی غرض ایک واعظ اور منذر

اون کی قراءت مین موجود مگر مروج قرآن سے نکالا ہوا ہے تو اس سے بڑھکر کیا تحریف ہو سکتی ہے۔
آپ کچھ سمجھے کہ اسمین کیا رمز تھا کہ ازواج کا مادر مومنین ہونا تو رکھا گیا۔ اسلئے کہ ابوبکر عمر صاحب کی بیٹیان مومنین کی مان قرار پائین کہ واجب التعظیم ہون۔ اور رسول اللہ کی ابوۃ سے اسوجہ سے انکار کہ اگر یہ لفظ قرآن مین باقی رہتا ہے تو خلفائے ثلثہ عاق والدین قرار پاتے ہین لہذا یہ لفظ نکال دیا گیا کہ حضرت کی دو طرح کی حکومت نہ قائم ہو ایک بحیثیت رسالت دوسری بحیثیت ابوت کیونکہ رسالت مین تو خطائے اجتہادی کا پہلو نکل سکتا ہے جو نکال لیا گیا۔ اور حکومت ابوت ایسی تھی کہ اوسمین کوئی تاویل ہی نہین چل سکتی۔ اسلئے خلیفہ دوم نے براہ دور اندیشی اوسکو نکال دیا۔
اہلسنت عائشہ حفصہ کے بارہمین بہت سے مغالطے دیا کرتے ہین لہذا اس روایت کو دیکھ لین اخرج ابن ابی حاتم عن قتادۃ فی قولہ وازواجہ امھاتھم یقول امھاتھم فی الحرمۃ لایحل لمومن ان ینکح امرءۃ من نساء النبی فی حیاتہ ان طلق ولا بعد موتہ وھی حرام علی کل مومن مثل حرمۃ امہ واخرج ابن سعد وابن المنذر والبیہقی فی سننہ عن عائشہ ان امرءۃ قالت لھا یا امہ فقالت انا ام رجالکم ولست ام نساءکم ص۱۸۳
یعنی ازواجہ امہاتہم سے مرادیہ ہے کہ کسی مرد پر نکاح کرنا اون سے جائز نہین نہ حالت حیات رسول اللہ مین اگر طلاق دین نہ بعد وفات رسول اللہ۔ تو وہ ہر مومن پر اسطرح حرام ہین جسطرح مان اپنے لڑکو نپر حرام ہوتی ہے۔
ابن سعد وغیرہ کی روایت ہے کہ ایک عورت نے عائشہ سے کہا اے مادر تو عائشہ نے کہا ہم عورتون کی مان نہین ہین بلکہ تمھارے مردون کی مان ہین۔
تو پھر تبرا۔ لعنت کی ممانعت کس طرح ثابت ہو سکتی ہے۔ حالانکہ خود قصہ حضرت ابراہیم مین فلما تبین لہ انہ عدو للہ تبرء منہ یعنی جب حضرت ابراہیم کو اپنے باپ کا دشمن خدا ہونا معلوم ہوا تو اوس سے تبرا کیا۔

توجب حقیقی باپ سے تبرا جائز بلکہ واجب ہوا تو حکمی مادر نامہربان سے تبرا بدرجہ اولی واجب ہو گا۔

اسی آیہ کا بقیہ وا ولو الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ من المومنین والمہاجرین الا ان تفعلوا الی اولیائکم معروفا کان ذلك فی الکتاب مسطورا کے متعلق ہے قال وفی بعض القراۃ کان ذلك عند اللہ مکتوبا ان لا یرث المشرك المومن صـ۱۵۳

یعنی بعض قراءۃ مین اسطرح تھا کان ذلك عند اللہ مکتوبا ان لا یرث المشرك المومن جواب قرآن مین نہین ہے۔

آیہ ۹۔ یا ایھا الذین اٰمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اے ایمان والو یاد کرو خدا کی نعمت کو جب تم پر حملہ کرنے کو فوجین آئین تو ہمنے اونپر ہوا اور فوجین بھیجین جنکو تمنے نہین دیکھا۔ اور خدا تمھارے عملون کو دیکھ رہا ہے۔ جب وہ (فوجین) تمپر اوپر اور نیچے کی طرف سے چڑھ آئین۔ اور جب آنکھین پھر گئین اور دل (مارے خوف کے) حلق تک پہونچ گئے اور خدا کی نسبت ہر طرح کے گمان کرنے لگے۔ وہان مومنین آزمائے گئے اور سخت طور پر ہلائے گئے

یہی وہ آیات ہین سورہ احزاب کی جنہون نے صحابہ کو خدا اور رسول و قرآن سے اسدرجہ متنفر کیا کہ بقول عائشہ موجودہ آیات سے زیادہ عثمان نہ لکھوا سکے حالانکہ رسول اللہ کے زمانہ مین سورہ بقرہ کے برابر یہ سورہ تھا۔ کیونکہ ان آیات نے صحابہ کے حالات کو ایسے انداز سے ہوا کیا ہے کہ اگر تمامی دنیا کے فصحا و بلغا بھی جمع ہون تو اس سے بڑھکر کسی کی مذمت نہین کرسکتے۔ کیونکہ آنکھونکا کج ہونا قلب کا حلق تک آجانا ایسا بلیغ فقرہ ہے کہ کسی طرح اسکا مقابلہ نہین ہو سکتا۔

اگر اس آیہ مبارکہ کی تفسیر دیکھنا ہو تو صرف اس روایت کو تفسیر درمنثور کی دیکھیے صـ۱۸۵ جلد ۵

| یعنی ابراہیم تیمی راوی ہین کہ اونکے باپ نے حضرت حذیفہ سے کہا کہ اگر ہم رسول اللہ کی خدمت مین پہونچتے تو آپکی خدمت | واخرج الفریابی وابن عساکر عن ابراھیم التیمی عن ابیہ قال قال رجل لو ادرکت رسول اللہ صلی اللہ |
|---|---|

الله علیه وسلم لحملته و لفعلت فقال
حذیفة لقد رایتنی لیلة الاحزاب
ونحن مع رسول الله صلی الله علیه و
سلم فکان رسول الله صلی الله علیه و
سلم یصلی من اللیل فی لیلة باردة ما
قبله ولا بعده برد کان اشد منه فحانت
منی التفاتة فقال الا رجل یذهب
الی هولاء فیاتینا بخبرهم جعله الله
معی یوم القیمة قال فما قام منا انسان
قال فسکتوا ثم عاد فسکتوا ثم قال
یا ابا بکر ثم قال استغفر الله رسوله
ثم قال ان شئت ذهبت فقال یا
عمر فقال استغفر الله ورسوله ثم
قال یا حذیفه فقلت لبیك فقمت
حتی اتیت وان جنبی لیضربان من
البرد فمسح راسی و وجهی ثم قال ائت
هولاء القوم حتی تاتینا بخبرهم ولا
تحدث حدثا حتی ترجع ثم قال اللهم
احفظه من بین یدیه ومن خلفه
وعن یمینه وعن شماله ومن فوقه
ومن تحته حتی یرجع قال فلان یکون
ارسلها کان احب الی من الدنیا وما
فیها قال فانطلقت فلخذت امشی

کرتے۔ حذیفہ نے کہا کہ شب جنگ خندق
ہم رسول اللہ کے ساتھ تھے۔ حضرت
نماز پڑھ رہے تھے اور یہ ایسی سرد رات
تھی کہ اس سے قبل یا بعد کبھی ایسی سرد
رات ہمنے نہیں دیکھی۔ حضرت ہملوگون
کی طرف ملتفت ہوے اور فرمایا ہے کوئی
مرد جو اس قوم کی طرف جائے اور خبر لائے
خدا اوسکو ہمارے ساتھ قیامت مین جگہہ
دیگا حضرت کے اس کلام پر کوئی نہ اوٹھا
پھر حضرت نے اس کلام کا اعادہ کیا
کسی نے جواب نہ دیا تب آپنے فرمایا اے
ابوبکر۔ ابوبکر نے کہا استغفر اللہ و رسولہ حضرت
فرمایا اگر چاہو تو جاؤ۔ پھر فرمایا اے عمر وہ بھی
استغفر اللہ کہکر رہ گئے۔ تب آپنے فرمایا اے
حذیفہ تب مینے کہا لبیک اور حاضر خدمت
ہوے۔ حالانکہ سردی کی شدت سے ہمارے
دونو پہلو مار رہے تھے حضرت نے اپنے دست
مبارک سے ہمارے سر اور چہرہ پر مسح کیا اور
فرمایا جاکر اس قوم کی خبر لا۔ اور کوئی نئی بات
نہ کرنا جبتک ہمارے پاس نہ پھر آؤ۔ پھر آپنے
دعا دیا کہ خدایا اسکی حفاظت کر آگے۔ پیچھے
داہنے۔ بائین۔ فوق و تحت سے جب
تلک یہ پھر آئے۔ حذیفہ کہتے ہین ہم جب

بخوهم كانی امشی فی حمام قال فوجدتهم قد ارسل الله ريحا فقطعت اطنابهم و ابنيتهم و ذهبت بخيولهم ولم تدع شيئا الا اهلكته قال وابوسفيان قاعد يصطلی عند نار له قال فنظرت اليه فاخذت سهما فوضعته فی كبد قوسی قال وكان حذيفة راميا فذكرت قول رسول الله صلی الله عليه وسلم لا تحدثن حدثا حتی ترجع قال فرددت سهمی فی كنانتی قال فقال رجل من القوم الا فيكم عين للقوم فاخذ كل بيد جليسه فاخذت بيد جليسی فقلت من انت قال سبحان الله اما تعرفنی انا فلان بن فلان فاذا رجل من هوازن فرجعت الی رسول الله صلی الله عليه وسلم فاخبرته الخبر فلما اخبرته ضحك حتی بدت انيابه فی سواد الليل وذهب عنی الدفاء قال فادنانی رسول الله صلی الله عليه وسلم فانامنی عند رجليه والقی علی طرف ثوبه فان كنت لالزق بطنی وصدری ببطن قدميه فلما اصبحوا هزم الله الاحزاب وهو قوله فارسلنا عليهم ريحا

اور دہر روانہ ہوئے تو ایسی گرمی معلوم ہوتی تھی کہ گویا حمام مین جا رہے ہین۔ وہان جاکر کیا دیکہا کہ خدانے اونپر ایسی ہوا کو مسلط کیا ہے کہ خیمہ کی طنابین ٹوٹ گئین۔ جانور اونکے بہاگ گئے برتن اونکی اولٹی ہین۔ کوئی چیز اونکے پاس نہین ہے سبکو ہوا نے ہلاک کردیا ابوسفیان کو دیکہا کہ آگ سلگائے ہوئے تاپ رہا ہے۔ ہمنے چاہا کہ ایک تیر سے قصہ طے کردین مگر حضرت کا کلام یاد پڑا جس سے تیر کو پھر ہمنے ترکش مین رکھ لیا۔ ایک شخص نے اون کفار سے کہا کہین کوئی جاسوس نہ ہو۔ تو ہر شخص نے اپنے اپنے ساتھی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ہمنے بہی اپنے پاس کے آدمی کا ہاتھ پکڑا اور پوچھا کون ہے۔ تو اوس نے کہا سبحان اللہ کیا نہین پہچانتا کہ ہم فلان شخص ہین (قبیلہ ہوازن سے تھا) بعد اوسکے ہم وہان سے واپس آئے اور رسول اللہؐ سے سارا قصہ بیان کیا حضرت اسقدر ہنسے کہ اوس اندہیری رات مین آپکے دندان مبارک چمکنے لگے۔ حضرت نے ہمکو اپنے قدم مبارک کے پاس سولایا اور اپنی رداء مبارک ہم پر ڈالا۔ ہم مارے سردی کے حضرت کے قدم مبارک سے اپنا شکم اور سینہ ملا رہے تھے۔

وجنوداً لم تروھا ۔ ص۱۸۵ صبح کو خدا نے اوس لشکر کو ہزیمت دی

اب حضرات اہلسنت فرمائین واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر کے مصداق اون کے شیخین تھے یا اور کوئی کہ رسول اللہ نام لیلیکر پکارتے ہین اور روضہ جنت فرماتے ہین کہ ہمارے ساتھ ہوگا قیامت مین ۔ مگر جسکو دنیا کی تاک ہو اوسکو قیامت کی کیا فکر ۔

خدا نے جو مومنین و منافقین کی حالت کو بیان کیا ہے کہ ایمان والون کے دل ہلا دئے گئے اور منافقین نے کہا خدا او رسول کا وعدہ محض دھوکا ہے ظن المنافقون ان محمد واصحابه یستاصلون وایقن المومنون ان ما وعدھم الله ورسوله حق انه یظھر علی الدین کله ۔

یعنی منافقون کا تو یہ گمان تھا کہ محمدؐ اور اونکے اصحاب ہلاک ہونگے (اسیلئے ابوبکر عمر نکلگئے) اور مومنون نے یقین کرلیا کہ جو وعدہ خدا و رسول ہے وہ ضرور پورا ہوگا ۔ اسی لئے حضرت حذیفہ بے تردد چلے گئے )

آیہ من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا الله علیھم فمنھم من قضی نحبه ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا ۔

اخرج عبد الرزاق واحمد والبخاری والترمذی والنسائی وابن ابی داؤد فی المصاحف والبغوی وابن مردویه والبیھقی فی سننه عن زید بن ثابت قال لما نسخنا المصاحف فقدت آیة من سورة الاحزاب کنت اسمع رسول الله یقرءھا لم اجدھا مع احد الا مع خزیمه بن ثابت الانصاری الذی جعل رسول الله شھادته بشھادة رجلین وللمومنین رجال صدقوا ما عاھدوا الله علیه فالحقتھا فی سورتھا فی المصحف ص۱۹۱

عبد الرزاق ۔ بخاری ۔ احمد ۔ ترمذی ۔ نسائی ۔ ابن ابی داؤد ۔ بغوی ۔ ابن مردویه ۔ بیہقی یہ سب کے سب راوی ہین کہ زید بن ثابت کہتے تھے جب ہمنے قرآن کو مصحف مین (بعہد عثمان) لکھا ہے تو سورہ احزاب کی ایک آیت نہ ملی جسکو ہم رسول اللہ سے سنا

سنا کرتے - مگر وہ آیہ خزیمہ کے پاس ملا۔ جنکی گواہی کو رسول اللہ ص نے دو مرد کی گواہی کے برابر بتایا تھا وہ آیہ بھی آیہ من المومنین رجال تھا جسکو ہمنے سورہ احزاب مین مصحف مین داخل کیا۔

کہیئے کہان تو وہ بیان کہ جب تک صحابہ کا اجماع نہ ہوتا کوئی آیہ لکھا نہ جاتا - اور کہان وہ بیان کہ بغیر دو گواہ کے کوئی آیہ نہ لکھا جاتا - اور کہان یہ بیان کہ صرف خزیمہ کے پاس ملا اور لکھ لیا گیا۔

یہ آیہ بروایت انس بن نضر کے بارہمین نازل ہوا تھا جو جنگ احد مین مارے گئے مگر واہ رے حافظہ صحابہ کہ اب کسی کو یاد نہین۔

آیہ وکفی اللہ المومنین القتال - یعنی کفایت کیا خدا نے مومنین سے قتال کو۔

اخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ وابن عساکر عن ابن مسعود رض انہ کان یقرء ھذا الحرف وکفی اللہ المومنین القتال بعلی بن ابی طالب ص ۱۹۲

ابن ابی حاتم - ابن مردویہ - ابن عساکر راوی ہین کہ ابن مسعود اس آیہ کو اسطرح پڑھتے تھے وکفی اللہ المومنین القتال بعلی ابن ابیطالبؑ مگر قرآن مروج مین بعلی بن ابی طالب نہین ہے۔

آیہ قل یا ایہا النبی لازواجک - یعنی اے نبی اپنی ازواج سے کہو کہ اگر تمکو حیوۃ دنیا کی خواہش ہے تو آؤ ہم تمکو مال وغیرہ دیکر طلاق دین - اور اگر خدا و رسول کو چاہتی ہو تو خدا نے تمسے جو محسنات ہین اونکے لئے اجر عظیم مقرر کیا ہے۔

اس آیہ نے ازواج نبی کی حالت کو جن الفاظ سے بیان کیا ہے وہ کافی ہے کہ کسقدر رحمہ اونہون نے رسول اللہ ص کو تنگ کیا تھا کہ خدا نے یہ آیہ نازل کیا جسکا نام آیہ تخییر ہے کہ ازواج نبی کو اجازت دی گئی کہ یا تو رسول اللہ ص سے طلاق لیکر رخصت ہوجاؤ یا جس حالت مین رسول اللہ ص ہین اجر اخروی پر قانع رہو۔ درمنثور مین ہے ص ۱۹۴

| یعنی جابر بن عبد اللہ اور ابو سعید | اخرج ابن سعد عن ابی سلمۃ الحضرمی |
|---|---|

قال جلست مع ابی سعید الخدری وجابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما وهما يتحدثان وقد ذهب بصر جابر رضی اللہ عنہ فجاء رجل فجلس ثم قال يا ابا عبد اللہ ارسلنی الیک عروة بن الزبير اسألك فيم هجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نساءه فقال جابر رضی اللہ عنہ ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ليلة لم يخرج الى الصلاة فاخذنا ما تقدم وما تأخر فاجتمعنا ببابه يسمع كلامنا ويعلم مكاننا فاطلنا الوقوف فلم يأذن لنا ولم يخرج الينا فقلنا قد علم رسول اللہ م مكانكم ولو اراد ان يأذن لكم لاذن فتفرقوا لا تؤذوه فتفرقوا غير عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ يتنحنح ويتكلم ويستأذن حتى اذن له رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عمر رض فدخلت عليه وهو واضع يده على خده اعرف به الكآبة فقلت له اى نبی اللہ بابی انت وامی يا رسول اللہ الذی رابك

خدری بیٹھے حدیثیں بیان کر رہے تھے کہ عروہ بن زبیر کا آدمی آیا کہ رسول اللہ صلعم نے اپنی ازواج کو کیوں چھوڑ دیا تھا۔ تو جابر نے بیان کیا کہ ایک شب ہم سب دردولت رسول اللہ صلعم پر حاضر تھے مگر حضرت نماز کے لئے باہر نہ تشریف لائے نہ ہم لوگوں کو اندر آنے کی اجازت ملی۔ پھر ہم لوگوں نے کہا کہ حضرت کو ہم لوگوں کی حاضری وغیرہ معلوم ہے مگر اجازت نہیں ملی اگر چاہتے تو اجازت دیتے۔ لہذا اب رسول اللہ صلعم کو ایذا نہ دو۔ یہ سنکر سب چلے گئے مگر عمر وہین رہے کھنکھارتے۔ بات کرتے اور حضرت سے اجازت چاہتے۔ آخر اجازت ملی تو دیکھا حضرت مارے رنج کے رخسار پر ہاتھ رکھے ہوے بیٹھے ہین کہ آثار حزن و ملال چہرہ سے ظاہر ہے۔ عمر نے کہا یا حضرت یہ کیا حالت ہے تمام لوگ پریشان ہین آپ کی زیارت نہ ہونے سے۔ حضرت نے فرمایا یہ عورتین وہ چیزین ہمسے چاہتی ہین

وما الذی لقی الناس بعدک فقد هم لروتیک فقال یا عمر سالتنی الاما مالیس عندی یعنی نساء فذاک الذی بلغ بی ماتری فقلت یا نبی الله قد صککت جمیلة بنت ثابت صکة الصقت خدها منہا بالارض لانها سالتنی مالیس عندی وانت یا رسول الله علی موعد من ربک وھو جاعل بعد العسر یسرا قال فلم ازل اکلمه حتی رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم قد تحلل عنه بعض ذلک فخرجت فلقیت ابابکر الصدیق رضی الله عنه فحدثته الحدیث فدخل ابوبکر علی عائشه رضی الله عنہا فقال قد علمت ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یدخر عنکن شیئا فلا تسالیه مالا یجد انظری حاجتک فاطلبہا الی وانطلق عمر رضی الله عنه الی حفصه فذکرلها مثل ذلک ثم اتبع امهات المومنین فجعل یذکران لهن مثل ذلک فانزل الله تعالی فی ذلک یا ایها النبی قل لازواجک ان

جو ہمارے پاس نہین ہے عمر نے کہا ہمنے ابھی ایک طمانچہ مارا ہے اپنی زوجہ جمیلہ بنت ثابت کو جس سے اوسکا رخسار زمین سے لگ گیا۔ کیونکہ اوس نے بھی ایساہی سوال کیا تھا اور آپ سے تو خدا نے وعدہ کیا ہے یسر کا بعد عسر کے۔ عمر اسی طرح کی باتین کرتے رہے یہانتک کہ حضرت کا وہ ہم و غم کچھ کم ہوا۔ پھر عمر نے ابوبکر سے یہ کل حال کہا اور اونہون نے آکر عائشہ کو سمجھایا عمر نے حفصہ کو اور بقیہ ازواج کو اوسپر یہ آیہ نازل ہوا۔ تمام ہوا ترجمہ

حضرت نے اس واقعہ مین پورے ایک مہینہ تک آمدورفت ازواج کے یہان ترک کردیا تھا جس سے ظاہر ہے کہ کیا ایذا قلب رسول کو انکی حرکات وسکنات سے پہونچا تھا کہ زندگی تلخ ہوگئی تھی۔

آیہ یا نساء النبی من یات منکن بفاحشة مبینة یضاعف لها العذاب ضعفین وکان ذلک علی الله یسیرا۔

ان كنتن تردن الحيوٰة الدنيا وزينتها فتعالين ... استقر في بيوتكن سراحا جميلا ... وان كنتن تردن الله ورسوله والدار الآخرة فان الله اعد للمحسنات منكن اجرا عظيما

یعنی اے عورتیں پیغمبر کی جو تم کو ... خدا اور رسول ... یہ امر بہت آسان ہے ... کس درجہ کا وعید ہے کہ فاحشہ کی نسبت ازواج کی طرف کی اور وعدہ عذاب مضاعف کیا اور شعور میں ہے من یات منکن بفاحشة مبینة یعنی العصیان للنبی کہ مراد اس سے عام عصیان نبی ہے اور فیطمع الذی فی قلبه مرض سے مراد زنا ہے - تو جن ازواج نبی کی یہ حالت تھی اون کی یہ تعلیم کس درجہ خلاف حکم خدا و رسول ہے -

وقرن فی بیوتکن - اپنے گھروں میں بیٹھی رہو - اسی آیہ سے کا اخیر جملہ ہے -

اخرج عبد بن حمید وابن المنذر عن محمد بن سیرین قال نبئت انه قیل لسودة زوج النبی صلی الله علیه وسلم رضی الله عنها مالک لا تحجین ولا تعتمرین کما یفعل اخواتک فقالت قد حججت و اعتمرت وامرنی الله ان اقر فی بیتی فوالله لا اخرج من بیتی حتی اموت قال فوالله ما خرجت من باب حجرتها بجنازتها - واخرج ابن ابی شیبة وابن سعد وعبد الله بن احمد فی زوائد الزهد وابن المنذر عن مسروق رض قال کانت عائشة رضی الله عنها اذا قرءت وقرن فی بیوتکن بکت حتی

یعنی عبد بن حمید وابن المنذر محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سودہ بنت زمعہ سے کسی نے پوچھا کہ کیوں نہیں حج کرتی ہو۔ نہ عمرہ جیسا کہ تمہاری اور بہنیں کرتی ہیں۔ تو سودہ نے کہا حج و عمرہ ہم کر چکے ہیں۔ اور خدا نے گھر بیٹھنے کا حکم دیا ہے قسم خدا کی ہم اپنے گھر سے نہ نکلینگے یہانتک کہ مر جائیں وہ نہ نکلیں اپنے گھر کے دروازہ سے یہانتک کہ انتقال کیا تو جنازہ اوسکا نکلا۔

(۲) عائشہ کے سامنے جب اس آیہ کی تلاوت کی جاتی تھی تو وہ اسقدر روتے

كساء خيبري فجاءت فاطمة ببرمة
فيها خزيرة فقال رسول الله ادعي
زوجك وابنيك حسنا وحسينا
فدعتهم فبينما هم يأكلون اذ نزلت على رسول
الله انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس
اهل البيت ويطهركم تطهيرا فاخذ
النبي بفضلة ازاره فغشاهم اياها ثم
اخرج يده من الكساء واوما بها
الى السماء ثم قال اللهم هؤلاء اهل بيتي
وخاصتي فاذهب عنهم الرجس و
طهرهم تطهيرا قالها ثلاث مرات
قالت ام سلمه فادخلت راسي في
الستر فقلت يا رسول الله وانا معكم
فقال انك الى خير مرتين ص۱۹۵

میرے گھر میں آپ بچھونے پر لیٹے ہوئے
تھے اور آپ کے جسم اقدس پر ایک
خیبری چادر تھی اتنے میں فاطمہ ایک
پتھر کی ہانڈی میں حریرہ لئے ہوئے
آئیں تو رسول اللہ نے فرمایا کہ جاؤ
تم اپنے شوہر اور دونوں بیٹوں حسن
وحسین کو بلا لاؤ حسب الحکم گئیں اور بلا
لائیں اور سب ملکر کھانے لگے یہ سب
حضرات کھا ہی رہے تھے کہ یہ آیت
انما یرید اللہ الآیہ نازل ہوئی تو آپنے
فوراً چادر کا کونا پکڑا اور اس سے سبکو
ڈھانک لیا اور اپنے ہاتھ چادر سے باہر
نکالکر آسمان کی طرف بلند کئے اور عرض
کی خداوندا یہی میرے اہلبیت اور میرے
خاص لوگ ہیں تو ان سے برائی کو دور رکھ اور انہیں پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے اوسی
طرح پاک و پاکیزہ رکھ اور اس دعائیہ جملہ کو آپنے تین مرتبہ فرمایا۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں
نے بھی اپنا سر پردہ کے اندر کیا۔ اور رسول اللہ صلعم سے عرض کی میں بھی آپ لوگوں
کے ساتھ رہوں؟ آپنے فرمایا تم بیشک نیکوکار ہو اور اسکو دو مرتبہ فرمایا۔

یہ پہلی روایت ہے جسکے راوی امام طبری۔ ابن المنذر۔ ابن ابی حاتم طبرانی ابن
مردویہ۔ وہ مقدس علماء اہلسنت ہیں جنکے نام کی عظمت سے اہلسنت کی روح
کھنچ جاتی ہے۔

آخری روایت یہ ہے اخرج الطبرانی عن ابی الحمراء قال رایت رسول اللہ ص
یاتی باب فاطمہ ستة اشهر فيقول انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل

البیت ویطہر کو تطہیرا ص ۱۹۹

کہ ابی الحمرا روایت کرتے ہین کہ ہمنے رسول اللہ کو چھ مہینہ تک دیکھا کہ دروازہ جناب سیدہ پر تشریف لاتے روزانہ اور اس آیہ کو پڑھتے۔ دوسری روایت مین آٹھ مہینہ ہے اور تیسری روایت مین نو مہینہ مذکور ہے

جو لوگ کم سے کم رسول اللہ کو مصداق ان الرجل لیہجر نہ جانتے ہونگے۔ اور یہ مانتے ہونگے کہ حضرت موحاقل تھے وہ ضرور اس سے نتیجہ نکالتے ہونگے کہ آخر حضرت نے ایسا کیون کیا کہ کہان تو آپ حضرت ام سلمہ کے دولتخانہ مین تشریف فرما ہین جناب سیدہ کو خاص طور پر جناب امیر و حسنین کے بلانے کو بلایا ہے۔ حریرہ کھا رہے ہین کہ جبرئیل آیہ تطہیر لائے اور حضرت نے کساء مبارک سے سبکو چھپا لیا اور ہاتھ نکالکر درگاہ جناب احدیت مین عرض کیا یہی ہمارے اہلبیت ہین یہی ہمارے خاصہ ہین۔ انہین سے رجس وناپاکی کو دور کر۔ انہین کو پورے طور سے طاہر کر۔

حضرت ام سلمہ آپکی زوجہ مطہرہ ہین داخل کسا ہونا چاہتی ہین تو آپ یہ نہین فرماتے کہ تم بھی اہلبیت سے ہو بلکہ یہ فرماتے ہین کہ تو خیر پر ہے۔

مسلمانو! اگر تم رسول کو خدا کا رسول مانتے ہو اور اسپر ایمان لاتے ہو کہ حضرت پر قرآن نازل ہوا حضرت اوسکے مطالب کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔ تو پھر اسپر کیون نہین ایمان لاتے کہ جو حضرت نے اہلبیت کی تفسیر کی ہے وہی درست ہے۔

کیونکہ سیوطی نے ان روایتون کے مقابلہ مین جنکی تعداد سولہ ہے چار روایتین اسکی بھی لکھی ہین کہ مراد اس سے ازواج نبی ہین جنمین سے پہلی روایت صرف ابن عباس کا قول ہے نہ کہ قول رسول اللہ ہو۔ دوسری تیسری روایت عکرمہ کی ہو جسکو سب جانتے ہین کہ وہ ناصبی تھا۔ مگر اوسمین بھی قول رسول اللہ نہین ہے بلکہ اوسکا ذاتی قول ہے۔ چوتھی روایت عروہ کی ہے جو زبیر کے بیٹے حضرت عائشہ کے بھانجے تھے اونکی روایت بھی ذاتی قول ہے نہ کہ قول رسول اللہ ہو

تو اب بتاؤ تم مسلمان ہو۔ کسپر ایمان لانے کے مدعی ہو رسول اللہ پر یا عکرمہ و عروہ

و ابن عباس پر ہوا اپنی ذاتی رائے سے کہتے ہین کہ مراد اس سے ازواج نبی ہین ۔
حالانکہ سیوطی کی سولہ روایتین جو حضرات اہلبیت رسول کی شان مین ہین ۔ اون
سب مین یہ بیان ہے کہ قال اللھم ان ھولاء اھل محمد ثم قال اللھم ھولاء
اھلبیتی
غضب تو یہ ہے کہ خود رسول اللہ نے ازواج کو اہلبیت سے خارج کیا مگر اہلسنت
کا اسقدر بجہ مخالفت رسول پر اصرار ہے کہ اونہین کو اہلبیت کہتے ہین حالانکہ اسی روایت
سیوطی مین ہے قلت یارسول اللہ الست من اھل البیت قال انک الیٰ
خیر انک من ازواج النبی یعنی حضرت ام سلمہ نے کہا یا حضرت کیا ہم اہلبیت سے
نہین ہین حضرت نے فرمایا تو خیر کی طرف ہے مگر تو ازواج نبی سے ہے (نہ اہلبیت سے)
پھر خود صحیح مسلم سے ناقل ہین عن زید بن ارقم ان رسول اللہ قال
اذکرکم اللہ فی اھلبیتی فقیل لزید ومن اھلبیتہ الیس نساءہ من اھلبیتہ
قال نساءہ من اھلبیتہ ولکن اھلبیتہ من حرم الصدقۃ بعدہ آل
علی وآل عقیل وآل جعفر وآل عباس ص۱۹۹
یعنی زید بن ارقم نے حضرت کی یہ حدیث بیان کی کہ ہم تمکو خدا کو یاد دلاتے ہین دربارہ
اہلبیت اپنے تو کسی نے زید سے پوچھا اہلبیت کون ہین ۔ کیا ازواج نبی اہلبیت سے
نہین ہین ۔ زید نے کہا یون نہین ۔ مگر اہلبیت حضرت کے وہ ہین جنپر صدقہ حرام ہے وہ
وہ آل علی آل عقیل ۔ آل جعفر ۔ آل عباس ہین
اہلسنت غور کرین کہ یہ سب اختلافات کیون پیدا ہوے صرف اسیوجہ سے کہ
جامعین قرآن نے اس آیہ کو یہان رکھدیا ورنہ اگر اصلی جگہ پر یہ آیہ ہوتا تو کیون اس قدر
اختلاف اور اشتباہ ہوتا جس سے گمراہی پھیل رہی ہے ۔ حالانکہ معمولی عقل والا
انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ اس آیہ مین ازواج نبی کسی طرح داخل نہین ہین ۔
کیونکہ ابتدا ہی سے تو خطاب ہے یا ایھا النبی قل لازواجک ۔ یا نساء النبی
من یات منکن ۔ یا نساء النبی لستن کاحد من النساء پھر ان

خطابات کو چھوڑکر خداوند عالم نے اهل البیت کا لفظ کیون رکھدیا۔ وہ بالکل بے سیاق و سباق ہے۔

پھر شروع سے تو خطاب بصیغہ عتاب ہے اور آخر مین بھی وہی عتاب ہے بیچ مین ایسی تعریف لانا جس سے بڑھکر کوئی تعریف نہ ہوسکے۔ بلاغت کلام الٰہی کو خاک مین ملانا ہے کہ جب خدا اونکو ایسا پاک کرنا چاہتا ہے کہ اوس سے بڑھکر طہارت نہ ہوسکے تو پھر یہ کہا کہ اگر تم کسی فاحشہ کی مرتکب ہوگی تو ہم دوہرا عذاب کرینگے کس درجہ بے موقع و بے محل ہے کہ نہ حکم کی وقعت رہتی ہے نہ وعید کی نہ تہدید کی۔ بلکہ ایک مضحکہ خیز کلام ہوجاتا ہے کہ خدا اونکو پاک بھی کرتا ہے اور فاحشہ پر عذاب سخت کا بھی خوف دلاتا ہے۔

رسول اللہؐ نے چھ یا آٹھ یا نو مہینہ تک پنجوقتہ در جناب سیدہ پر اس کی تلاوت کی۔ تو اوسکا جواب بھی اہلسنت کے رسول یا امام عکرمہ خارجی نے یہ دیا کہ

تفسیر طبری مین ہے ص جلد ۲۲

عن علقمہ قال کان عکرمہ ینادی فی السوق انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا قال نزلت فی نساء النبی خاصۃ۔

یعنی عکرمہ بازار مین پکارتا پھرتا تھا کہ یہ آیہ خاص ازواج نبی کے بارے مین نازل ہوا۔ مگر اسکی وجہ نہ معلوم ہوئی کہ اسکو خاصۃ کیون کہا۔ کیا سابق و لاحق آیات خاص ازواج نبی کے بارے مین نہین تھین جو اسکے تخصیص کی ضرورت ہوئی۔

یہین سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مذہب اہلسنت بازاری ہے کہ عکرمہ کی آواز بازاروالی تو سُن لی مگر رسول اللہؐ کی آواز پنجوقتہ نو مہینہ تک اون کے کان مین نہین پڑی۔

افسوس کہ بخیال اختصار ہم زیادہ نہین لکھ سکتے کیونکہ مطلب دوسرا ہے کہ سورہ احزاب کی کن کن آیتون مین اہلسنت تحریف کے قائل ہین۔

آیہ ان المسلمین والمسلمات والمومنین والمومنات کے متعلق مذہب مودا

روایت بنائی ہے کہ جب یہ آیتین صدر کی نازل ہوین جنمین ازواج نبی سے خطاب تھا تو عورتون نے کہا تمام تو ازواج نبی کا ذکر ہے یا مردون کا مگر ہمارا کہین ذکر نہین تو اوسپر خدا نے یہ آیہ نازل کیا۔

ایسی ہی تفسیر وپنڈت آریہ اعتراض کرتے ہین کہ لحاف مین وحی۔ ہڈی لیکر وحی۔ مگر کیا ان راویون کو یہ نہین معلوم تھا کہ قرآن کے تیسرے چوتھے ہی پارہ مین پورے ایک سورہ جسکا نام ہی سورہ نساء ہے اور قبل اس سورہ احزاب کے صدہا موقع پر مسلمات مومنات قانتات کا نام آیا ہے۔ پھر کس طرح یہ اعتراض کر سکتی تھین۔

دوسرے ان آیات مین ازواج نبی پر تو تمامتر عتاب ہی کیا گیا ہے پھر وہ کیسی عورتین تھین کہ اسکی متمنی ہوین کہ ہمارا نام بھی انکے ساتھ آتا۔ خدا رحم کرے۔

آیہ وما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ و رسولہ یعنی کسی مومن و مومنہ کو اسکا اختیار نہین ہے کہ جب رسول اللہ کسی امر کا فیصلہ کر دین تو اوسکے خلاف کرین۔ یہ ایسا صریح آیہ ہے کفر و نفاق خلفاے ثلثہ مین کہ پھر کسی آیہ کی ضرورت ہی نہین رہتی۔ کیونکہ اونکی خلافت بالکل خلاف فیصلہ رسول ہے جیسا کہ سبکو معلوم ہے کہ حضرت نے مصر و نا اعلان نبوت کیا اوسی روز جناب امیرؑ کو خلیفہ کیا اور تجدید اوسکی خم غدیر مین کی اور تحریری حکم لکھنا چاہا کہ عمر نے حسبنا کتاب اللہ کہکر روکا جسپر حضرت نے حکم دیا ہمارے پاس سے نکل جاؤ۔

آیہ اذ تقول للذی انعم اللہ علیہ قصہ حضرت زینب و زید مین ہے اسکی نسبت سیوطی لکھتے ہین۔

عن زینب قالت انی واللہ ما انا کاحد من نساء رسول اللہ انھن زوجن المھور و زوجھن الاولیاء و زوجنی اللہ و رسولہ وانزل فی الکتاب یقرءہ المسلمون لایغیر ولا یبدل و اذ تقول للذی انعم اللہ علیہ الآیہ صفحہ ۲۰۲

یعنی حضرت کہتی تھین قسم بخدا ہم مثل ان ازواج نبی کے نہین ہین جنکا نکاح

مہر نہیں باندھے اولیا نے کیا۔ بخلاف ہمارے کہ خدا اور رسول نے ہمارا نکاح کیا اور خدا نے کتاب میں نازل کیا جسکو مسلمین پڑھینگے نہ اوس میں تغیر ہوگا نہ تبدل وہ آیہ اذ تقول ہے۔

مگر افسوس آجتک اہلسنت عائشہ کو حضرت زینب سے افضل کہتے ہین۔ حالانکہ خود حضرت زینب نے بمقابلہ عائشہ فخر کیا تھا فقالت زینب وعائشہ رضی فقالت زینب رضی اللہ عنہا انا الذی نزل تزویجی من السماء وقالت عائشہ انا الذی نزل عذری من السماء فی کتابہ حین حملنی ابن المعطل علی الراحلہ منثور درمنثور

یعنی حضرت زینب نے عائشہ پر تفاخر کیا کہ خدا نے ہماری تزویج کو نازل کیا آسمان سے۔ تو عائشہ نے کہا ہم وہ ہین کہ خدا نے ہمارا عذر آسمان سے قرآن میں نازل کیا جبکہ ہمکو ابن المعطل نے اپنے اونٹ پر سوار کیا۔

کیا خوب جواب دیا ہے عائشہ نے کہ اگر کسی حاکم کے سامنے کسی عورت کا مقدمہ زنا ثابت نہو تو وہ اوس شاہزادی کے مقابلہ میں مفاخرت کرے جسکا نکاح خود حاکم مافوق نے کیا ہو۔

آیہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئ علیما۔

جو قصہ حضرت زید میں ہے جنکو لوگ رسول اللہ کا بیٹا کہتے تھے تو اونکے بارہ میں یہ آیہ نازل ہوا کہ محمد تملوگون میں سے کسی کے باپ نہیں ہین بلکہ وہ رسول اور خاتم النبیین ہین۔

قال رسول اللہ انہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی منثور درمنثور

یعنی حضرت نے فرمایا ہماری امت میں تیس جھوٹے ہونگے جو گمان رکھینگے کہ وہ نبی ہین حالانکہ ہم خاتم النبیین ہین جسکے بعد کوئی نبی نہیں۔

مگر حضرت عائشہ فرماتی ہین واخرج ابن ابی شیبہ عن عائشہ قالت قولوا

خاتم النبیین ولا تقولو لا نبی بعدی عائشہ کہتی تہیں کہ یہ تو کہو کہ حضرت خاتم النبیین ہین (کیونکہ قرآن مین موجود ہے) مگر یہ نہ کہو کہ حضرت کے بعد کوئی نبی نہیں جو حضرت عائشہ کا قول آج کل مرزائی لوگ اس حدیث پر بہت زور دیکر مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت ثابت کرتے ہین - اب حضرات اہلسنت بتائین کہ یہ آفت لائی ہوئی عائشہ کی ہے یا نہیں جو اس سے ممانعت کرتی ہین کہ یہ نہ کہو حضرت کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا -

علمائے اہلسنت نے یہ تاویل کی ہے کہ چونکہ حضرت عیسیٰ آنیوالے ہین اس لئے یہ قول درست ہے مگر افسوس اونکو یہ نہین معلوم کہ حضرت عیسیٰ کس حیثیت سے آئینگے کیا نئے نبی ہو کر آئینگے - حضرت کا ارشاد تو یہ ہے کہ ہمارے بعد کوئی نیا نبی اللہ من جانب اللہ نہ آئیگا - نہ یہ کہ حضرت عیسیٰ یا خضر یا الیاس بھی نہ ظاہر ہونگے جو نبی ہین اور بحکم خدا مخفی ہین -

آیہ وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا مین حکم ہے کہ حضرت کے بعد ازواج نبیؐ سے نکاح نہ کرو اس سے رسول اللہؐ کو ایذا ہوگی -

اسکی وجہ یہ بتائی گئی ہے قال طلحہ بن عبید اللہ لو قبض النبی فزوجت عائشہ فانزلت ۔۔۔ درمنثور

کہ طلحہ جو عشرہ مبشرہ مین داخل ہین اونہون نے کہا جب آنحضرت انتقال کرینگے تو ہم عائشہ سے نکاح کرینگے اسی بارہ مین یہ آیہ نازل ہوا - تین چار حدیث اسکے متعلق درمنثور مین مرقوم ہے - جس سے کمال ایمان طلحہ نمایان ہے - اور پھر عائشہ کا ایمان اور عفت کہ اوسی طلحہ کے ساتھ جناب امیر سے لڑنے گئین -

کیا آپنے کسی شریف حیادار کی نسبت سنا ہے کہ جس امر مین وہ متہم ہو پھر اوسی کام مین وہ جرات کرے -

آیہ لا جناح علیہن فی آبائہن مین حکم ہے کہ کون سے لوگ محرم ہین جن سے حجاب کی ضرورت نہین - مگر یہان یہ روایت نہایت ہی عبرتناک ہے عن عکرمہ قال بلغ ابن عباس ان عائشہ رض احتجبت من الحسن رض فقال ان رویتہ لہا

عائشہ کا پردہ امام حسنؑ سے

لتحل ۔ ۵۲ھ

یعنی عائشہ چھپا کرتی تھیں جناب امام حسنؑ علیہ السّلام سے جب یہ خبر ابن عباس نے سنی تو کہا امام حسنؑ کا نظر کرنا عائشہ کی طرف جائز ہے۔

کہیئے اسکو عداوت۔ بغض۔ عناد نہ کہیئے گا تو کیا کہیئے گا کہ عائشہ امام حسنؑ سے چھپیں حالانکہ آپ رسول اللہ صلعم کے نواسہ ہیں تو دو ہی صورت ہو سکتی ہے یا تو عائشہ کو زوجیت رسول سے انکار تھا یا جناب امام حسنؑ کے ابن الرسول ہونے سے۔

آیہ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبیؐ۔ اخرج سعید بن منصور و عبد بن حمید و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ عن کعب بن عجرۃ رضؓ قال لما نزلت ان اللہ وملئکتہ قلنا یا رسول اللہ قد علمنا السّلام علیک فکیف الصلوٰۃ علیک قال قولوا اللّٰھم صل علی محمد وال محمد کما صلیت علی ابراھیم وال ابراھیم انک حمید مجید اللّٰھم بارک علی محمد وال محمد کما بارکت علی ابراھیم و ال ابراھیم انک حمید مجید ۲۱۶

یعنی جب یہ آیہ نازل ہوا تو کعب بن عجرہ نے عرض کیا یا حضرت ہم آپ پر صلوٰۃ کیونکر بھیجیں تو فرمایا کہو اللّٰھم صل علی محمدؐ وآل محمدؐ کما صلیت علی ابراہیم وآل ابراہیم انک حمید مجید اللّٰھم بارک علی محمد وآل محمدؐ کما بارکت علی ابراہیم وآل ابراہیم انک حمید مجید اس مضمون کی تیس چالیس روایتیں سیوطی نے جمع کی ہیں۔ مگر اہلسنت کو آل محمدؐ سے وہ عداوت ہے کہ انپر صلوٰۃ بھیجنے کے بھی روادار نہیں۔ تمام کتب اہلسنت کو دیکھو اللّٰھم صل علی محمد وسلم لکھتے ہیں یا صلی اللہ علیہ وسلم۔ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم لکھنا ناجائز ہے۔

آیہ ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ یعنی جو لوگ ایذا دیتے ہیں خدا اور رسول کو ان پر لعنت کی ہے خدا نے دنیا و آخرت میں۔

اخرج الحاکم عن ابن ابی ملیکۃ قال جاء رجل من اھل الشام فسب علیاؑ عند ابن عباس فحصبہ ابن عباس و قال یا عدو اللہ اذیت رسول اللہ

ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ لو کان
رسول اللہ حیًّا لاذیتہ ص۲۲
یعنی حضرت ابن عباس کے سامنے ایک شخص نے جناب امیرؑ کو برا کہا تو ابن عباس نے
سنگریزے اوٹھا کر اوسے مارا اور کہا اے دشمن خدا تو نے ایذا دی رسول اللہ ص
کو اور اس آیہ کو پڑھا اور فرمایا اگر رسول اللہ ص زندہ ہوتے تو اونکو ایذا ہوتی۔
اب حضرات اہلسنت غور کریں کہ محبت معویہ سے اونکو کیا نتیجہ ملتا ہے جس کی
دشنام وہی جناب امیرؑ کو سبکو معلوم ہے۔
آیہ والذین یوذون المومنین والمومنات میں کیا خلفائے ثلثہ نہیں داخل ہیں
جنہوں نے ہمیشہ رسول اللہ ص جناب امیرؑ و جناب سیدہؑ کو ایذا دی۔
آیہ یا ایھا النبی قل لازواجک میں حکم ہے کہ اپنی ازواج و بنات کو حکم دو کہ پردہ
ڈالکر باہر نکلا کریں اسکی وجہ یہ لکھی ہے کان ناس من المنافقین یتعرضون لھن
فیوذین فقیل ذلک للمنافقین فقالوا انما نفعلہ بالاماء فنزلت ھذہ الایۃ
یعنی کچھ منافق عورتوں سے تعرض کیا کرتے جب وہ ضرورت کیلئے نکلتیں منافقین
سے جو باز پرس ہوئی تو جواب دیا ہم تو لونڈیوں کو چھیڑتے ہیں اوسپر یہ آیہ نازل ہوا
اگر اوس منافق کا نام آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو یہ روایت ملاحظہ ہو اخرج ابن سعد
والبخاری ومسلم وابن جریر وابن ابی حاتم والبیھقی فی سننہ عن
عائشہ رض قالت خرجت سودہ بعد ما جری الحجاب لحاجتہا وکانت
امرءۃ جسیمۃ لاتخفی علی من یعرفھا فراھا عمر فقال یا سودہ انک
واللہ ما تخفین علینا فانظری کیف تخرجین فانکفاءت راجعۃ ص۲۲۱
درمنثور
یعنی عائشہ سے روایت ہے کہ بعد نزول آیہ حجاب ایک شب ضرورت سے
حضرت سودہ باہر نکلیں جو ضخیم جسیم تہیں کہ ہر شخص جسنے اونکو دیکھا تھا پہچان لیتا تو عمر نے
کہا اے سودہ تم چھپ نہیں سکتیں دیکھو کسطرح نکلتی ہو۔ سودہ پھر گئیں اور رسول اللہ ص

سے شکایت کی اوسپر یہ آیہ نازل ہوا۔

اب پہلے آیہ ان الذین یوذون اللہ اور دوسری آیہ والذین یوذون المومنین۔ اور اس تیسرے آیہ کو ملاکر نتیجہ نکال لیجئے کہ ان سب آیات کے مصداق کون بزرگ ہین۔ کیونکہ مبہم روایت مین تو عام منافقین کا ذکر ہے اور تفصیلی روایت مین صرف عمر کا نام ہے جنہون نے اگر مومن تھے تو اپنی مادر گرامی قدر سودہ بنت زمعہ سے اس طرح تعرض کیا۔

آیہ لئن لم ینتہ المنافقون والذین فی قلوبھم مرض کہ اگر وہ لوگ یا وہ لوگ جنکے دل مین مرض ہے باز نہ آئینگے تو ہم تمکو اونپر آمادہ کرینگے جسکے بعد پھر وہ تمھارے ساتھ نہ رہینگے مگر کم ہر جگہ اونپر لعنت ہوگی جہان جائینگے پکڑے جائینگے اور قتل کئے جائینگے۔

ان المنافقین ارادوا ان یظہروا ما فی قلوبھم من النفاق فاوعدھم اللہ بھذہ الآیہ۔ یعنی منافقون نے چاہا تھا کہ اپنا نفاق دلی ظاہر کردین لہذا خدا نے اس آیہ سے اونکی تہدید کی۔

فلما اوعدھم اللہ بھذہ الآیہ کتموا ذلک واسروہ جب خدا نے اس طرح تہدید کی تو اونہون نے اپنے نفاق کو پوشیدہ کیا اور چھپانے لگے۔ قال نزلت فی بعض امور النساء طاؤس کہتے ہین کہ یہ حکم عورتون کے بعض امور مین نازل ہوا۔ قال السدی ھذا حکم فی القرآن لیس یعمل بہ سدی کہتے ہین کہ یہ حکم قرآن مین ہے مگر اسپر عمل نہین کیا جاتا۔ عن محمد سیرین قال لوا علوا عزی بہم حتی مات یعنی محمد سیرین کہتے ہین جہانتک ہم جانتے ہین حضرت کو اسکا حکم نہین ہوا یہانتک کہ دنیا سے انتقال کیا۔

آیات صدر اور اس آیہ کے ملانے سے نتیجہ صاف ہے کہ کون شخص ہے جو اسکا مصداق ہے۔ کیونکہ آپ جانتے ہین لعنت جب ہوتی ہے تو اوسی شخص پر اور قتل بھی سب سے پہلے خلفا سے وہی ہوا۔ پھر اوسکے مصداق ہونے مین کیا عذر ہے۔

آیہ یا ایھا الذین اٰمنوا لاتکونوا مین خاص جلیل صحابہ کو کہ تم مثل اون یہودیون
کے نہ ہو جنہون نے حضرت موسیٰ کو ایذا دیا اور خدا نے موسیٰ کو بری کر دیا اون
باتون سے جو وہ کہتے تھے۔
اب غور کرو۔ صحابہ اہلسنت اسکے مصداق ہین یا نہین۔ کہ یہ لوگ حضرت کے
نسب مین سفاح (زنا) کے قائل ہین۔ حضرت کے والدین کو اور اجداد کو کافر کہتے
ہین۔ حضرت کو قبل نبوت کافر جانتے ہین اور بعد نبوت غیر معصوم بلکہ خاطی یہانتک کہ وقت
وفات مصداق ان الرجل لیہجر کہتے ہین
ان سب الزامون سے صرف شیعہ آنحضرت کو پاک کرتے ہین اور کہتے ہین کہ آپ
اصلاب طاہرہ سے ارحام طاہرہ مین منتقل ہوئے آپکے آبا و اجداد موحد تھے مسلم۔
ہمیشہ آپ موحد و مسلم رہے۔ من المہد الی اللحد معصوم ہین عمداً سہواً کبھی معصیت
نہین کی فبرء اللہ مما قالوا کی تصدیق صرف شیعون کی بدولت نمایان ہوئی۔
آیہ یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ مین وہ آیہ بھی ہے ومن یطع اللہ ورسولہ
فقد فاز فوزاً عظیماً جسکے بارہ مین ابتدا سے بحث ہو رہی ہے کہ جناب امام جعفر صادق
نے فرمایا یہ آیہ دربارہ ولایت جناب امیرؑ نازل ہوا۔
جسکی تائید آیہ انا عرضنا الامانۃ سے بھی ہوتی ہے جو آخری آیہ ہے کہ خدا فرماتا ہے
ہمنے اپنی امانت کو آسمان و زمین پر عرض کیا سب نے انکار کیا اور خائف ہوئے اور
اوٹھا لیا انسان نے کہ وہ ظالم و جاہل تھا۔
اسکی بحث تفصیلی انشاء اللہ آیندہ مذکور ہوگی۔
ہمنے یہان کچھ تفصیل سے یہ بحث کیا کہ مسلمانونکو معلوم ہو یہ سورہ احزاب
کسقدر اہم سورہ ہے کہ اب بھی تمام صحابہ خصوصاً شیخین و عائشہ و حفصہ کی اس تفصیل
سے مذمت مذکور ہے کہ اگر کچھ بھی انسان عقل و فہم سے کام لے تو معلوم ہو دنیا مین ان سے
بدتر کوئی مخلوق پیدا نہین ہوا۔ اسیوجہ سے بنا بر روایات اہلسنت ایک سو
ستائیس آیتین اسکی نکال دی گئین۔ کیونکہ جب آیات موجودہ تفضیح کیلئے اسقدر

کا فی ہین تو جو آئتین نکالی گئی ہونگی اون کی کیا حالت ہوگی ۔کیونکہ روایات صدرسے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس مین بہت سے منافقین کے نام مذکور تھے جسکی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اب بھی حضرت زید کا نام ہے اور پورا سورہ تبت کے جسمین ابولہب کا نام ہے اور کوئی سورہ نملیگا جسمین کوئی نام ہو لہذا بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ صحابہ کو اس سورہ مبارکہ سے خاص طور پر کد تھی ۔

دوسری وجہ اس تفصیلی بحث کی یہ ہے کہ جیسا ہم پہلے بیان کر چکے ہین اس آیہ کو بحث تحریف مین پہلے مولوی احتشام الدین نے نصیحۃ الشیعہ مین لکھا ۔ اوس سے اڈیٹر النجم نے نقل کیا پھر اڈیٹر اہلحدیث نے اپنے اخبار مورخہ ۵ رجب ۱۳۲۶ھ جلد ۲ نمبر ۲۵ مین نقل کیا جسکی عبارت یہ ہے ۔

**بقیہ تفسیر اہل التطہیر** (۵) قرآن مجید پارہ ۲۲ رکوع ۶ مین ذکر ہے کہ ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما جو کوئی اللہ و رسول کی تابعداری کریگا وہ بڑی مراد پاویگا ۔ آیت کا مطلب صاف ہے کہ خدا و رسول کی تابعداری ..کرنے والے آخرت مین نجات پاوینگے ۔ مگر شیعہ مفسرونکو جو ولایت علیؑ کا شوق غالب تھا اسلئے وہ اسکو بھی اسی سے لگاتے ہین چنانچہ امام اہلبیت ابو عبداللہ جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہین ۔ ومن یطع اللہ ورسولہ فی ولایۃ علی والائمۃ من بعدہم فقد فاز فوزا عظیما ھکذا انزلت صـ ۲۶۲

یعنی جو کوئی اللہ اور رسول کی تابعداری کریگا علی کی ولایت اور اوسکے بعد اماماِن اہلبیت کی بابت تو وہ بڑی مراد پاویگا ۔ غضب پر غضب ایک غضب تو یہ تھا کہ ایسے صاف اور عامہ آیت کو ولایت علیؑ سے مخصوص کیا جسکا قرآن مجید مین کہین بھی ذکر نہین دوسرا غضب یہ کیا کہ ولایت علی وغیرہ الفاظ بڑھا کر آخر مین کہا ھکذا انزلت یعنی یہ آیت اسیطرح نازل ہوئی ۔ ناظرین یہ ہے شیعی تفسیر کا نمونہ باقی باقی

اڈیٹر اہلحدیث نے ۷ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ سے بعنوان " قرآن مجید او

شیعہ تفسیر" ایک سلسلہ قائم کیا گیا تھا جسکا جواب اصلاح جلد ۱۲ نمبر ۹ سے بعنوان تفسیر اہل التطہیر شروع کیا گیا جو صفحہ ۳ تک شایع ہو کر رہ گیا۔ کیونکہ اڈیٹر صاحب نے بھی چند روز بعد اوس سلسلہ کو ترک کر دیا تھا۔

اب خدا نے چاہا تو وہ سلسلہ بھی اسی ضمن مین آجائے انشاء اللہ

بہر حال اس تقریر سے یہ تو نہایت وضوح سے معلوم ہوا کہ اس حدیث پر خصوصاً اس لفظ هكذا انزلت پر مخالفین کا اسقدر جو ر و شور ہے کہ جتنے کٹھ ملا ہین وہ سب اسکو لکھ رہے ہین۔ مگر اونکو یہ غیرت نہین آئی کہ اگر بالفرض اس روایت سے تحریف بھی ثابت ہو کہ لفظ فی ولایۃ علی والائمۃ من بعدہ نکال دیا گیا تو بھی اس کا درجہ بہ نسبت اون روایتون کے جنمین ۱۲۷ کا نکالنا مذکور ہے نہایت کم ہے۔ تو اب انصاف سے لکھنا چاہیئے کہ تحریف کا قائل کون ہوا۔ شیعہ یا سنی ہان صاحب مطلب آیہ تو صاف ہے۔ اسی لئے جامع کافی نے اس باب کو بعنوان فیہ نکت ونتف قائم کیا کہ اسمین جن آیات مین بطور رمز و کنایہ جناب امیر کی ولایت و امامت کا ذکر ہے۔ اون آیتون کا بیان ہے تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس آیہ سے بطور رمز و کنایہ بھی استدلال نہین ہو سکتا۔

مزہ تو یہ ہے کہ وہ یہ روایت کرتے ہین قال رسول اللہ انزل القرآن علی سبعۃ احرف لکل حرف منہا ظہر و باطن ولکل حرف حد و لکل حد مطلع تفسیر طبری صفحہ ۹ جلد ۱

کہ قرآن سات حرف پر نازل ہوا اور ہر حرف کیلئے ایک ظاہر ہے اور ایک باطن مگر جب باطنی معانی سے خلافت جناب امیر پر استدلال کیا جاتا ہے تو سب سے انکار ہوتا ہے۔ حالانکہ خود ہی اسکے بھی راوی ہین وان عند علی علم القرآن ظاہرہ و باطنہ صفحہ ۷ ینابیع المودۃ

یعنی جناب امیر عالم تھے قرآن کے علوم ظاہری و باطنی سب کے۔ تو جب قرآن کے حرف وہی معانی ہین جو ظاہر اور صاف ہے۔ تو حدیث رسول لکل حرف منہا ظہر

وباطن کے کیا معنی ہونگے۔ پھر اس حدیث کے کہ جناب امیرؑ ظاہر و باطن سب کے عالم تھے کیا مطلب ہونگے۔

مزہ تو یہ ہے کہ جب بخاری نے باب باندھا باب الصدقۃ قبل العید کا اور حدیث لائے کنا نخرج فی عہد النبیؐ یوم الفطر صاعا من طعام وقال سعید کان طعامنا الشعیر والزبیب والاقط والتمر۔

کہ حضرت کے زمانہ میں عید کے دن ہم ایک صاع طعام سے نکالتے تھے اور طعام ہمارا جو اور انگور اور اقط اور کھجور سے تھا۔ تو اسپر یہ اعتراض کیا گیا "باب اور حدیث مین کسی قسم کا تعلق نہیں ہے تو اوسکا یہ جواب دیا گیا" ہم سابقاً ذکر کر چکے ہین کہ نکتہ اور رمز اور لطیفہ کے یہ نام اسلئے ہین کہ ان مین باریکی ہوتی ہے جو صرف ان علما کو معلوم ہوتی ہے جو علم مین راسخ ہوتے ہین۔ اور اہل ظاہر اور غیر مستعد ناقص العلم لوگ اس سے واقف نہین ہو سکتے۔ المحدث ۱۳ نومبر ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ

۔۔۔ تو کیا یہی جواب جناب شیخ محمد بن یعقوب کلینی کی طرف سے نہین ہو سکتا جنہون نے باب ہی مین کہا تھا فیہ نکت وتنف کہ اسمین نکتے ہین اور رموز۔

اور کیا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو آپ بخاری کے برابر بھی راسخ العلم نہین جانتے جنکے نسبت لکھا صرف نہین علما کو معلوم ہوتی ہے جو علم مین راسخ ہوتے ہین۔ اور کیا اپنے نسبت یہ نہین کہہ سکتے "کہ اہل ظاہر اور غیر مستعد ناقص العلم لوگ اوس سے ناواقف ہوتے ہین۔

غضب پر غضب تو یہ ہے کہ بخاری کا باب صحیح ہے باب الصدقۃ قبل العید جسکے بعد ویسی ہی حدیث لانا چاہیے جس سے یہ مطلب نکلے۔ کیونکہ وہ تو محدث ہین احادیث کے جامع جسکے لئے ضرور ہے کہ جو باب مقرر کیا جائے اوسکے مطابق حدیث لائی جائے۔ مگر اون کی ایسی صریح غلطی جو انسانی غلطی نہین کہی جاسکتی یہ کہینگے مخفی کیجائے۔ اور شیخ محمد بن یعقوب کلینی کے لئے جو باب فیہ نکت وتنف کیلئے مقرر کر چکے اوسکے لئے یہ زبردستی ہے کہ ذم تو کنایہ والی حدیث اون کی صاف تحریف

کے متعلق کردی جائے اور اکثر اہلحدیث خود جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام پر اعتراض کریں "کہ ایسی صاف اور عامہ آیت کو ولایت علیؑ سے مخصوص کیا جائے" سچ کہا ہے "ہر کسبا اہل پی در افتاد بر اقتاد" دیکھا آپنے کہ جو اعتراض امام علیہ السّلام پر کیا تہا وہ خود آپ ہی کے اخبار سے رد ہوگیا کہ یہ امور ناقص العلم ظاہر بینون کو نہیں معلوم ہوتے۔

اس تحریر کے ابتداہی مین لکہا تہا لطائف۔ نکات۔ اسرار۔ یہ نام اسلئے ہین کہ ان مین خفا ہوتا ہے اور اہل ظاہر کی نظر سے پوشیدہ ہوتے ہین مورخہ ۱۲ رمضان ۲۲ھ یہ تحقیق بہی روایات بخاری سے متعلق ہے یہان نہ کہین نکتہ کا دعوی ہے نہ لطیفہ کا نہ اسرار کا۔ مگر جہان باب فیہ نکت وتحف ہے کہ اس باب مین رمز و اشارہ و نکتہ کی حدیثین لکھی جاتی ہین۔ وہان یہ زبردستی ہے کہ یا تحریف کی گئی یا غلط تفسیر۔

بہرحال اصل اعتراض آپکا یہ ہے کہ آیہ ومن یطع اللہ ورسولہ عام ہے۔ اور جناب امام جعفر صادقؑ نے اوسکو ولایت جناب امیرؑ سے خاص کیا ہے تو اسپر کیا دلیل ہے۔

جواب اسکا بہی صاف ہے کیونکہ اس سورہ احزاب مین جب صحابہ کی حالت ظاہر کردی گئی کہ اون مین بہت سے منافق ہین جنگ خندق مین اون کی یہہ حالت ہوئی کہ آنکھین اونکی کج ہوگئین دل اونکے حلق کو آنے لگے تو معلوم ہوا وہ لوگ قابل ولایت مومنین نہین رہے۔

پھر خدانے ازواج نبی کی حالت اور اہلبیت اطہار کی عزت کو دکھا دیا کہ ازواج نبی سے فاحشہ مبینہ کا صدور ہوسکتا ہے اور اہلبیت اطہار مصداق یطہرکم تطہیرا ہین۔

تو ان سب کے بعد یہ حکم دینا یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ اور ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما بتا رہا ہے کہ اس سے مراد وہ اطاعت ہے

ہے جس سے تقوی حاصل ہو جو اسمین منحصر ہے کہ ولایت جناب امیر قبول کی جائے۔ کیونکہ اطاعت خلیفہ منصوص من اللہ سے کل اطاعتین حاصل ہوتی ہین جو موجب حصول تقوی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ شیعہ اور سنی مین از توحید تا قیامت از طہارت تا دیات ہر امر مین اختلاف ہے کیونکہ شیعہ ایک خلیفہ منصوص کے مطیع ہین لہذا جملہ امور مین اونکے تابع ہین بخلاف اہلسنت کہ جب اونہون نے نفس خلافت ہی مین نفس خدا و رسول کی اطاعت نہ کی تو اور کس امر مین اطاعت کرسکتے ہین۔ اسی لئے ان کے یہان ائمہ اربعہ پیدا ہوے اور وہ اختلافات ہین کہ پناہ بخدا بخلاف شیعون کے کہ نہ اون کے یہان ائمہ اربعہ کا وجود ہے نہ کسی طرح کا اختلاف۔

اگر یہ تقریر میری نہ باور ہو تو تفسیر نیشاپوری ملاحظہ ہو جسمین اطاعت کو عام نہین لکھا ہے بلکہ خاص کیا ہے فقال یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ والمعنی راقبوا اللہ فی حفظ السنتکم وتقویم امرکم بسداد قولکم فتقوی اللہ یصلح العمل وبصلاح العمل تکفر السیئات وترفع الدرجات امرھما ولا بالتخلیۃ وھی ترک الایذاء وثانیا بالتحلیۃ وھی التقوی موجبۃ لتحصیل الاخلاق الفاضلۃ ثم علق الفوز العظیم بالطاعۃ المسماۃ بالامانۃ فی قولہ انا عرضنا الامانۃ صفحہ ۲۷ جلد ۲۲

یعنی آیہ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ کا مطلب یہ ہے کہ خدا کا مراقبہ کرو۔ زبان کی حفاظت اور امور کی درستگی مین ساتھ سداد قول کے کیونکہ تقوی اللہ سے عمل صالح ہوتا ہے۔ اور صلاح عمل سے تکفیر سیئات ہوتی ہے۔ اور رفع درجات خدا نے اونکو پہلے تخلیہ کا حکم دیا کہ ایذا دہی کو ترک کرین۔ پھر تحلیہ آراستی کا حکم دیا کہ وہ تقوی ہے جس سے اخلاق فاضلہ حاصل ہوتے ہین اوسکے بعد معلق کیا فوز عظیم کو ساتھ اوس طاعت کے جو مسمی ہے بہ امانت قول خدا انا عرضنا الامانۃ مین۔

جس سے معلوم ہوا کہ جو اطاعت یہان آیہ ومن یطع اللہ ورسولہ مین مذکور ہے

وہ اطاعت مطلقہ نہیں ہے بلکہ اطاعت مخصوصہ ہے جسکا نام خدا نے امانت رکھا ہے۔ تو امام علیہ السلام نے اگر یہان اطاعت کو مخصوص کیا بولایت جناب امیرؑ تو کیا قصور کیا۔ کیونکہ اطاعت مطلقہ نہین رہی۔

افسوس یہ ہے کہ چونکہ اڈیٹر صاحب بغض رسول فہم معانی قرآن سے محروم ہین لہذا اون کی سمجھ مین نہین آتا کہ یہان اطاعت خاص مراد ہے یا اطاعت عام۔ کیونکہ اگر اطاعت عام مراد لین جو ایک امر مین بھی اطاعت کرنے سے حاصل ہو جاتی ہے اگرچہ بہت سے امور مین وہ مطیع نہو۔ تو کیا آپ کہہ سکتے ہین کہ جزوی اطاعت خدا اور رسول سے بھی وہ مستحق فوز عظیم ہوجائیگا۔ حاشا وکلا ہرگز نہین۔ پھر جب تک اطاعت خاص نہ مراد لی جائے معنی آیہ کیونکر درست ہوسکتے ہین تفسیر کشاف مین ہے ومن یطع اللہ ورسولہ وعلق بالطاعۃ الفوز العظیم اتبعہ قولہ قولہ انا عرضنا الامانۃ وھو یرید بالامانۃ الطاعۃ فعظم امرھا وفخم شانہا صلا۴۲ جلد ۲

یعنی چونکہ اس آیہ مین طاعت کو معلق کیا ہے فوز عظیم سے لہذا مراد امانت سے اطاعت ہے جس سے امر اوسکا عظیم ہوا اور شان اوسکی رفیع۔ تو کیا یہ شان معمولی اطاعت کی ہوسکتی ہے۔

اب اڈیٹر صاحب ایمان سے فرمائین کہ اطاعت مطلقہ مراد ہے یا مخصوصہ اور حدیث امام جعفر صادقؑ صحیح ہوئی یا غلط کہ حضرت نے بولایت جناب امیرؑ اسکی تفسیر فرمائی۔

رہا آپکا یہ ارشاد کہ ولایت علیؑ کا قرآن مین کہین ذکر نہین تو اسپر بجز لعنۃ اللہ علی الکاذبین کیا کہہ سکتے ہین کیونکہ دنیا مین کوئی قرآن ایسا نہین ہے جسمین ذکر ولایت جناب امیرؑ نہو نہ اہلسنت کی کوئی تفسیر خالی اس ولایت سے مل سکتی ہے۔

سورہ مائدہ پارہ ۶ رکوع ۱۲ ملاحظہ ہو انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وھم راکعون۔ کہ نہین ہے ولی تمھارا مگر خدا اور رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے قائم کرتے ہین نماز کو اور دیتے ہین زکوۃ کو درحالیکہ وہ رکوع کرنے والے ہین۔

تفسیر در منثور سیوطی مین ہے مطبوعہ جلد ۲

واخرج الخطیب فی المتفق عن ابن عباس قال تصدق علی بخاتمہ وھو راکع فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم للسائل من اعطاک ھذا الخاتم قال ذاک الراکع فانزل اللہ انما ولیکم اللہ ورسولہ

واخرج عبدالرزاق وعبد بن حمید وابن جریر وابوالشیخ وابن مردویہ عن ابن عباس فی قولہ انما ولیکم اللہ ورسولہ الایہ قال نزلت فی علی بن ابی طالب واخرج الطبرانی فی الاوسط وابن مردویہ عن عمار بن یاسر قال وقف بعلی سائل وھو راکع فی صلاۃ تطوع فنزع خاتمہ فاعطاہ السائل فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعلمہ ذلک فنزلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھذہ الایۃ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون فقرأھا رسول اللہ علی اصحابہ ثم قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ واخرج ابوالشیخ وابن

(۱) یعنی خطیب بغدادی متفق مین ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ حضرت علیؑ نے تصدق کیا اپنی انگوٹھی کو حالت رکوع مین ۔ تو حضرت نے سائل سے پوچھا یہ انگشتری کس نے دی ۔ تو اوس نے کہا اس راکع (رکوع کرنے والے) نے تو خدا نے آیہ انما ولیکم اللہ کو نازل کیا ۔

(۲) عبدالرزاق ۔ عبد بن حمید ۔ ابن جریر ۔ ابوالشیخ ۔ ابن مردویہ ابن عباس سے روایت کرتے ہین دربارہ انما ولیکم اللہ تو کہا یہ آیہ علی بن ابیطالب کے بارے مین نازل ہوا ۔

(۳) طبرانی نے اوسط مین ۔ ابن مردویہ سے عمار بن یاسر سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نماز سنتی پڑھ رہے تھے اور بحالت رکوع مین تھے کہ ایک سائل اونکے پاس آکر کھڑا ہوا تو علیؑ نے اپنی انگوٹھی اوتار کر اوس سائل کو دی وہ سائل رسول اللہ ؐ کے پاس آیا اور اس سے خبر دیا تو حضرت پر آیہ انما ولیکم اللہ نازل ہوا ۔ تو حضرت نے اس

مردویه عن علی بن ابیطالب قال نزلت هذه الایة علی رسول اللہ ص انما ولیکم اللہ و رسوله والذین امنوا الی اخر الایة فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فدخل المسجد وجاء الناس یصلون بین راکع وساجد و قائم یصلی فاذا سائل فقال یا سائل هل اعطاك احد شیئاً قال ذاك الراکع لعلی بن ابی طالب اعطانی خاتمه واخرج ابن ابی حاتم و ابوالشیخ وابن عساکر عن سلمه بن کهیل قال تصدق علی بخاتمه وهو راکع فنزلت انما ولیکم اللہ الایه۔ واخرج ابن جریر عن مجاهد فی قوله انما ولیکم اللہ و رسوله الایه نزلت فی علی بن ابیطالب تصدق وهو راکع واخرج ابن جریر عن السدی وعتبه بن حکیم مثله۔ واخرج ابن مردویه من طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس قال اتی عبداللہ بن سلام ورهط معه من اهل الکتاب نبی اللہ صلی اللہ علیه وسلم عند الظهر فقالوا یا رسول اللہ ان بیوتنا قاصیة لا نجد من یجالسنا

آیہ کو اصحاب نے پڑھا پھر فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ (یہ وہی حدیث غدیر ہے جسکو خود اہلسنت بھی نص خلافت جناب امیر قبول کرتے ہیں)

(۴) ابوالشیخ۔ ابن مردویہ خود حضرت علیؑ بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیہ حضرت پر آپکے مکان میں نازل ہوا تھا تو حضرت گھر سے باہر تشریف لائے اور داخل مسجد ہوے اور لوگ بھی آئے نماز پڑھنے لگے کوئی راکع تھا کوئی ساجد کوئی قائم اس حالت میں ایک سائل کو دیکھا۔ حضرت نے پوچھا کہ اے سائل کسی نے کچھ تجھے دیا ہے۔ کہا نہیں۔ مگر اس راکع نے اشارہ کرکے حضرت علیؑ کی طرف کہ اس نے ابھی انگوٹھی دی ہے۔

(۵) ابن ابی حاتم۔ ابوالشیخ۔ ابن عساکر نے سلمہ بن کہیل سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے حالت رکوع میں انگشتری کو بطور تصدق دیا تو یہ آیہ نازل ہوا۔

(۶) ابن جریر نے مجاہد سے روایت کی ہے

ویجالطونا دون هذا المسجد وان
قومنا لما راونا قد صدقنا الله ورسوله
وترکنا دینهم اظهروا العداوة و
اقسموا ان لا یجالطونا ولا یواکلونا
فشق ذلك علینا فبینا هم یشکون ذلك
الی رسول الله صلی الله علیه وسلم
اذ نزلت هذه الایة علی رسول الله
صلی الله علیه وسلم انما ولیکم الله و
رسوله والذین امنوا الذین یقیمون
الصلاة ویوتون الزکوة وهم راکعون
ونودی بالصلاة صلاة الظهر وخرج
رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال
اعطاك احد شیئا قال نعم قال من
قال ذاك الرجل القائم قال علی۔
ای حال اعطاکه قال وهو راکع قال
وذاك علی بن ابی طالب فکبر رسول
الله صلی الله علیه وسلم عند ذلك
وهو یقول من یتول الله ورسوله
والذین امنوا فان حزب الله هم
الغالبون واخرج الطبرانی وابن
مردویه وابراهیم عن ابی رافع
قال دخلت علی رسول الله صلی
الله علیه وسلم فهو نائم یوحی الیه

کہ یہ آیہ حضرت علیؑ کے بارہ مین نازل ہوا
جبکہ آپنے حالت رکوع مین انگوٹھی کو تصدق
مین دیا تھا۔

(۷) ابن جریر نے سدی عتبہ بن حکیم سے
بھی مثل اسکے روایت کی ہے۔

(۸) ابن مردویہ نے بطریق کلبی ابو صالح
سے ابن عباس سے روایت کی ہے
کہ عبد اللہ بن سلام جنکے ساتھ کچھ اہل
کتاب سے بھی تھے دوپہر کے وقت حضرت
کے پاس آئے اور کہا یا حضرت ہمارے گھر
دور ہین۔ اور کوئی ایسا نہین ملتا جس
سے ہم مجالست کرین بجز اس مسجد کے اور
ہماری قوم نے بوجہ قبول اسلام ہمسے عداوت
شروع کی اور قسم کھایا ہے کہ نہ ہمسے مخالطہ
کرین نہ ساتھ کھائین یہ ہم لوگون پر بہت
شاق ہے۔ ابھی وہ یہی شکایت کر رہے
تھے کہ یہ آیہ نازل ہوا اور نماز ظہر کے لئے
ندا ہوئی۔ اور حضرت باہر تشریف لائے
تو پوچھا کیا کسی نے کچھ دیا ہے۔ کہا ہان
کہا کس نے دیا۔ کہا اس شخص نے جو
کھڑا ہے۔ پوچھا کس حال مین دیا۔ کہا
حالت رکوع مین۔ کہا کہ یہ علیؑ بن ابی
طالب ہے۔ پس حضرت تکبیر کہی اور فرمایا

فانا نعجبه فی بجانب البیت فکرهت ان ابیت علیها خاوقظ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و خفت ان یکون یوحی الیہ فاضطجعت بین الحیۃ وبین النبی صلی اللہ علیہ وسلم لئن کان منہا سوء فی دونہ فمکث ساعۃ فاستیقظ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یقول انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلاۃ ویوتون الزکوۃ وھم راکعون الحمد للہ الذی اتم لعلی نعمہ وھیأ لعلی بفضل اللہ ایاہ واخرج ابن مردویہ عن ابن عباس قال کان علی بن ابی طالب قائما یصلی فمر سائل وھو راکع فاعطاہ خاتمہ فنزلت ھذہ الآیۃ انما ولیکم اللہ ورسولہ الآیہ قال نزلت فی الذین آمنوا وعلی بن ابی طالب اولھم۔

تھے کہ جو شخص دوست رکھے گا خدا کو اور اون لوگون کو جو ایمان لائے۔ تو ضرور حزب خدا غالب ہے۔

(۹) طبرانی۔ ابن مردویہ۔ ابو نعیم۔ ابوالشیخ سے روایت کرتے ہین کہ ہم حضرت کی خدمت مین داخل ہوے دیکھا کہ آپ سو رہے ہین اور وحی نازل ہو رہی ہے گوشہ مکان مین ایک سانپ دیکھا تو اسکو نامناسب سمجھا کہ اس حالت مین آپ کو جگا دین کیونکہ ممکن ہے وحی آتی ہو تو ہم سانپ اور رسول اللہ کے درمیان مین لیٹ رہے کہ اگر کچھ اذیت پہونچے تو ہمکو پہونچے۔ اتنے مین حضرت بیدار ہوے اور آیہ انما ولیکم اللہ کی تلاوت فرماتے تھے اور کہا کہ الحمد للہ تمام کیا اپنی نعمت کو علی کیلئے اور مہیا کیا علی کیلئے اپنے فضل سے۔

(۱۰) ابن مردویہ ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ حضرت علی کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک سائل ادہر سے گذرا جب کہ آپ حالت رکوع مین تھے۔ تو آپنے اپنی انگوٹھی اوسکو عنایت کی۔ پس یہ آیہ نازل ہوا انما ولیکم اللہ کہا کہ نازل ہوا اون لوگون مین جو ایمان لائے اور حضرت علی سب سے پہلے اون مین سے ایمان لائے تھے۔

یہ آیت ایسی واضح اور صاف ہے کہ اہلسنت کے پاس اسکا کوئی جواب ہی نہین لہذا سب سے پہلی کارروائی یہ کی کہ اس مضمون کی روایت بنائی کہ ان

[illegible] ہو سکتا ہے دوسری قومین اپنے اخبار و رسائل کی اشاعت مین [illegible] ہین کہ ہمین بس [illegible]

کر رہے ہین - اور ہم اسپر خوش ہو رہے ہین کہ الشمس کی اشاعت [illegible]

(۹) ہم یہ ہے کہ الشمس کے مضامین علمی ہوتے ہین گر ہماری قوم مین بفضلہ علم کی کمی نہین معتقدین [illegible]

ہو گیا اور دولت و ہمت مین کمی نہین - کیا جو لوگ غیر و شکایت کرتے ہین اپنے لئے کوئی بھی زندہ نہین [illegible]

(۱۰) اور طلا احدہ کشف الغلطات کا سلسلہ بھی اگر خدا نے چاہا تو اب سے شروع کیا جائیگا بشرطیکہ قوم نے ہمت کر کے

دو سو بھی خریدار فراہم کر دیئے -

لعنۃ اللہ علی الکاذبین تو مسلم آیہ قرآنی ہے جس سے کسیکو انکار نہین ہو سکتا - مگر جو لوگ مصداق واللہ یشھد ان المنافقین

لکاذبون ہین اونپر ان فرامین کا ذرا بھی اثر نہیں - کما فی الصحیح المسلم - اونکو کب اسکی پروا ہے -

اگر اسکی تازہ مثال دیکھنا چاہتے ہین تو النجم جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۲۰ جمادی الثانیہ ملاحظہ ہو لکھتے ہین "تنقید بخاری کا

جواب ایڈیٹر اصلاح کو تنقید بخاری پر ہمارا النجم نے اس ناز سے خاک مین ملایا کہ پھر الٹ کر جواب دینے

کی جرأت آجتک نہوئی یہ سلسلہ کئی پرچون مین ختم ہوا ہے" ۱۴ محرم

اب اس صریح جھوٹ کا کیا جواب دیا جائے - کیونکہ آیت نہین - تاویل کی بھی گنجائش نہین جو دوسری کہہ دو

یہ تو حسی چیز ہے آدمی ہاتھ سے چھو سکتا ہے آنکھ سے دیکھتا ہے - اور سب آپ سے انکار کر رہے ہین تو کیا چارہ ہے -

ملاحظہ ہو الشمس جلد اول نمبر ۲ صفحہ ۳ النقد التنقید نمبر ۱۰ جلد ۲ صفحہ ۱۲ جسکی آخری عبارت ہے جو ایڈیٹر صاحب

کی یہ آخری تحریر ہے جو تنقید بخاری کے جواب مین لکھا - آخر حدیث پر جو تنقید بخاری مین دس اعتراض کئے گئے تھے

تا صفحہ ۱۹ اونکا کچھ جواب دیا نہ ابتدائی سو حدیثون پر جو اعتراضات تھے اونکا کچھ جواب دیا" پھر ایسی تحریر جسکا ہر

نمبر وہ کسکے نزدیک قابل التفات ہو سکتی ہے اور یہ کونسی ایمانداری کا طریقہ ہے کہ اول و آخر چھوڑ کر درمیان سے چند حدیثین

منتخب کر کے اور اسپر دو چار اوٹ پٹانگ اعتراض کر کے جہال مین مشہور کر دو کہ تنقید بخاری کا جواب ہو گیا جو جاہل ہو وہ اعتراض

لیجئے ایڈیٹر صاحب اب بھی لعنۃ اللہ علی الکاذبین پر ایمان لاتے یا نہین - کیا یہ فقرات نقد التنقید کے آخری صفحات

نہین ہین - کیا نقد التنقید آپکے جواب مین نہین شائع ہوا پھر کس منہ سے یہ کہا کہ الٹ کر جواب دینے

کی آجتک جرأت نہوئی - لعنۃ اللہ علی الکاذبین -

کیا [illegible] ہین اب کوئی بھی منصف نہین رہا جو ان [illegible] کی مذمت کرتا کیا اس [illegible]

[illegible]

[illegible]

## اصلاح

وہ ماہانہ رسالہ جو بیرہ برس سے فرقۂ حقۂ شیعہ کی حمایت اور نصرت میں جان لڑا رہا ہے۔ جبکہ کوئی اخبار و رسالہ اس فرقے کا نہ تھا اسنے قوم کی اصلاح اور مخالفین کے دفعیہ کا بیڑا اٹھایا۔ اور قوم نے اپنے کل اغراض ملکی و مالی کا اسکو سرپرست و نگران مان لیا۔

اس فرقہ اصلاح نے آجتک جسقدر کتابیں علم کلام میں شایع کین اور جسقدر مخالفون کا جواب دیا قوم میں مشہور ہے۔ دو سال سے تنقید بخاری کا سلسلہ جاری ہے۔ اہلسنت کے اصح الکتب بعد کتاب الباری صحیح البخاری کی شرح اس خوبی سے کیجاتی ہے کہ صحیح اور اتفاقی روایتین الگ کیجاتی ہین اور وضعی و غلط روایتین الگ باوجود اِن خوبیون کے قیمت صرف دو روپیہ سالانہ۔

### تنقید بخاری

پہلا حصہ اصلاح جلد نمبر شروع ہوا اور نمبر ا جلد ۱۴ پر ختم ہوا بوجہ کثرت شوق شائقین دوبارہ حصۂ اول چھپوا لیا گیا جسمین صحیح بخاری کے پہلے باب کی کل حدیثون پر تفصیلی گر مختصر نظر کیگئی ہے جسکے ملاحظے سے قدرت خداداد آتی ہے قیمت صرف چھ آنہ ۶/

### الشمس

الشمس نے اہلسنت کے وہ اسرار کھولے ہین جو آج تیرہ سو برس مین نہ کھلے تھے اگر تمام عالم کے اہلسنت جمع ہون تو بھی کوئی جواب صحیح و معقول نہین دیسکتے۔ قیمت جلد اول ۸/ جلد ثانی ۱۲/

## نہج البلاغہ

اس کتاب مستطاب سے کون ناواقف ہوگا کہ جناب امیر المومنین مظہر العجائب و الغرائب اسد اللہ الغالب علی بن ابیطالب علیہ السلام کے خطبیات و خطوط اور مختلف حدیثین جنپر مسلمانون کی دین و دنیا کی ترقیون کا دار و مدار ہے جناب سید رضی علیہ الرحمہ نے اسمین جمع کی تھین قدیم زمانے سے متعدد شرحین اسکی عربی فارسی مین لکھی گئین مگر بااینہمہ یہ کتاب کمیاب بلکہ نایاب تھی جناب فخر الحکما دام ظلہ نے اسکا بامحاورہ ترجمہ کیا ہے اور مبسوط شرح فرمائی ہے مگر چونکہ کتاب بہت ضخیم تھی اسلئے یہ انتظام کیا گیا کہ ہر سال اسکے ۲ جزو ۲۲+۲۹ تقطیع پر شایع ہون لہذا عہ سالانہ مقرر کیا گیا ہے جسمین ہر ماہ پر ۲ جزو شایع ہوتے ہین پوری کتاب کی قیمت درجۂ اول ۵عہ درجۂ دوم [illegible]

### رسالۂ وضو

جسنے دنیا کو منوا دیا کہ اسلام مین مذہب حق شیعہ ہے جسکا وضو اور نماز اور اعمال مطابق کتاب و سنت ہے چالیس حدیثون سے زیادہ کتب معتمدہ اہلسنت سے لکھی گئی ہین کہ یہی وضو حضرت رسول اللہ کا ہے جو شیعون مین جاری ہے قیمت ۸/

### مناظرۂ امجدیہ

حصۂ اول جسمین قرآن و احادیث رسول اللہ و جناب امیر و حسنین اور اقوال عائشہ و صحابہ و تابعین و ائمۂ مجتہدین و علمای اہلسنت سے بالخصوص معاویہ بن ابی سفیان پر جو کہ لعنت ثابت کر رہے آجتک اس مد مین ایسی کوئی کتاب نہ لکھی گئی تھی۔ قیمت صرف فی جلد ۱۲/

سید نظیر حسین پرنٹر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۹۶

ثم جعلنا الشمس علیه دلیلا

# الشمس

| نمبر ۱ | مقاصد و قواعد پرچہ ہذا | جلد ۶ |
| --- | --- | --- |


(۱) کتب علم کلام مذہب شیعہ جو چھپ چکے ہوئے ہین انکا خلاصہ جب حصہ [illegible] جو کتب مخصوص فرقون کی مخالفت مین شایع ہوا ہے اور چاہتا ہے کہ عوام الناس کو مغالطہ دینے کے لئے کتاب مستطاب المنتقا پر عمل کرے جو کمال ہے

(۲) بعد ازان اسکے ان مختصر رسائل کا جواب جو مخالفین کیطرف سے بغرض تشنیع مذہب شیعہ شایع ہوئے خصوصاً آیات بینات ۔ جیسا کہ [illegible] منہاج السنہ ابن تیمیہ در زبان عربی۔

(۳) حجم اس رسالہ کا کم از کم ۳۲ صفحہ ہوگا۔ مگر قوم کی توجہ سے عنقریب بڑھا دیا جائے گا۔

(۴) جو خریدار ہین پرچہ الشمس اور [illegible] خریدار پرچہ کی [illegible] دونون مفت بطور کمیشن لینگے۔

(۵) قیمت پرچہ کی سالانہ مع محصول ڈاک ۲؎

(۶) مضامین بھیجنا [illegible] تکمیل کا [illegible]

(۷) سابق مقام بدلنے کے وقت فوراً دفتر کو مطلع کرنا ہوگا ورنہ عدم وصولی پرچہ کی شکایت معاف۔

(۸) درصورت عدم وصول پرچہ تاریخ اشاعت سے ایک ہفتہ [illegible] کے بعد [illegible] آنا چاہیے۔

(۹) جملہ مراسلات اڈیٹر کے نام ہونا چاہیئں۔

نوٹ: [illegible] علم کلام مین [illegible] متقدمین کی طرح [illegible] تحریر [illegible] شایع ہوگی [illegible] اس ذریعہ سے مدد کرینگے [illegible] شکریہ ادا کیا جائیگا۔


[illegible] مرکز اشاعت [illegible]

اڈیٹر — سید محمد حیدر

# فہرست اسمائی خریداران الشمس جنکا زرچندہ سنہ ۱۳۲۹ھ وصول ہوا

(۱) نمبر ۸ جناب سید فضل حسین صاحب رجسترار اٹاوہ ع
(۲) نمبر ۱۲ جناب سید مظہر علی صاحب گرداور چنگی بنارس ع
(۳) نمبر ۱۶ جناب میر عنایت حسین صاحب شبہ ساز مرزا پور ع
(۴) نمبر ۲۹ جناب مولوی اعجاز حسین صاحب نائب ناظر [illegible]
(۵) نمبر ۳۵ جناب ڈاکٹر سید حسین صاحب سینیر ہاسپٹل ہیڈ ع
(۶) نمبر ۴۸ جناب سید نہال الحسن صاحب انچارج الہ آباد ع
(۷) نمبر ۵۳ جناب شیخ ولایت حسین صاحب رئیس دیوگام ع
(۸) نمبر ۹۱ جناب سید مقبول حسین صاحب چیالی بہار ع
(۹) نمبر ۹۵ جناب سید اعجاز حسین صاحب وکیل شکارپور ع
(۱۰) نمبر ۹۷ جناب حکیم ابوالقاسم صاحب رئیس ممبر وارڈ لکھنؤ ع
(۱۱) نمبر ۱۰۱ جناب منشی علی اوسط صاحب بابہ طالبین بستی ع
(۱۲) نمبر ۱۰۳ جناب مولوی سید ابوالحسن صاحب تحصیلدار گوپالگنج ع
(۱۳) نمبر ۱۰۴ جناب سید آل محمد صاحب سدیر لعہ
(۱۴) نمبر ۱۲۲ جناب مولوی سید اتحاد حسین صاحب نیدپور ع
(۱۵) نمبر ۱۲۳ جناب سید محمد عسکری امروہوی تیلیگراف آفس ع
(۱۶) نمبر ۱۲۶ جناب مولوی لطف علی صاحب وکیل حیدرآباد دکن ع
(۱۷) نمبر ۱۵۰ جناب حکیم محمد جعفر صاحب بنارس ع
(۱۸) نمبر ۱۶۲ جناب سید اطہار حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر آرہ لعہ
(۱۹) نمبر ۱۸۰ جناب منشی سید یاد حسین صاحب نمبردار ع
(۲۰) نمبر ۲۰۹ جناب سید محمد تقی صاحب بلگرامی بھوپال ع
(۲۱) نمبر ۲۵۰ جناب سجاد حسین خان صاحب رئیس ع
(۲۲) نمبر ۲۵۵ جناب سید محمد حسین صاحب سیوری ع
(۲۲) نمبر ۲۵۸ جناب سلطان حسین صاحب سنگم سیلون ع

(۲۳) نمبر ۲۸۱ جناب مولوی بدر الحسن صاحب تحصیلدار ع
(۲۴) نمبر ۲۹۳ جناب سید محمد صاحب نگینہ ع
(۲۵) نمبر ۳۶۶ جناب سید افا حسن صاحب رئیس ع
(۲۶) نمبر ۴۱۹ جناب منشی عبداللہ صاحب محرر مفتی ع
(۲۷) نمبر ۴۲۱ جناب چودہری محمد علی خان صاحب رئیس ع
(۲۸) نمبر ۴۴۹ جناب سید ذوالفقار حسین صاحب ع
(۲۹) نمبر ۴۵۷ جناب ملا محمد علی شیخ اسمٰعیل جی صاحب ع
(۲۰) نمبر ۴۹۷ جناب ابو احمد صاحب سربراہکار ع
(۳۱) نمبر ۵۰۱ جناب سید مجتبیٰ حسین صاحب رئیس ع
(۳۲) نمبر ۵۱۳ جناب منشی حیدر مرزا صاحب ع
(۳۳) نمبر ۵۲۱ جناب مولوی سید ظہور حسین صاحب ع
(۳۴) نمبر ۵۲۸ جناب مرزا وزیر حسین صاحب مختار
نواب دلاور علی خان صاحب سامانہ ع
(۳۵) نمبر ۵۳۱ جناب مولوی سید محمد باقر صاحب سپرنٹنڈنٹ
(۳۶) نمبر ۵۴۷ جناب محمد زاہد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن
پیلی بھیت ع
(۳۷) نمبر ۵۸۵ جناب منشی سید جعفر حسین صاحب نائب ع
(۳۸) نمبر ۵۸۶ جناب سید بنیاد حسین صاحب رئیس
(۳۹) نمبر ۵۹۲ جناب نواب مظفر حسین علی خان صاحب کانپور
(۴۰) نمبر ۵۶۱ جناب قاضی رضا حسین صاحب [illegible]
(۴۱) نمبر ۵۶۳ جناب سید امیر کاظم صاحب [illegible] ع
(۴۲) نمبر ۵۶۵ جناب مرزا غلام عباس صاحب ع
(۴۳) نمبر ۵۸۱ جناب سید حسین شاہ صاحب پوشین عہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# الشمس

نمبر ۶ | بابت ماہ جمادی الاخری سنہ ۱۳۲۹ھ | جلد ۱

## عرض ایڈیٹر

(۱) الحمد للہ کہ آج نمبر ۶ حاضر ہے جس سے امید ہو کہ مومنین مسرور ہونگے۔

(۲) اسدفعہ تقدیس القران کے اوراق معمول سے اسوجہ سے زیادہ کردئے گئے ہین کہ آریہ کے جن اعتراضون کا جواب مولوی ثناءاللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث ومسلمان سے نہو سکا تھا اوسکا جواب ان نمبروں سے شروع کیا گیا ہی اسلئے بلحاظ سلسلہ اوسکے اوراق بڑہائے گئے اور ردالسارق کے اوراق کچھ کم کردئے گئے۔

(۳) صفحات ہر حصہ کے علٰحدہ ہین لہذا اونکا لحاظ رکھنا چاہئے کہ ہر رسالہ کی جلدبندی علٰحدہ ہوسکتی ہے۔

(۴) ہمارے بعض احباب اسوجہ سے ناراض ہین کہ ہمنے حسب وعدہ ۸۰۰ کا ویلو کیون نہ بہیجا کہ کشف الظلمات اور ردالملاحدہ کی اشاعت بھی مثل سابق شروع کیجاتی۔ مگر کس زبان سے عرض کرین کہ قوم کے ایک متنفس نے بھی اسکو منظور نہ کیا۔ اور اصلاح جلد ... اپنے ... روزہ کا تلخ تجربہ ابتک یاد ہے کہ ۶ مہینہ پیشتر سے اعلان دیا گیا ہے کہ جلد ... اسے ... روزہ ہوگا اور بجائے ... سالانہ کے ... ہوگا جسکو عذر ہو یا انکار ہو مطلع کرے مگر ایک متنفس نے بھی انکار نکیا اور ... بخوشی تمام لیا ... ویلو لیا ... پانچسو ویلو ایکدم واپس آئے۔ آج تک پھر وہ اشاعت نصیب نہ ہوئی اور آجتک وہی سلسلہ جاری ہے کہ ہر سال چارسو پانچسو ویلو واپس آتے ہین۔

(۵) اسی تلخ تجربہ نے ہمکو مجبور کیا کہ بلاکسی قسم کے اضافہ کے ویلو کرین کیونکہ پورے دوسو پچاس بھی اسکے خریدار نہین ہین اگر موجودہ افرادین کی ہوئی تو اہ بھی فوت جاتی رہیگی۔

(۶) مگر یہ سنکر آپ ضرور متحیر ہونگے کہ اس احتیاط پر بھی ڈیڑہ سو ویلو ویلنے قریب ۵۰

وی پی کے اسوقت تک واپس آچکے اور ۴۰ ہنوز غیر وصولی ہین جسکی نسبت نتیجہ معلوم نہین البتہ واپس کنند گان مین بعض حضرات وہ ہین جنکے ذمہ ۳ سال کا چندہ باقی ہے کسی کے ذمہ دو سال کا۔

(۷) یہ کل حضرات وہ ہین جنکے پاس نمبر ۲ تا ۴ کا تقاضا خط بھی جاتا ہے اور بعض مخصوصین کے نام نمبر ۸ وہ بھی جاتا ہے کہ چندہ ذریعہ منی آرڈر روانہ کرین مگر جوابی ملازم

(۸) اسی لئے جن حضرات کا چندہ وصول ہوا تھا۔ رسید بھی اس نمبر مین درج ہے کہ معلوم ہو اور حضرات کے ذمہ بھی بقایا تھا جو عنایت ہوا اون حضرات کو بھی سمجھنا چاہئے کہ دو سالہ سہ سالہ مطالبہ اون سے بھی ہیچ ہے۔

(۹) رہا کشف الظلمات و رد الملاحدہ کا سلسلہ تو انشاء اللہ نمبر ۷ سے شروع کیا جائیگا کیونکہ ہم کو خود بھی کسی تصنیف کا ناتکمل رہنا ناگوار ہے مگر کیا کرین کہ مجبوری سب کراتی ہے۔

(۱۰) آریون کے جواب کو اکثر حضرات بغیر ضروری سمجھتے ہین کیونکہ اونکے کان تک کوئی آواز اونکی نہین پہونچتی۔ ہم بھی اسی خیال سے پہلے ساکت رہے کہ اسلامی آریون کی دل آزاری زیادہ ہے مگر بعض احباب کے اصرار نے مجبور کیا لہذا اونسے بالخصوص التماس ہے کہ آپ اپنے وعدونکو پورا کیجئے۔ اشاعت الشمس مین کوشش فرمائے کیونکہ فضل ہمارے الشمس نے چند ہی روز مین اس بارہ مین بھی کامیابی حاصل کرلی ہے اور قریب ہے کہ تنقید قرآن کا سلسلہ آریون کیطرف سے ختم ہو جائے کیونکہ الشمس کے روش ہی ایسی ہے کہ دوست۔ دشمن سب اسکو مان جائین۔

**ضیاء الشمس** الحمد للہ کہ الشمس کی ضیا باری روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور خفاش نگاہ چھپے جاتے ہین۔ آپکو یاد ہو گا کہ آریون کا جواب جبتک الشمس مین نہین نکلا تھا۔ خادم قدیم پہلواروی نے لکھا تھا۔ اگر اصلاح مین حمیت اسلامی ہوتی تو جسطرح مولوی ثناء اللہ صاحب کی کمزوری محسوس کیا تہا خود سینہ سپر ہو جاتے اور اپنے پرزور دلایل سے مخالف کو بادر کہتے ،، ملاحظہ ہو اصلاح نمبر ۱۲ جلد ۱۲ صفحہ ۱۴۔

اسکا نتیجہ یہ ہونا تھا کہ جب ایڈیٹر الشمس نے ادہر توجہ کی تھی تو اگر مدح سرائی نا ممکن تھی تو سکوت کرتے کہ دماغ نہ پریشان ہوتا۔ مگر افسوس بجائے اسکے کہ بمقابلہ مخالف اڈیٹر الشمس کی ہمت بڑھائی جائے اسی پھلواری سے جو تصوف کا مدعی ہے اور ولائے ائمہ اطہار کا دعوی کرتا ہے اس مضمون کی تحریر شائع ہوئی ؎ سوج و مدار ہو گیا، جسکا پہلا نقرہ یہ ہے ؎ ابتدائے ماہ ماتم ۱۳۲۹ھ کے ساتھ ایک دنبالہ نمودار ہونیلگا،، ملاحظہ ہو اہلحدیث نمبر ۳۷ مورخہ ۷ جولائی۔

کہئے کیا تہذیب ہے اور کیسی اسلامی ہمدردی۔ اسپر وہ حمائے ولا کہ ماہ محرم کا نام لینا بھی حرام ہو گیا اور ماہ ماتم کا لقب عنایت ہوا۔ خدا ان یزیدیونکو توفیق دے۔

یہ مضمون کیسا تھا۔ کیا الشمس پر کوئی اعتراض تھا۔ کوئی غلطی اوسکی نکالی گئی تھی۔ نہین حاشا وکلا۔ بلکہ جتنے آیات قرآن مین بذمہ کفار و منافقین ہین وہ سب اڈیٹر الشمس کی شان مین نقل کر دئے گئے جس سے خود اڈیٹر اہلحدیث کو اس مضمون پر یہ نوٹ دینا پڑا جو حسب ذیل ہے ؎ اڈیٹر۔ مضمون ایسا ہوا کرے کہ ناظرین بھی اوس سے مستفیض ہوں ایسی پہیلی کو تو راقم مضمون یا مخاطب ایڈیٹر الشمس یا کسیقدر درمیانی یہ خاکسار سمجھ سکتا ہے باقی ناظرین کی حق تلفی ہے اسلئے اسدفعہ مین ناظرین سے معافی چاہتا ہوں اور فاضل راقم مضمون سے درخواست کرتا ہوں کہ صوفیا کیطرح آپ بھی مراتب عالیہ کے منزلات خمسہ طے کر کے حالات نوعیہ اختیار کرین تاکہ عام لوگ اسکے علم و فضل سے مستفیض ہو سکین۔

پھلواری مہذب کی تنبیہ کیلئے یہی نوٹ کافی ہے جسکے لئے اڈیٹر صاحب نے اپنے لئے درمیانی کا خطاب قبول کیا جو درحقیقت ترجمہ ہے مذبذبین بین ذلک لا الی ھولاء ولا الی ھولاء کا۔ بہر حال چونکہ ایڈیٹر صاحب نے معافی مانگ لی ہمنے بھی معاف کر دیا

اب دوسرا اثر ملاحظہ ہو کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث اپنے اخبار مسلمان مورخہ ۸ رجب مین لکھتے ہین ؎ اور گذشتہ باب کے بعض نمبر جو رہ گئے ہین اسکی وجہ یہ ہے کہ ہمیشہ نئے مضامین کے جوابات کا تقاضا ہوتا ہے علاوہ اسکے ہمارے ایک

شیعہ مہربان سنے بھی اپنے رسالہ الشمس مین مسافر کی نسبت کچھ لکھنا شروع کیا ہے چونکہ اوہنون نے ابتدا سے لکھنا شروع کیا ہے اسلئے بقیہ نمبراونکے لئے چھوڑ دیتے ہین جس سے سب باتون کا جواب نکل آیا کہ الشمس نے جواب مسافر شروع کیا ہی اور مسلسل لکھرہا ہی اور ایسا مدلل ہوتا ہی کہ اڈیٹر اپنی بقایا کو الشمس کیلئے چھوڑ سے ~~ہوتے~~ ~~ہیں~~ مگر چونکہ کلام خداوند علام واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون غلط نہین ہوسکتا لہذا اہلحدیث مورخہ ۸ شعبان مین لکھا۔ آپ نے بھی جو عنوان تقدیس القرآن کا قایم کیا تو اسکے متعلق کونسا مضمون لکھا مہربانی کرکے ذرا ہمین بھی تبلادین ،، جسکا جواب وہی ہے جو آپ مسلمان مین لکھ چکے ہین کہ آپ کا بقایا ادا کر رہے ہین۔

اب تیسرا اثر ملاحظہ ہو کہ اخبار مسافر مورخہ ۱۴ اگست لکھتا ہی ،، لیکن ناظرین مسافر یہہ سنکر ضرور خوش ہونگے کہ آخر اسلامی پریس کی عزت رکھنے کیلئے ایک شیعہ عالم نے قلم اوٹھایا ہی اور اس سلسلہ مضمون کا جواب اپنے معزز رسالہ الشمس نامی تہذیب و شایستگی سے نکالنا شروع کیا ہے ،،

یہہ ہی تاثیر حق کہ مسافر ایسے اخبار نے بھی جسکی نسبت اڈیٹر اہلحدیث منہ پھٹ اخبار مسافر لکھتے ہین ۔ اقرار کیا کہ الشمس مین تہذیب و شایستگی سے جواب شروع ہوا ہی اور اسیقدر ہمارا مطلب بھی ہی کیونکہ یہ تو ظاہر ہے مسافر مخالف اسلام ہی لہذا اسلامی ہر تحریر کی مخالفت کریگا۔ مگر الشمس کی تحریر کا یہ عنوان ہی کہ اوسنے بھی اقرار کیا کہ ،، تہذیب و شایستگی سے جواب نکالنا شروع کیا ،، تو کیا مدعیان اسلام سے نہین ممکن تھا کہ وہ شریفانہ و مہذبانہ گفتگو کرتے تو اب آپ ہی تبائے کہ سب و شتم خدا و رسول کے ذمہ وار بھی حضرات اہلحدیث ہوئے جنہون نے اس بد تہذیبی و دریدہ دہنی سے گفتگو شروع کی یا آریہ جو اسطرح الشمس کی تہذیب شایستگی کے مدح خوان ہین۔

اگر آپکو تہذیب اہلسنت کا نمونہ دیکھنا ہی تو اخبار زمیندار مورخہ یکم اگست ملاحظہ ہو جسکے ایڈیٹر آنریبل ~~بیرسٹر~~ ظفر علی خان بی اے ہین کس تہذیب سے لکھتے ہین۔

،، لحاف مین وحی۔ حضرت نے فرمایا مجہپر سواے عائشہ کے اور کسی لحاف مین ہوتے ہوی وحی

نازل نہین ہوتی ،، (مسافر ۱۲ مارچ ۱۹۲۸ء) مسافر صاحب آپنے مقدس اسلامی روایات کی
تضحیک کا جو پہلو اس عبارت مین اختیار کیا ہے اس سے ہر مسلمان کے کلیجے پر چھریان چلجاتی
ہین اس عبارت کو پڑھ پڑھ کر ہمارا ہاتھ بے اختیار کھجار ہا ہے اور اگر آپکی چندیا بجائے
آگرہ مین ہونے کے ہماری رسائی کے اندر ہوتو اسپر اس زور کی ٹیپ پڑے کہ آپ بلبلا
اوٹھین الحذا تو کہان ہے تیرے رسول کی توہین ہورہی ہے اور توچپ ہے کیون نہین
تیرا قہران لوگو نپر ٹوٹتا جو دین محمد کی اسطرح بیباکانہ توہین کررہے ہین اللہم اخذل
من خذل دین محمد ۔ (زمیندار یکم اگست)

کیا ناظرین انصاف کرسکتے ہین کہ ایسی مہذب تحریر کا جواب آریہ کن لفظون مین دینگے اور
اوسمین کہان تک وہ قصور وار ٹھہرینگے کیونکہ مسافر کا قصور تو صرف اسقدر ہے کہ اونہون
آپکی روایت کا ترجمہ کیا پھر اوسپر یہ بلبلاہٹ کیسی ۔ مسلمانونکے کلیجے پر اگر چھریان چلتی
ہین تو حضرت عایشہ کے بیان سے جو وحی آسمانی کو اپنے ہی لحاف مین بند رکھنا چاہتی
ہین پھر یہ کیسی ناانصافی ہے کہ حضرت عایشہ پر تو آپکو غصہ نہ آئے جو اس روایت کی
موجد ہین اور غصہ آئے تو مسافر پر جسنے ترجمہ کیا ۔

اب چوتھا اثر ملاحظہ ہو ۔ اخبار اہلحدیث ۲۲ مورخہ ۸ اگست حاجی محمد سوداگر خان
سوداگر منشی ٹولہ کی یہ تحریر شایع کرتا ہے ،، (۵) ثبوت نکاح حضرت ام کلثوم ہمراہ حضرت عمر رضی
اللہ عنہ کا کوئی رسالہ اردو مین تصنیف ہوا ہو تو نام درج کرین یا جن صاحب کو پتہ معلوم ہو
درج اخبار کرین آپکا جواب الشمس کے مقابلہ مین نکاح کے ثبوت من نہ ملا ہو تو صحیح طور پر ہونا چاہئے
(۶) رسالہ وضو اور عقل و تہذیب الحدیث کا جواب ہوا ہو تو مطلع فرماین کالم ۳ صفحہ ۱۱ ،،
یہ ہے حق کی تاثیر کہ خود وہابی لوگ اہلحدیث کے جوابونکو ناکافی تصور کرتے ہین اور الشمس
کی تحریر کو لاجواب مان رہے ہین ۔ رسالہ وضو اور عقل و تہذیب الحدیث کے جواب کے
متمنی ہین مگر جواب محال ہے اوسکی تمنا بھی بے سود ہے

ابطال نکاح عمری مین دفتر اصلاح سے دو کتابین شایع ہوچکی ہین جسکو عرصہ ہوا
کشف مکنوم فی عقد ام کلثوم جو مکرر چھپی ۔ دفع الوثوق عن نکاح الفاروق جسکو شایقین طلب

کرسکتے ہین۔ اصلاح ۵۰۰۰۰۹ مین بھی اسکی تفصیلی بحث موجود ہی۔ اہلسنت کو دفع الوثوق اور ۵۰۰۰۹۔ اصلاح مفت مل سکتا ہی بشرطیکہ اونکے سنی ہونیکی کوئی شیعہ تصدیق کر دیے۔ ہم اپنے برادران ایمانی سے امید کرتے ہین کہ جہان جہان آپکے احباب اہلسنت یا اہلحدیث سے ہون وہ کو دستاویزین اصلاح و الشمس سنایا کرین کہ انشاء اللہ حق غالب رہیگا۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

## اڈیٹر النجم و اہلحدیث کو مبارکباد

آپکو اصلاح ۲۰ صفحہ ۱۰ کا استغاثہ یاد ہوگا جسمین اڈیٹر النجم کی کچھ کارروائیان تحریف قرآن کے متعلق دکھاکر عرض کیا گیا تھا "ہم تمام سنی اڈیٹرون سے ملتمس ہین کہ وہ اپنی خانہ جنگیان موقوف کرکے حمایت قرآن پر آمادہ ہو جائین کہ یہ آریہ غضب ڈھارہے ہین" صلا مگر افسوس نہ وکیل کو ہمت آئی نہ وطن کو نہ البشیر کو نہ اور کسی اسلامی پرچہ کو۔ النجم کی اس کارروائی نے آخری نتیجہ یہ پیدا کیا کہ اخبار مسافر مورخہ ۸ جولائی لکھتا ہے

**دونون سچے ہین** گذشتہ سال شیعہ رسالہ الشمس کے فاضل اڈیٹر نے متواتر کئی ماہ کی لگاتار کوشش سے یہ ثابت کیا تھا کہ سنی مسلمانون کی احادیث و کتب معتبرہ سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچتا ہی کہ حضرت محمد کی وفات کے بعد خلیفہ ابوبکر عمر عثمان نے قرآن مین سخت کاٹ چھانٹ کی اور اپنے دعوی کے ثبوت مین معزز معاصر الشمس نے سنیونکی کتب سے جو شہادتین پیش کی تھین وہ اسکی کامیابی کے لئے کافی سے بہت زیادہ تھین اب الشمس کے اس وطیرہ کے جواب مین امسال لکھنو کے سنی اخبار النجم نے ایک سلسلہ مضامین شیعہ لٹریچر سے یہ ثابت کرنے پر کمر باندھی ہی کہ شیعون کی معتبر و مستند کتب سے قرآن مین حضرت محمد کے بعد کاٹ چھانٹ ہونا ثابت ہوتا ہی اس بات پر گزشتہ سال سے النجم و الشمس مین خوب جھگڑا ہو رہا ہی مگر ہماری رائے مین اس سوال پر ہمارے دونون ہمعصرون کا لڑنا جھگڑنا بالکل نادانی ہی کیونکہ در اصل دونون ہی سچے ہین اور شیعہ سنی دونون ہی کی معتبر کتب سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ حضرت محمد کی وفات کے بعد قرآن مین سخت کاٹ چھانٹ ہوئی ہے اور جیسا کہ ہم مسافر کے تنقید والے سلسلہ مضامین مین ثابت کر چکے ہین کم از کم موجودہ قرآن ہرگز وہ قرآن نہین جو حضرت محمد نے ۲۳ سال کی لگا

تار کوشش و جانفشانی سے بنا کر تیار کیا تھا۔ صٰ۱۱
اب کہان ہین مولوی عبد الشکور صاحب و مولوی ثناء اللہ صاحب جو اسکا جواب دین کیونکہ شیعہ روایتون کے توہم ذمہ دار ہین جس سے ثابت کردینگے مگر کیا اڈیٹر النجم مین کچھ دم باقی ہے جو اسکا جواب دے حالانکہ ہم بارہا اسکا اعلان دیچکے ہین کہ اگر اہلسنتہ کے کسی فرقہ سے کوئی شخص بھی صدآ سارق کا جواب دیسکے جو الشمس جلد ۵ کے ساتھ شائع ہو تو اسکو صمار انعام ملیگا مگر ہمارے نہ بطلع نہ کسی سنی مین حمیت آتی ہے نہ مسافر کی اس طعن آمیز تحریر سے عمری شجاعت بجوش زن ہوتی ہے۔ اے افلح کچھ تو ہی انصین ابھار ؟

## تفضیح الکاذب

اگرچہ حضرات اہل سنت چند دنون سے محبت شیخین مین حد غلو سے گذر کر دوسری حد تک پہونچ چلے تھے۔ مگر شکر خدا کہ بہت جلد وہ اپنی غلطی پر متنبہ ہوئے اور مفسدین و مغوین کی آمد اپنے گھرون مین بند کردی جس سے اون مفسدین کے یہان ماتم پڑ گیا اور شب و روز توحہ کرنے لگے۔ کہین کوئی اپنی ہفت سالہ خدمت دکھا رہا ہے جس سے اور بھی بھولی ہوئی باتین یاد پڑ رہی ہین کہ یہی کارروائیان تھین جنہون نے لکھنو کی اسلامی اتحاد کو ایسا خاک مین ملایا کہ سب سے بڑھکر وہین آتش فساد مشتعل ہے کہین مصنوعی خطوط ہمدردی مین شائع کئے جاتے ہین مگر حضرات اہل سنت خوب سمجھ رہے ہین کہ یہ سب چندین شکل برائے اکل ہے۔

بہر حال جب سے الشمس جلد ۶ طابع ہوا ہے جسکی نظر و مناقشین پر یکسان ہے اوس وقت سے منافقین کے یہان عجب طرح کی ہلچل پڑی ہوئی ہے چنانچہ النجم جو اپنی خارجیت و ناصبیت سی منوعین سو کروڑون سے نبد ہے الشمس کی حرارت سے فی الجملہ حرارت آئی تو مورخہ ۱۲۔ رجب ۱۳۲۹ھ مین لکھتا ہے
الشمس بمبئی جلد ۶۔ النجم جلد اول کے ابتدائی نمبر وینن ہمنے لکھدیا تھا کہ جو شخص ہماری تحریر کا جواب دیگا ہم اوسکو خوب توجہ سے دیکھینگے اور جو باتین قابل جواب ہونگی انکا

جواب دینگے اور اگر در اصل ہماری واقعی غلطی آپکو معلوم ہوگی تو ہم اوسکا اعتراف کرلین گے لیکن جو تحریرین مذہب کی بیجا حمایت مین لکھی گئی ہونگی اونکو ہم نظرانداز کردینگے مگر بعد اس کے ان تحریرونکا ناقابل ہونا عالم پر آشکار کردین گے "

الشمس اب سوال یہ ہے کہ اس تحریر کا مطلب بھی کچھ ہے کہ نہین پہلے تو فرماتے ہین کہ خوب تو جیہو دیکھینگے۔ پہر فرماتے ہین "نظرانداز کرینگے" پہر لکھتے ہین "جو باتین قابل جواب ہونگی اوسکا جواب دینگے لیکن جو تحریرین مذہب کی بیجا حمایت مین لکھی ہونگی اونکو نظرانداز کردینگے" اس سے کیا مطلب ہو کیونکہ دنیا مین تو یہی رائج ہے کہ معترض کا جواب اگر مجیب دیتا ہے تو ہر معترض اوسکی رد کرتا ہے اور جو شخص پابند مذہب ہے وہ تو مذہبی امور کے متعلق اپنے مذہب کی حمایت ہی کے لئے مین لکھیگا جس کو فریق عام طور سے بیجا حمایت کہتا ہے پہر آخر آپ کا مطلب کیا ہے اوس کی توضیح فرمائیے کہ آپ کن امور کا جواب دینا چاہتے ہین اور کس کا نہین کہ مطابق اوس کے آپ کی خاطر مدارات کی جاے۔

ہان صاحب یہ بھی تو فرمائیے کہ الشمس ۱ و ۲ کی نسبت کیا فتویٰ ہے کیا اسکے متعلق آپنے اپنی غلطی کا اعتراف کرلیا یا ان دونون کو اتنی بھی عزت نہین مل سکتی کہ "ان تحریرون کا ناقابل ہونا عالم پر آشکار کردین "

خدا جانے اسکی کوئی وجہ تو ہونی چاہئے کہ ابتدائی دو نمبرون کو چھوڑ کر تیسرے پر کیون کر اوچک آئے حالانکہ انہین ابتدائی نمبرون مین تو حضور والا کے التفات و توجہ کی ایسی باتین جمع ہین کہ کئی پشتون سے آپ نے وہ باتین نہ سنی ہونگی۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۱۴ جسمین آپ کے وہ سب اقوال جمع کئے گئے ہین جسمین علماء شیعہ کا اقرار ہو کہ قرآن مین تحریف نہین ہوئی۔ پہر صفحہ ۱۶ جسمین کتب عقاید اہل سنۃ کا ذکر ہے کہ کسی نے اعتقاد عدم تحریف قرآن کو عقاید سنی مین نہین لکہا۔

پہر صفحہ ۱۷ مین آپکے اور ابن تیمیہ کے قول کا تناقض دکھایا گیا ہو کہ وہ تو شیعہ کو محرف قرآن کہتے ہین اور آپ معتقد تحریف بتاتے ہین

پہر صفحہ ۱۸ مین علماے اہل سنت کے اوس احسان کا ذکر ہے کہ بہت سی حدیثین وضعی بنائین جنمین لفظ رافضہ ہو اور وہ سب موضوع ہین۔

پہر صفحہ ۱۹ مین آپ کے اس نتیجہ کی غلطی دکھائی گئی ہے کہ آپنے اصول کافی کے

(باقی دارد)

کہ عقوبات اخروی سے ڈرو اور امور معاش و معاد کی اصلاح کرے تو پھر یہ اعتراض کسقدر لغو ہے کہ اس مین ترتیب نہین ہے۔

کیا کوئی واعظ اگر کھڑا ہو وعظ کرتا ہو اور اثنائے وعظ مین ایک شیر دکھائی دے یا سانپ اور قوم کو وہ بتائے کہ اس سے بچو تو وہ واعظ قابل اعتراض ہو سکتا ہے؟

مسائل فرائض کا بیان اور نماز عصر کا بیان اسی ذیل مین داخل ہے بغرض تسلیم والا اس قسم کو اعتراض کے زیادہ تر زمرہ وار جامعین قرآن ہین جنکی جہالت سے بہت کچھ مخالفین اسلام کو مدد دی

(۵) ہان یہ طریقہ نہایت مستحسن تھا اور نہایت ہی مفید بشرطیکہ آپ ہر ہر مضمون کا جداگانہ ریویو کرتے اور بتلاتے کہ اس مین کونسا مضمون خلاف اصول حکمت ہے اور کونسا بیان خلاف ضرورت۔

ہمکو نہایت افسوس ہے کہ آپ کے قلم نے کوتاہی کی یا طبیعت کی عاجزی نے تفصیلی ریویو نہ کرنے دیا ورنہ اس بیان سے معلوم ہو جاتا کہ قرآن جسپر مسلمان نازان ہین۔ بلکہ وہ مخالفین اسلام بھی جو کچھ سمجھ اور فہم کا مادہ رکھتے ہین کیسی کامل اور اکمل کتاب ہے کہ اوس زمانہ کے زبان دانونکو اسکے آگے سر سجود ہونے پر مجبور کیا یا اسپر کہ نیزہ و تلوار سے فیصلہ کرین کیونکہ اس کا جو بیان ہے وہ دلکا ہلا دینے والا توحید خدا اور قیامت کا اس طرح اقرار کرلنے والا کہ اگر ذرہ برابر بھی غور و فکر سے کام لے تو پھر ایک لمحہ اوسکے دل کو سکون نہ ہو جس کو خود قرآن بیان کرتا ہے واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینہم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق یقولون ربنا امنا فاکتبنا مع الشاہدین۔

جب سنتے ہین اس کتاب کو جو رسول پر نازل ہوئی تو تو اونکی آنکھون کو دیکھتا ہے کہ آنسو اوس سے جاری ہو جاتے ہین اسلئے کہ اونہون نے حق کی بات پہچان لی ہے کہتے ہین کہ خداوندا ہم ایمان لائے تو ہمکو شاہدین سے لکھ لے۔

ہم یہان تمامی اہل فہم کو خواہ وہ ہندو ہون یا آریہ یا عیسائی یا موسائی چیلنج دیتے ہین کہ اپنی کتاب سے کوئی فقرہ اس دعوے کا نکال دین کہ جو کتابین اونکی منزل من اللہ مانی جاتی ہین کسی نے بھی آجتک اسکا دعویٰ کیا ہے کہ ہم مین یہ تاثیر ہے کہ ہمارے پڑہنے یا سننے مین دلون کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔

یہان فصاحت و بلاغت سے بحث نہین ہو بلکہ ہم صرف اسی کو معیار قرار دیتے ہین کہ اوس کتاب نے کبھی ایسا دعوی کیا ہو کہ اگر اس معیار پر کبھی کتاب پوری اوتری تو البتہ اوسکو دعوی کا حق ہوسکتا ہو۔

چونکہ ایڈیٹر صاحب مسافر نے کوئی خاص اعتراض نہین کیا بلکہ صرف یہ کہکر خاموش ہوگئے ہے وہ کس علوم وفنون وا مک وچاروں کا مجموعہ ہے،، لہذا ہم ایک تازہ شہادت اوس مخالف اسلام کی پیش کرتے ہین جس کے قبول مین ایڈیٹر صاحب مسافر کو عذر نہ ہوگا۔

فرانس کے مشہور عالم موسیو سالمون ریناس نے تاریخ الادیان ایک کتاب لکھی ہے جسمین قرآن پر بہت سخت حملہ کیا ہے اوسکے جواب مین فرانس کے ڈاکٹر مورلیس جو عربی کے بھی بڑے عالم ہین اور گورنمنٹ فرانس کیطرف سے ترجمہ قرآن پر مامور ہین اخبار لا بارون فرانسس و مان مین لکھتے ہین۔ ملاحظہ صفحہ ۲۵ تہذیب الاخلاق ۱۳۲۸ھ

موسیو سالمون ریناش کو شاید اونکے فضل وکمال و ذکاوت وحق پسندی کا مجھسے زیادہ کوئی دوسرا قدردان نہ ملیگا لیکن اسقدر شناسی کا یہ مطلب نہین ہے کہ جو کچھ وہ کہتے جائین مین مانتا جاؤن میری رائے مین یہ فیاضی مفید نہین ہے اس سے اُن کے خیالات مین غلو بڑھتا جائے گا اور اونکی رائین حدود انصاف سے دور ہوتی جائینگی۔ یہ اسی تحسین ناشناس کا نتیجہ ہے کہ تاریخ الادیان کو اُنہون نے دوبارہ اپنے خرچ اور اپنے ہی نام سے شائع تو کرایا ہے مگر نظر ثانی تک نہین کی کہ اُسکی غلطیان تو درست ہوجاتین اور فضولیات کی کچھ تو تلافی ہوسکتی۔

عجیب بات یہ ہو کہ موسیو ریناش نے اس کتاب مین بزرگان عرب کے اعلی طبقہ پر سخت ترین حملے کئے ہین۔ لعنت اور سب وشتم کا شاید ہی کوئی لفظ بچا ہوگا جو اس باب مین اُن کے قلم سے بے ساختہ نہ نکلا ہو۔ یہ روش اُن خانقاہ نشین بپتائز دینے والے پادریون کے مشابہ ہو جو قرون متوسطہ مین تھے اور جن کی بدولت یہ صدیان ابتک یادگار چلی آتی ہین۔

قرآن کے متعلق وہ لکھتے ہین کہ ''اُسکی عبارت رکیک ہو اور فصاحت وبلاغت سے تو بالکل ہی معرا ہے،، اسی بڑے بول پر کفایت نہین کی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ نفرت انگیز الزام لگائے ہین جنکے بیان کرنے سے مین خاموش رہنا بہتر سمجھتا ہون مجھے یہ دیکھکر سخت

قلق ہوا اور میرے حواس مضطرب ہوگئے اس لئے کہ اگر کسی نامسلمان کو قرآن کی فصاحت مین شبہہ کرنا جائز ہے اور اُس کے دعوے کی صحت و درستی مین اُسکو شک ہو سکتا ہے تو کم از کم یہ تو کسیطرح جائز نہین کہ مجھ سے کے لٹریچر کی نسبت جو فصاحت و بلاغت کے انتہائی درجہ مین ہے شک کر سکے۔ قرآن کی فصاحت و بلاغت جسکو تسلیم نہ ہو وہ غلطی پر ہے اُسکی راستی و خلوص مین شبہہ ہے اور اگر تم چاہو تو کہہ سکتے ہو کہ اُسکی عقل مین خلل ہے۔

قرآن کی اگر کوئی ایسی منقبت ہو سکتی ہے جس مین کسی طرح کا نقص نہ نکل سکتا ہو تو وہ اُسکی فصاحت و بلاغت ہی۔ وہ عظیم الشان فضیلت جسپر تین سو ملین (۳۰ کرور) انسان فخر کر رہے ہین وہ یہی ہے کہ مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے یہ کتاب تمام آسمانی کتابون پر فایق ہے۔ بلکہ ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ قدرت کی ازلی عنایت نے انسان کے لئے جو کتابین طیار کی ہین اون سب مین یہ بہترین کتاب ہے اسکے نغمے انسان کی خیر و فلاح کے متعلق فلاسفۂ یونان کے نغمون سے کہین اچھے ہین: اسمین آسمان و زمین کے بنانے والے کی حمد و ثنا بھری ہے خدا کی عظمت سے اسکا حرف حرف لبریز ہے جس نے تمام چیزین پیدا کی ہین اور ہر ایک چیز کی اوسکی استعداد کے مطابق راہ نمائی کی ہے علما کے لئے یہ ایک علمی اکاڈمی ہے۔ اہل لغت کے لئے جامع ڈکشنری ہے لٹریری مذاق والون کے لئے جن کو زبان کی اصلاح مطلوب ہو علم نحو کی یہ ایک گرامر ہے۔ شاعری کو پسند کرنے والے اور جذبات کی تہذیب و شایستگی پر نظر رکھنے والون کے لئے عروض کی کتاب ہے دنیا بھر کے قوانین و شرائع کی یہ انسایکلوپیڈیا (دائرۃ المعارف) ہے۔ جتنی آسمانی کتابین کہ داؤد سے لیکر جان باتموس کے عہد تک نازل ہوئی ہین محاسن لفظی و معنوی کے اعتبار سے وہ سب کی سب قرآن کی ایک چھوٹی سی چھوٹی سورۃ کے برابر بھی نہین ہو سکتین۔

یہی سبب ہی کہ مسلمانون مین اعلیٰ طبقہ کے لوگون مین جسقدر علم بڑھتا جاتا ہے حقایق پر عبور ہوتا ہے اوسیقدر اس کتاب (قرآن) کے ساتھ اُن کا تعلق بڑھتا ہی اسکی تعظیم مین زیادتی ہوتی ہے اس کے مجانبات کے ساتھ اونکی دلچسپی ترقی کر جاتی ہے۔ آیات کا اقتباس کرتے ہین۔ کلام کی آرایش ان آیتون سے بڑھاتے ہین جس قدر اُن کا پایۂ فیع

ہوتا ہے اور خیالات مین شستگی و شگفتگی ہوتی ہے اوسیقدر اپنی رائے و خیال کا مدار آیات قرآنی کے ٹھہرانے مین کوشش کرتا ہے ان لوگون کے سینے قرآن کی محبت سے معمور ہین دل سے اوسکو مقدس مانتے ہین دوسری قومون کو جو کتا بین یا شریعتین ملی ہین اونکی نسبت نہ اونہین کوئی خیال پیدا ہوتا ہے اور نہ رشک آتا ہے اسلئے کہ وہ دیکھ چکے ہین کہ اون کی کتاب کے ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہین ہے اوسکی فصاحت و بلاغت سے بے نیاز بنائے ہوئے ہے۔ یہ واقعی بات ہے اور اسکی واقعیت کی دلیل یہ ہے کہ بڑے انشاپردازون اور شاعرون کے سر اس کتاب کے آگے جہک جاتے ہین اسکے عجائبات جو روز بروز نکلتے آتے ہین اور اس کے اسرار جو کبھی ختم نہین ہوتے مسلمان شعرا و نثار انکو دیکھکر سجدہ کرنے لگتے ہین۔ قیامت تک کے لئے اسی کو سرمایۂ ناز جانتے ہین اور یقین رکھتے ہین کہ فصیح کلام اور دقیق معنی کا یہ ایک متواج دریا ہے۔

مجھے امید تھی کہ موسیو رینانش قرآن کے متعلق اتنا سخت فیصلہ کرنے مین میرے ترجمۂ قرآن کے مکمل ہونے تک تامل فرما وینگے میرے ترجمہ سے اونکو معلوم ہوگا کہ کمال بلاغت اور اعلی مطالب مین قرآن کا درجہ کسقدر بلند ہے اب تک ان امور کی صحت مین اونہین جو شک ہے وہ اعتقاد راسخ و ایمان سلیم سے بدلجاتا۔ یہ عذر کافی نہین ہے کہ وہ قرآن کی زبان نہین جانتے لہذا اس فیصلہ مین اونکو معذور رکھنا چاہئے۔ جو ایک بات نہین جانتا اوسکو فیصلہ کرنا کیا ضرور ہے۔ موسیو ساواری و کازیمرسکی کے ترجمے کافی نہین ہین نہ ان سے مطلوبہ اغراض حاصل ہوسکتے اور نہ قرآن کی حقیقت سے اطلاع ہوتی۔ موسیو رینانش جیسا حق پسند منصف مزاج شخص جسکی زندگی علم و ادب و تالیف و تصنیف ہی مین اب تک بسر ہوئی ہے امر حق کی پیروی سے اوسکو انکار نہین ہوسکتا مجھے توقع ہے کہ اصلی حقیقت سے جب اونکو اطلاع ہوگی تو اپنی غلطیون کی وہ خود تصحیح کردینگے اور قرآن پر تہمت باندھکر اسلامی دنیا کو غضبناک کرنے کی جو صورت نکالی ہے اوس سے خود بخود باز آئینگے۔

میری رائے مین اون کو اپنی غلطی سے بہت جلد رجوع کرنا چاہئے اسلئے کہ تلافی و استدراک جسطرح اون کا اخلاقی فرض ہے اوسیطرح ایک قومی و ملکی فرض بھی ہے۔

یہ بات نہایت مذموم و نالایق پالیسی ہے کہ ہزارون مسلمان تو فرانس کے زیر اثر آتے جاتے ہین اور فرانسیسی حکومت کے آگے سر تسلیم خم کئے ہوئے ہین باایں ہمہ انہین گالیان دیجائین۔ حملے ہون۔ بدگوئی و دل آزاری کی نئی نئی صورتین نکلین دنیا بھر کی ناپاکیان اور بری خصلتین اونکے مذہب سے منسوب کی جائین اونکی مقدس کتاب کو رکیک اور فصاحت و بلاغت سے خالی بتایا جائے اور ان تمام دل آزاریون پر بھی ہم یہ توقع رکھین کہ مسلمان اپنے دل سے کینہ نکال ڈالینگے۔ ہماری اطاعت خلوص سے کرین گے اور ہمارے عہد و پیمان کی حفاظت پر کمربستہ رہین گے۔

موسیو رنیاش کو اگر اسلامی دنیا کے ساتھ کافی واقفیت کا موقع ملا تو اونہین عنقریب معلوم ہو جائیگا کہ مسلمانون کا روشن خیال طبقہ مذہب کی بڑی عزت کرتا ہے مذہبی آداب کا نہایت پابند ہے اور اوس کے احکام سے وہ بے تعلق نہین ہونا چاہتا نئی نسل کا ہر ایک فرد اور درسگاہون کے تمام لڑکے اس مقدس کتاب (قرآن) کی شان مین توہین کا ایک لفظ بھی سننا گوارا نہین کرسکتے اور سچ بات تو یہ ہے کہ اونکو گوارا کرنا بھی نہین چاہئے۔ اسلئے کہ قرآن کو دو نمایان حیثیتین ہین اور ان دونون حیثیتون سے وہ تمام آسمانی کتابون پر مرجح ہے پہلی حیثیت یہ ہے کہ اسکے انتساب کی صحت مین کوئی شک و شبہہ نہین ہوسکتا اور یہہ کوئی بھی نہین کہہ سکتا کہ پیغمبر عرب سے اسکی نسبت صحیح نہین ہے (حالانکہ تورات و انجیل وغیرہ مین اس شبہہ کی بڑی گنجایش ہے) دوسری حیثیت یہ ہے کہ مسلمان عربی زبان کی حفاظت کا مرجع سمجھتے ہین اور اپنے مذہبی اصول کی تطبیق کا ماخذ جانتے ہین۔

تاریخ الادیان کی توسیع اشاعت کی نسبت خود موسیو رنیاش کو جو تمنا ہوگی وہی مجھے بھی ہے مین بھی یہی چاہتا ہون کہ اس کتاب کی اون لیڈیون کے دل مین وقعت

---

ملہ ہماری نئی نسل کو غور سے سننا چاہئے کہ مہذب دنیا کو اون کے ساتھ کس قدر حسن ظن ہے جن پاکیزہ اوصاف سے زمانہ اونہین متصف سمجھ رہا ہے اگر ابتک اون سے موصوف نہ تھے تو کاش اب ہو جاتے خرافت کا اقتضا نہین ہے کہ دنیا ہماری عزت کرے اور ہم خود باطن ہیچ ہے

ہو جو قرآن کے متعلق جہالت کی تاریکی مین گرفتار ہونیکی وجہ سے اوس سے بدگمان ہو رہی ہین رینا لٹش نے اگر اپنی غلطیونکی تصحیح کردی تو خیالات کے روشن کرنے اور تاریکی مٹانے مین اس کتابکے ذریعہ سے بڑی مدد ملسکتی ہے؛؛

کیا ہم ایڈیٹر مسافر سے اسکی استدعا نہین کرسکتے کہ جس کتاب مقدس پر ایک عیسائی عالم نے اسطرح کا ریویو کیا ہے آپ بھی اسکی تقلید کرین کیونکہ وہ علم عربی کا ماہر ہے اور آپکے نامہ نگار کی نسبت یقینی کامل ہو کہ وہ ایک حرف بھی باقاعدہ عربی کا نہین جانتا پھر کیون آپ اوسکے کہنے کو مانتے ہین حالانکہ قرآن کہہ رہا ہے فہل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون یعنی جو لوگ جانتے ہین وہ اونکے برابر ہوسکتے ہین جو نہین جانتے

(۶) چونکہ اڈیٹر مسافر نے اس نمبر مین صرف یہ فہرست ہی پیش کی ہے جسکو مولوی وحید الزمان صاحب کی فہرست سے ماخوذ کیا ہے لہذا ہم بھی ناظرین سے امید کرتے ہین کہ وہ اس فہرست پر غور کرین اور دیکھین کہ کس کس طرح خدا نے ابواب ہدایت کو ہمین کشادہ کیا ہے۔

**قول مسافر مورخہ ۲۳ نومبر ۱۹۱۱ء** قرآنی ترتیب بلحاظ مضامین۔ پچھلے ہفتہ ہم قرآن کے بہ لحاظ مضامین وہ ترتیب پیش ناظرین کرچکے ہین جو مولانا وحید الزمان نے دی ہے اور ہمارا ارادہ تھا کہ اس ہفتہ سے جنرل ریویو کو ختم کرکے آیت اور قرآن کی پڑتال شروع کردیتے لیکن یہ خیال آیا کہ جبتک تین چار نمبر اور جنرل ریویو کے متعلق نہ نکلین گے تب تک جنرل ریویو مکمل نہ ہوگا پس اس ہفتہ ہم مولانا وحید الزمان ہی کی ترتیب پر قناعت نہ کرکے چند ایک اور اسلامی ارکنون کی ترتیب قرآن بلحاظ مضامین پیش کرتے ہین منجملہ ان کے سب سے پہلے قاضی ابوبکر کی ترتیب ہے جو صرف قرآن کے مضامین کو تین حصون مین تقسیم کرتے ہین یعنی (۱) توحید (۲) تذکیر (یعنی قصص) (۳) دیانات اسیطرح ابن جریر بھی قرآن کو تین ہی حصون مین منقسم کرتا ہے یعنی (۱) توحید (۲) اخبار (۳) دیانات لیکن علی بن یحیٰے قرآن کے مضامین کو ۲۹ حصون پر منقسم کرتا ہے (۱) اعلام (۲) تنبیہ (۳) امر (۴) نہی (۵) وعدہ (۶) وعید (۷) جنت (۸) دوزخ (۹) تعلیم اقرار اسم اللہ تعالیٰ (۱۰) خدا کے صفات کا بیان (۱۱) اعتراف انعام (۱۲) مخالفون کی حجتون کا جواب (۱۳) مبطلون کی تردید (۱۴) ترغیب (۱۵) ترہیب (۱۶) خیر (۱۷) شر (۱۸) حسن (۱۹) قبیح (۲۰) حکمت (۲۱) فضل معرفت (۲۲) نیکیونکی تعریف (۲۳) بدیونکی برائی (۲۴) تسلیم۔ (۲۵) تحسین (۲۶) توکید (۲۷) تقریع (۲۸) برے اخلاق کی مذمت (۲۹) آداب بزرگی۔ پھر امام سیوطی کی تقسیم ہے جو انہین تین ہی حصونمین منقسم کرتا ہے (۱) نبیون کے قصے (۲) فرشتون کا ذکر (۳) پہلی امتون کے قصے۔

قرآن کے یعنی۔ جیسا کہ امام سیوطی نے کہا ہے کہ قرآن کا بہت حصہ نبیون ہی کے ذکر اذکار

سے پڑ ہے۔پس یہ بھی بتلا دینا اسی جگہ مناسب ہو گا کہ قرآن مین کتنے نبیون کا ذکر ہے اور وہ نبی یہ ہین (۱) آدم ولد نا معلوم (۲) نوح ولد لمک (۳) ادریس ولد یرد (۴) ابراہیم ولد تارخ (۵) اسمعیل ولد ابراہیم (۶) اسحاق ولد ابراہیم (۷) یعقوب ولد اسحاق (۸) یوسف ولد یعقوب (۹) یوسف ولد افرائم (۱۰) موسیٰ ولد عمران (۱۱) موسیٰ ولد میشا (۱۲) لوط ولد ہاران (۱۳) ہود ولد ارفخشد (۱۴) ہود ولد عبداللہ (۱۵) ہارون ولد عمران (۱۶) داؤد ولد ایشا (۱۷) سلیمان ولد داوٗد (۱۸) ایوب ولد موسیٰ (۱۹) ذو الکفل ولد ایوب (۲۰) یونس ولد متیٰ (۲۱) الیاس ولد لسین (۲۱) الیسع ولد اخطوب (۲۳) ذکریا ولد بازان (۲۴) یحیٰ ولد ذکریا (۲۵) عیسیٰ ولد خدا (۲۶) شعیب ولد میکائیل (۲۷) صالح ولد عبید (۲۸) محمد ولد عبداللہ

مذکورہ بالا اسمائے انبیا سب کے سب غیر عربی کے ہین صرف تین اسمائے اخر کے اس کی متعلق ہم آگے چل کر کسی خاص نمبر مین ذکر کرین گے کہ قرآن مین غیر عربی کے کلمے کسقدر ہین۔

قرآنی فرشتے۔ جبرئیل۔ میکائیل۔ ہاروت۔ ماروت۔ رعد۔ برق۔ مالک۔ سجل۔ قعید ذالقرنین۔ سکینہ۔ روح۔

مردمان قرآنی غیر از انبیا۔ عمران۔ عزیر۔ تبع۔ لقمان۔ یوسف سورہ غافر والا یعقوب اول سورۂ مریم مین۔ نقی۔

قرآنی عورتین۔ مریم۔ بعلا۔

قرآنی کافر۔ قارون۔ جالوت۔ ہامان۔ بشریٰ۔ جو سورہ یوسف مین ہے۔ آذر۔ نسی۔

قرآنی قبیلے۔ یاجوج۔ ماجوج۔ عاد۔ ثمود۔ مدین۔ قریش۔ روم۔

اضافی قومین۔ قوم نوح۔ قوم لوط۔ قوم تبع۔ قوم ابراہیم۔ اصحاب ایکہ۔ اصحاب الرس اصحاب اخدود۔

قرآنی بت۔ ود۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق۔ نسر۔ لات۔ منات۔ عزیٰ۔ جبت۔ طاغوت ارشاد۔ بعل۔ آذر۔

قرآنی شہر۔ مکہ۔ بکہ۔ مدینہ۔ یثرب۔ بدر۔ حنین۔ جمع۔ ایکہ۔ لیکہ۔ حجر۔

قرآنی وادئین۔ طویٰ۔ کہف۔ رقیم۔ عرم۔ صرم۔ جرز۔

قرآنی منذر۔ طاغیہ۔ بقعہ۔

قرآن و مکان قیامت۔ فردوس۔ علیون۔ سجین۔

جہنم اور اسکے اسما۔ جہنم۔ صعود۔ یہ پہاڑ ہے جہنم کا۔ وغی۔ اثام۔ موبق۔ ویل۔ سعیر

سایل۔ سحیق۔ یہ سات دوائین ہین جہنم کی۔

جنت ۱ و ۲ و سکے چشمے۔ کوثر۔ سلسبیل۔ تسنیم۔ عینان۔

نسبتی مکان۔ ام القری۔ عبقری۔ سامری۔ عربی۔

القاب۔ اسرائیل۔ مسیح۔ الیاس۔ ذوالکفل۔ لوح۔ ذوالقرنین۔ فرعون۔ تبع۔

کنیت۔ ابی لھب۔

قرآنی حیوان۔ سلوی۔ بعوض۔ ذباب۔ نحل۔ عنکبوت۔ جراد۔ ہدہد۔ غراب۔ ابابیل۔ نمل

۔ بقر۔ جمل۔ خنزیر۔ قرد۔ عجل۔ ناقہ۔ قمل۔ ضفدع۔ خیل۔ حوت۔ کلب۔ فیل۔ ذئب۔ حمار

۔ ہلوعا۔ حیہ۔ غنم۔ دابۃ الارض۔

**مسلمان** بجواب تنقید قرآن مجید مشتہرہ لکھتا ہے کہ ۱۵ نومبر کے پرچے مین قرآن شریف کے صرف مضامین بتلائے ہین کہ فلان فلان امر اور فلان فلان رسول اور نبی کا ذکر ہے اور بس۔ اور ۲۳ نومبر کے پرچے مین پھر یہی مضمون بعنوان دیگر بتلایا ہے اسکے سوا کوئی اعتراض نہین کیا ہے۔ مورخہ ۲۴ جنوری۔

**تقدیس القرآن**۔ ہم پنڈت بھوجدت صاحب کی نسبت تو کچھ نہین لکھتے کیونکہ انکو ایک فہمیدہ شخص ہونا چاہئے۔ مگر جس شخص نے یہ مضمون لکھا ہے اوسکی نیت بخیر نہین معلوم ہوتی کیونکہ لکھتے ہین سب سے پہلے قاضی ابوبکر کی ترتیب ہے جو صرف قرآن کے مضامین کو تین حصون مین منقسم کرتے ہین (۱) توحید (۲) تذکیر یعنے قصے (۳) احکام "

حالانکہ اصلی عبارت قاضی کی یہ ہے ملاحظہ ہو اتقان حصہ دوم صفحہ ۱۲۸ قال القاضی ابوبکر بن عربی فی قانون التاویل علوم القرآن خمسون علما و اربعمائۃ علم و سبعۃ الاف علم و سبعون علم عدد کلم القرآن مضروبۃ فی اربعۃ اذ لکل کلمۃ ظھر و بطن وحد و مطلع وھذا مطلق دون اعتبار ترکیب وما بینھا من روابط

وهذا مما لا يخفى ولا يعلمه الا الله قال وام علوم القرآن ثلثة توحيد وتذكير واحكام فالتوحيد يدخل فيه معرفة المخلوقات ومعرفة الخالق باسمائه وصفاته وافعاله والتذكير منه الوعد والوعيد والجنة والنار وتصفية الظاهر والباطن والاحكام منه التكاليف كلها وتبيين المنافع والمضار والامر والنهي والندب ولذلك كانت الفاتحة ام القرآن لان فيها الاقسام الثلثة وسورة الاخلاص ثلثه لاشتمالها على الاقسام الثلثة وهو التوحيد - ص ۱۲۵

قاضی ابوبکر عربی قانون التاویل مین لکھتے ہین کہ علم قرآن پچاس علم ہین اور چار سو علم اور سات ہزار علم اور ستر ہزار علوم مطابق عدد کلمات کے جو ضرب دئے گئے ہین چار مین کیونکہ ہر کلمہ کے لئے ظاہر - باطن - حد مطلع ہے اور یہ تقسیم مطلق کی ہے بلا لحاظ ترکیب و روابط وغیرہ کے جسکا احصا خدا ہی کر سکتا ہے - اور اصل علوم قرآن تین ہین توحید تذکیر - احکام - توحید مین معرفت مخلوق و خالق ہے اسماء و صفات و افعال سب داخل ہین - تذکیر مین وعدہ - وعید - جنت - نار تصفیہ ظاہر و باطن داخل ہے - احکام مین کل تکلیفات شرعیہ - منافع - مضار - امر - نہی - ندب سب داخل ہین اسلیے سورۂ فاتحہ پورا قرآن ہے کیونکہ اوس مین سب باتین ہین بخلاف سورہ قل ہو اللہ کہ وہ ثلث قرآن ہے کیونکہ اوس مین صرف توحید کا ذکر ہے"

تو اب نامہ نگار مسافر کو مناسب ہے کہ وہ غور کرے ترجمہ مین اوسنے خیانت کی یا نہین - کیا اگر کہین کہ موضوع علم طب جسم انسان ہے تو اس سے کہا جا سکتا ہے مضمون طب صرف ایک ہے -

علی بن عیسیٰ کے قول مین نہ معلوم ۳۰ کا ۲۹ کیون کر دیا گیا - حالانکہ اونکا قول اتقان مین ہے یشتمل علی ثلثین اشیاء کہ ۳۰ باتین ہین -

سیوطی کی نسبت بھی یہ کہنا کہ انہون نے بھی تین حصوں پر منقسم کیا ہے غلط ہے حالانکہ ... ہین وانا اقول قد اشتمل کتاب اللہ العزیز علی کل شیء اما انواع ... فليس منها باب ولا مسئلة هي اصل الا وفي القرآن ما يدل عليها

یعنی سیوطی کہتے ہین کہ کتاب اللہ تو ہر شے پر شامل ہے رہے اقسام علوم لیس کوئی علم کوئی باب کوئی مسئلہ جو اصول سے ہو ایسا نہین ہے کہ قرآن اوسپر دلالت کرتا ہو۔

ہم نہین سمجھتے کہ مولوی ثناء اللہ آخر کس دماغ کے آدمی ہین کہ فضول باتون اور زبانی دعوون مین تو اخبار کے صفحے کے صفحے خرچ کر ڈالتے ہین اور قرآن کی حمایت مین بجواب آریہ دو تین سطر لکھنا بھی اونپر بھاری ہے کہنے کو تو کہدیا وہی مضمون بعنوان دیگر بتلایا ہے اسکے سوا کوئی اعتراض نہ کیا، مگر یہ نہ سمجھے کہ اوس نے کس قدر اعتراض کردیا (۱) مولوی وحید الزمان صاحب کی فہرست سے قریب سو مضمون کے فہرست دی اور قاضی ابوبکر کے بیان سے ۳ (۲) قاضی ابوبکر و ابن جریر و سیوطی کا بیان کہ تین ہی مضمون ہے اور علی بن عیسےٰ کا بیان کہ ۲۹ ہے۔

کیا یہ سب اعتراض نہین ہے اور اسکے جواب کی ضرورت نہین ہے جو مولوی صاحب یہ کہکر دو اور کوئی اعتراض نہین کیا، چلتے بنے۔

مسافر نے پھر قرآن کے انبیا کا ذکر کیا ہے اور فرشتونکا جو تمامتر اتقان سیوطی سے ماخوذ ہے۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۱۳۷ لغایت ۱۵۰۔

مگر کوئی غرض اسکی نہین معلوم ہوتی کیونکہ قرآن کا نزول ایک ایسی قوم مین ہوا تھا جسنے کسی زمانہ مین کوئی تمدن نہ پایا نہ کوئی نبی اونمین مبعوث ہوا نہ کوئی بادشاہ اونپر قابض ہوا پھر اون مین بہت سے یہود تھے نصاری تھے۔ مجوسی تھے صابئین جنہون نے سابق انبیا کے متعلق انواع و اقسام کی غلط اور صحیح خبرین مشہور کر رکھی تھین جنکی اصلاح ضروری تھی کہین تو انبیاء کسی الزام کا دفعیہ منظور تھا کہین حقیقت حال کا اظہار جس سے ضرورت تھی کہ اون کے حالات صحیح بیان کئے جائین اور چونکہ قرآن بصورت کتاب مرتب نہین اوترا تھا نہ اس طرح مرتب تھا لہذا بار بار تذکرہ کی ضرورت تھی کہ ہر شخص کے ذہن مین راسخ ہوجائے اور چونکہ کفار و مشرکین یہود و نصاری بھی آتے اور مختلف عنوان سے سوال کرتے اسلئے ضرورت تھی کہ ہر قوم ہر قبیلہ ہر سائل کے مطابق مختلف اوقات مختلف حالات بیان کئے جائین

مسلمان تو یہ کہکر چلتا ہوا ۲۲ نومبر کے پرچہ مین پھر بھی مضمون بعنوان دیگر بتلایا ہے ہم

اسکے سوا اور کوئی اعتراض نہین کیا،، مگر ہان اسی ۲۳ نومبر مین مسافر نے بصفحہ ۱۵ ایک پورا مضمون بمخالفت قرآن شائع کیا ہے جو حسب ذیل ہے۔

**قرآن مین سخت کانٹ چھانٹ کتر بیونت**

کانٹ چھانٹ کتر بیونت کو ہم قرآن پر ریویو کرتے ہوئے یہہ امر پایہ ثبوت کو پہونچا چکے ہین (اور محمدیون کی طرف سے آجتک اس کا کوئی ثبوت نہین ملا) کہ اگر بفرض محال تہوڑی دیر کے لئے یہ بھی مان لیا جائے کہ اللہ میان نے ایک کتاب موسوم بہ قرآن حضرت محمدؐ پر نازل فرمائی تو بھی ہم دعوی کے ساتھ کہتے ہین کہ وہ کتاب آج دنیا مین موجود نہین ہے اور محمدیون کا موجودہ قرآن حضرت عثمان نے چند پرانے سنے سنائے لشخون کو کانٹ چھانٹ کر تیار کیا ہی اور یہ ہرگز قابل اعتبار نہین ہے اپنے اس ہی دعوے کی تائید مزید مین آج ہم موجودہ قرآن کی چند ایک ایسی آیتین پیش کرتے ہین جو اس کتر بیونت کا اپنی ذات خاص کے اندر ایک زبردست ثبوت ہین اور زبان حال سے موجودہ قرآن کی بناوٹ کا قصہ اپنے ناظرین کو سنا رہے ہین۔ موجودہ قرآن کی ان آیات سے بالمقابل ہمنے وہ اصل آیات بھی نقل کروی ہین جو بقول علمائے اسلام در اصل حضرت محمدؐ پر نازل ہوئی تہین اور ساتھ ہی ناظرین کی سہولیت کے لئے اصل آیات کا وہ حصہ بھی علیحدہ نکال کر رکھدیا ہے جو قرآن کی موجودہ نقلی آیتون مین نہین ہے جیسا کہ ذیل کے نقشہ سے معلوم ہوگا اب اس نقشہ کو دیکھ کر حق پسند اصحاب غور فرمائین کہ جب قرآن کی یہ حالت ہی تو پہر ہمارے محمدی بہائی کس برتے پر اپنے آپ کو وہ کلام اللہ کا پیرو کہتے ہین۔

**کتر بیونت کا نقشہ**

| وہ اصلی آیت جسکا محمدی علما حضرت محمدؐ پر نازل ہونا مانتے ہین | وہ نقلی آیت جو موجودہ قرآن مین آجکل ملتی ہی | اصلی وہ آیت جو موجودہ قرآن مین نہین ہے | ہمارے گواہون کی فہرست اور اونکی گواہی |
| --- | --- | --- | --- |
| والنہار اذا تجلی والذکر والانثی قسم ہے دن کی جب وہ روشن ہوا اور قسم ہے مرد و عورت کی | والنہار اذا تجلی اور قسم ہو دن کی جب وہ روشن ہوا پارہ ۳۰ سورہ واللیل | والذکر والانثی قسم ہے مرد و عورت کی | صحیح بخاری صحیح مسلم صحیح ترمذی بروایت ابو داؤد۔ |

| وہ اصلی آیت جسکا محمدی علما حضرت محمد پر نازل ہونا مانتے ہیں | وہ نقلی آیت جو موجودہ قرآن میں آجکل موجود ہے | اصلی آیت کا وہ حصہ جو نقلی آیت میں موجود نہیں ہے | ہماری گواہیوں کی فہرست اور انکی گواہی |
| --- | --- | --- | --- |
| صلوا علیہ وسلموا تسلیما وعلی الذین یصلون الصفوف الاول ای مسلمانوں درود اور سلام بھیجو نبی پر اور ان لوگوں پر جو بھیجتے ہیں پہلی صف والوں پر | صلوا علیہ وسلموا تسلیما اے مسلمانوں درود اور سلام بھیجو نبی پر۔ پارہ ۲۲ سورہ احزاب | وعلی الذین یصلون الصفوف الاول اور درود بھیجو ان پر جو بھیجتے ہیں پہلی صف والوں پر | اتقان بروایت حمید |
| (ترجمہ یوں ہونا چاہئے اور جو نماز پڑھتے ہیں پہلی صفوں میں ۔ تقدیس) | | | |
| وھو اب لھم وازواجہ امھاتھم اور محمد ہے باپ ہی انکا اور اسکی عورتیں مائیں ہیں انکی | وازواجہ امھاتھم اور عورتیں اسکی مائیں ہیں انکی۔ پارہ ۲۱ سورہ احزاب | وھو اب لھم اور محمد باپ ہی ان کا | حاکم نے ابن مردویہ ست اور بیہقی نے عبدالرزاق وسعد بن منصور وغیرہ سے بروایت ابن ماجہ |
| فی قلوبھم الحمیۃ حمیۃ الجاھلیۃ کما حموا الفسد المسجد الحرام فنزل اللہ سکینۃ علی رسولہ اونکے دلوں میں حمیت جاہلیت ہی جیسے کہ دکھلائی انہوں نے واسطے خرابی کی مسجد حرام کے پس اتاری اللہ نے تسکین اپنے رسول پر | فی قلوبھم الحمیۃ حمیۃ الجاھلیۃ فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ (ترجمہ) انکے دلوں میں حمیت جاہلیت ہی پس اتاری اللہ نے تسکین اپنے رسول پر پارہ ۲۶ سورہ فتح | کما حموا الفسد المسجد الحرام (ترجمہ) جیسے کہ دکھلائی انہوں نے حمیت واسطے خراب کرنے مسجد حرام کے | مستدرک وحاکم بروایت ابی بن کعب (عبارت بڑی بعبیٰ ہی ۔ تقدیس) |

| وہ اصلی آیت جسکا محمدی علما حضرت محمد پر نازل ہونا مانتے ہین | وہ نقلی آیت جو موجودہ قرآن مین آجکل درج ہے | اصلی آیت کا وہ حصہ جو نقلی آیت مین موجود نہین ہے | ہماری گواہیونکی فہرست اور انکی گواہی |
|---|---|---|---|
| انی انا الرزاق ذو القوۃ المتین ترجمہ تحقیق مین ہون رزق دینے والا۔ صاحب قوت مضبوط۔ | ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین بے شک اللہ وہ ہے جو رزق دینے والا ہے۔ مضبوط قوت والا پارہ ۲۷ سورہ | انی انا۔ ترجمہ تحقیق مین ہون | بیہ ترمذی بروایت ابن مسعود |
| مثل نورہ اللہ عن المشکوۃ (ترجمہ) مثل اللہ کے نور کی چراغ سے | مثل نورہ کمشکوۃ مثل ہے اسکے نور کی جیسے چراغ پارہ ۱۸ سورہ نور | اصل عبارت سے لفظ اللہ و عن وال کو ترک کردیا گیا ہے جسکے عوض ہ اور ک لایا گیا ہے موجودہ قرآن کی آیت مین۔ | درمنثور بروایت ابن عباس |
| و وصی ربک ترجمہ حکم کیا رب تیرے نے | وقضی ربک جاری کی تقدیر رب تیرے نے پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل | اصل عبارت مین ووصی کی جگہ وقضی بنایا گیا ہے | اتقان بروایت ابن عباس |
| فامضوا الی ذکر اللہ ترجمہ۔ پس چلو تم طرف ذکر اللہ کے | فاسعوا الی ذکر اللہ پس دوڑو تم طرف ذکر اللہ کے پارہ ۲۰ سورہ جمعہ | اصل عبارت مین لفظ فامضوا تہا جسکے عوض مین فاسعوا داخل کیا گیا | موطاے امام مالک بروایت عمر بن خطاب |

یہی ہے آپ کی کتاب مقدس کہ جسکی یہ گت بنائی گئی کیونکہ نقشہ مذکورہ بالا سے آپکو

واضح ہو گیا ہو گا کہ یہ قرآن قابل قبول نہین اسلئے کہ اسکی اصل آیات مین بہت سی گڑبڑ ہے اور باقی رہا آپ کے نقطے لگانا جو شروع وقت مین نہ تھے۔ مگر بیچارے یوسف بن حجاج نے قرآن مین نقطے لگاکر اور بھی خراب کر دیا جسکا نتیجہ یہ ہو کہ وصی کی جگہہ وتقضی بنا ہا گیا۔

تائید مزید۔ مولوی صدیق حسن خانصاحب اپنی کتاب ابجد العلوم مین فرماتے ہین کہ خلیفہ متوکل باللہ عباسی نے اپنے عمال کو خط لکھا احص من قبلک من الذمیین و عرفنا بمبلغ عددہم یعنی جسقدر ذمی تمہارے ملک مین ہین انکو گن کر مجھے خبر دو۔ مگر کاتب کی مہربانی سے احص جسکے معنی گننے کے ہوتے ہین اوسکو اخص لکھدیا جسکے معنی خصی کرنے کے ہو گئے یہہ فرق صرف ایک نقطہ کے لگانے سے ہو گیا چنانچہ اس نقطہ نے ہزارون ذمیون کا خون کرا دیا الا دو آدمی کے۔

ہر ذمی اون یہود و نصاری کو کہتے ہین جو مسلمانون کے ملک مین رہتے تھے اور جزیہ دیتے تھے۔

تقدیس القرآن مکیاو نیا مین کوئی مسلمان ہے۔ کوئی وہابی ہے جو جاکر مولوی ثناء اللہ صاحب سے پوچھے کہ ۲۵ نومبر کے مسافر مین یہ مضمون کہان سے نکل آیا اور کیا یہ اعتراض نہین ہے جو آپ نے لکھدیا "اور اس کے سوا اور کوئی اعتراض نہین کیا" کیا اسکا نام نمک حلالی ہے کہ قوم سے پیسہ لیا جائے اس غرض سے کہ مسافر کا جواب دین گے اور مسافر کے ساتھ یہ برتاؤ کہ ڈیڑھ دو ورق کا مضمون ہضم اور کہا جاتا ہے کہ "اسکے سوا اور کوئی اعتراض نہین کیا۔"

مسافر نے جو نقشہ کانٹ چھانٹ کا پیش کیا ہے دراصل یہ مرتب کردہ مولوی محمد یعلی خان صاحب مصنف آیات بینات کا ہے جو تہذیب الاخلاق مین شائع ہوا تھا مگر نہ معلوم مسافر نے اون کا نام کیون نہ لکھا جس سے معلوم ہو جاتا کہ خود اہل سنت تحریف کے قایل ہین۔ مسافر کا یہ فقرہ کہ "تدبر و گزارش ہے" اور عیسائیون کی طرف سے آجتک اسکا کوئی جواب نہین ملا ہے کیونکہ ایڈیٹر مسلمان پر اس فقرے نے بھی کوئی اثر نہ کیا جو جواب

معلوم وہ حرارت فاروقی وہ غیرت عثمانی ان کے خون سے کیون دور ہوگئی۔ جو
مدت سے یزید قتل سادات پر تو ہر وقت تلے رہتے ہین لیکن آریون کے مقابلہ مین اس
طرح دم دبا جاتے ہین کہ گویا کچھ ہستی ہی نہین ہ

۴ آریہ کا جواب تو اسیقدر کافی ہے کہ یہ سب بیان اونہین لوگون کا ہے جو مثل
عبداللہ بن ابی سرح ظاہری اسلام لائے اور دل سے مخالف رہے کیونکہ یہ لوگ درحقیقت
روسی کاسک تھے یا ایرانی قزاق جنکا کام صرف لوٹ مار کرنا تھا نہ ان کو قرآن سے
مطلب تھا نہ خدا سے نہ رسول سے۔

چونکہ ایک نیا دین تہا جس نے بضرورت جہاد کیا اور فضل خدا سے کامیاب بھی ہوا
لہذا ان لوگون نے صرف جہاد اور فتوحات ملکی کو اپنا مذہب قرار دیا اور مسلمان اپنا
نام رکہا چونکہ رسول اللہ کی صحبتون مین بھی شریک ہو چکے تھے قرآن انکے سامنے
نازل ہوتا رہا لہذا صرف اس غرض سے کہ مسلمانون کو معلوم ہو قرآن ہمارے سامنے
نازل ہوا ہم بھی شریک تھے انٹ سنٹ روایت بیان کردی اون کے بیان
کو قرآن سے کیا نسبت۔

ایک اصولی بحث یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اس قسم کی روایتین جتنی ہین وہ اہلسنت
کی ہین جو صرف اس غرض سے روایت کیگئی ہین کہ معلوم ہو علمائے اہل سنت عالم
تھے قرآن و حدیث سے واقف تھے حالانکہ دراصل یہ کل جاہلانہ روایتین ہین نہ
عالمانہ۔ اسکے جواب وہ وہی علماء اہل سنت ہین جو راوی ہین اسمین شیعون کی صرف
اسیقدر شرکت ہو کہ بغرض الزام پیش کرتے ہین کیونکہ اہل سنت شیعون کو معتقد
تحریف قرآن بیان کرتے ہین اس الزام کے دفعیہ مین وہ ان روایتون کو کتب اہلسنت
سے پیش کرتے ہین نہ کہ وہ اس کے معتقد یا قایل ہون تو پہر جو الزام ہے اہل سنت
پر نہ شیعون پر جو اس قسم کی روایتون کو عام طور سے گوزشتہ کے ساہر بھی [illegible]

## قول سابع مورخہ ۲۲ نومبر قرآنی اختلاف

| | |
|---|---|
| واذ وعدنا موسیٰ اربعین لیلة | وواعدنا موسیٰ ثلثین لیلة اور وعدہ کیا |
| وعدہ کیا ہمنے موسیٰ سے چالیس رات کا | ہمنے موسیٰ سے تیس رات کا |

| | |
|---|---|
| ۱۴ — ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حما مسنون (ترجمہ) اور البتہ تحقیق پیدا کیا ہم نے انسان کو بجنی والی مٹی سے جو بنی ہے کیچڑ سڑے ہوئے سے۔ | خلق الانسان من نطفة (ترجمہ) پیدا کیا انسان کو نطفہ سے۔ |
| ۱۸ — فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینہم یومئذ ولا یتساءلون (ترجمہ) پس جس وقت پہونکا جاویگا صور مین پس نہین نسب درمیان ان کے اور نہ ایک دوسرا پوچھا جاوے گا۔ | ۲۷ — واقبل بعضہم علی بعض یتساءلون اور منہ کرینگے بعض انکے طرف بعض کے اور پوچھتے ہون گے آپس مین۔ |
| ۹ — فالقی عصاہ فاذا ھی ثعبان مبین پس ڈالدیا موسیٰ نے عصا اور ہوگیا وہ ثعبان یعنی اژدہا بہت بڑا۔ | ۱۶ — فالقہا فاذا ھی حیۃ تسعیٰ پس ڈالدیا موسیٰ نے لکڑی کو وہ ہوگیا دوڑتا ہوا سانپ |
| ۱۷ — وان یوما عند ربک کالف سنة مما تعدون (ترجمہ) اور تحقیق ایکدن تزدیک پروردگار تیرے کے مانند ہزار برس کے ہوتا ہے اون دنون سے جنہین تم گنتے ہو۔ | ۲۹ — تعرج الملئکة والروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنة ـ چڑھتے ہین فرشتے اور روح طرف اوسکے بیچ ایکدن کے کہ مقدار اوسکی ۵۰ ہزار برس کی راہ ہے۔ |
| ۲۵ — وماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا اور نہین ہے طاقت واسطے آدمی کے یہ کہ بات کرے اوسے اللہ مگر وحی کیطرح ذریعہ یا پردے کے پیچھے یا بہیجتا ہے کسی پیغام پہونچانے والے کو | ۶ — ورسلا لم نقصص علیک وکلم اللہ موسیٰ تکلیما ـ اور ایسے رسول بھی باقی ہین جنکی کہانیان ہمنے تیرے بیان نہین کین اور خوب ہی بات چیت ہوئی ہماری موسے سے |
| ۸ — وبینہما حجاب اور ہوگا ان کے درمیان مین پردہ۔ | ۲۷ — فضرب بینہم بسور لہ باب باطنہ فیہ الرحمة وظاہرہ من قبلہ العذاب ـ پس |

مارا جاویگا درمیان ان کے کوٹ جس کے دروازے مین اندر کیطرف اس مین رحمت ہی اور جو باہر کیطرف ہے اس مین عذاب ہے

من ذالذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضعفہ لہ اضعافا کثیرہ - جو کوئی قرض دیوے اللہ کو قرض اچھا پس دگنا کرے اسکے لئے اللہ دوگنا بہت -

یا ایھا الذین امنو لا تاکلو الربوا اضعافا مضعفۃ - اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت کہاؤ سود دگنا -

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی نہین ہے زبردستی دین مین کیونکہ ظاہر ہوگئی ہے راہ پانی گمراہی سے -

وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ - اور مارڈالو کافرون کو یہان تک کہ نباقی رہے کفر اور ہوجائے دین اللہ کا -

قال ابراھیم ربی الذی یحیی ویمیت - کہا ابراہیم نے کہ رب میرا وہ ہی جو جلاتا ہے اور مارتا ہی

قال ابراھیم رب ارنی کیف تحیی الموتی کہا ابراہیم نے کہ خدایا تو کیسا مردے کو زندہ کرتا ہی مجھے دکہلاوے -

ما ننسخ من ایۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا - جو موقوف کرتے ہین ہم آیتون سے یا بھلا دیتے ہین ہم انکو تولاتے ہین ہم بہتر اوسکے

واتل ما اوحی الیک من کتاب ربک لا مبدل لکلمتہ اور پڑہ جو کچھ وحی کیگئی ہے طرف تیری کتاب پروردگار تیرے سے - نہین بدلنے والا اوسکے کلمون کو کوی

وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ اور واسطے اللہ تعالے کے ہے مشرق اور مغرب پس جدہر کو منہ کرو تم اودہر ہی کو ہے منہ اللہ کا -

فول وجھک شطر المسجد الحرام وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ پس پہیرو منہ اپنے کو طرف مسجد حرام کے اور جہان کہین ہو تم پہیرو تم منہ اپنے کو طرف اس مسجد کے -

قل یا ایھا الکفرون لا اعبد ما تعبدون ولا انتم عبدون ما اعبد ولا انا عابد

فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم وخذوھم واحصروھم واقعدوا لھم

ما عبدتم ولا انتم عٰبدون ما اعبد لکم دینکم ولی دین۔ کہدے کافرون سے کہ نہین عبادت کرتا مین اوس چیز کی کہ عبادت کرتے ہو تم اوسکی اور نہ عبادت کرنے والے ہو تم اس چیز کی کہ کرتا ہون مین اوسکی اور نہین مین پوچنے والا اوسکو کہ پوجتے ہو تم اوس کو اور نہ تم پوجنے والے ہو اوسکو کہ پوجتا ہون مین واسطے تمہارے تمہارا دین اور واسطے ہمارے ہمارا دین۔

کل مرصد فان تابوا و اقاموا الصلوٰۃ و اتوا الزکوٰۃ فخلوا سبیلھم پس مارڈالو مشرکون کو جہان بہی پاؤ ان کو اور پکڑ و ان کو اور بیٹہو واسطے ان کے ہرگہات کی جگہ پس اگر توبہ کرین اور قایم رکہین نماز کو اور دین زکوٰۃ تو چہوڑ دو ان کے لئے راہ۔

باقی آینده

**تقدیس القرآن** پہلا آیہ سورہ الم مین ہے ع ۶ و اذ واعدنا موسیٰ اربعین لیلۃ ثم اتخذتم العجل من بعدہ و انتم ظلمون جبکہ ہم نے موسیٰ سے چالیس روز کا وعدہ کیا دوسرا سورہ اعراف مین ہے و اذ وعدنا موسیٰ ثلٰثین لیلۃ و اتممنا ھا بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ جبکہ ہمنے موسیٰ سے ۳۰ روز کا وعدہ کیا اور دس ملاکر چالیس پورا کردیا۔

مسافر کے نامہ نگار نے صرف ان فقرات کو لکہا و وعدنا موسیٰ اربعین لیلۃ اور و واعدنا موسیٰ ثلٰثین لیلۃ جسکی غرض یہ ہے کہ قرآن مین یکہ وعدہ خدا کے مختلف ہیکو دکہاکر اختلاف ثابت کرے کہ ایک جگہ چالیس کی عدد ہے دوسری جگہ تیس کی عدد ہے حالانکہ جہان تیس کی عدد ہے اوسکے بعد و اتممناھا بعشر بہی ہے کہ دس راتین ہمنے ملاکر پورا کردیا۔

یہ تقریر اوسکی تو صرف دہوکا دینا ہے جو مغالطہ دینا چاہے اور اوسکی غرض محض مکابرہ و مجادلہ ہو مگر جو شخص دعوی تحقیق کا رکہتا ہو اوسکو کسی طرح ایسی جرات مناسب نہین کیونکہ اگر صرف تیس ہی کی عدد رہتی تو بیشبہہ اختلاف ہوتا جب اوس کے ساتہ دس ملاکر پورا کردیا بہی اوس کے ساتہ ہے تو پہر اختلاف کہان رہا۔

عدالت مین اکثر مقدمات مین اختلاف بیان سے فایدہ اوٹھایا جاتا ہے۔ مگر کیا اسکی کوی نظیر دکہا سکتے ہین کہ مدعی نے ایک دفعہ کہا ہے کہ ہم نے چالیس روپیہ یا اور دوسری دفعہ کہا کہ تیس ایک دفعہ یا دس ایک دفعہ تو ایسے اختلاف بیان سے کبھی یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ اوس کے بیان مین اختلاف ہی؟ ہرگز نہین۔

اس اعتراض کا اصلی باعث یہ ہے کہ ترتیب قرآن مطابق تنزیل نہین رہی بلکہ ترتیب اولٹ دیگئی اسوجہ سے مخالفین اسلام کو موقع ملا کیونکہ آیہ وواعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ فاتممنا ہا بعشر سورہ اعراف مین ہے جو مکی ہے تو چونکہ خداوند عالم وہان اسکی تفصیل کر آیا ہے کہ ہم نے حضرت موسیٰ سے کس طرح کا وعدہ کیا تہا۔

لہذا سورہ الم (بقرہ) مین اوسکو بطور اجمال بیان فرمایا ہے وواعدنا موسیٰ اربعین لیلۃ کیونکہ یہ امر بالکل خلاف شان فصاحت و بلاغت ہی کہ بلا ضرورت ایک ہی لفظ کو ہر جگہ اسی تفصیل سے بیان کرے جو پہلے بیان کر چکا۔

اگر غور کیا جاے تو معلوم ہو کہ ان دونون آیتون کے اس طرح بیان سے خدا نے اوس حسن ترتیب و فصاحت و بلاغت کی رعایت کی ہے کہ تمامی دنیا کی مصنفین و مولفین اوس کے متبع ہین کہ جب ایک بیان سابق مین ہو چکا تو دوسری دفعہ عند الضرورت صرف اوسکا اجمالا ذکر کرتے ہین۔

مفسرین علماء شیعہ نے علاوہ طور سے اسی طرف اشارہ کیا ہی تفسیر مجمع البیان مین ہی وھذہ الاربعون لیلۃ ھی التی ذکرھا اللہ فی سورۃ الاعراف وواعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ واتممناھا بعشر وھی ذو القعدۃ وعشر من ذی الحجہ ص ۵۵ جس سے معلوم ہوا کہ چونکہ سورہ اعراف مین اسکی تفصیل ہو چکی ہے کہ تیس رات کو دس رات سے پورا کیا اس لئے یہان اوسی وعدہ کو بالاجمال ذکر کیا۔

تو پھر کیون عقلمند اس کو اختلاف بیانی کہہ سکتا ہے کیونکہ یہ تو ذکر اجمالی ہے اوس بیان کا جو تفصیلا پہلے بیان ہوا۔

مفسرین نے اسکے بہی وجوہ بتادئے ہین کہ اس طرح تفصیل کیون کیگئی تفسیر

مجمع البیان مین ہے انہ سبحانہ وعدنا موسی ثلثین لیلۃ لصوم فیھا و یصرف بالعبادۃ ثم اتممت بعشر الی وقت المناجاۃ وقیل ہ العشر التی نزل التوراۃ فیھا ولذلک افرد بالذکر ص ۴۹۷ یعنی خدا نے حکم دیا تہا موسی کو کہ ۳۰ روزہ رکہین اور ۱۰ روز مناجات کرین اس دس روز مین توراۃ نازل ہوا اسی وجہ سے اسکو علحدہ ذکر کیا۔

فتم میقات ربہ اربعین کی تفسیر مین ہے لو لم یذکرہ لجاز ان یتوھم انہ اتم الثلثین بعشر منھا علی معنی المکمو منثین بعشر حتی کملت ثلثین یعنی اگر خدا اوسکے بعد فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ نہ فرماتا کہ وعدہ خدا چالیس روز کا پورا ہوا تو یہہ گمان ہوسکتا تہا کہ بیس ہی رات کا وعدہ تہا جو دس کے ملانے سے پورا ہوا اسلئے خدا نے بتادیا کہ اصل وعدہ چالیس روز کا تہا۔

تفسیر علی بن ابراہیم قمی مین ہے ان اللہ عزوجل اوحی الی موسی انی انزل علیک التوراۃ التی فیھا الاحکام الی اربعین یوما ذوالقعدہ و عشرۃ من ذی الحجۃ ص ۲۰۷ جس سے معلوم ہوا کہ اصل وعدہ چالیس روز کا تھا دو حیثیت سے کہ تیس روز روزہ رکہین اور دس روز مناجات کرین جسمین توراۃ نازل ہوا۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خداوند عالم ان مخالفین اسلام کے اعتراضون سے بخوبی واقف تہا جس کا اوس نے پہلے سے انتظام کیا کہ قرآن مین جواب دیدیا کہ ہمارے بیان مین کسی طرح کا اختلاف نہین ہے۔ ہمارا وعدہ پہلے ہی سے چالیس روز کا تھا جسکو سورہ اعراف مین تفصیلا بیان کرچکے اور یہان اجمالا اوسکا ذکر کیا ہم نے خلاف قاعدہ مقررۂ اپنے کتب تفاسیر شیعہ سے یہان اسلئے استدلال کیا کہ اخبار اہلحدیث کہہ چکے ہین آریون کا جواب باصول شیعہ ناممکن ہے اسلئے ہم نے پورا حل اسکا تفاسیر شیعہ سے لکہا۔

ورنہ تفاسیر اہل سنت سے تو اس مقام پر ایسی اولجہن پیدا ہوتی ہے کہ پناہ بخدا چنانچہ تفسیر کبیر مین ہے صفحہ ۲۰۵ کہ ایک احتمال یہ ہے کہ اس اربعین کے قبل

وعدہ ہوا کہ اس جملہ مین نماز پڑہین دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس جملہ مین پہاڑ پر آنا ہے اور
اسکے بعد توراۃ نازل ہوگا دوسری تاویل یہ کی ہے کہ چالیس روز گذر جانے کا وعدہ
تہا۔

شاید یہی باعث ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر مسلمان ان اعتراضون کو
بالکل ہضم کر گئے کہ نہ دہابیہ تکو اعتراض معلوم ہو نہ اوس کا جواب کیونکہ بہ قاعدہ اہل سنۃ
جو جواب دیا گیا ہے وہ لغو ہے۔

حالانکہ ابہی تک اونکو یہی نہین معلوم کہ لفظ آیہ کیا ہے واعدنا یا وعدنا جسکا تفسیر
ابو مسعود مین ہے وقرء وعدنا خاص ۲۸ کہ وعدنا پڑھا گیا جو کسیطرح درست نہین
کیونکہ اسمین تو وعدہ خدا سے متعلق ہوتا ہے حالانکہ یہان مواعدہ ہے باب مفاعلہ
سے کہ خدا نے وعدہ کیا اور موسی نے قبول کیا۔

پہر وعد کا استعمال خیر و شر دونو مین ہوتا ہے جیساکہ آیہ النار وعدہا الذین
کفروا مین ہے بخلاف واعدت واعدنا ۔ اس لئے وعدنا بالکل غلط ہے اور قاری اسکا
ناواقف ہے۔

دوسرا اختلاف ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حماء مسنون ہے جو
سورہ حجر پارہ ۱۴ رکوع ۳ مین ہے اور پہر رکوع ۷ سورہ نحل مین خلق الانسان من نطفۃ فاذا
ھو خصیم مبین ہے۔

اس مین اختلاف کی وجہ غالبا یہ سمجہی گئی ہے کہ پہلے آیہ مین خلقت انسان سڑی
مٹی سے بتای گئی ہے اور دوسری آیہ مین نطفہ سے۔ حالانکہ دونون دو چیزین علحدہ ہین
اگر اسکے ساتہ سورہ اقرا کا خلق الانسان من علق کو بہی بڑھا دین تو ایک اختلاف کی
جگہ دوہرا اختلاف دکہاتے اسیطرح اگر آیہ لقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین
بہی ملاتے تو چار اختلاف ہوجاتا اور سورہ حج کا آیہ فانا خلقنٰکم من تراب ثم من نطفۃ ثم
من علقۃ ثم من مضغۃ مخلقۃ وغیر مخلقۃ لنبین لکم ونقر فی الارحام ما نشاء الی اجل
مسمی ثم نخرجکم طفلا کو بہی شامل کرتے تو پانچ اختلاف ہوتا ایک صلصال دوسرے نطفہ تیسرے

سلالۃ من طین جو تھے خلق الانسان من علق پہر خون خلقنا کم من تراب کیونکہ اس کا ان آیتوں کا
مطلب یہ ہے کہ ہم نے تمکو مٹی سے پیدا کیا پہر نطفہ سے پہر خون کی لوتہڑی سے پہر مضغہ سے کہ ظاہر
کرین تمہارے لئے اور قرار دین تمکو رحمون مین پہر لڑکا بنا کر نکالین۔

چونکہ ہم آریون کو ایک فہمیدہ قوم سمجھتے ہین لہذا اون کا یہ مذاق ہی جو اہل سنت کے ساتہ
کیا ورنہ کون عقلمند اس مین اختلاف سمجھ سکتا ہے کہ خداوند عالم نے اپنے اظہار قدرت کاملہ
اور فہمایش انسان کے لئے ان حالات کو پیدایش انسان کے بیان فرمایا جو صدہا مقام پر
قران مین مذکور ہے کیونکہ آیہ لقد خلقنا الانسان من صلصال من حما مسنون۔ یا
خلقنا الانسان من سلالۃ من طین یا خلقتکم من تراب مین ذکر ابتدای پیدایش
انسان ہی کہ حسب بیان تورات و قران سب سے پہلے حضرت آدم پیدا ہوئے جنکی خلقت مٹی
سے ہوئی اور حسب بیان سوامی دیانند بہت سے انسان ایک ہی وقت مین پیدا ہوئے
جیسا کہ خود مسافر نے لکہا ہے وہی خیال وید کی دہرم کا ہے کہ شروع دنیا مین پرماتما نے
بہت سے انسان پیدا کئے تہے جنسے آگے نسل انسانی چلی اور یہ کہ کسی ایک ہی جوڑے کا یہ سب
ظہور نہین ہے۔ نمبر ۱۸ امور خہ ۷۔ جولائی۔

ہمکو اس سے بحث نہین کہ ایک انسان سے انسانی نسل چلی ہے یا کئی انسان سے مگر
یہ تو یقینی ثابت ہوا کہ پہلی خلقت سلسلہ توالد و تناسل سے نہین ہی بلکہ مٹی سے پیدایش ہے
اسی کی طرف ان آیات مین اشارہ ہے۔

باقی آیات مین اس سلسلہ توالد و تناسل کا بیان ہے کہ ہم نے تراب سے مضغہ نطفہ ہو
علقہ سے پیدا کیا پہر اسمین کونسا اختلاف ہے جو قرانی اختلاف مین پیش کیا جا سکتا ہے۔

تیسرا اختلاف آیہ فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینہم یومئذ ولا یتسائلون
اور آیہ واقبل بعضہم علی بعض یتساءلون مین بتایا گیا ہے مگر یہ اختلاف بھی لفظی ہے
کہ ایک جگہ لا یتساءلون بصورت نفی ہے اور دوسرے مین یتساءلون بصورت
ہے پہلی آیہ سورہ مومنون مین دوسرا سورہ طور مین۔

پہلے آیہ مین گناہگارون کے خوف دہراس کا ذکر ہے کہ وہ ایسے دہشت و خوف مین ہونگے

ہونگے کہ نہ حسب و نسب کا خیال ہوگا نہ ایک دوسرے کو پوچھیگا یا پوچھا جائے گا دوسری
آیہ میں مومنین کی خوشی و مسرت کا ذکر ہے وامددنا هم بفاکهة ولحم مما یشتهون
یتنازعون فیها کاسا لا لغو فیها ولا تاثیم ویطوف علیهم غلمان لهم کانهم لؤلؤ
مکنون واقبل بعضهم علی بعض یتساءلون قالوا انا کنا قبل فی اهلنا مشفقین
فمن اللّٰہ علینا ووقفینا عذاب السموم

یعنی جسطرح کا گوشت اور میوہ وہ چاہین گے ہم عطا کرینگے۔ ایک دوسرے کو جام لیا کرینگے
جسمین نہ بدزبانی ہوگی نہ تخش۔ انپر غلمان پھرا کرینگے گویا کہ چھپائے ہوئے موتی ہونگے
اور ایک دوسرے سے رخ کرکے گفتگو کرینگے۔ کہین گے کہ ہم تو اپنے گھرون مین پہلے ڈرتے
رہتے تھے تو خدا نے ہمپر احسان فرمایا اور لو کے عذاب سے بچالیا۔

کیا خوف و مسرت کی دو حالت نہین ہوتی۔ دونون حالتون کا بیان علحدہ اختلاف کہا
جاسکتا ہی۔ مجمع البیان مین ہے۔ ولا تنافی بین هذه الایة وبین قوله فاقبل بعضهم
علی بعض یتساءلون لان للقیمة احوالا ومواطن فمنها حال تشغلهم عظم اللّٰہ
فیها عن المسئلة ومنها حال یلتفتون فیها یتساءلون وهذا معنی قول ابن
عباس للسائل من الایتین فقال هذه تارات یوم القیمة ص ۱۰۷

یعنی اس آیہ مین اور آیہ فاقبل بعضهم علی بعض مین کسیطرح اختلاف نہین ہی کیونکہ
قیامت کے حالات مختلف ہون گے جسمین بعض حالت تو وہ ہوگی کہ بسبب خوف
و دہشت کے کوی کسیکو نہ پوچھے گا اور بعض حالت وہ ہوگی کہ ایک دوسرے سے استفسار
کرینگے یہی مطلب ہی قول ابن عباس کا کہ کہا قیامت کے حالات مین۔

تو اب ہم اس آریہ معترض کے اس اعتراض کو اگر ذاتی بغض پر نہ محمول کرین تو کیا کرین
کیونکہ یقینا آریہ جانتے ہین یہان کسی طرحکا اختلاف نہین ہے صرف اہل سنت کے دق کرنے
کو ایسا سوال کیا۔ جس وہ پریشان ہون۔

چوتہا اختلاف فالقی عصاہ فاذا هی ثعبان مبین تو الدیا موسیٰ نے عصا اور ہوگیا وہ
اژدہا بڑا۔ یہ آیہ سورہ اعراف پارہ ۹ رکوع ۱۳ مین ہے۔

دوسرا آیہ فالقہا فاذا ہی حیۃ تسعی کہ ڈالدیا موسیٰ نے عصا تو وہ دوڑتا ہوا سانپ ہوگیا۔ سورہ طہ پارہ ۱۶ رکوع ۱۰۔ مگر نہین معلوم اس مین اختلاف کیونکر ہوگیا کیونکہ سانپ اور اژدہا تو ایک ہی نوع ہے فرق صرف جسامت کا ہے کہ عربی مین چھوٹے سانپ کو حیۃ کہتے ہین اور بڑے سانپ کو ثعبان۔ قاموس مین ہے الثعبان الحیۃ الضخمۃ الطویلۃ او الذکر خاصۃ او عام یعنی ثعبان بڑے سانپ کو کہتے ہین جو ضخیم و طویل ہو یا خاص اوسکے نر کو یا عام ہے۔

جس سے معلوم ہوا ثعبان کسی خاص قسم کا نام نہین ہے بلکہ بڑے سانپ کو بھی کہتے ہین اور خاص نر کو بھی کہتے ہین اور ہر سانپ کو بھی کہتے ہین خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا نر ہو یا مادہ۔

اور حیۃ کے بارے مین ہے ومنہ الحیۃ لتحویہا او الطویل حیاتہا صـ ۱۸۱ یعنی سانپ کو اس وجہ سے حیہ کہتے ہین کہ وہ بل کھاتا ہے۔

پس اگر اختلاف سے مراد یہی کہ دو جگہ دو لفظ ایک معنی کا لایا گیا ہے تو اس اختلاف کا قرآن منکر نہین ہے کہین بشر ہے کہین انسان کہین اناس کہین بنی آدم اور اگر اختلاف سے مراد اختلاف معنوی ہے تو اب مدعی پر لازم ہے کہ حیہ و ثعبان مین اختلاف دکھائے جو ناممکن ہے۔

پانچوان اختلاف ۔ وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون ایک دن خدا کے نزدیک مانند ہزار برس کے ہوتا ہے ان دنون سے جنہین تم گنتے ہو۔ سورہ حج ۔ تعرج الملائکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ چڑہتے ہین فرشتے اور روح طرف اوس کے بیچ ایک دن کے کہ مقدار اوسکی ۵۰ ہزار برس کی راہ ہے ابھی تک جتنی آیتین لکھی گئین وہ تین تو کسی طرح کا اختلاف نہ تہا مگر ان یہان جاہل اختلاف بتا سکتے ہین کیونکہ ایک روز کی مقدار پہلے آیہ مین ہزار برس کی ہے اور دوسرے آیہ مین ۵۰ ہزار برس کا مگر درحقیقت کوئی اختلاف نہین کیونکہ دونون آیتین عذاب قیامت سے متعلق ہین پہلا آیہ

اسطرح ہے ویستعجلونک بالعذاب ولن یخلف اللہ وعدہ وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون یعنے کفار نزول عذاب مین تعجیل چاہتے ہین حالانکہ خدا خلاف وعدہ نہین کرتا ایک روز خدا کے

لی قراءۃ عبد اللہ بن مسعود انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ کہ ابن مسعود پڑھتے تھے کہ آخری فقرہ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون بدار دکر دیا تھا۔ اس سے بڑھ کر کیا تحریف ہوسکتی ہے۔ دوسری کارروائی یہ کی کہ ابوبکر کے لئے اس آیہ کے نزول کے قایل ہوئے۔ جیسا کہ عکرمہ کا قول آیندہ مذکور ہوگا

(۲) اسباب النزول سیوطی میں ہے صفحہ ۰۰ در حاشیہ جلالین

اخرج الطبرانی فی الاوسط بسند فیہ مجاہیل عن عمار بن یاسر قال وقف علی علی بن ابیطالب سائل وھو راکع فی تطوع فنزع خاتمہ واعطاہ السائل فنزلت انما ولیکم اللہ ورسولہ الایۃ ولہ شاہد قال عبد الرزاق حدثنا عبد الوہاب بن مجاہد عن ابیہ عن ابن عباس فی قولہ انما ولیکم اللہ ورسولہ الایۃ قال نزلت فی علی ابن ابیطالب وروی ابن مردویہ من وجہ آخر عن ابن عباس مثلہ واخرج ابن جریر عن مجاھد وابن ابی حاتم عن سلمۃ بن کہیل مثلہ فھذہ شواہد یقوی بعضہا بعضا۔

اور طبرانی نے اوسط میں اس سند سے جس میں مجاہیل ہیں عمار بن یاسر سے روایت کی ہے کہ حضرت علی حالت نماز تطوع میں در حالت رکوع انگوٹھی سائل کو دی تھی اور سیر یہ آیہ نازل ہوا۔

اس حدیث کی شاہد دوسری حدیث ہو ابن عباس سے کہ یہ آیہ درباب جناب امیر ع نازل ہوا۔ ابن مردویہ نے دوسرے طریق سے بھی ابن عباس سے روایت کی ہے اور ابن جریر نے مجاہد و ابن ابی حاتم سے اسکے سلمہ بن کہیل کو روایت کی ہے۔ تو یہ وہ شواہد ہیں جنہیں ایک دوسرے کے مؤید ہیں۔

پس خود سیوطی کی تحقیقات سے وہ الزام جاتا رہا جو روایت عمار بن یاسر کیا گیا تھا کہ اسکی سند میں بعض مجاہیل ہیں کیونکہ دوسرے طریق سے روایتیں جو ابن عباس و سلمہ بن کہیل سے مروی ہیں وہ سب الزام سے پاک ہیں لہذا بعض روایتیں بعض کی مؤید ٹھہریں۔

اب اسباب نزول کی عظمت کو ملاحظہ ہو قال الواحدی لا یمکن معرفۃ تفسیر

الآیہ دون الوقوف علی قصتها و بیان سبب نزولها و قال ابن دقیق العید بیان سبب النزول طریق قوی فی فھم معانی القرآن و قال ابن تیمیہ معرفۃ سبب النزول معین علی فھم الآیۃ فان العلم بالسبب یورث العلم بالمسبب و قد اشکل علی جماعۃ من السلف معانی آیات حتی وقفوا علی اسباب نزولها فزال عنھم الاشکال صفحہ ۳۴۵ حاشیہ جلالین۔

کہا واحدی نے کہ کسی آیہ کی تفسیر بدون معرفت سبب نزول نا ممکن ہے ابن دقیق العید کہتے ہین کہ سبب نزول کا بیان۔ طریق قوی ہے فہم معانی قرآن مین۔ ابن تیمیہ کہتے ہین کہ سبب نزول کا معین ہوتا ہے فہم آیہ پر کیونکہ سبب کے علم سے مسبب کا علم حاصل ہوتا ہے اور بہت سی آیتین علماء سلف کو مشکل معلوم ہوئین جب سبب نزول معلوم ہوا تو وہ اشکال جاتا رہا۔

پس جبکہ سبب نزول بھی معلوم ہوا کہ یہ آیہ اسوجہ سے نازل ہوا کہ جناب امیرؑ نے حالت رکوع مین انگشتری سایل کو عطا کی تھی اور اتنی حدیثین بھی اسکی تائید مین موجود ہیں تو کیونکر ممکن ہے کوی مسلمان یہ کہہ سکے کہ یہ آیہ ولایت جناب امیرؑ مین نہین نازل ہوا

(۳) تفسیر طبری مین ہے صفحہ ۱۶۵ جلد ۶۔ حدثنا اسمعیل بن اسرائیل الرملی قال ثنا ایوب عن السوید قال ثنا عتبہ بن ابی حکیم فی ھذہ الآیۃ انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین امنوا قال علی بن ابیطالبؑ حدثنی الحرث قال ثنا عبد العزیز قال ثنا غالب بن عبد اللہ قال سمعت مجاھدا یقول فی قولہ انما ولیکم اللہ و رسولہ الآیۃ قال نزلت فی علی بن ابیطالب۔

(۴) تفسیر نیشاپوری مین ہے برحاشیہ تفسیر طبری جلد ۶ صفحہ ۱۴۵۔ روی حکم عن ابو بکر رازی عطاء عن ابن عباس انہ علیؑ روی ان عبد اللہ بن سلام قال لما نزلت ھذہ الآیۃ قلت یا رسول اللہ انا رایت علیا تصدق بخاتمہ علی محتاج و ھو راکع فنحن نتولاہ

و روی عن ابی ذر انہ قال صلیت مع رسول اللہ یوما صلوۃ الظہر فسأل سائل

فی المسجد فلم یعطه احد شیئا فرفع السائل یده الی السماء وقال اللهم اشهد انی سألت فی مسجد الرسول فما اعطانی احد شیئا وعلی ع کان راکعا فاومی الیه بخنصره الیمنی وکان یتختم فیها فاقبل السائل حتی اخذ الخاتم فی عین النبی ع فقال اللهم ان اخی موسی سألک فقال رب اشرح لی صدری الی قوله اشرکه فی امری فانزلت قرآنا ناطقا سنشد عضدک باخیک و نجعل لکما سلطانا اللهم وانا محمد نبیک وصفیک فاشرح لی صدری ویسر لی امری واجعل لی وزیرا من اهلی علیا اشدد به ازری قال ابو ذر فوالله ما اتم رسول الله هذه الکلمة حتی نزل جبرئیل فقال یا محمد اقرأ انما ولیکم الآیه - عکرمہ کا قول ہے کہ مراد اس آیت سے ابوبکر ہیں - ابن عباس کی روایت ہے کہ عبد اللہ بن سلام نے کہا حضرت علی ع نے بحالت رکوع میں انگوٹھی کو تصدق کیا تو ہم لوگ ان سے تولا کرتے ہیں ۔

حضرت ابوذر کی روایت ہے کہ ایک سایل نے سوال کیا اور کسینے کچھ نہ دیا تو اسنے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا اور کہا خدایا گواہ رہ کہ ہم نے مسجد رسول میں سوال کیا مگر کسی نے کچھ نہیں دیا حضرت علی اوسوقت رکوع میں تھے تو اشارہ کیا خنصری سے جسمیں انگوٹھی تھی سایل نے آکرے لیا اور حضرت نے دیکھا تو دعا کیا کہ خدایا کبھی یہاں موسی نے تجھ سے سوال کیا کہ خدا میرا سینہ کشادہ کرتا آخر تو تو نے قرآن ناطق نازل کیا کہ ہم تیرا بازو تیرے بھائی سے مضبوط کرینگے ۔ خدایا ہم محمد تیرے نبی و صفی ہیں میرا سینہ بھی کشادہ کر اور علی کو میرے اہل سے وزیر بنا اور بازو مضبوط کر ۔ ابوذر کہتے ہیں کہ ہنوز حضرت کی یہ دعا تمام نہ ہوی تھی کہ جبرئیل امین یہ آیہ لائے اور کہا اے محمد پڑھو آیہ انما ولیکم اللہ کو ۔ . . .

بعضے شرح عبارت سے جسمیں عکرمہ کا قول ہے کہ مراد اس سے ابوبکر ہیں اس غرض سے لکھا کہ اس آیہ مبارکہ کی اہمیت معلوم ہو کہ یہ وہ آیہ ہے کہ اسلام عشق اہل سنت نے اسمیں افترا بر خدا و رسول کو بھی جایز رکھا کہ کسی طرح ابوبکر کا نام بھی ملا دیا

پس اگرچہ آیہ دلیل خلافت نہین ہے تو خدا و رسول پر افترا کرکے ابوبکر کا نام کس غرض سے لیا گیا۔

(۵) تفسیر معالم التنزیل مین ہے صفحہ ۲۸۶ مطبوعہ بمبئی۔ قال السدی قوله والذین امنوا الذین یقیمون الصلوة ویوتون الزکوة وھم راکعون اراد به علی ابن ابیطالب علیہ السلام مربه سائل وھو راکع فی المسجد فاعطاه خاتمه کہا سدی نے کہ مراد اس آیہ سے جناب امیرؑ ہین کہ حالت رکوع مین اپنی انگوٹھی سایل کو دی تھی۔

(۶) تفسیر کشاف مین ہے جلد اول صفحہ ۲۲۱۔ وانہا نزلت فی علی کرم الله وجهه حین سأله سایل وھو راکع فی صلوته فطرح له خاتمه کانه کان مرجا فی خنصره فلم یتکلف لخلعه کثیر عمل تفسد بمثله صلاته فان قلت کیف صح ان یکون لعلی رض واللفظ لفظ جماعة قلت جی به علی لفظ الجمع وان کان السبب فیه رجلا واحدا لیرغب الناس فی مثل فعله فینالوا مثل ثوابه ولینبه علی ان سجیة المومن یجب ان تکون علی هذه الغایة من الحرص علی البر والاحسان وتفقد الفقراء حتی ان لزمهم امر لا یقبل التاخیر وھم فی الصلوة لم یوخروه الی الفراغ یعنی یہ آیہ حضرت علی کے بارے مین نازل ہوا جبکہ حالت رکوع مین اپنی انگوٹھی ڈالدی تھی کہ زیادہ تکلف کرنا نہ پڑے کہ عمل کثیر ہو جو مفسد صلوة ہے اگر کہو کہ لفظ جمع کا ہے پھر حضرت علیؑ تنہا کیونکر مراد ہو سکتے ہین تو اسکا یہ جواب ہے کہ اگرچہ مراد شخص واحد ہی مگر جمع اس غرض سے لائے کہ مومنین کو ترغیب تحریص ہو اس کار خیر پر کہ اور لوگ بھی ایسا کام کرین تو یہی ثواب پائین اور تاکہ اسکی تنبیہ ہو کہ مومن کی یہی خصلت ہونی چاہئے کہ برو احسان حریص ہو اور تفقد فقرا سے ایسی حالت مین بھی غافل نہ رہے کہ اسکا انتظار نہ کرے کہ جب نماز سے فارغ ہو تب یہ کام کرے۔

(۷) تفسیر بیضاوی مین ہے صفحہ ۱۰۹ جلد اول۔ انہا نزلت فی علی حین سأله سائل وھو راکع فی صلوته فطرح له خاتمه۔

(۸) تفسیر خازن مین ہے صفحہ ۴۷۵ جلد اول قال السدی مر بعلی سایل وھو راکع فی المسجد فاعطاه خاتمه فعلی ھذا قال العلماء العمل القلیل فی الصلوة لا

یفسدها۔

(۹) تفسیر مدارک مین ہے جو حاشیہ تفسیر خازن پر ہے بصفحہ ۴۸۴ جلد اول قیل انہا نزلت فی علی رض حین سالہ سائل وھو راکع فی صلوتہ فطرح لہ خاتمہ کانہ کان مرجا فی خنصرہ۔

(۱۰) تفسیر ابو سعود مین ہے جو صفحہ ۶۱۸ مین وہی روایت ہے بعینہ جو تفسیر نیشاپوری سے نمبر ۴ مین نقل ہوئی۔

(۱۱) تفسیر کبیر رازی جلد ۳ حاشیہ تفسیر کبیر پر ہے بصفحہ ۴۰۲ انہا نزلت فی علی حین سالہ سایل وھو راکع فطرح الیہ خاتمہ کانہ کان مرجا فی خنصرہ الخ کہ یہ آیہ جناب امیرؑ کے بارہ مین نازل ہوا جبکہ ایک سایل نے سوال کیا اور وہ حضرت رکوع مین تھے تو ڈالدی اوسکی طرف انگوٹھی جو حضرت کی اونگلی مین ڈھیلی تھی۔

اب تم نہین سمجھتے کہ مولوی ثناء اللہ کی یہ تقریر "عام آیت کو ولایت علیؑ سے مخصوص کیا جسکا قرآن مجید مین کہین بھی ذکر نہین" کہان تک درست ہے کیونکہ کونسی تو تفاسیر معتبرہ اہلسنتہ سے ایسی نہین ملی جسمین اسکا ذکر نہ ہو کہ یہ آیہ درباره ولایت جناب امیرؑ نازل ہوا کیونکہ نہ اسلامی دنیا مین ان تفسیرون سے بڑھ کر کوئی تفسیر معتبر ہے نہ اس سے زیادہ معتبر۔

طرہ تو یہ ہے کہ بمقابلہ جناب مولوی فرمانعلی صاحب مجتہد ایڈیٹر صاحب لکھ چکے ہین۔ یہ طور ارخاء عنان لکھا تھا کہ مین مانے لیتا ہون کہ مولے کے معنی حاکم کے ہین۔ ملاحظہ ہو اہلحدیث مورخہ ۱۷۔ دسمبر سنہ ۱۹۱۵ء۔

جس سے معلوم ہوا کہ کسی طرح ہم اسکو تسلیم کئے بیٹھے ہین کہ آیہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا مین حصر ولی بمعنی حاکم ہین۔ تو پھر یہاں حاسد ہی بیباکی سے کہنا کہ "قرآن مجید مین کہین بھی ذکر نہین" کس درجہ کی ایمانداری ہے۔

پھر اس تفسیر امام علیہ السلام مین آپکو کیا عذر ہے کہ آیہ ومن یطع اللہ ورسولہ مین ولایت جناب امیرؑ مراد ہے کیونکہ الآیہ یفسر بعضہا بعضا مسلم ہے کہ خود قرآن

کی تفسیر کیجیٔ جو حضرت سے منقول ہے

اب قرآن کی دوسری آیت ملاحظہ فرمائیے جسمین جناب امیر ع کی ولایت مذکور ہے جو سورہ مایدہ مین ہے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ان اللہ لا یہدی القوم الکافرین کہ اے رسول پہونچا دے اوسکو جو تیرے رب کی طرف سے تجھپر نازل ہوا ہو اور اگر نہ کیا تو گویا تو نے اوسکی رسالت کو نہ پہونچایا اور خدا تجھے بچائیگا آدمیون سے اور خدا نہیں ہدایت کرتا ہو کافرین کی -

تفسیر در منثور مین ہے واخرج ابن مردویہ عن ابن مسعود قال کنا نقرء علی عہد رسول اللہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ صفحہ ۲۹۸ ج ۲ کہ حضرت ابن مسعود فرماتے ہین کہ ہم عہد رسول اللہ مین اسطرح پڑہتے تھے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین :

تو کیا اب بھی ایڈیٹر صاحب یہی فرمائینگے کہ قرآن مین کہین ذکر ولایت جناب امیر ع نہین ہے جبکہ خاص اسطرح پڑھا جاتا تھا ان علیا مولی المومنین -

ایڈیٹر صاحب کو معلوم ہو کہ حضرت ابن مسعود کو اس قرآن کی بدولت عثمان کے ہاتھون کیا مصیبت پہونچی مارے گئے - اونکا قرآن لیکر جلا یا گیا - تو پھر آپکو اسمین کیا عذر ہوسکتا ہو کہ جناب امام جعفر صادق ع کی یہ تفسیر صحیح ہے کہ یہ آیہ دربارہ ولایت جناب امیر ع نازل ہوا -

اور اگر حدیث کا یہی مطلب ہو کہ انہین الفاظ سے قرآن نازل ہوا تھا جو نکال دیا گیا جیسا کہ ایڈیٹر النجم نے لکھا اور ایڈیٹر اہلحدیث نے بھی کو بی زبان سے کہا تو بھی اوسکی صحت مین کوئی عذر نہین ہوسکتا کیونکہ اتنی صریح آیتین مذکور ہین جنمین بتصریح تمام اہل سنت تحریف ہین تو جہان اوتنی آیتین آپ کے بیان سے محرف ہین یہ ایک آیت بھی سہی - مگر ہمارا یا ہمارے علما کا اعتقاد یہ نہین ہے کہ حضرت نے یہ فرمایا ہے

کہ انہیں تحریف ہوئی بلکہ اسکی تفسیر اور اسکے مطلب کو ظاہر کیا ہے چنانچہ ایڈیٹر اہلحدیث نے بھی اسکو نمونہ تفسیر مین پیش کیا ہے نہ تحریف مین جس سے معلوم ہوا کہ وہ بھی اسکو تفسیر ہی مان رہے ہین ۔

ایڈیٹر صاحب نے اسکو بھی تسلیم کیا ہے کہ یہ تفسیر جناب امام جعفر صادق ع کی ہے فرماتے ہین " چنانچہ امام اہلبیت ابو عبداللہ جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہین " جس سے معلوم ہوا کہ وہ اس کو نہ زوائد شیعہ کے کذب و افترا سے قرار دیتے ہین نہ اسکے قایل ہین کہ معاذ اللہ جامع کتاب نے اسکو حضرت کی طرف منسوب کر دیا بلکہ اسکو خاص قول جناب امام جعفر صادق ع فرماتے ہین ۔

تو اب دیکھنا چاہئے کہ ایڈیٹر صاحب کو ان حضرات کے اقوال پر اعتراض کا حق ہے یا نہین کیونکہ رشید المتکلمین اہل سنت رشید الدین صاحب شوکت عمریہ مین فرماتے ہین اگرچہ ائمہ اطہار علیہم السلام بحکم احادیثے کہ صاحب رسالہ ذکر کردہ و دیگر احادیث شایعہ مستفیضہ مستند است اندو اخبار آن اخیار مفاتیح مغلقات و مصابیح ظلمات و مصادر حکمت و مظاہر شریعت است لیکن کلام در طریق وصول آن اخبار است بلسان اوقات رواۃ یکفرقہ نزد اہل آن ماموں و نزد غیر آن مطعون میباشند ۔

جس سے معلوم ہوا کہ بقاعدہ اہل سنت احادیث ائمہ اطہار مین کسیطرح کا شک و شبہ نہین ہے کیونکہ ان حضرات کی حدیثین مظاہر شریعت و مصادر حکمت ہین ۔ اگر گفتگو ہے تو راویون مین کہ وہ کیسے ہین مگر ہمارے لایق ایڈیٹر کو رواۃ کی بابت کوئی اعتراض نہین بلکہ جو کچھ اعتراض ہے وہ خود جناب امام جعفر صادق ع پر کہ حضرت یہ فرماتے ہین ۔ پھر بتائیے یہ مسلمان رہے یا گیا ۔

جناب امام جعفر صادق ع کا مرتبہ خود اہل سنت کے یہان ایسا ہے کہ کوئی محدث اہل سنت سے ایسا نہین گزرا ہے کہ جسنے حضرت سے استفادہ علوم نہ کیا ہو ۔ اسماء الرجال شیخ عبد الحق دہلوی مین ہے ۔ ابو عبداللہ جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب یکنی ابا عبداللہ وقیل ابا اسماعیل ولہ القاب اشہرہا الصادق ... قسم

فی مقالہ کما قیل لجدہ لامہ الصادق من خیر سادات اھل البیت وعلمائھم استاذ العارفین وقدوۃ المحققین زبدۃ الاولیا سید الاصفیا واتفقوا علیٰ امامتہ وجلالتہ وسیادتہ قال عمر بن المقدام اذا نظرت الی جعفر ابن محمد علمت انہ من سلالۃ النبیین وسمع منہ الائمۃ الاعلام شعبۃ ویحییٰ بن سعید الانصاری وابو حنیفۃ وابن جریج ومالک ومحمد بن اسحٰق وابنہ موسیٰ بن جعفر وسفیان الثوری وسفیان بن عیینہ والقطان واخرون وقال ابو حنیفۃ ما رأیت افقہ [illegible] دخلنی لہ من الھیبۃ ما لم یدخلنی من المنصور ولہ رضی اللہ عنہ کرامات ظاہرۃ وآیات باھرۃ ظھرت عند عداوۃ بعض الخلفاء العباسیہ ایاہ کانوا یطلبونہ لیلحقوا بہ ضررا فیرون منہ ما یخافون ویرھبون فینتھون عما قصدوا صفحہ ۱۳۱ (ورق علیٰ الیمنیٰ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام کے لقب بہت سے ہیں مشہور لقب صادق ہے کہ بسبب صدق کے آپ سادات اہلبیت سے ہیں اور اُن کے علما سے استاذ العارفین وقدوۃ المحققین وزبدۃ اولیا وسید اصفیا ہیں جنکی امامت پر سب کا اتفاق ہے۔ عمر بن مقدم کہتے ہیں کہ جب امام جعفر صادق کیطرف ہم نظر کرتے تو جانتے تھے آپ سلالہ نبیین ہیں حضرت سے ائمہ اعلام سے علم حدیث حاصل کیا مثل شعبہ یحییٰ بن سعید انصاری۔ ابو حنیفہ۔ ابن جریج۔ مالک۔ محمد بن اسحاق اور امام موسیٰ کاظم اور سفیان ثوری وسفیان بن عیینہ وقطان وغیرہ کے کہا ابو حنیفہ نے کہ میں نے آپ سے بڑھ کر کسی کو فقیہ نہیں پایا اور حضرت کی وہ ہیبت تھی کہ منصور دوانقی خلیفہ کی ہیبت مجھے ویسی نہ معلوم ہوتی۔ حضرت سے کرامات ظاہرہ وآیات باہرہ ظاہر ہوئے جب خلفاء بنی عباس نے آپکو ضرر پہنچانا چاہا۔

الکمال فی اسماء الرجال صفحہ ۱۹ میں ہے۔ فصل فی التابعین جعفر الصادق ھو جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب الصادق کنیتہ ابو عبد اللہ کان من سادات اھل البیت روی عن ابیہ وغیرہ سمع منہ الائمۃ الاعلام نحو یحییٰ بن سعید وابن جریج ومالک بن انس والثوری وابن عیینہ وابو حنیفہ ولد سنۃ ثمانین ومات سنۃ ثمان واربعین ومائۃ وھو ابن ثمانی وستین سنۃ ودفن

۴۳ ۵۶۹ جناب میر امجد علی صاحب کیتھل عہ
۴۴ ۵۸۵ جناب امیر حسن صاحب مختظم حیدرآباد عہ
۴۵ ۵۸۶ جناب یوسف علی صاحب ڈاکٹر عہ
۴۶ ۵۹۳ عالیجناب نواب سراج جنگ بہادر للعہ
۴۷ ۵۹۷ جناب سید لطیف حسین صاحب انسپکٹر عہ
۴۸ ۶۴۴ جناب شیخ محمد تقی صاحب دہلوی لاہور عہ
۴۹ ۶۵۲ جناب سید محمد مصطفیٰ صاحب ڈپٹی کلکٹر عہ
۵۰ ۶۷۱ جناب منشی شرف حسین صاحب سرنظم عہ
۵۱ ۶۷۴ جناب سید مصطفیٰ حسین صاحب تعلقدار عہ
۵۲ ۶۷۷ جناب سید آل حسن صاحب وکیل عہ
۵۳ ۶۷۸ جناب بابو مرتضیٰ حسین صاحب عہ
۵۴ ۶۶۲ جناب ملک سید حیدر حسین خان صاحب عہ
۵۵ ۵۱۴ جناب منشی غازی الدین صاحب بریلی عہ
۵۶ ۵۱۸ جناب سید محمد مرزا صاحب تحصیلدار عہ
۵۷ ۵۲۰ جناب سید تفضل حسین صاحب وزیرآباد عہ
۵۸ ۶۱۱ جناب سید مقبول حسین صاحب گورکھپور عہ
۵۹ ۶۱۹ جناب سجاد حسین صاحب جج عہ
۶۰ ۶۸۵ جناب نواب علی یاور جنگ بہادر عہ
۶۱ ۶۸۹ جناب سید آل حسن صاحب سب جج عہ
۶۲ ۶۹۰ جناب منشی نجیب الدین احمد صاحب عہ
۶۳ ۶۹۴ جناب منشی سید فیض الحسن صاحب مختار عہ
۶۴ ۶۹۵ جناب سید محمد جعفر صاحب عہ
۶۵ ۷۰۲ جناب منشی مرزا نثار علی بیگ صاحب عہ
۶۶ ۷۰۴ جناب شیخ فضل احمد صاحب سوداگر عہ
۶۷ ۷۰۸ جناب ڈاکٹر سید علی اکبر شاہ صاحب عہ

۶۸ ۷۱۰ جناب حرمت علی شاہ صاحب تحصیلدار
۶۹ ۷۱۶ جناب سید جعفر حسین صاحب اعتزل
۷۰ ۷۲۱ جناب شاہ نواز محرر محافظ خانہ
۷۱ ۷۲۳ جناب مولوی تصدق حسین ایجنٹ
۷۲ ۷۳۲ جناب محمد عبدالرحمن طالبعلم عہ
۷۳ ۷۳۶ جناب سید عنایت علی شاہ صاحب
۷۴ ۷۳۸ جناب آغا محمد باقر نجفی حیدرآباد دکن
۷۵ ۷۴۱ جناب منشی سید حسن عسکری صاحب نقیبی
۷۶ ۷۴۳ جناب سید مختار حسین صاحب اہلمد بندوبست
۷۷ ۷۴۷ جناب طالب حسین صاحب نراہون عہ
۷۸ ۷۴۸ جناب سید احسان علی صاحب سب انسپکٹر عہ
۷۹ ۷۵۴ جناب میر خورشید حسن صاحب سیاہ پولیس عہ
۸۰ ۷۵۶ جناب سید اصغر حسین صاحب رجسٹرار تعلقہ گونڈہ عہ
۸۱ ۷۵۸ جناب شیخ محمد راجو صاحب آنریری مجسٹریٹ عہ
۸۲ ۷۵۹ جناب میر حسین جان صاحب فرزند حکیم علی جان حیدر
نواز جنگ بہادر حیدرآباد دکن عہ
۸۳ ۷۶۰ جناب منشی شاہ عباس صاحب سید محمود عہ
۸۴ ۷۶۴ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب ٹیس عہ
۸۵ ۷۶۶ جناب حکیم حمزہ علی صاحب چندوسی عہ
۸۶ ۷۶۷ جناب قاضی محمد رضا علی صاحب بلہم عہ
۸۷ ۷۶۸ جناب سید محمود الحسن صاحب بی اے ناگپور عہ
۸۸ ۷۷۰ جناب میر سید علی صاحب تعلقدار ڈہراچہ عہ
۸۹ ۷۸۱ جناب حاجی مولوی سید حسین علی صاحب عہ
۹۰ ۷۸۶ جناب محمد سعید عالم صاحب میانگنج عہ
۹۱ ۷۹۳ جناب چودہری شریف الحسن خان پانی پت عہ

## اصلاح

وہ ماہانہ رسالہ ہے جو تیرہ برس سے فرقۂ حقہ شیعہ کی حمایت اور نصرت میں جان لڑا رہا ہے۔ جبکہ کوئی اخبار ور رسالہ اس فرقے کا دھتا اسنے قوم کی اصلاح اور مخالفین کے دفعیہ کا بیڑا اٹھایا۔ اور قوم نے بہ کل اغراض ملکی و مالی کا اسکو سرپرست و نگران مان لیا۔

اس دفتر اصلاح نے آجتک جسقدر کتابیں علم کلام میں شائع کیں اور جسقدر مخالفوں کا جواب دیا قوم میں مشہور رہے۔ دو سال سے تنقید بخاری کا سلسلہ جاری ہے۔ اہلسنت جسکو اصح الکتب بعد کتاب البارئ صحیح البخاری کی شرح اس خوبی سے کیجاتی ہے کہ صحیح اور اتفاقی روایتیں الگ کیجاتی ہیں اور وضعی و غلط روایتیں الگ باوجود ان خوبیوں کے قیمت صرف دو روپیہ سالانہ۔

### تنقید بخاری

پہلا حصہ اصلاح جلد ۱۳ سے شروع ہوا اور دوسرا جلد ۱۴ پر ختم ہوا بوجہ کثرت شوق شائقین دوبارہ بحصہ اول چھاپا گیا جسمیں صحیح بخاری کے پہلے باب کی کل تجویز پر تفصیلی مگر مختصر نظر کیگئی ہے جسکے ملاحظہ سے قدرت خدا یاد آتی ہے قیمت صرف چھ آنہ ۶/

### الشمس

الشمس نے اہلسنت کے وہ اسرار کھولے ہیں جو آج تیرہ سو برس میں نہ کھلے تھے اگر تمام عالم کے اہلسنت جمع ہوں تبھی کوئی جواب معقول نہیں دے سکتے۔ قیمت حصہ اول ۸/ جلد ثانی ۸/

## نہج البلاغہ

اس کتاب مستطاب سے کون ناواقف ہوگا کہ جناب امیر المومنین مظہر العجائب و الغرائب اسد اللہ الغالب علی بن ابیطالب علیہ السلام کے خطبے اور خطوط اور مختلف حدیثیں جنپر مسلمانوں کے دین و دنیا کی ترقیوں کا دار و مدار ہے جناب سید رضی علیہ الرحمہ نے اسمیں جمع کی تھیں قدیم زمانے سے متعدد شرحیں اسکی عربی فارسی میں لکھی گئیں لیکن اردو باانہمہ یہ کتاب کمیاب بلکہ نایاب تھی جناب فخر الحکما دام ظلہ نے اسکا بامحاورہ ترجمہ کیا ہے اور مبسوط شرح فرمائی ہے مگر چونکہ کتاب بہت ضخیم تھی اسلئے یہ انتظام کیا گیا کہ ہر سال اسکے ۲ جزو ۲۲×۲۰ تقطیع پر شائع ہوں لہذا چندہ سالانہ مقرر کیا گیا ہے ہر چھ ماہ پر ایک جزو شائع ہوتا ہے پوری کتاب کی قیمت درجۂ اول ۱۵ عہ درجۂ دوم ۱۰ عہ

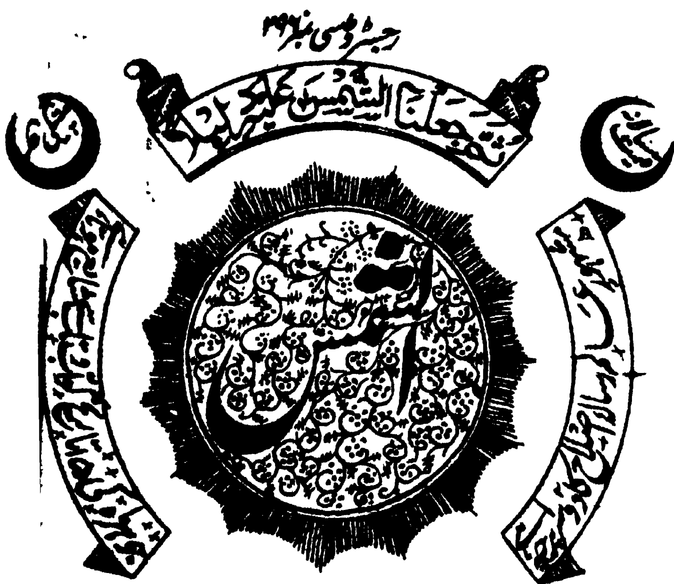
### رسالۂ وضو

جسنے دنیا کو منوا دیا کہ اسلام میں وضو حق شیعہ کا ہے جسکا دعوی ہے کہ شیعونکا وضو مطابق کتاب و سنت ہے چالیس حدیثوں سے زیادہ کتب معتمدہ اہلسنت سے لکھی گئی ہیں کہ یہی وضو حضرت رسول اللہ کا ہے جو شیعوں میں جاری ہے قیمت ۲/

### مناظرۂ الجدیہ

حصۂ اول جسمیں قرآن و احادیث رسول اللہ و جناب امیر و حسنین اور اقوال عائشہ و صحابہ و تابعین و ائمۂ مجتہدین و علمائے اہلسنت سے بالخصوص معاویہ بن ابی سفیان لعین کا بصراحت تا ہنوز کہ آج تک اس مذہب میں بھی کوئی کتاب نہ لکھی گئی تھی۔ قیمت صرف فی جلد ۱۲/

سید نظیر حسین پرنٹر




۹

| نمبر | مقاصد و قواعد پرچہ ہذا | جلد ۶ |
| --- | --- | --- |

(۱) کتب علم کلام مذہب شیعہ جو بیجا حملے ہو رہے ہیں انکا مفصل جواب خصوصاً انجمن اخبار کا جو لکھنؤ سے محض شیعوں کی مخالفت میں شایع ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ عوام الناس کو مغالطہ دینے کے لئے کتاب مستطاب استقصاء پر حملہ کرے جو محال ہے

(۲) بعد فراغت اسکے ان مختصر رسائل کا جواب جو مخالفین کیطرف سے بغرض تشنیع مذہب حقہ شیعہ شایع ہوئے خصوصاً آیات بینات۔ ہدایۃ الرشید منہاج السنۃ ابن تیمیہ درزبان عربی۔

(۳) حجم اس رسالہ کا کم از کم ۳۲ صفحہ ہوگا۔ مگر قوم کی توجہ سے عنقریب بڑھا دیا جائے گا۔

(۴) ۱۰ خریدار دینے پر صرف الشمس اور ۲۰ خریدار پر اصلاح و الشمس دونوں مفت بطور کمیشن ملینگے۔

(۵) قیمت پیشگی سالانہ مع محصول ڈاک ۶

(۶) مراسلات میں نمبر چٹھی لکھنا ضرور ہے ورنہ تعمیل محال

(۷) سابق مقام چھوڑتے وقت فوراً دفتر کو مطلع کرنا ہوگا ورنہ عدم وصولی پرچہ کی شکایت معاف۔

(۸) درصورت عدم وصول پرچہ تاریخ اشاعت سے ہفتہ تک پرچہ مفت ملیگا اسکے بعد مع ٹکٹ آنا چاہیے

(۹) جملہ مراسلات اڈیٹر کے نام ہونا چاہیں۔

نوٹ (۱) ہمارا منشاء اسکے صرف مطلب یہ ہے کہ جو حضرات فن علم کلام میں تحریر کریں یا علمای متقدمین کی سوانح عمریاں مفصل یا مختصر تحریر فرمائیں مگر سب و شتم کی تحریر نا قابل اشاعت شایع نہ ہوگی (۲) چونکہ اس رسالہ میں خاص علم کلام کی بحث ہیگی لہذا انکی خاص ضرورت ہے جو شخص اس ذریعہ سے مدد کریگا اس کا بالخصوص شکریہ ادا کیا جائیگا۔

اڈیٹر و المنشا
مرکز اشاعت دفتر اصلاح کھجوہ ضلع سارن
سید محمد حیدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# الشمس

نمبر ۸-۹ | بابت ماہ رجب و شعبان و رمضان ۱۳۲۹ھ | جلد ۶

## عرض حال

(۱) الحمد للہ کہ آج ۳ نمبر یکجای حاضر ہوتے ہین اب صرف ۳ نمبر اور رہے جو قبل از محرم حاضر ہونگے انشاء اللہ تعالے۔

(۲) ان تین نمبرون کی اشاعت مین جسقدر دماغی محنت خرچ ہوی ہے اوسکا اندازہ ناظرین کو کیا ہوگا مگر ہم جانتے ہین کہ دماغ کسطرح چکر کہا رہا ہے تاہم فضل خدا سے امید ہے کہ موجب مسرت ناظرین ہو۔

(۳) تقدیس القرآن۔ حد السارق کا سلسلہ تو مسلسل ہے مگر تحفۃ الناظر کا سلسلہ نیا ہے کشف الظلمات ورد الملاحدہ صفحہ ۹۷ سے شروع ہے ۹۶ صفحہ اسکا جلد ۵ مین شائع ہوچکا ہے لہذا جدید خریداران الشمس ابتدای صفحات طلب کرسکتے ہین ہر ایک کا ۶ آنہ ہوگا۔

(۴) ہم اپنے وعدہ اور قوم کے اصرار سے اسکی اشاعت پر مجبور ہوئے ورنہ ایڈیٹر النجم کے اس فقرہ سے کہ الشمس باوجودیکہ خاص النجم کی رد کے لئے نکالا گیا اور النجم کے ساتھ ہی شائع شروع ہوا مگر آجتک اسنے جلد اول کو بہی تمام نہ کیا اور اتنے وہ اس سے بہی گہبرا کر دوسری طرف متوجہ ہوگیا مورخہ ۲ شعبان ،، قصد تہا کہ جسطرح ہوسکے حد السارق کو تمام کردین جسمین اونکے النجم جلد اول کا مسلسل جواب دیا جاتا ہے مگر قوم کی خاطر سے یہ طعنہ اوٹھانا پڑا اور رد الملاحدہ اور کشف الظلمات اس دفعہ شائع کرنا پڑا ایڈیٹر النجم کا یہ طعنہ اسپر ہے کہ ہمنے مسافر کا جواب کیون شروع کیا جس سے ہر شخص سمجہ سکتا ہے کس قدر انہین اسلامی ہمدردی ہے کیونکہ رد الملاحدہ او کشف الظلمات تو سنا لگذشتہ سے شائع ہورہا ہے مگر کبھی اسکا طعنہ نہین دیا۔ اڈیٹر صاحب نے یہ غلط لکہا کہ الشمس النجم کے ساتھ شائع ہوا کیونکہ النجم کی اشاعت ۱۳۲۲ھ سے شروع ہوی الشمس ۱۳۲۴ھ سے سال بہر کا

مین تفاوت ہوا۔ النجم نے پہلے ہی نمبر سے تحریف قرآن کی بحث شروع کی۔ الشمس سال بھر تک اس
خیال سے ٹالتا رہا کہ اس بحث کو چھوڑ دینگے جس سے مخالفین اسلام کو حملہ اسلام کا موقع ملتا ہے
جب کسیطرح اونہون نے نہ مانا تو دوسری سال سے بحث تحریف قرآن کی شروع ہوئی۔
منافقانہ چال اسکو کہتے ہین کہ جو ہمنے ایسا کہین کہ سچ معلوم ہو کیونکہ آجتک جتنی تحریرین النجم مین
تحریف قرآن کے متعلق شایع ہوی ہین سبکا جواب الشمس نے دے دیا تو اس اعتبار سے یہ جملہ
سچ ہے کہ النجم جلد اول کا جواب مسلسل پورا نہین دیا گیا مگر بہ اعتبار واقع غلط ہے کیونکہ جن مضامین
پر اونکو ناز تھا وہ سب خاک مین ملادئے گئے جو باقی ہین اونکی رد ہو رہی ہے۔
(۵) تاخیر اشاعت کا ہمپر سب سے بڑا الزام ہے مگر ہم چند زندہ قومونکی حالت دکھارہے ہین کہ
اونکے ماہوار رسالونکی یہی حالت ہے۔ **آریہ مسافر** جالندھر ۱۲ جلد ۱۳ ماہ اگست کا پرچہ نومبر
مین آتا ہے۔ **الندوہ** جو ندوۃ العلما سے جسکی مالی حیثیت یہ ہے کہ **مسلم یونیورسٹی** کو اوس نے
دس ہزار روپیہ دیا اوسکا نمبر ۹ بابت ماہ رمضان آجتک کہ یکم ذی قعدہ ہے نہین شائع ہوا
**تہذیب الاخلاق** جو دفتر وکیل سے نکلتا ہے جسکی قوم نے ہزارون کا سرمایہ قایم کردیا کہ
وکیل ٹریڈنگ کمپنی اوسنے قایم کرلی اوسکا بھی ۹ء آجتک نہ شایع ہوسکا۔ پھر **الشمس** کی حالت
کیا عرض کیجائے جسکا نہ کوی مستقل سٹاف ہے نہ کوی سامان اصلاح پریس سے نکلتا ہے
جو ایک کوردہ گاؤن ہے جہان نہ کاغذ ہے نہ روشنای نہ کوی اونے چیز اسپر بھی گیارہوین مہینہ
تک ۹ نمبر اوسنے حاضر کیا۔
(۶) **قلت اشاعت اصلی باعث تاخیر** ہماری تحریرین تو اس بارے مین قابل سماعت
نہین مگر اڈیٹر تہذیب الاخلاق کی زبانی سنئے یہ وہ ایسا رسالہ ہے جسکے خریدارونکی تعداد **آٹھ نو ماہ**
کی مسلسل یاد دہانی پر بھی **پانچ چھ** سو سے کچھ ہی زاید ہوئی ہو جو اپنے معمولی مصارف تک کو
پورا نہ کرسکتا ہو جسکے دایرہ کی وسعت محض مالی مشکلون کیوجہ سے رکی پڑی ہو جسکی قلت اشاعت
کیوجہ سے اڈیٹر کو اتنا وقت بھی نہ مل سکتا ہو کہ دوسرے مشاغل سے یکسو ہوکر اسکو خاطر خواہ
اڈیٹ کرنیکے لئے کافی وقت نکال سکے ×× ظاہر ہے کہ ایسا رسالہ کب تک چل سکتا ہے"
اب خیال کیجئے **الشمس** کی کیا حالت ہوگی جس کے خریدار ۶ برس مین بھی ڈھائی سو نہ ہوسکے

جسمین وہ حضرات بھی شامل ہین جنکے یہان تین تین برس کا چندہ باقی ہے۔ وبلو جاتا ہے تو واپس آتا ہے خط جاتا ہے تو جواب نہین ملتا۔

(۷) اسپر دنیا بھر کی فرمایش کہ ملکی خبرین بھی ہون متفرق مضامین بھی ہون۔ آریہ کا جواب بھی ہو وہابی کی بھی رد ہو کشف الظلمات بھی۔ رد الملاحدہ بھی۔ مگر اسکی کسیکو فکر نہین کہ ان سب مضامین مین کچھ محنت ہوتی ہے یا نہین ایڈیٹر کے ذمے اور بھی ضروریات ہین کہ نہین۔ مال کہان سے آئے جوان سب کی اشاعت ہو۔

(۸) ان فرمایشونکی تعمیل کے لئے صرف ۸ر کا اضافہ چاہا تھا مگر ایک متنفس نے نہ منظور کیا۔

(۹) توسیع اشاعت کے لئے مکرر عرض کیا گیا کہ اپنے دوست احباب کو اسکی خریداری پر آمادہ کیجئے مگر کسی کو خیال نہین تو پھر کیا کیا جائے۔

(۱۰) آخر مین بمجبوری تمام عرض ہے کہ اشاعت الشمس اگر آپکے نزدیک غیر ضروری ہے تو لکھئے کہ سال آئندہ سے اسکا خاتمہ کر دیا جاے کیونکہ ہمارا ارادہ تو یہ تھا کہ جبتک دنیا ہیون ہستیون۔ آریون سے اعتراضات کا خاتمہ نہ کرین اسکو جاری رکھین مگر جب قوم کی یہ بے پروائی ہے تو پھر بیکار ہے والسّلام۔

**مسلمان کی مایوسی**

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی ایڈیٹری سے ایک اخبار ہفتہ وار مسلمان نکلتا ہے جسکی غرض مخالفین اسلام کی جواب دہی ہے وہ لکھتے ہین "یہ بھی ایک امر واقعی ہے کہ مخالفون کے مضمون تنقید قرآن کا جواب سوائے مسلمان کے کسی ہمعصر نے نہین لکھا ہے مورخہ ۲۳ شوال"

اسپر جہانتک آنسو بہایا جاے کم ہے کیونکہ مدعیان اسلام ہزارون کیا کرورون ہین اخبار بھی انکے بے انتہا ہین۔ وطن۔ روزانہ وطن پیسہ اخبار۔ روزانہ پیسہ اخبار۔ وکیل ہفتہ وار بلد البشیر۔ الہادی۔ سراج الاخبار۔ کرزن گزٹ۔ انجم وغیرہ وغیرہ مگر کسی کو اس درد کا احساس نہ ہوا کہ آریہ تنقید قرآن لکھ رہے ہین اور یہ سب پینک مار رہے ہین۔

اصلاح میں مین قرآن کے استغاثہ کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا نام بنام سب کو پکارا گیا مگر کسی نے نہ سنا۔ یہ مرزائی۔ یہ اہل قرآن کیا ہوئے جو دعوائے اسلام مین تو وہ جوش کہ گویا یہی ہین

اور قرآن کی حمایت مین یہ حالت کہ ایڈیٹر مسلمان شکایت کرتا ہے "تنقید قرآن کا جواب آجتک سوائے مسلمان کے کسی ہمعصر نے نہین لکھا"
کیا مسلمان کے سوا اب کوئی مسلمان نہین کسی کو قرآن کی فکر نہین۔ کیا سب مسلمان ابوبکر صاحب کے ہمخیال ہینگے کہ مخالفین خلافت کا قتل ضروری ہے مگر جمع قرآن غیر ضروری۔
اس فقرہ سے ایڈیٹر صاحب کی اس تحریر کا جواب بھی نکل آیا "کہ آج تک جتنی ان گنت مناظرے ہندوستان و پنجاب وغیرہ مین ہوئے ہین اہل سنت ہی مناظر تھے" مورخہ ۲۱ ربیع الاول۔
کیونکہ جب قرآن کی حمایت مین آپلوگون کی یہ حالت ہو کہ بجز مسلمان آجتک کسی سے جواب نہ ہوسکا تو اور مناظرے مین وہ کیا جائینگے یہ دوسری بات ہو کہ کسی ہر بدنے اوبھارا ہو کچھ علاوہ دعوت دیا ہو تو اوسپر دو دو چونچ لڑنے کو کوئی صاحب چلے گئے ہون۔
مسلمان کیون جواب دیتا ہے اسکی وجہ بھی خود لکھتے ہین "ایڈیٹر اہلحدیث کی مشکلات" ایک طرف سے آواز آتی ہے کہ شیعہ ہمین بہت تنگ کرتے ہین اسلئے شیعون کا جواب ضرور دیا کرین ×× ایک آواز آتی ہے کہ آریون نے بڑا ستایا ہے اہلحدیث مین انکی تردید ضرور ہوا کرے" ۲۹
مورخہ ۱۲ جمادی الاول۔
جس سے معلوم ہوا کہ آپ جو کچھ لکھتے ہین اپنے خریدارون کے اصرار سے اور اونکے خوش کرنے کو پھر جن اخبارون کے خریداران مضامین کے شایق نہ ہون وہ کیون اس دردسری کو قبول کرین ہان ہان آپکی حمایت قرآن کا بھی حال سن لیجئے مسلمان ۱۹ مین لکھتے ہین "معذرت تنقید قرآن کا سلسلہ بعض دیگر مشاغل کی وجہ سے کچھ دنون سے بند ہو آیندہ سے جاری جائیگا۔"
اب کوئی المنے پوچھے حمایت قران سے بڑھکر کون سا مشغلہ ہوسکتا ہے کونسی ضرورت جو آپنے حمایت قرآن کو بند کرکے دوسرے مشاغل کو ترجیح دیا۔
اس ۲۹ مسلمان کو دیکھئے کون سا مضمون اسکا ایسا ضروری تھا جس سے سلسلہ اخبار بھر دیا گیا اور تنقید قرآن کے جواب مین ایک حرف نہ لکھا۔ آپکے مضامین حسب ذیل ہین۔
انجمن اتحاد ترقی مسلمان پنجاب لاہور۔ اسکا اشتہار آپ شائع کرتے ہین تو جیسے اسکی ضرورت کیا تھی کیا حمایت قرآن سے اسکی ضرورت زیادہ تھی۔ ہندو اور گوشت خوری۔ کیا حمایت قران سے بھی

ضرورت زیادہ ہے۔ ہمارے کسطرح اردو نیز ظلم ہو رہا ہے۔ کیا جواب تنقید قرآن سے بہ زیادہ ضروری ہے۔ دیدکی زبانی پر میشور کا حال۔ اپنے گھر کی فکر نہیں کہ قرآن پر کیا حملہ ہو رہا ہے اور چلے وید پر اعتراض کرنے جسکو سب جانتے ہین کہ چند حکیمون کے اقوال کا مجموعہ ہے۔ مسافر جی کی یوں کانپور مین بھی کہلی مطلب یہ ہے کہ پنڈت بھوجدت صاحب [illegible] افراسے بھاگے یہی تو شروع سے فریقین کا رنگ چلا ہے کہ [illegible] ہو فرار [illegible] بتاتے ہین یہ اونکو۔ مظفر پور مین ایک [illegible] اور نظم۔ مظفر پور مین فریقین مین [illegible] مسافر [illegible] سیالے کیون ہوتے ہین۔ مسافر نے علماء اہل حدیث کا فتوی ان [illegible] مین شائع کیا تہا۔ [illegible] غصہ ہے۔ [illegible] پرانا مضمون ہے۔ کتب بینی کے فوائد جسمین [illegible] صاحب کی [illegible] دیکھنے کی ضرورت بتائی گئی ہے۔ نوجوان ہنود کی [illegible] ہوکہ بھیق [illegible] کو۔ ایک [illegible] چار [illegible] لئے پہرتا ہے۔ [illegible] مفلس ہندمین آمد ہندو کانفرنس۔ انجمن ہدایت الاسلام [illegible] اٹلی اور ٹرکی کی جنگ یہی مضامین ہین جنہین [illegible] اخبار کا [illegible] کردیا گیا [illegible] ضروری تہا کہ جواب تنقید قرآن کو سیالے ترک کیا گیا بہی اسلام سے [illegible] یکہ لکہا بہی تو بہر ۲۳ مین یہ [illegible] چونکہ مولوی [illegible] صاحب اس [illegible] بدایون [illegible] نیورو غیرہ کے سفر مین تشریف لے گئے ہین اسلئے منقبا آریہ کا جواب لکہا نہین جاسکی۔

بہرحال مسلمان کی [illegible] فریاد [illegible] اسوقت ایک مسافر اخبار کو پیش کرتا ہون جسمین مختلف قسم کے مضامین مخالف اسلام نکلتے رہتے ہین [illegible] نہین کہ مسلمانو [illegible] اونکا جواب ہوتا ہے [illegible] سب مضامین کا نہین اور نہ ہوسکتا ہے پس یہ لازمی بات ہے کہ بہت [illegible] مضامین مخالف کا جواب چہاپتے اسلئے میرے دلمین ایک تجویز آتی ہے کہ [illegible] صاحب [illegible] اپنے ذوق کے مطابق ایک ایک مضمون کا جواب [illegible] معلق [illegible] محمد سے متعلق [illegible] عادت [illegible] تورات و انجیل [illegible] تعلق [illegible] ربط [illegible] عام [illegible] کے متعلق [illegible] مضامین [illegible] کا جواب [illegible] الرین [illegible] [illegible] کرنے [illegible] فرض کو پورا [illegible] ایڈیٹر صاحب

کی یہ تحریز ناقابل قبول ہے کہ مسلمان اپنے سابق رویہ سے یہ ذمہ لیتا ہے کہ قرآن مجید کے متعلق لازمی طور پر جواب لکھیگا۔ انشاءاللہ احادیث کے متعلق اگر کوی صاحب ذمہ لین تو اوسکو نقل کر دیگا۔"

کیونکہ قرآن کی حمایت کسی سنی سے محال ہے چہ جائیکہ وہابی اسکا قصد کرے کیونکہ حدیث رسول لایجاوز تراقیھم نص میں بھی موجود ہے کہ یہ قرآن کو کبھی سمجھ نہیں سکتے۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ جس بات کو سمجھ نہ سکین اوسکا جواب دین۔ دوسرے اصول مذہب آپکا حمایت اصحاب ہے پھر کیونکر ممکن ہے کہ حمایت قرآن کر سکین کیونکہ حمایت اصحاب و قرآن کا جمع ہونا محال ہے علاوہ برآن آپکے جواب کا طریقہ وہی ہوگا کہ مسافر کے نمبر کے نمبر ہضم کر جائینگے اور کہہ دینگے کہ جواب ہوگیا دو دو ورق مسافر کا آپ دیکھینگے اور کہدینگے اور کچھ لکھا ہی نہین لہذا بہتر یہ ہے کہ آپ قرآن کے متعلق اعتراضون کے جواب کو شیعون کے حوالہ کیجئے جو ابتدا سے متمسک بالثقلین یعنی قرآن و اہل بیت کے پیرو ہین جسکا نمونہ تقدیس القرآن نے آپکو اچھی طرح دکھا دیا۔ اور آپ صرف حدیثون کے متعلق اعتراض کا جواب لکھئے کیونکہ آپ اہلحدیث بھی ہین اور مسافر کا جو کچھ اعتراض ہے وہ احادیث صحاح ستہ پر جس کے تنہا آپ ذمہ دار ہین نہ شیعہ۔ نہ حنفی۔ نہ مرزائی۔ نہ اہل قران

اگر آپ نے یہ تحریر اسلام کی ہمدردی سے لکھا ہے تو اس مشورہ کو قبول کر کے آئندہ نمبر سلسلہ وار جواب مسافر احادیث کے متعلق لکھین گے اور قرآن کو آپ الشمس کے لئے بالکل چھوڑ دینگے کیونکہ اگر قرآن کی حمایت آپ سے کسی طرح ممکن ہوتی تو حلۃ السارق کا ضرور جواب لکھتے جسپر پانچسو روپیہ کا انعام کا اشتہار ہمیشہ دیا جاتا ہے۔

دیکھئے مسافر آپکو تقاضائے انسانی ہمدردی کیا سمجھا رہا ہے وہ اسلئے مسافر کے جوابات دینے سے ہم معذور رہین اب آیندہ مسافر کے جوابات شیعہ ہی دیا کرینگے"

اگر ایڈیٹر مسلمان اس مشورہ کو نہ قبول کرین تو ہم دوسرا مشورہ دیتے ہین کہ تنقید قرآن کے لئے انجمن کو کچھ معاوضہ دیکر آمادہ کرین کیونکہ یہ ساری آگ لگائی ہوئی اونہین کی ہے اور مشہور ہے کہ جادوگر ہی اپنا جادو اوتار سکتا ہے۔

ایڈیٹر صاحب مسلمان سے ہمکو امید ہے کہ وہ اس تحریر کو بغور پڑھینگے اور احادیث کے جواب پر بہت جلد توجہ کرینگے۔ کیونکہ عام طور سے وہابی پریشان ہو رہے ہین اور جن مین کچھ بھی احساس کا مادہ ہے یا وہ مسافر کو دیکھتے ہین وہ صحاح ستہ کی بیعت سے نکلنے پر آمادہ ہین۔ وہ بڑے جلد خبر لیجئے ورنہ پھر نہ مرید رہینگے نہ مرید آباد۔

# فضیحۃ الکاذب

(صفحہ ۸ نمبر ۶ کے بعد سے)

کافی کے باب انہ لم یجمع القرآن کلہ الا الائمہ سے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ چونکہ امام کے سوا کوئی جامع قرآن نہین ہوا لہذا یہ قرآن ناقص ہے۔

توکیا یہ مضامین حضور والا کے قابل التفات نہین ہین؟ یا آپنے اپنی اصلی واقعی غلطی کا اعتراف کہین کیا۔ یا انکا نا قابل التفات ہونا آپ عالم پر آشکار کر چکے۔ کیونکہ النجم کے تو اس سال بھی دو چار نمبر نکلے ہین جو سب پیش نظر ہین۔ پھر کہان علم آشکار کیا گیا کہان الا کریہ تو نہین قصہ کیا۔

ایڈیٹر صاحب صفحہ ۲۲ دیکھئے جس مین عمر۔ ابن عمر سب کا قول درج کیا گیا ہے کہ ذہب قرآن کثیر کہ بہت سا قرآن جاتا رہا۔ کیا یہ مضمون بھی حضور والا کے قابل التفات نہ تھا یا اسمین اپنی غلطی کا اعتراف کیا ہے۔

صفحہ ۲۳ کی عبارت آپکی ترجمہ اسد الغابہ سے نقل کی تھی وہ بھی قابل التفات نہین کہ علی کو نو حصہ علم دین دئے گئے تھے اور دسوان حصہ جو اور لوگون کو ملا تھا اوسمین بھی وہ شریک تھے کیا یہ عبارت آپکی نہین ہے جس سے اون کل احادیث کی صحت ثابت ہوتی ہے جو اصول کافی سے لکھی گئی۔

ایڈیٹر صاحب وہ زمانہ گیا جس مین عام مسلمانون سے یہ فریب کیا گیا تھا کہ ابوبکر کی خلافت سبکو قبول تھی جبکا جھنڈا عمر نے وقت وفات کھولا اور اوسکا نتیجہ عثمان کو ملا۔ دنیا سیانی ہو گئی سب سمجھ گئے کہ آپنے جہاد یا لدی جھنڈا محض فساد کے لئے نکالا تھا جس کو

گورنمنٹ نے خود آپکی لیڈروں کی رائے سے موقوف کیا۔

ایڈیٹر صاحب کیا خوب کلمہ تسکین فرماتے ہین وہ چنانچہ ایڈیٹر الشمس نے ایک مرتبہ یہانتک لکھدیا کہ ہما صاحب ہم اپنی موتیہ نیچے کئے لیتے ہین اس صریح عاجزی و مغلوبیت کا اعتراف ہم ایسے حق شناس لوگون کی زبان سے حق کی تاثیر اور قدرت خداوندی کا کرشمہ نہ سمجھا جائے توکیا سمجھا جائے "

نازم بریں ریش فیش۔ دنیا مین آپ سے بڑہکر کون شخص عقلمند ہوسکتا ہے جو اس سے مغلوبیت و عاجزی کو سمجھے۔ جواب جاہلان باشد خوشی سے بھی خالباً آپ نے یہی نتیجہ نکالا ہوگا۔

اگر ایسی سمجھ نہ ہوتی تو آپ اس مذہب ہی کو کیون اختیار فرماتے کیونکہ جناب امیرؑ نے جو ابوبکر سے فرمایا تھا قال حین قام عن المجلس بارك الله فیما ساء نی وسر کم ص ۲۸۶ شرح مقاصد۔

جب مجلس سے اوٹھنے لگے تو کہا کہ خدا مبارک کرے وہ چیز جو ہمکو ناگوار اور بری معلوم ہوئی اور تم لوگ خوش ہوئے تو اوس سے بھی آپ نے یہی نتیجہ نکالا ہے کہ جناب امیر اس خلافت سے راضی تھے جیساکہ آپ اپنے مناظرہ جلد ۶ مین لکھتے ہین ص ۲۶ مورخہ ۱۹

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دو مختلف حدیثون مین سے کسی ایک کی تائید عقل موید بالنقل سے ہوتی ہے تو اسکو دوسری حدیث پر جسکی تائید عقل مذکور سے نہین ہوتی ترجیح دیتے ہین

مثلاً صحیح بخاری مین ایک روایت ہے جس مین مذکور ہے کہ حضرت علی نے حیات فاطمہ زہرا مین حضرت صدیق کی بیعت نہین کی بعد اونکی وفات کے بیعت کی راوی اسکی حضرت عائیشہ ہین اور ایک دوسری روایت ابن ابی شیبہ وغیرہ مین ہے کہ انعقاد خلافت کے تیسرے روز بعد حضرت علی نے بیعت کرلی اس دوسری روایت کی تائید عقل موید بالنقل سے ہوتی ہے وہ یہ کہ راوی اسکے وہ لوگ ہین جو اہل حل وعقد اور شرکا مجلس بیعت سے ہین بخلاف پہلی روایت کے کہ راوی اوسکی حضرت عائیشہ ہین جو اہل حل وعقد شرکا مجلس بیعت سے نہین ہین لہذا دوسری روایت کو ترجیح دیگئی اور یہی قول صحیح قرار

# تحفۃ الناظر بعبارۃ المناظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا و مصلیا و مسلما

اس عنوان کی غرض صرف اسقدر ہو کہ ناظرین الشمس تک ہم اون عبارتون کو پہونچائین جو الشمس کی نسبت مخالفین اسلام لکھ رہے ہین کیونکہ منافقین امت کی تحریرین تو آپ اصلاح و والشمس مین مکرر دیکھ چکے ہین کہ وہ اسکے بھی روادار نہین ہین کہ بحمایت اسلام ہم ایک حرف لکھین

اس تحریر سے آپکو یہی معلوم ہوگا کہ جو لوگ مخالفین اسلام کہے جاتے ہین اونکی مخاصمت صرف خلفائے ثلاثہ و منافقین صحابہ کیوجہ سے بڑھی ورنہ اسلام یا رسول اللہ یا قرآن سے اونکو ذاتی طور پر بیدا ان مخاصمت نہ تھی۔ ملاحظہ ہو اصلاح عنا صفحہ ۲۳

اس تحریر سے اوس واقعہ کی بھی تصدیق ہو جاتی ہے جو جنگ خندق مین آپ سن چکے ہین۔ چون امیر المومنین سر عمر برید النفات بزرہ او کہ بغایت جودۃ بود نکرد خواہر عمر بسر وقت او رسیدہ جامہ و سلاح او را بر حال خود دید گفت ما قتلہ الا کفو کریم گشتہ است و را اگر ہمسر گرامی روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۱۵۴۔

کہ جب جناب امیرؑ نے عمرو بن عبدود کو قتل کیا ہے اور اوسکی زرہ کو جو نہایت قیمتی تھی نہین لیا تو اوسکی بہن نے خود جناب امیرؑ کی تعریف کی کہ ما قتلہ الا کفو کریم

بلکہ روضہ ندیہ مین علامہ محمد بن اسمعیل بن صلاح یمنی سے جو ایک سنی مصنف ہے یون قالت ام کلثوم اخت عمرو بن عبدود ترثیہ و تذکر قتل علیؑ لہ لو کان قاتل عمرو غیر قاتلہ بکیتہ ما اقام الشمس فی جسدی۔ ولکن قاتلہ من لا یعاب بہ و کان یدعی قدیما بیضۃ البلد۔ صفحہ ۲۰ مطبوعہ مطبع انصاری دہلی۔

یعنی اگر عمر کا قاتل دوسرا ہوتا تو جب تک روح ہمارے بدن مین باقی رہتی روتے۔ مگر قاتل ایسا شخص ہے جسمین کسی طرح عیب آتا ہی نہین۔ وہ تو قدیم زمانہ سے بیضۃ البلد کہا جاتا ہے سے آپ خیال کر سکتے ہین کہ اسکی ... اسلام کو ... امر ... کے ...

ہوتی تھی کہ باوصفیکہ حضرت کفار کو قتل کرتے ہین مگر بجائے رنج و ملال مدح سرائی ہوتی ہے
بلکہ قصیدے کہے جاتے ہین تو اگر اسلام کی خدمت اور اسکی اشاعت خاندان رسالت سے
متعلق رہتی تو آپ سمجھ سکتے ہین کہ کیا اثر ہوتا اور کسطرح اسلام ان الزامون سے پاک رہتا
جو آج مخالفین اسلام پیش کر رہے ہین ۔

اب دیکھیئے اسی جنگ خندق مین جب یہی عمر بن عبدود لڑنے آیا ہے تو اسنے مبارز طلب کیا
تو عمر صاحب نے کن لفظون سے اوسکی تعریف کی ہے ۔ روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۱۵۲ مین ہے
چون عمر بن عبدود در غزاء احزاب از خندق بگذشتہ مبارز طلبید چنانچہ دریں اوراق گزارش
نمیباید یلیدان را در قتال بلاو متامل و متوقف بودند حضرت رسول از اصحاب پرسید کہ
سبب تامل چیست عمر بن الخطاب از جانب اہل اسلام زبان با عتذار کشادہ معروض حضرت
خیر الانام گردانید کہ نوبتے بہمراہی طائفہ از قریش کہ عمرو عبدود دران میان بود برسم تجارت
بالسعہ اخر و متاع متکاثر بشام متوجہ گشتیم ناگاہ قریب ہزار نفر از قاطعان طریق سر راہ برما
بگرفتند اہل کاروان از مال بلکہ از جان خویش مایوس گشتند عمرو عبدود چون صورت حال بدان
آسان دید شمشیر از نیام برکشیدہ اشتر بچہ بیکدست ربودہ بجائے سپر پیش خود بداشت چون
شیر ژیان و سرمان بر مخالفان حملہ کرد آن جماعت بواسطہ توجہ او روے انہزام نہادہ قافلہ بسلامت گذشت ۔

جو فرق یہان آپنے جناب امیرؑ اور عمر بن الخطاب مین ملاحظہ کیا کہ عمر لشکر اسلام کو عمرو بن
کر رہے ہین کہ کوئی اسکے مقابلہ مین نہین نکلتا اور جناب امیرؑ جاکر اوسکو اس آسانی سے قتل کر
رہے ہین اور اصلی ہین اگر جناب امیرؑ کی مدح مین قصیدے کہ رہی ہے ۔

یہی فرق آپ شیعہ اور وہابیون کی تحریر مین بھی ملاحظہ کرینگے کہ شیعہ کی تحریر ایسی ہوتی
ہے کہ مخالف مان بھی جاے اور خوش بھی ہو بخلاف اہل سنت کہ وہ اس قسم کی تحریر کرتے ہین
کہ اور اشتعال طبع پیدا ہو اور بجاے رضا و تسلیم مخالفت و معاندت کو ترقی ہو ۔

زیادہ افسوس تو اسکا ہے کہ اوس زمانہ کے منافقین بالطبع ظاہر داری اسلام کے ایسی خدمت
نمایان پر کم سے کم ظاہری اظہار مسرت کرتے تھے چنانچہ اوسی روضۃ الصفا مین ہے کہ چون امیر

بمجلس رسول اللہ آمد ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما استندہ سرا و را بوسہ داد و عبداللہ بن مسعود برخواست دکفہ ۱۱۱ امیر المومنین الفقال بعلے و کافی ۱۱۱ عزیز احکیما صفحہ ۱۵۵ جلد ۲ ۔

مگر افسوس ہے اس زمانہ کے منافقین کا دستور اسکے بھی خلاف ہے چنانچہ چار تحریرین اسوقت تک الشمس کے خلاف اہل حدیث مین شائع ہو چکی ہین جنمین نہ ایک حرف پر اعتراض ہے نہ کوئی علمی ایراد مگر سب و شتم کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا گیا۔

اس تحریر سے آپکو یہ بھی معلوم ہو گا کہ آریون نے جو کچھ کلمات رسول اللہ کی شان مین آجتک لکھا یا کہتے ہین اوسکے باعث یہی حضرات وہابی ہین جو اس مدیدہ دہنی سے آریو نکا بیہودہ اور لغو جواب دیتے ہین کیونکہ اس تحریر سے معلوم ہو گا الشمس نے جو جواب دیا ہے اوسکی نسبت وہ کیا لکھتے ہین ۔

ہم یہان مسافر کی پوری عبارت لکھتے ہین او رجہان ہمکو اوسکا جواب دینا ہو گا اوسکو لفظ الشمس سے علیحدہ کر دینگے ملاحظہ ہو مسافر مورخہ ۴ اگست نمبر ۲۴ جلد ۷ ۔

## قرآن مجید پر تنقید اور اسلامی پریس

ناظرین والا تمکین! مسافر مین جو سلسلہ مضمون بعنوان قرآن مجید پر تنقید نکل رہا ہے وہ ناظرین نے ضرور پڑھا ہو گا لیکن افسوس ہے کہ باوجودیکہ بیسیون دفعہ ہمنے اپنے مسلمان بھائیون کو للکارا اور میدان مناظرہ مین آنے کے لئے مدعو کیا لیکن افسوس کہ سوا ے مینا ثناء اللہ صاحب جنکی تہذیب و شایستگی و جوابات کا نمونہ ہم کئی دفعہ انہین کالمون مین دکھا چکے ہین کوئی بھی مرد میدان باہر نہ نکلا ہمین اسکی بھی چنداں پرواہ نہ تھی کہ میان ثناء اللہ کے سوا کوئی دوسرا عالم کیون نہ نکلا۔ لیکن افسوس ہے کہ اول تو ماشاء اللہ چشم بد دور آپ سوائے گالی کے بات نہین کرینگے اگر کچھ مضمون پر التفات کرینگے بھی تو وہ بے تکی ہانکین گے کہ جسکا سر نہ پاؤن کیا مجال جو پہلے نمبر کا جواب ہی دو بارہ قلم اوٹھائین لیکن ناظرین یہ سنکر ضرور خوش ہونگے کہ آخر اسلامی پریس کی عزت رکھنے کے لئے ایک شیعہ عالم نے قلم اوٹھایا ہے اور اس سلسلہ مضمون کا جواب اپنے رسالہ الشمس مین تہذیب و شایستگی سے نکالنا شروع کیا ہے لیکن بیان کرکے بیحد اس امر کی خوشی ہوئی کہ وہ مسافر کے جواب لکھے آپکی صداقت طلب نے اس امر پر

اظہار کیا کہ وہ بلا روز قیامت اپنے مسلمان بھائی میاں ثناء اللہ صاحب کی تکذیب بھی کرینگے
اور ہمارے سچے اور صحیح واقعات و روایات پر صاد کرینگے۔ ناظرین بغور اس دلچسپ سوال و
جواب کو ملاحظہ فرمائیں۔ شروع میں مسافر کا اعتراض درج ہے بعدہ مسلمان کا جواب تعیں ہے
پھر ہمعصر الشمس کی دونوں کی تردید ہے۔ اور آخر میں ہم اپنے سوال کی مزید تائید کریں گے
کی عبارت پر نمبر بھی لگے ہیں تاکہ ناظرین کو ہمعصر الشمس کے جواب دیکھنے میں سہولت ہو۔ مسافر
اہلسنت کی کتابوں سے منقول ہو کہ انہوں نے پہونچایا ہمیں ان سے کہ نازل ہوا تھا قرآن جو بہت سا
وہاں قتل ہو گئے اس کے بجنگ یمامہ میں اور یہ وہ علما تھے جنہوں نے قرآن کو بخوبی یاد کیا تھا اور
ان کے بعد وہ قرآن کسی کو نہ معلوم ہوا۔

**الشمس اسکے بعد ایڈیٹر صاحب نے تلبیس القرآن صفحہ ۶۲ کی پوری عبارت نقل**
کی ہے مگر افسوس کہ اوسکو ناتمام چھوڑ دیا ہے جیکو ایڈیٹر صاحب مسافر سے دو شکایت ہے
ایک یہ کہ آپنے اول نمبر سے کیوں نہ الشمس کی عبارت کو نقل کیا جس سے ہمکو شبہہ ہوتا ہے
کہ ہمیں ایڈیٹر صاحب انجم تو آپکے دفتر میں نہ داخل ہو گئے کیونکہ یہ خاص قاعدہ ان ہی کا
ہے کہ ابتدا و انتہا کے سلسلہ کو چھوڑ کر بیچ سے ایک جملہ لیتے ہیں اور بد الفت خود اعتراض
کرتے ہیں جیسا کہ کتاب مستطاب مقتضاء الافہام تنقید صحیح بخاری۔ الشمس کی مشہد بھی یہی
سلوک رہا۔

دوسری شکایت ہمکو یہ ہے کہ جو سلسلہ آپنے شروع کیا تھا اوسکو بھی ناتمام چھوڑ دیا جسکی
حسب ذیل معذرت بھی کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو مسافر نمبر ۲ جلد ۴ مورخہ ۱۸ اگست

**شیعہ سنی اور مسافر** ناظرین مسافر معزز ہمعصر الشمس کے جوابات ہمارے مضامین قرآن مجید پر
کسی گزشتہ نمبر میں پڑھ چکے ہیں الحمد للہ ارادہ تھا کہ ہم ان جوابات کو بجنسہ نقل
کر کے آخر میں نمبر وار جرح قدح کرتے لیکن ہمیں افسوس ہے کہ ہم بوجہ عدم گنجائش جگہ [illegible]
سے معذور ہیں ہمکو قدسکے علاوہ ناظرین مسافر ملاحظہ فرما ہی چکے ہیں اور جنہیں زیادہ شوق
ہو وہ رسالہ مذکور اڈیٹر صاحب الشمس مقام [illegible] سہارن سے طلب فرماسکتے ہیں
ان جوابات کو پڑھ کر ہر ایک صاحب فہم سمجھ سکتا ہے کہ میاں ثناء اللہ صاحب نے [illegible]

البتہ خامہ فرسائی ہمارے مضامین میں کی ہے وہ سب غلط اور فضول و بیہودہ ہے جس کا
ثبوت رسالہ الشمس میں ملتا ہے جسکا جواب ہمیں امید نہیں کہ میاں ثناء اللہ صاحب تا قیامت
دے سکیں اور ایڈیٹر صاحب الشمس نے جو فاش غلطیں آپ کے جواب میں نکالی ہیں اونکی
تردید کر سکیں لیکن لطف کی بات دیکھیے کہ آپ اپنے اخبار مورخہ ۲۵ جولائی میں تحریر فرماتے
ہیں کہ چونکہ ہمارے ایک شیعہ مہربان نے بھی اپنے رسالہ الشمس میں مسافر کی بابت کچھ
لکھنا شروع کیا ہے اسلئے بقیہ نمبر ہم اونکے لیے چھوڑ دیتے ہیں میاں جی اسکو [illegible]
ہوتے کچھ شرم تو دامنگیر نہ ہوئی ہوگی۔ اجی صاحب بد ہی کیوں نہ لکھ دیا کہ چونکہ جو جوا[ب]
ہم مسافر کے دیتے ہیں اونپر ہمارے شیعہ مہربان ہماری دھجیاں اوڑاتے ہیں اور ہماری
غلطی دکھلاتے ہیں اسلئے مسافر کے جوابات دینے سے ہم معذور ہیں آپ آیندہ مسافر کے
جوابات شیعہ ہی دیا کرینگے اگر آپ ایسا کہتے تو ایک عالم آپ کی صاف گوئی کی داد
دیتا اور آپ پر خواہ مخواہ مضحکہ نہ اوڑتا ورنہ مہربان یاد رکھیے اگر آپ دوسروں پر
مضحکہ اوڑاتے رہیں گے تو آپ کے ہی بھائی آپکو ان الفاظ یاد کرینگے جو کہ آپ نے آریوں
کے نیوگ پر مضحکہ کیا مگر نہ معلوم اس سے قرآن کو کیا واسطہ۔ کیا آریہ نیوگ کا ثبوت
صحیح بخاری سے نہیں دے سکتے کہ عرب میں بھی بروایت عایشہ اسکا رواج تھا۔ پھر کیا یہ
نہیں کہہ سکتے کہ جو تم لوگ ایسا شرعیہ سے نکاح کرکے شیر مادر بنا لیتے ہو وغیرہ۔ الشمس صفحہ
اپنے مضمون کی داد لینی ہو تو اسی رسالہ کا صفحہ ۱۱ دیکھیے۔ کیسی آپ نے اپنے مضمون آپکی
[illegible] شروع شکوہ کی مگر اوسکی یہ دھجیاں اوڑائی گئی ہیں مسلمانو انصاف سے خدا
لگتی کہنا کیا معزز ایڈیٹر الشمس نے سچی بات نہیں کہی ہے۔ اخبار مسلمان کی تردید [illegible] الشمس
[illegible] الگ ہو کر جب ہم اپنی تردید پر آتے ہیں تو ان سب کا ماحصل یہ ہے کہ اہل سنت
قایل بہ نقصان و کمی قرآن ہیں کہ اونکی روایتوں سے قرآن کا کم ہو جانا ظاہر ہے۔ مگر
اس سے نفس قرآن پر کوئی اعتراض نہیں آتا ہاں اگر اوسکا قول کوئی غلط ہوتا [illegible]
[illegible] ہوتا تو البتہ اعتراض ہو سکتا تھا ورنہ جلا دینے آیات سے نکالدینے ترتیب کے
بدلنے سے اوسکا کیا بگڑتا ہے الشمس صفحہ [illegible] گویا ہمارا ہمعصر کمی قرآن کو مانتا ہے لیکن [illegible]

اصل قرآن کو بے نقص بتلاتا ہے جسپر ہمارے حسب ذیل سوالات ہین شق اول اگر آپ قرآن
شریف کو بمنزلہ قانون واسطے رہبری انسان منجانب اللہ نزول شدہ مانتے ہین تو پہلے
تو یہ فرمائیے کہ کیا اوسکی کمی بیشی سے کچھ ہرج واقع نہوگا۔ مثلاً اگر کوئی تعزیرات ہند سے
بوجوہات چند در چند دفعات کم ہو جاوین تو کیا وہ قانون مکمل قانون فوجداری کہلا سکتا ہے
شق دوم اس امر کا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ جو آیات کم ہوی ہین وہ موجودہ قرآنی
آیات کو منسوخ کرنے والی نہ تھین جبکہ ناسخ و منسوخ آیات قرآن مین بیسیون موجود
ہین دیکھئے مسافر مضامین ناسخ و منسوخ۔ شق سوم جس صورت مین کہ آپ قرآن شریف
کو خدائی علم معرفت مانتے ہین تو لابد ہے کہ آپ اسے ازلی و ابدی مانین اس صورت مین کیا کسی آیت
ہونے پر دلالت نہین کرتا۔ شق چہارم یہ کہ اللہ میان کی مرضی تھی کہ وہ آیات رہبر
انسان ثابت ہون اور اسی غرض سے انکو دنیا مین نازل کیا گیا تھا تو کیا کسی طاقت
کا انکو مٹا دینا یا دنیا سے اوڑا دینا ممکن ہے اگر ممکن ہے تو انسان خدا سے طاقتور اور
خدائی ارادون پر قادر ثابت ہوا۔ شق پنجم جس صورت مین کہ آیات گم شدہ واسطے
رہبری انسان نازل ہوی تھین تو کیا بحالت گمشدگی اللہ میان اونکو دوبارہ نازل
نہین کر سکتا تھا اگر کر سکتا تھا تو کیون نہ کی گئین۔ شق ششم اس امر کا کیا ثبوت ہے کہ آیات
گم شدہ مین وہ مسایل درج نہ ہون جنکو آج سنی مسلمان نظر نفرت سے دیکھتے ہین مثلاً متعہ
وغیرہ۔ شق ہفتم کیا کسی مضمون و کتاب کی ترتیب سے اسکے مضمون اسکی فصاحت و بلاغت
مین کچھ فرق نہین آتا۔ شق ہشتم آپ جو یہ فرماتے ہین کہ اگر ہم کسی انسان کے ہاتھ کو کاٹ کر
سر کے لگا دین یا آنکھونکو سر سے نکال کر پیرون مین جڑ دین تو اس سے خدائی صناعی پر اعتراض
نہین ہوتا مہربانمن! خدا کی صناعی پر تو اعتراض نہین ہوگا لیکن ہاتھ کے پیر اور آنکھ کو سر کی جگہ
لگجانے پر اوسکو کوی خدا کی صنعت نہ کہیگا بلکہ اوسکو انسانی حکمت پر از جہل کہیگا پس اگر آپکے
پاس خدائی صنعت کا اصلی نمونہ موجود ہے تو اوسکو پیش کیجئے اور اوسپر آپکا فخر کرنا بھی بیجا نہوگا
لیکن آپ جانتے ہین کہ خدائی صنعت مین جہان انسانی ہاتھ لگتا ہے حضرت انسان اوسکا
ایسا ستیاناس کر دیتا ہے کہ اوسکو پھر کوی صاحب عقل خدائی ظہور رکھنے کا طلبگار نہوگا

اگر کوئی آدمی کسی بکرے کو ٹکڑے کر دے اور پھر اپنی حکمت سے سر کے بجائے ٹانگ اور پیر کے بجائے آنکھ جڑ دے تو کوئی صاحب عقل اوسکو پھر خدا کا ویسا ہی کارآمد بکرا کہنے کو تیار نہیں ہے (نوٹ گو اڈیٹر الشمس پر ہمارے سوالات کا جواب دینا لازم و ضروری نہیں ہے لیکن بحالیکہ ہمارے سنی ہمعصر خاموش ہیں جیسی کہ ہمیں امید ہے کہ وہ خاموش رہیں گے ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارا معزز ہمعصر الشمس ہمارے معقول اعتراض پر قلم اوٹھا کر مسلمانوں پر احسان کرے گا۔

الشمس اس تحریر سے ہی یہ قیاس درست ہو رہا ہے کہ اڈیٹر صاحب النجم کسی طرح دفتر مسافر میں داخل ہو گئے کیونکہ کسی تحریر میں مسافر کی یہ بے ضابطگی نہیں دیکھی گئی کہ اوس نے کسی سلسلہ کو شروع کیا ہو اور ادھورا چھوڑ دیا جیسا کہ مضامین الشمس کے ساتھ کیا کہ نمبر ۲ میں تھوڑا سا لکھکر باقی آیندہ کر کے چھوڑ دیا اور پھر ۲۲ میں جا کر دوسرا عنوان قایم کیا اور یہ عذر کر کے "ہمارا ارادہ تھا کہ ان جوابات کو بجنسہ درج کر کے آخر میں اپنی جرح قدح کرتے آگے بڑھ جائیں اور پھر یہ عذر کریں "اخبار مسلمان کی تردید جو الشمس نے کی ہے اوسی چھوڑ کر جب ہم اپنی تردید پر آتے ہیں"

اسی بے عنوانی سے قیاس ہوتا ہے کہ یا تو اڈیٹر النجم نے مسافر کی ملازمت اختیار کی ہے یا نامہ نگاری کیونکہ جو کچھ الشمس نے اعتراض کیا ہے وہ بھی بر مذاق اہل سنت ہو نہ طراق آریہ۔

ان آخری نوٹ اڈیٹر صاحب مسافر کا معلوم ہوتا ہے جو لکھتے ہیں "گو اڈیٹر الشمس پر ہمارے سوالات کا جواب دینا لازم و ضروری نہیں ہے" کیونکہ اڈیٹر مسافر ایک شیعہ شخص ہے جو ان سوالات کی کمزوری سے بخوبی واقف ہے لہذا یہ نوٹ لکھدیا۔

بہرحال الشمس پر جو اعتراض کیا گیا ہے وہ کسی قلم سے ہو ہم پر اوسکا جواب دینا لازم ہے لہذا حسب ذیل جوابوں پر مخاطب کو توجہ کرنا مناسب ہے۔

(۱) آپکا مقصود جمعہ سے اڈیٹر الشمس ہے لہذا اوسنے یہ نہیں لکھا کہ القرآن میں کمی ہوئی یا زیادتی کیونکہ اوسکی ساری تقریر پر بنیاد روایت اہل سنت ہے جو کنز العمال سے آپنے نقل کی تھی۔

روایت کنز العمال تمام تر مخالف عقاید مسلمہ شیعہ ہے کیونکہ اسمین بیان کیا گیا ہے وہ چار سو حصے
پورے قرآن کے حافظ تھے حالانکہ آپ الشمس مین دیکھ چکے ہین کہ پورے قرآن کا حافظ معا
تنزیل بجز ائمہ اطہار کوی نہین ہوا لہذا یہ روایت کنز العمال تمام تر مخالف روایات و عقاید شیعہ
ہے پھر کوی شیعہ کیونکر اوسکو مان سکتا ہے۔

شیعہ اگر اس روایت کو پیش کرتے ہین تو بطور الزام و معارضہ کیونکہ جہان اہل سنت
لکھتے ہین کہ شیعہ اس قرآن کو ناقص مانتے ہین اسکے معارضہ مین ہم اس روایت کو پیش
کرتے ہین نہ کہ معاذ اللہ ہم اسکے قایل ہین جو تمام تر ہمارے مخالف ہے۔

(۲) شق اول کا جواب بھی بر بنیاد اوس روایت کے ہے جو مسلمہ اہل سنت ہو نہ کہ مسلمہ
شیعہ ہو کہ کمی قرآن سے کسی طرح ہرج نہین کیونکہ اگر تعزیرات ہند کا ایک دفعہ یا سو دفعہ بھی کم
ہو جائے تو اس سے نفس قانون پر کوی اعتراض نہین ہو سکتا کیونکہ قانون پر جب
اعتراض ہوتا کہ وہ فی حد نفسہ کامل نہ ہوتا مقنن نے اوسکو ناقص بنایا ہوتا اور جب
مقنن نے اوسکو ہر طرح کامل و مکمل بنایا پریس والون نے اوسکو کم چھاپا یا دفتر والون
نے اوسکو ضائع کر دیا تو اس سے اصل قانون پر یا اون رعایا پر جنہین یہ قانون ناقص ملا
کیا اعتراض ہو سکتا ہے اور کیا رعایا یہ عذر کر سکتی ہے کہ یہ قانون ناقص تھا۔ اتنی دفعات
ہمین نہ تھی لہذا ہم نے اسکے مطابق عمل نہین کیا۔

ہم قرآن کو بلا شک و ریب منزل من اللہ مانتے ہین جو تمامی خلق کی ہدایت و رہبری کے
لئے نازل ہوا اگر وہ کم ہوا جیسا کہ روایت اہل سنت مین ہے تو بیشک ہرج ہوگا مگر
اس سے نہ قرآن پر الزام ہوتا ہے نہ خدا پر نہ اوسکے رسول پر نہ ہم رعایا پر بلکہ اون
لوگون پر جنہون نے کم کیا یا ناقص کیا خدا العزیز اپنا عذاب نازل کریگا اور کر بھی چکا۔
تعزیرات ہند کی بھی یہی مثال ہے کہ اگر قانون کامل بنا تھا تو بوجوہات چند دفعات
کے کم ہونے سے موجودہ قانون یا مقنن پر نہین اعتراض ہو سکتا یہ جواب بر بنیاد تسلیم
ہو سکے ہے کہ قرآن قانون ہے حالانکہ وہ اصل قانون ہے نہ کہ قانون ہو جسمین ہر بات
کی تفصیل ہوتی ہے۔

(۳) شق دوم کا جواب یہ ہے کہ جب موجود قرآن میں ناسخ و منسوخ سب بجنسہ موجود
ہے تو پھر کوئی وجہ اسکی نہیں معلوم ہوتی کہ وہ آیتیں نکالدی گئیں جو ناسخ تھیں کیونکہ
امکان میں تو بہت کچھ وسعت ہے تو اوسی امکان میں ہوتی ہے جو محل نزاع ہے
آجتک جتنی روایتیں اہل سنت کے یہاں دیکھی گئیں جسکی قرآن معلوم ہوتی ہے اونمین
کوئی روایت ایسی نہیں ملی جسمیں کوئی حکم ناسخ و منسوخ کا نکالنا مذکور ہے بجز تین روایتوں
کے ایک یہ کہ دس رضعات کا حکم منسوخ ہو کر ناسخ ہوا حالانکہ قرآن میں نہ ناسخ ہے نہ
منسوخ۔ دوسرے یہ کہ روزہ عدہ میں ثلاثۃ ایام متتابعات تھا جواب ثلاثۃ ایام رہ گیا۔ تیسرے
یہ کہ قرات ابن مسعود میں حکم متعہ میں الے اجل مسمی تھا جو نکل گیا۔
پس بفرض اگر کوئی ایسی آیۃ تھی جو ناسخ کرنے والی تھی تو چونکہ ہمکو اوسکا علم نہیں لہذا ہماری
یہی تکلیف ہے کہ جو قرآن ہاتھ میں ہے اوسی پر عمل کریں کیونکہ تکلیف عمل بقدر علم ہے
رہا یہ امر کہ ایسا ہونا ممکن ہے تو احکام شرعی کی بنا ظنی اور ظنی باتوں پر نہیں ہے آپکو کسی آیۃ
یا روایت سے اسکی سند لانا چاہیئے۔
رہے مضامین متعلق ناسخ و منسوخ کے متعلق تو انشاء اللہ اونکا جواب اپنے موقع پر مذکور ہوگا
ہم آپکے حریف مولوی ثناء اللہ نہیں ہیں جو آپکے منہ کے نمبر ہضم کر جائیں۔
(۴) شق چہارم۔ شیعہ قرآن کو ہرگز قدیم اور ازلی نہیں مانتے بلکہ یہ کلام خدا ہے جو رسول اللہ
پر نازل ہوا پس جب خود رسول حادث ہیں تو قرآن بدرجہ اولے حادث ہے۔
رہے اہل سنت وہ بیشک قدیم مانتے ہیں کیسی صورت سے ہو مگر کچھ آیات نکلنے سے اونکے عقیدہ
پر بھی کوئی حرف نہیں آتا کیونکہ روح کو آپ قدیم مانتے ہیں تو کیا کسی شخص کے مرجانے سے
روح حادث ہوجائیگی اوسیطرح اہل سنت کہینگے کہ چند آیتون کے نکل جانے سے قدامت
کیونکر باطل ہوئی جسطرح آپ کہتے ہیں کہ روح مری نہیں بلکہ ایک جسم سے نکلکر دوسرے جسم
میں چلی گئی اوسیطرح آیات قرآنی موجود قرآن سے اگر کم ہوئی تو کیا ہوا علم الہی میں موجود
ہیں تفاسیر میں بھی [illegible] ثابت ہوگا
(۵) شق پنجم کا جواب تمام برادران شیعہ تو یہ ہے کہ بیشک خدا کا علم ہی تھا کہ اوس پر

عمل کیا جاتا ہے مگر حکم کے مطابق مشیت کا ہونا ضروری نہین ہزارون امر کا حکم خدا نے دیا مگر لوگون نے نہ مانا یہی جواب اہل سنت بھی ہے کہ وہ حکم اور مشیت مین فرق جانتے ہین یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید فعل مطابق مشیت ہوتا ہے حکم مطابق ارادہ مشیت کی کسیکو تکلیف نہین۔ حکم کی اطاعت سب پر لازم ہے۔

پیا عتراض آپکا تو بر اصول آریہ ہے جو مادہ کو اور روح کو قدیم جانتے ہین مگر یوز موحد ہا دمی قتل ہونے ہین تو اب دو ہی صورت ہے یا انسان خدا سے زیادہ طاقتور ہے یا مجبور ہے

(۶) شق پنجم کا جواب یہ ہے کہ جو کچھ خدا نے نازل کیا تھا وہ تو اب بھی موجود ہے کیونکہ اگر قرآن موجود مین نہین ہے تو روایتون مین تو موجود ہے پھر دوبارہ نازل کرنیکی کیا ضرورت ہے

(۷) شق ششم کا جواب شق دوم مین مذکور ہو چکا کہ نہ اسکا ثبوت ہے نہ اوسکا لہذا جو ثابت ہے موجود ہے اوسکی ہمکو تکلیف ہے۔

(۸) شق ہفتم کا جواب یہ ہے کہ کبھی آتا ہے اور کبھی نہین آتا ہے کیونکہ اگر کوئی کتاب مسلسل ہے جسمین تاریخی واقعات ہین یا علوم مخصوصہ ہین وہ کتاب ہے جسکی نظیر دوسری کتاب ہے تو اوسمین فرق آئیگا۔ اور اگر امثال و حکم یا حکما کے مقولے جسمین کوئی ترتیب خاص نہین رکھی گئی ہے تو اوسمین فرق نہین آئیگا۔

قرآن تو اسی قسم کا ہے ٹکڑہ ٹکڑہ حسب ضرورت و حسب موقع نازل ہوا جسمین کسی خاص ترتیب کا لحاظ رکھا ہی نہین گیا تو اوسمین کیونکر فرق آسکتا ہے۔

(۹) شق ہشتم کا جواب یہ ہے کہ آپ نے دونون مین فرق نہین کیا اسوجہ سے خرابی ہوئی کیونکہ ہماری غرض صنعت خدا کو باطل ثابت کرنا ہے اور آپ صنعت انسانی پر اعتراض کرتے ہین تو اس سے صنعت خدا پر کیا الزام آیا۔

بکرے کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے اگر سر کو پیر کی جگہ اور پیر کی جگہ سر کو رکھدین تب بھی وہ خدا کی صنعت ہے جو انسان کے ہاتھ سے بگڑ گئی کیونکہ انسان کسی طرح صحیح بکرے کے بنانے پر قادر ہے نہ اسطرح کے ٹکڑے ٹکڑے کئے ہوئے پر اسیطرح قرآن کو سمجھو کہ وہ ہر حال مین بے مثل و نظیر ہے انسان اوسکے مثل پر قادر نہین اگرچہ اوسکو مقدم مؤخر کر دیا ہے (باقی دارد)

بالبقیع فی قبر فیہ ابوہ محمد الباقر وجدہ علی زین العابدین یعنی امام جعفر صادق ساوات اہل بیت سے تھے جن سے روایت کی ہے ائمہ اعلام نے مثل یحییٰ بن سعید ابن جریج۔ مالک بن انس۔ ثوری ابن عیینہ ابوحنیفہ کے ۸۰ ھ میں ولادت ہوئی اور سنہ ۱۴۸ میں وفات ۶۸ برس کے سن میں۔

صواعق محرقہ میں ہے صفحہ ۱۲۰ جعفر الصادق ومن ثم کان خلیفتہ ووصیہ ونقل الناس عنہ من العلوم ماسارت بہ الرکبان وانتشر صیتہ فی جمیع البلدان وروی عنہ الائمۃ الاکابر کیحیی بن سعید وابن جریج ومالک والسفیانین وابی حنیفۃ وشعبۃ وایوب السجستانی یعنی امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد بزرگوار کے خلیفہ اور وصی تھے آپ سے اس قدر لوگوں نے علوم حاصل کئے کہ تمام عالم آپکے علوم سے بھر گیا اور اکابر نے مثل یحییٰ بن سعید۔ ابن جریج۔ مالک۔ سفیان ثوری ابن عیینہ ابوحنیفہ وشعبہ وایوب سجستانی نے آپ سے روایت کی۔ پھر ایسے معصوم کی حدیث پر اعتراض کرنا کفر نہیں تو کیا ہے۔

کیا خوب لکھا ہے علامہ محمد معین لاہوری نے جو علمائے اہل حدیث سے ہیں اپنی کتاب دراسات اللبیب میں بعد ذکر قول ابن ہمام جسنے جناب امام حسنؑ پر اعتراض کیا تھا لکھتے ہیں فالمصیبۃ کل المصیبۃ علی الامۃ ان خلت کتب المذاہب الاربعۃ عن مذہب ائمۃ اہل البیت ثم اذا وجد فیہا شیئ من ذلک یعارض بمثل ہذا۔ صہ ۲۲۷

یعنی مصیبت اور پوری مصیبت یہ ہے کہ مذاہب اربعہ کی کتابیں خالی ہیں ذکر مذہب ائمہ اہلبیت اطہار سے اور اگر کوئی روایت ان کی ملتی ہے تو ہوسکا اسطرح معارضہ کیا جاتا ہے۔

**عصمت ائمہ اطہار** چونکہ اس بحث میں جتنے اعتراضات ہیں وہ زیادہ تر تقاسیم ائمہ اطہار ہیں اسلئے ضرور ہوا کہ مطابق عقاید اہل سنت ان حضرات کی عصمت اجمالا یہاں لکھی جائے تاکہ معلوم ہو کہ جب وہ حضرات معصوم ہیں تو معترض بجز کفر کیا نتیجہ پا سکتا ہے عصمت ائمہ اطہار پر کسی طولانی تقریر کی ضرورت نہیں صرف شاہ عبدالعزیز ...

کافی ہے کیونکہ شاہ صاحب جیسا کہ خلفیون کے چشم وچراغ ہین وہابیہ بھین بھی ہر دل عزیز
ہین ملاحظہ ہو فتاوے عزیزی صـ۱۲۲

**سوال** از مرزا حسن علی صاحب بخدمت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ العزیز در
مذہب اہل حق قول بالبداء باطل است چنانچہ تفصیل تمام دلائل عقلیہ و براہین نقلیہ در کتب
احادیث و تفاسیر و کلام مصرح است و آنچہ در کلام حضرت شیخ المحدثین امام المتصوفین جناب
شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ ثبوت بدا در کتاب ہمعات مذکورہ شدہ بکدام معنی باید فہمید
و بکدام محل صحیح حمل باید نمود تا مخالف کتاب و سنت نباشد عبارت ہمعات اینست و ارادہ
و قضاے حوادث از ان تجلی فوارہ صفت جوشش میزند و مبداء اولی حوادث ہمان ارادہ
است و آن ارادہ را نیز اسباب دیگر اند بعضے دیگر مستتر مثل قواے کواکب و افلاک
و طبقہ کلیہ کہ مدبر شخص اکبر است و بعضے ظاہر مثل ادعیہ ملاء علی و حوادثے کہ از اسفل مرتقی می
شود درین موطن محض اثبات و مبدا نسخ و رفع میشود و ہمین تجلی است کہ مرئی بنی آدم عہد
شد در معاد الے آخر ما قال و امام بغوی در تفسیر معالم التنزیل در بحث آیہ یمحو اللہ ما
یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب نقل فرمودہ مراد از محو و اثبات کہ موہم بداء است
چہ خواہد شد و ہذہ عبارتہ عن عمر و ابن مسعود انہما قال یمحو السعادۃ و الشقاوۃ
ایضا فیمحو الرزق و الاجل و یثبت ما یشاء عن عمر رضی اللہ عنہ انہ کان
یطوف بالبیت وہو یبکی و یقول اللہم ان کنت کتبتنی فی اہل السعادۃ فاثبتنی
فیہا و ان کنت کتبت علی الشقاوۃ فامحنی و اثبتنی فی اہل السعادۃ والمغفرۃ
فانک تمحو ما تشاء و تثبت و عندک ام الکتاب و مثلہ عن ابن مسعود فی
بعض الآثار ان الرجل یکون قد بقی لہ من عمرہ ثلثون سنۃ فیقطع رحمہ
فیرد الی ثلثۃ ایام و الرجل قد یکون بقی من عمرہ ثلثۃ ایام فیصل رحمہ فیرد
الی ثلثین سنۃ انتہی پس مراد از محو و اثبات کہ موہم از بدا است چہ در احادیث
اول و زیادت بنا بر صلہ رحمی و کوتاہی بنا بر قطع رحم در حدیث آخر چیست و اگر بر قضای
معلق و مبرم حمل کنند خالی از تکلف نیست **جواب** از مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث

دہلوی بدا درکتاب ہمعات بمعنی تجدد ارادہ واقع است کہ مشابہ بدا است و در بخاری حق
در حدیث اعمی و اقرع و ابرص کہ بدا للہ عزوجل ان یبتلیہم واقع شدہ نیز بہمین معنی است
و بدا بمعنی تجدد ارادہ و مخالف مذہب حق نیست زیرا کہ اہل سنت قاطبۃ ارادہ را از صفات
قدیمہ ازلیہ حضرت باری تعالی میدانند و تعلقات آنرا حادث می انگارند و حضرت ایشان در
کتاب ہمعات و در کتب دیگر ارادہ را در مرتبہ ذات صفت قدیمہ ازلیہ می دانند و در مرتبہ
تجلی اعظم ارادہ را حادث اثبات میفرمایند پس قدم ارادہ در مرتبہ ذات است و حدوث
آن در مرتبہ متاخر از مرتبہ ذات کہ مرتبہ تجلی اعظم است و ہرگاہ حدوث و قدم در دو مرتبہ
واقع شد تخالف برخاست آرے مرتبہ تجلی اعظم را کہ مرتبہ شخص اکبر است و علماء ظاہر نمی
میدانند و اثبات نمی کنند پس نزد آنہا حدوث ارادہ را در ہیچ مرتبہ گنجایش نماند بلکہ
تعلق ہمان ارادہ قدیمہ را حادث انگاشتند و ہذا قریب من النزاع اللفظی و در
آیہ کریمہ نیز اشارتے باختلاف مراتب معلوم میشود زیرا کہ فرمودند یمحوا اللہ ما یشاء و
یثبت باز فرمودہ اند و عندہ ام الکتاب صریح دلالت دارد برآنکہ محو اثبات در جائے
و ام الکتاب در مرتبہ دیگر است و ہمچو در اثر حضرت عمر و ابن مسعود رضی اللہ عنہما نیز رفع
تخالف باختلاف مرتبتین توان فہمید علماء ظاہر بقضاء معلق و مبرم رفع تخالف
مینمایند و لا باس بذلک لانہم لا یثبتون مرتبۃ سوی الذات المقدسۃ اما الصوفیۃ
فلما اثبتوا التجلیات و مرتبۃ التجلیات متاخرۃ عن مرتبۃ الذات امکن
لہم القول بحدوث الارادۃ فی تلک المرتبۃ من غیر لزوم محذور و در
کتاب ہمعات و دیگر تصانیف ایشان اثبات حدوث ارادہ قدیمہ درین مرتبہ مفصل
مذکور است چنانچہ بعد از تامل واضح خواہد شد **سوال** از مرزا حسن علی صاحب نزد اہل
حق یعنی اہل سنت و جماعت صحیح و ثابت شدہ ببراہین نقلیہ و عقلیہ کہ ما سوائے انبیا و
رسل و ملائکہ علیہم السلام در احدے عصمت ثابت نیست حتی کہ اگر کسے را معصوم گویند درست
نیست و لہذا متکلمین و فقہاء رحمہم اللہ اطلاق عصمت بر غیر انبیاء و ملائکہ روا نہ دارند لیکن
آنچہ جناب فخر المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ در تفہیمات الہیہ و غیرہ

وغیرہ صفات اربعہ کہ عصمت وحکمت ووجاہت وقطبیت باطلیاست جز حضرات ائمہ اثنا عشر علیہم السلام ثابت کردہ اند و آن ہدایت مآب نیز این مراتب را در رسالہ کہ در بیان اعتقادات بحضرت ایشان تالیف فرمودہ اند ارقام نمودہ اند آن را بکدام محل صحیح حمل باید نمود و دلیلے از کتاب وسنت واجماع امت بران کدام است وجواب تخالف این قول کہ بنسبت مذہب اہل سنت نمایان شدہ چہ خواہد شد و مع ذلک منافی تفضیل خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم خصوصا حضرات شیخین خواہد بود حال آنکہ این مسئلہ تفضیل مجمع علیہ اہلسنت است عند من یعتد بہ و علاوہ آن خود جناب افادت مآب ہدایت انتساب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب بہزار ضبط و ربط و طمطراق تمام این مسئلہ را یعنی تفضیل خلفائے ثلاثہ سیما شیخین را رضی اللہ عنہم بدلائل نقلیہ وعقلیہ وکشفیہ و وجدانیہ بتقریر وافی و بیان شافی و ترتیب کافی تحریر فرمودہ اند پس جواب تخالف و تعارض این مسئلہ مہدیہ ثابتہ متفق علیہا بان مسئلہ غریبہ غیر ثابتہ عند اہل حق یعنی اہل سنت وجماعت چہ خواہد شد بینوا و توجروا جواب از مولانائے ممدوح عصمت و حکمت و وجاہت نزد صوفیہ معانی اصطلاحیہ دارند خصوصا در کتب مصنفہ حضرت والد ماجد قدس سرہ مفصل مذکور اند این وقت بسبب شدت بیماریہا امکان نیست کہ بہ تمہید مقدمات نوشتہ آید اگر کتب مصنفہ ایشان موجود باشند مطالعہ باید نمود واضح خواہند شد و غیرہ اعلام از تصانیف شاہ محمد عاشق پھلتی قدس سرہ اگر بہم رسد شافی وکافی خواہد بود بالجملہ موافق علما ظاہر این وقت جواب نوشتہ میشود عصمت دو معنی دارد اول امتناع صدور ذنب مع القدرۃ علیہ و این معنی باجماع اہل سنت مخصوص بحضرت انبیا و ملایکہ علویہ است دوم عدم صدور ذنب مع جوازہ من غیر لزوم محذور و این معنی را نزد صوفیہ محفوظیت خوانند و بہمین معنی در کلام صوفیہ سوال عصمت برائے خود آمدہ چنانچہ در اول دعائے حزب البحر واقع شدہ لنسالک العصمۃ فی الحرکات والسکنات والارادات والخطرات الی آخرہ این معنی مخصوص بانبیا نیست و آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ برائے اہل بیت خود خواستہ اند بقولہ الہم اذہب عنہم الرجس وطہرہم تطہیرا ہمین معنی است و در حق حضرت عمر رضی اللہ عنہ

وارد شده ان الشیطان یفر من عمر و نیز وارد شده ان الحق ینطق علی لسان عمر و قلبه
و در حق صهیب رومی واقع شده نعم العبد صهیب لو لم یخف الله لم یعصه فلا اشکال حکمت
بمعنی علم نافع است اگر مکتسب است در اصطلاح صوفیه آنرا حکمت نگویند بلکه علم و فضیلت
نامند و اگر آن علم به طریق وهب بر دل شخصے واقع شود آنرا حکمت نامند و آتیناه الحکمة
وفصل الخطاب وکلا آتینا حکما و علما خواه آن علم متعلق به عقاید باشد یا با عمال یا به
اخلاق و همینی هم مخصوص به انبیا نیست و لقد آتینا لقمان الحکمة ان اشکر لله بعد
آیه و اذ قال لقمان لابنه تا آخر رکوع بیان بعضے از حکمت ایشان است آرے از یں باب
هر چه بوحی آید آن مخصوص با نبیا است و وهب اعم است نبی و غیر نبی در آن شریک
اند و لهذا در حدیث شریف وارد شده انا دار الحکمة و علی بابها و در روایت مشهور
انا مدینة العلم و علی بابها واقع شده مراد از علم درینجا همین معنی است و وجاهت بمعنی آنست
که بعضے بندگان خود را حق تعالے بوجهے معامله نماید از طعن معاندان و تهمت های عیوب
و حفظ در اصابت بادشاهان و امرا در حق محبوبان و رویداران می نمایند و همینی
در حق دو کس از انبیاے اولو العزم منصوص قرآنی است اول در حق حضرت
موسی علی نبینا و علیه الصلوة و السلام هرگاه ایشانرا بنی اسرائیل تهمت آدره و برص
کردند قال الله تعالی یا ایها الذین امنوا لا تکونوا کالذین آذوا موسے فبرءه الله
مما قالوا و کان عند الله وجیها حق تعالے راضی شده به تهمت ایشان اگر چه آن
تهمت هیچ محذور شرعی نداشت دوم در حق حضرت عیسی که یهودیان در حق ایشان
تهمت زنا زادگی بر زبان آورده بودند بسخن آمدن ایشان در عین طفولیت آن
تهمت را زایل فرمود و قال الله فی سورة آل عمران وجیها فی الدنیا و الاخرة و
من المقربین و یکلم الناس فی المهد و کهلا الے آخره و همینی در حق اکثر اولیا به
ثبوت پیوسته اول در حق ابو بکر صدیق رضی الله عنه که ان الله یکره فوق السموات
السبع ان یخطأ ابو بکر فی الارض دوم در حق علی مرتضی رضی الله عنه که دعا کرده نا
اللهم ادر الحق حیث دار و نگفته ادره حیث دار الحق و معنے قطبیت با نبیا نسبت

کہ حق تعالے بعضے بندگان خود را مخصوص سازد کہ مہبط فیض الہی اولا بالذات ایشان باشند و از ایشان بدیگران منتقل شود گو بظاہر کسے تلمذ و اکتساب از ایشان نکردہ باشد مانند آنکہ شعاع آفتاب بدیگران از راہ روزنے درخانہ بعینہ لیس اولا آن روزن روشن شدہ و بواسطہ آن تمام اشیاء سے خانہ روشن شود و این منصب ارشاد نیز مانند بخلاف قطب مدار بالجملہ اثبات این صفات اربعہ نزد التحقیق نہ مخالف مذہب اہل سنت است گو بظاہر بنیان از اطلاق این الفاظ تحاشی نمایند و نہ مخالف تفضیل شیخین کہ مجمع علیہ جمیع اہل حق است زیرا کہ مدار آن تفضیل بر اکثریت ثواب است عند المتکلمین و بجا ینا ست کہ خدا تعالی بعضے بندگان خود را مخصوص بزیادت ثواب گرداند ہر چند فضایل دیگر و صفات کمال در غیر آنہا بیشتر باشد و مصنف کتاب ہمعات قدس سرہ مدار تفضیل شیخین بر تشبہ انبیاء داشتہ است در سیاست امت و رفع شبہات و ترویج دین و نگاہداشتن مردم از بدعت و اجراء جہاد و امر بالمعروف و نہی عن المنکر و ظاہر است کہ زیادتی شیخین درین امور واضح من الشمس و ابین من الامس است و لہذا قال اکثر المتکلمین التفضیل عندنا بالتوفیق لا بالفضایل فقط

عبارت سوال نے بتادیا کہ اولاً اہل سنت کے یہاں دلایل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہو کہ غیر نبی و ملایکہ معصوم نہیں ہیں خواہ کوئی ہو تو اگر کسی روایت موضوع سے بفرض محال خلفاء ثلاثہ کی نسبت اسکا وہم بھی ہو تو وہ باطل ہے۔ کیونکہ خلاف عقاید ثابتہ اہل سنت ہی بخلاف عصمت ائمہ کہ وہ باتفاق فرقہ شیعہ و اکثر علماء اہل سنت ثابت ہو۔

ثانیاً یہ کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے تفہیمات الہیہ میں عصمت و حکمت و وجاہت و قطبیت باطنیہ ائمہ اثنا عشر کو ثابت کیا ہے جس سے کوئی سنی عموماً اور اہلحدیث خصوصاً انکار نہیں کر سکتے۔

ثالثاً شاہ عبد العزیز صاحب نے بھی ان چاروں مرتبہ کا اقرار کیا ہے۔

رابعاً ان مراتب اربعہ کا تحقق ائمہ اثنا عشر میں منافی فضیلت شیخین ہے جس سے شاہ صاحب کے ان دونوں عقیدوں میں تعارض و تخالف لازم آتا ہے۔

جواب میں شاہ صاحب فرماتے ہیں (۱) کہ عصمت کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ گناہ کا صدور

محال ہو اس معنی سے انبیا و ملایکہ معصوم ہین۔
دوسرے یہ کہ گناہ کا ہونا جایز ہے مگر صدور اوسکا نہین ہوتا اس معنی سے صوفیون نے دعائے حزب البحر مین نسئلک العصمۃ کہا ہے اور حضرت نے جو اہل بیت طاہرین کے لئے فرمایا ہے اللھم اذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا تو اس معنی سے۔
جس سے اسقدر تو یقینی معلوم ہوا کہ حضرت نے اہل بیت طاہرین کے لئے عصمت کی دعا کی ہے اور حضرت کی دعا یقینی القبول ہے تو عصمت ایمہ اطہار بنص شاہ ولی اللہ صاحب و شاہ عبد العزیز صاحب ثابت ہوی والحمد للہ۔
رہا عمر کے بارے مین ان الشیطان یفر من عمر یا الحق ینطق علی لسان عمر و قلبہ یا نعم العبد صہیب تو چونکہ منافی عقیدہ مسلمہ اہل سنتہ ہے لہذا مزید تحقیق کی ضرورت نہین کیونکہ ضعیف اوسکی بدیہی ہے کیونکہ تمام عالم کو معلوم ہے عمر کی سیرت تمامتر مخالف سیرۃ رسول تھی یہان تک کہ ابن تیمیہ نے بھی اغلاط عمر کا اعتراف کیا ہے پھر کیونکر ممکن ہے کہ رسول اللہ انکے حق مین فرمائین الحق ینطق علی لسان عمر و قلبہ۔
بہرحال ہماری غرض یہان صرف اثبات عصمت ایمہ اطہار ہے جو حسب اقرار شاہ ولی اللہ صاحب وشاہ عبد العزیز صاحب دعاے رسول اللہ سے ثابت ہی پھر ان حضرات کے کسی قول و فعل مین غلطی نکالنا دلیل کفر نہین تو کیا ہے۔
یہان شاہ صاحب نے ایک اور دھوکا دیا کہ کہا در حق صہیب رومی وارد شدہ حالانکہ یہ قول عمر ہے ملاحظہ ہو شرح مشکوۃ صفحہ کما فی قول عمر نعم العبد صہیب لو لم یخف اللہ لم یعصہ کہ عمر نے کہا صہیب کے بارے مین۔ پھر یہ کسقدر خلاف دیانت ہی کہ ایسا الفاظ کہا جس سے شبہہ ہو کہ یہ حدیث رسول ہے حالانکہ وہ قول عمر ہے۔
دوسرا درجہ حکمت کا ہی جس سے مراد علم نافع ہے خواہ متعلق اعمال ہون یا عقاید سے یا اخلاق سے اگر وہی ہے کہ منجانب اللہ بذریعہ وحی عطا ہوا تو مخصوص انبیا سے ہی جیسا کہ آیہ ہے وکلا اتینا حکما و علما۔ و اتیناہ الحکمۃ اور اگر وہبی ہے مگر وحی سے نہین تو اسمین انبیا و غیر انبیا دونون شریک ہین جیسا کہ حدیث اذا اراد اللہ الحکمۃ و علی بابھا مین ہے اور طریق

مشہور انا مدینۃ العلم وعلی بابہا ہے۔ مراد علم سے وہی معنی ہین۔
تو باقرار شاہ صاحب دونون حدیث ثابت ٹھہری یعنی حدیث انا مدینۃ العلم وعلی بابہا اور انا دار الحکمۃ وعلی بابہا بھی۔ پھر کوئی مسلمان انحضرت کے علوم پر کیونکر اعتراض کرسکتا ہی کیونکہ رسول اللہ اسکے دار الحکمۃ ہین یا مدینۃ العلم۔ تو اس دروازہ سے جو کچھ خارج ہوگا وہ اس مدینۃ العلم و دار الحکمۃ ہی سے نکلیگا اور حضرت پر عرض باتفاق فریقین کافر ہے۔
تیسرا درجہ وجاہت ہی جس سے مراد یہ ہے کہ حق تعالے اپنے خاص بندونکی طعن معاندان و تہمت عیوب سے محافظت کرے اور سلاطین جور و امرا کے الزام سے محفوظ رکھے کہ کوئی عیب نہ آسکے۔ خدانے انبیاء اولوالعزم سے دو پیغمبرونکو بنص قرآنی اس سے مخصوص کیا ہی ایک حضرت موسیٰ کو کہ بنی اسرائیل انکو مبروص کہتے تھے تو خدانے فبرءہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیھا فرمایا دوسرے حضرت عیسیٰ کو کہ یہود معاذ اللہ زنازادہ کہتے تھے تو خدا نے وجیھا فی الدنیا والاخرۃ فرمایا۔
یہ معنی اکثر اولیا کو بھی حاصل ہے چنانچہ ابوبکر کے بارے مین ہے ان اللہ یکرہ فوق السموات العلی ان یخطا ابو بکر فی الارض دوسرے حق مین جناب امیر کے فرمایا اللھم ادر الحق معہ حیث دار کہ خدایا حق کو علی کے ساتھ پھیر جدہر جدہر کو وہ پھیرین اور یہ نہ فرمایا ادر ہ حیث دار الحق کہ علی کو ادہر ادہر پھیر جدہر حق پھرے۔
ابوبکر کا نام یہان لینا تو ہر شخص جانتا ہے کہ محض بپاس خاطر اہل سنت ہے کیونکہ خود روایت بھی وضعی ہے اور بدیہی بھی ہے کہ جو شخص تمامی ظلم و فساد کا موجد ہو وہ کب اسکا مصداق ہوسکتا ہے مگر بہرحال جناب امیر کا وجیہ ہونا تو خود شاہ صاحب کی تحقیق سے ثابت ہی کیونکہ حدیث اللھم ادر الحق معہ حیث دار تو فریقین کی متفق علیہ حدیث ہی جس سے خود عصمت حضرت کی ثابت ہی۔
چوتھا درجہ قطبیت باطنیہ کا ہی جس کا مطلب یہ ہی کہ خداوند عالم اپنے خاص بندون کو اسلئے منتخب کرتا ہے کہ وہ مہبط فیض الہی ہوا ولا اور بالذات ان سے اور لوگون کو فیوض ملین اگرچہ بظاہر کسی نے تلمذ و اکتساب اس سے نہ کیا ہو مثل اسکے کہ شعاع آفتاب کسی

روزن کے ذریعہ سے مکان مین پہونچے تو پہلے وہ روزن روشن ہوگا اوسکے واسطہ سے تمام مکان اس کا نام قطب ارشاد ہے بخلاف قطب ارخلاصہ یہ کہ یہ صفات بعینہ نہ مخالف اہل سنت ہے نہ مخالف تفضیل شیخین ہے کیونکہ اہل سنت کا اتفاق اسپر ہے کہ مراد اس سے اکثریت ثواب ہے اور جایز ہے کہ خداوند عالم اپنے بعض بندونکو زیادتی ثواب سے مخصوص کرے اگرچہ فضایل وکمالات مین دوسرا اوس سے افضل ہو مصنف کتاب ہمعات (شاہ ولی اللہ صاحب) کے نزدیک تفضیل شیخین کا مدار شبیہ انبیا پر ہے سیاست امت مین اور رفع شبہات وترویج دین مین اور آمین کہ آدمیون کہ آدمیون کو بدعت سے محفوظ رکھین اور اجراے جہاد کرین اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر مین جس مین شیخین کی زیادتی اظہر من الشمس ہے اسیلئے اکثر متکلمین نے کہا کہ تفضیل بتوفیق ہے نہ بہ فضایل۔

یہ خلاصہ ہے تقریر شاہ عبدالعزیز صاحب کا جس مین جابجا اونہون نے عمر وابوبکر کا نام بھی لیا ہے اور اونکو بھی سنبہالتے گئے ہین مگر ہمکو اس سے بحث نہین کیونکہ مقصود اولی تو اثبات عصمت ایمہ اطہار ہے نص شاہ ولی اللہ صاحب وشاہ عبدالعزیز صاحب سے بخوبی ثابت ہوا۔

رہا شیخین کا بار بار نام لینا تو چونکہ اونکی عصمت کا نام لینا خلاف عقاید مسلمہ اہل سنت ہے لہذا سب فضول وبیکار ہے نہ اہل سنت اونکو یہ درجہ دیتے ہین نہ فرقہ شیعہ جو عام طور سے اونکو منافق جانتے ہین پھر ایسی تقریر سے کیا حاصل جو خلاف اصول مسلمہ فریقین ہو۔

قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی اپنی کتاب سیف مسلول مین لکھتے ہین۔ خاتمہ در ذکر ایمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم بدان کہ امامت چند معنی وارد کیے معنی مخترعہ وافض کہ اصلا آنرا اثبوتے نیست وبطلان آن بیان نمودیم دوم بمعنی خلیفہ وذکر آنہم سابق رفتہ زیرا بمعنی ہم اطلاق لفظ امام بران اکابر سواے علی مرتضی وحسن مجتبی ومحمد مہدی درموع دافترا است سوم بمعنی پیشواے ملت وبا ینمعنی اطلاق بر اکثر اکابر ہست

برده می شود و چون امام ابو حنیفه و امام شافعی پس بر پایه اہلبیت ہم بطریق اویسی برده شود که دیگر اکابر امت را در علوم ظاہر و باطن بیشتر رجوع بان اکابر افتاده خصوص امام محمد باقر و جعفر صادق و بعضے از اکابر اولیاے امت را کشف صریح کہ یکی از اسباب علم است و سابق در اسباب علم مذکور شده امام را بمعنی دیگر ظاہر گشته و آن آنست که فیوض و برکات کارخانه ولایت که از جناب الہی بر اولیاء الله نازل می شود بر یک شخص نازل میشود و از ان شخص قسمت شده بہر یک از اولیاے عصر موافق مرتبه و به حسب استعداد او میرسد و ہیچکس را از اولیاء الله بے توسط او فیضے نمیرسد و کسی از مردان خدا بے وسیله او درجه ولایت نمیابد اقطاب جزئی و اوتاد و ابدال و نجبا و نقبا و جمیع اقسام اولیاے خدا بوے محتاج می باشند صاحب این منصب عالی را امام و قطب ارشاد بالاصالت نیز خوانند و این منصب عالی از وقت ظہور آدم علیه السلام بروح پاک علی مرتضی کرم الله وجهه مقرر بود که پیش از نشاء عنصری آنحضرت ہم در امم سابقه ہرکرا درجه ولایت میرسید بتوسط روح پاک آن حضرت میرسید و بعد وجود عنصری تا وقت رحلت او از صحابه و تابعین ہمه را این دولت بتوسط او رسیده و بعد رحلت او این منصب عالی به حسن مجتبی و بعد از وے حسین شہید کربلا بسبب امام زین العابدین پسر به امام محمد باقر بعد از ان بجعفر صادق پسر به موسی کاظم پسر به علی رضا پسر به محمد التقی بعد از ان بعلی النقی پسر به حسن العسکری علیہم السلام آن منصب عالی مفوض گشته و بعد وفات عسکری علیه السلام تا وقت ظہور سید الشیخ غوث الثقلین محی الدین عبد القادر الجیلی این منصب عالی بروح حسن عسکری علیه السلام متعلق بود چون حضرت غوث الثقلین پیدا شد این منصب مبارک بوے متعلق شد و تا ظہور محمد مہدی این منصب بروح پاک غوث الثقلین متعلق باشد و لہذا آن حضرت قدس سره قال قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله فرموده باین بیت ترنم نموده شعر افلت شموس الاولین و شمسنا ابدا علی افق العلی لا تغرب یعنی فرو رفتند آفتابہاے دیگر اولیاء کرام پیشین و آفتاب ما یعنی ایمه عظام ہمیشه بر افق بلند عہد باشد غروب نه نشود و چون امام محمد

مہدی ظاہر شود این منصب عالی بوے مفوض گردد تا انقراض زمان بوے مفوض باشد
و باین قول کہ روح امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ و ائمہ ہمراہ انبیاء پیشین بود. بحکم
المکذب قد تصدق امامیہ ہم گفتہ اند لیکن باغلطہاے بسیار دران و قول غوث الثقلین
و اخی و خلیلی کان موسی بن عمران نیز بران دلالت دارد و این مدعا بکشف و الہام
ثابت شدہ و استنباط این مدعا از کتاب اللہ و از حدیث سرور پیغمبران صلے اللہ علیہ
وسلم نیز میتوانیم کرد قال اللہ تعالی قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی
یعنی سوال نیکنم از شما ہیچ اجرت نیخواہم لیکن میخواہم از شما دوستی اقرباے من وجہ
استنباط آن است کہ انبیاے سابق لا اسئلکم علیہ اجرا ان اجری الا علی اللہ
گفتہ اند اصلا اجرت بر فریضہ تبلیغ رسالت درخواست نکردہ اند و جہ احتمال درخواست
اجرت بود پیغمبر ما را صلے اللہ علیہ وسلم حق تعالے بہ تغیر اسلوب کلام امر فرمودہ حکمت
دران آنست کہ شرائع انبیاے سابق بعد وفات آنہا منسوخ می شد و این شریعت
موبد است پس انسان را باید کہ بعد رحلت پیغمبر بنائب پیغمبر رجوع آرند لہذا
آن سرور علیہ السلام براے شفقت بر امت خود رہنموئی کردہ بہ محبت آل خود ارادت
فرمود بہ تشبث دامان پاک آنہا کہ وارثان پیغمبر و دروازہ علوم وے اند و لہذا قال
علیہ السلام ترکت فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اہل بیتی یعنی گذاشتم بعد شما
دو وسیلہ محکم قرآن مجید و آل خود را و قال علیہ السلام انا مدینۃ العلم و علی بابہا
من شہر علم و علی دروازہ آن شہر است مراد ازین علم علم ظاہر نیست کہ بعد اصحاب ہمہ دران
شریک بودند بلکہ مراد از علم باطن است پس محض براے تحصیل علم باطن اشارہ بسوئے
علی و آل پاک او رفتہ و بہ محبت آنہا امر صادر شدہ حیث ما قال من کنت مولاہ
فعلی مولاہ و قال حب علی عبادۃ غرض از محبت آل است کہ محبت باطن دیدہ از رنگ
پیری می گردد و قال علیہ السلام المرا مع من احب انتہی۔

اس تحریر میں بھی قاضی صاحب نے اپنے اظہار کو بذریعہ نزد دل خود من جانب اللہ ہونا
ہی اور تسلیم کیا ہے کہ کسی شخص کو علیہ السلام اللہ سے کسی قسم کا فیض بغیر ... ائمہ

بندی علیہم السلام اور وقت ظہور آدم سے یہ درجہ روح جناب امیرالمومنین کو حاصل ہے
کہ قبل از خلقت دنیوی بھی امم سابقہ مین جسکو ولایت ملی جناب امیرع کی بدولت ملی
اور بعد وجود ظاہری صحابہ و تابعین سے جس کسیکو یہ دولت ملی ولایت ملی حضرت ہی
بدولت۔ بعد جناب امیرالمومنین ہو یہ عہدہ جناب امام حسن مجتبیٰ پھر جناب امام حسین شہید
کربلا سے متعلق ہوتا یہ جناب امام حسن عسکری علیہ السلام۔
رہا عبدالقادر جیلانی کا تذکرہ تو چونکہ یہ خاص اون کے معتقدات سے ہی لہذا ہمکو بحث نہین
کیونکہ اکثر علماے اہل سنت ان کے کفر کے قایل ہین۔ ہمکو تو حکم خدا ورسول سے مطلب ہے
کہ حضرت نے اپنی امت کو قرآن و اہل بیت کے حوالہ کیا ہے۔
یہ قاضی ثناء اللہ صاحب کوی معمولی شخص نہین ہین بلکہ علم الہدیٰ انکا لقب ہے اور
شاہ صاحب انکو بیہقی زمانہ کا خطاب دیتے ہین خدا کرے کہ ایڈیٹر اہل حدیث مولوی
ثناء اللہ صاحب امرتسری بھی اس تقریر پر ایمان لائین کہ ہمنامی کا اثر نمایان ہو۔
آخر مین ہم قاضی ملا محمد معین لاہوری کی عبارت لکھتے ہین جو دراسات اللبیب مین
لکھتے ہین صفحہ ۱۴۳ ووجہ ثانی اہل البیت سلام اللہ نعم علیہم اجمعین و
حقیتہ حدیث التمسک المشہور وفتشنا عن مخرجیہ فاذا ہو مخرجیہ
ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری فی صحیحہ ولفظہ من حدیث
زید بن ارقم قال قام فینا رسول اللہ خطیبا فحمد اللہ واثنی علیہ
ثم قال اما بعد یا ایہا الناس انما انا بشر مثلکم یوشک ان یاتینی رسول ربی
عزوجل فاجیبہ وانی تارک فیکم الثقلین اولہما کتاب اللہ عزوجل فیہ
الہدی والنور فتمسکوا بکتاب اللہ عزوجل وحث وابہ وحث فیہ
ورغب فیہ ثم قال واہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل بیتی ثلث مرات الحدیث
فنظرنا فیہ فوجدنا یعبر عن القرآن واہل البیت بالثقلین وہو کل نفیس خطیر
مصون فیفہمنا نفاسۃ اہل البیت وخطرہ وصونہ من قبیل کل تلک
الاوصاف التی اقترانہم بینہما من ذلک وعلمنا ہذہ الاوصاف وغیرہا

للقران یرجع محصلہا الی افادۃ علوم المعارف الالهیة و الاحکام الشرعیة فظننا انهما ای اهل البیت علی منوالها ای القران راجعة الی افادۃ تلک العلوم وقد اعتضد ظننا فی هذا قوله م فی هذا الحدیث یوشک ان یاتینی رسول ربی فاجیبه وانی تارک فیکم الثقلین فان النبی لا یوصی بعده الا بالقیام علی الحق والسنة فترک الثقلین فیها والوصیة لهما لیس الا لکونهما خلیفتین منه فی الارشاد اور ہمنے پایا حق بین اہلبیت کے حدیث تمسک کو جو مشہور ہے اور تلاش کیا ہمنے اون محدثین کو جنہوں نے اپنی کتابون مین اس حدیث کو ذکر کیا تو پایا اونمین مسلم بن حجاج کو کہ اونہون نے اپنی صحیح (مشہور بہ صحیح مسلم) مین اس حدیث کو لکھا کہ زید بن ارقم راوی ہین کہ حضرت نے بعد حمد و ثنا خطبہ مین فرمایا ایہا الناس مین بھی مثل تمہارے آدمی ہون اور جلد یہ امر ہوگا کہ ملک الموت پیغام لاوے اور مین قبول کرون مین تم مین دو چیزین نفیس بزرگ چھوڑے جاتا ہون ایک کتاب خدا جسمین ہدایت ونور ہے دوسرے میرے اہل بیت مین یاد دلاتا ہون تمہین خدا کو اپنے اہل بیت کے بارہ مین یہ کلمہ تین مرتبہ فرمایا پس ہمنے اس حدیث مین نظر کی تو دیکھا رسول اللہ نے قرآن و اہل بیت کو ثقلین فرمایا ہے اور ثقل ہر نفیس و بزرگ محفوظ کو کہتے ہین تو ہم سمجھے کہ نفاست اہل بیت اور بزرگی و حفظ اون کا از قبیل اون اوصاف کے ہے جو قرآن کے لئے ہین کیونکہ جمع کرنا درمیان قرآن اور اہل بیت کے بسبب جمع ہونے ان اوصاف کے ہے درمیان دونون کے اور معلوم ہوا کہ مرجع غرض ان اوصاف کی راجع ہے طرف افادۂ علوم معارف الہیہ و احکام شرعیہ کے تو اب معلوم ہوا کہ یہی اوصاف اہل بیت مین بھی بطور قرآن کے راجع ہین طرف افادہ انہین علوم کے اور موید اسکا وہ قول حضرت ہے کہ فرمایا قریب ہے مین اجابت کرون دعوت خدا کی کیونکہ رسول جب وصیت کرینگے تو امر حق کی اور سنت کی پس حضرت کا ثقلین کو اپنی امت مین چھوڑنا اور وصیت کرنا دونون کے لئے اسلئے ہے کہ وہ دونون (کتاب اللہ و اہل بیت رسول) خلیفہ ہین حضرت کے ہدایت وارشاد مین۔

| انکار اہل سنت از عصمت اہلبیت و ملکہ | اس تقریر سے جہان عصمت و وجاہت و حکمت و طہارت و بینت |
|---|---|

ایمہ اطہار علیہم السلام بنص شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز دہلوی و قاضی ثناء اللہ پانی پتی
معلوم ہوی وہان یہ بھی معلوم کر نا خالی از فایدہ نہین ہے کہ حضرات اہل سنت عصمت انبیا و
ملایکہ کے بھی قایل نہین ہین جس سے معلوم ہوا کہ مطابق مذہب اہل سنتہ صرف ایمہ اطہار علیہم السلام
معصوم ہین نہ اور کوی۔ چنانچہ بحرالعلوم اہل سنت مولوی عبدالعلی صاحب لکھنوی شرح
مسلم الثبوت مین لکھتے ہین۔ ص ۵۹ ج ۲

ولا تصغ الی قول من یقول ان الانبیاء کیف یخطئون فی احکام اللہ تعالی فان ھذا القول قد صدر من شیاطین اھل البدع کالروافض وخیارھم المتراھل الحق من اھل السنۃ والجماعۃ القامعین للبدع عنا کثرھم اللہ تعالی یجوزون علی الانبیاء الخطاء کما ظھر فی اساری بدر من سید العالم صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ وکیف وقع من داؤد فی الحرث و فی الحکم لاحد المراتین مع کونہ للاخری کما ھو مشروح فی الصحیحین وکیف وقع موسی حین فعل باخیہ ھارون ما فعل وحین قال لمن سال ھل احد اعلم منک لا احد اعلم منی فاوحی اللہ الیہ عبدنا خضر کما اخرجہ الشیخان وکیف وقع لنوح حین سال نجاۃ ابنہ من الغرق علی ما ھو المشھور

یعنے اون لوگون کی بات نہ سنو جو کہتے ہین کہ انبیا کیونکر خطا کر سکتے ہین احکام خدا مین کیونکہ یہ قول شیاطین اہل بدعت ہی روافض وغیرہ سے کیا نہین دیکھتا کہ اہل حق اہل سنت والجماعت سے جو قامع بدعت ہین وہ تجویز کرتے ہین خطا کو انبیا پر جیسا کہ خود سید عالم سے ظاہر ہوا قیدیان بدر کے بارے مین اور حضرت داود سے ظاہر ہوی خطا حرث کی بارہ مین اور اون دونون عورتون کے بارے مین جو دوسرے کی تہی جیسا کہ صحیحین مین مشرحا مذکور ہے اسیطرح حضرت موسی سے خطا ظاہر ہوی اوس مین جو اپنے بہائی ہارون کے ساتہ کیا اور اسمین کہ ایک شخص نے پوچہا کیا آپ سے بڑہ کر کوی عالم ہے تو حضرت موسی نے کہا نہین جسپر خدا نے وحی کی کہ ہان میرا بندہ خضر جیسا کہ صحیحین مین ہے ایسا ہی حضرت نوح کا سوال کرنا ہے اپنے فرزند کے بارے مین کہ اوسکو نجات دے غرق سے۔

اس تحقیق نے آپکو بتا دیا کہ اہلسنت والجماعت جو مدعی ہین اہل حق ہونے کے وہ صرف انبیا کے خطا کی تجویز ہی نہین کرتے بلکہ اسکے قایل ہین کہ ان حضرات سے خطا ہین ہوئین حتی کہ خود سرور انبیا فخر المرسلین سے بھی خطا ہوئی تو اب معلوم ہوا کہ مطابق تحقیقات اہل سنت صرف ایمہ معصوم ہی ایسے ہین جو معصوم ہین کیونکہ جب حکم خدا مین انبیا سے خطا کی تو اب کون درجہ باقی رہا۔

یہ تحقیقات تو حنفیون کی تھی جو مدعی سواد اعظم ہونے کے ہین اب تحقیقات علماے اہلحدیث کا ملاحظہ ہو علامہ صدیق حسن خانصاحب بغیۃ الرایدین لکھتے ہین صفحہ ۷۹ معصوم ماندا از کفر قبل وحی و بعد آن اجماعا و صغایر عمدا جایز است نزد جمہور و سہو اخود بالاتفاق روا است مگر آنچہ موجب نفرت و وال بر خست باشد مثل دزدیدن لقمہ و کم کردن دانہ در وزن۔

پھر لکھتے ہین و معتزلہ بر امتناع رفتہ اند و شیعہ صدور صغیرہ و کبیرہ را پیش از وحی منع کنند ص ۷۹ جس سے معلوم ہوا کہ انبیا سے خطا و گناہ کا ہونا بہ اتفاق تمامی اہل سنت قبل از نبوت و بعد نبوت دونون جایز ہے صرف شیعہ اور معتزلہ اسکے قایل ہین کہ قبل از وحی بھی صغیرہ و کبیرہ اون سے نہین ہو سکتا۔

نواب صدیق حسن خان نے حصول المامول صفحہ ۹۸ مین پوری تحقیقات اسکی کی ہے کہ انبیا علیہم السلام کا درجہ ایک معمولی مجتہد کے برابر تہا یعنی وہ پابند احکام خدا نہ تھے بلکہ اپنی راے اور اجتہاد سے کام کرتے چنانچہ شافعی وغیرہ جو قایل توقف ہین اونکے جواب مین لکھتے ہین ولا وجہ للوقف فی مثل ہذہ المسئلۃ للادلۃ الدالۃ علے الوقوع علی انہ یدل علی ذلک دلالۃ واضحۃ ظاہرۃ قولہ تعالی عفی اللہ عنک لم اذنت لھم فعاتبہ علی ما وقع منہ ولو کان ذلک بالوحی لم یعاتبہ ص ۹۸۔

یعنی کوئی وجہ توقف اس بارے مین نہیں ہے کیونکہ تمامی دلایل دلالت کرتے ہین اسکے وقوع پر جس پر سب سے دلیل واضح ظاہر قول خدا ہے عفی اللہ عنک لم اذنت لھم جس مین خدا نے حضرت پر عتاب کیا ہے اوس امر پر جو واقع ہوا اور اگر یہ امر بوحی ہوتا تو ہرگز عتاب نہ کرتا۔

یہی مضمون کچھ تفصیل سے ارشاد الفحول الی علم الاصول امام شوکانی صفحہ ۲۱۴ میں بھی موجود ہے یدل علی ذلک دلالۃ واضحۃ ظاہرۃ قول اللہ عزوجل عفا اللہ عنک لم اذنت لہم فعاتبہ علی ما وقع منہ ولو کان ذلک بالوحی لم یعاتبہ وامثال ذلک کثیرۃ کمعاتبتہ صلی اخذ الفداء من اسری بدر بقولہ ما کان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض وکما فی معاتبتہ بقولہ تعالی اذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ امسک علیک زوجک الی ما فی کتاب اللہ فی کتابہ العزیز والاستیفاء لمثل ھذا یقتضی البسط طویل۔ جس سے معلوم ہوا کہ خداوند عالم کا عتاب صرف اسی ایک موقع پر نہیں ہوا ہے بلکہ فدیہ اسارای بدر میں بھی خدا نے عتاب کیا اور قصہ زید و حضرت زینب میں بھی خدا نے حضرت پر عتاب کیا اور اون سب آیتوں کا لکھنا جسمیں خدا نے حضرت پر عتاب کیا ہے موجب تطویل ہے لہذا انہیں آیات پر اقتصار کیا گیا۔

تو پھر کسی سنی یا وہابی کی مجال ہے جو عصمت رسول اللہ یا سایر انبیا کو ثابت کر سکے کیونکہ ایک نہیں بہت سی آیتیں اسکی قرآن میں موجود ہیں کہ خدا نے حضرت پر عتاب کیا بخلاف جناب امیر و اہلبیت طاہرین علیہم السلام کہ ایکدفعہ بھی کبھی حضرت پر نہیں عتاب کیا تاریخ الخلفا علامہ سیوطی میں ہے صفحہ ۱۱۶۔

واخرج الطبرانی وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال ما انزل اللہ یا ایھا الذین امنوا الا وعلی امیرھا وشریفھا ولقد عاتب اللہ اصحاب محمد فی غیر مکان وما ذکر علیا الا بخیر واخرج ابن عساکر عن ابن عباس قال ما نزل فی احد من کتاب اللہ ما نزل فی علی۔

یعنی طبرانی و ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ قرآن میں جہاں جہاں یا ایھا الذین امنوا آیا ہے حضرت علی اوسکے امیر اور شریف ہیں اور خدا نے چند جگہ عتاب کیا اصحاب محمد پر مگر حضرت علی کا جہاں ذکر کیا ہے وہاں نیکی ذکر کیا اور ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جس قدر آیتیں قرآن کی حضرت علی کے بارے میں

[illegible] حق کے [illegible] نازل ہوئی
ہین بحیثیت امام شوکانی و مولوی صدیق حسن خان [illegible] صحابہ [illegible]
قائل ہوئے ہین جناب امیر کا مباہلہ مین تذکرہ ہے بخیر [illegible] فقل تعالوا [illegible] آپ [illegible]
نازل ہوا کسی کے بارہ مین نہ نازل ہوا۔
جواب خود حضرات اہل سنت فرماتے ہین جناب امیر اور ائمہ اطہار کی عصمت مین کیا شک
رہا کیونکہ شیعہ تو اور معتبرہ اہل سنت اسلام مین بلکہ قبل از اسلام بھی صرف جناب امیر اور
اہلبیت طاہرین ہی معصوم مشہور ہے یہی وجہ ہے کہ قاضی ثناء اللہ صاحب نے بالاعلان
فرمایا [illegible] بحالی از وقت ظہور آدم بر روح پاک علی مرتضی کرم اللہ وجہہ متقرر بود کہ
پیش از نشاۃ عنصری آن حضرت ہم از امم سابقہ ہر کرا درجہ ولایت میسر شد بتوسط روح پاک
آن حضرت میسر شد و بعد وجود عنصری تا وقت رحلت او از صحابہ و تابعین ہمہ این دولت
بتوسط او رسیدہ و بعد رحلت او این منصب عالی بحسن مجتبی و بعد از وے بحسین شہید
کربلا پیشتر بہ امام زین العابدین بہ ترتیب محمد باقر الی آخرہ تا بہ جعفر صادق کہ وقت ظہور آدم سے
یہ منصب عالی روح جناب امیر سے متعلق تھا کہ امم سابقہ مین بھی جو کوئی درجہ ولایت
کو پہونچا بدولت حضرت کی روح مبارک کے اور [illegible] ظاہری کے بعد صحابہ و تابعین سے جسکو
مرتبہ ولایت ملا حضرت کی بدولت اور بعد رحلت جناب امیر کے بعد وہ جناب امام حسن مجتبی
پھر امام حسین شہید کربلا پھر امام زین العابدین پھر امام محمد باقر پھر امام جعفر صادق سے
متعلق ہوا آخر امام دوازدہم تک۔
تو اب جناب امام جعفر صادق کی تکذیب کسی حدیث پہ اعتراض کرنا خود اہل اسلام ہی مین کیا نتیجہ کرتا ہے
کیونکہ قول معصوم پر معترض تو صرف کافر ہی ہو سکتا ہے نہ مسلمان۔
اب [illegible] صاحب غور فرماتے ہین کہ آپکو اس اعتراض سے کیا نتیجہ ملا کیونکہ یہ تفسیر جناب امام
جعفر صادق علیہ السلام ہے جسپر کوئی مسلمان تو اعتراض نہین کر سکتا
[illegible] حدیث [illegible] رسول [illegible] انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی [illegible]
[illegible] امام معصوم [illegible]

[illegible] کرنا عموم قرآن سے [illegible] تخصیص [illegible] جائز ہے [illegible]
[illegible] اڈیٹر صاحب افسوس ہے کہ آپکے علامہ ملا امام شوکانی ارشاد الفحول میں [illegible]
فرماتے ہیں ملاحظہ ہو صفحہ ۱۳۴۔

اتفق اهل العلم سلفا وخلفا على ان التخصيص للعمومات جائز ولم يخالف في ذلك احد من يعتد به وهو معلوم من هذه الشريعة المطهرة لا يخفى على من له ادنى تمسك بها حتى قيل انه لا عام الا مخصوص الا قوله تعالى والله بكل شيء عليم قال الشيخ علم الدين العراقي ليس في القرآن عام غير مخصوص الا في اربعة مواضع احدها قوله حرمت عليكم امهاتكم فكل ما سميت اما من نسب او رضاع وان علت فهي حرام ثانيها قوله كل من عليها فان، كل نفس ذائقة الموت ثالثها قوله تعالى والله بكل شيء عليم رابعها قوله والله على كل شيء قدير واعترض على هذا بان القدرة لا تتعلق بالمستحيلات وهي اشياء وقد زيد عليه موضع خامس وهو قوله تعالى وما من دابة في الارض الا على الله رزقها صفحہ ۱۳۵۔

یعنی تمامی اہل علم کا سلف تا خلف اس پر اتفاق ہے کہ عام کی تخصیص جائز ہے کسی شخص نے جو قابل شمار ہے اسکی مخالفت نہیں کی اور شریعت مطہرہ میں یہ امر بدیہی ہے جو صاحب علم پر مخفی نہیں ہے جس سے کہا گیا ہے کہ کوئی عام ایسا نہیں ہے جو مخصوص نہ ہو مگر قول خدا واللہ بکل شیء علیم (کہ عام ہے) کہا شیخ علم الدین عراقی نے کہ قرآن میں کوئی عام ایسا نہیں ہے جو مخصوص نہ ہو مگر چار عام کہ وہ مخصوص نہیں ہیں ایک قولہ حرمت علیکم امہاتکم تو جو مائیں خواہ نسب سے ہو یا رضاعت سے وہ سب حرام ہیں اگرچہ کسی قدر رشتہ اوپر چڑھتا جاوے (مگر آپکے اہلحدیث نے جو یہاں ہمارے مخاطب ہیں دادی کو حلال کر دیا تھا کیونکہ وہ ماں نہیں ہے) دوسرے آیہ کل من علیہا فان کل نفس ذائقۃ الموت تیسرے قول خدا واللہ بکل شیء علیم چوتھے واللہ علی کل شیء قدیر اس پر بھی اعتراض کیا گیا ہے کہ [illegible] محالات سے متعلق نہیں ہوتی اور [illegible] نہیں آیات سے [illegible]
[illegible] ہے کہ [illegible] تخصیص [illegible]

[illegible] قرآن کے عموماً مستعمل [illegible] ہیں [illegible] ان [illegible]
اما جعفر صادق ہمنے [illegible] آیہ عام کو اگر خاص کیا ذکر فقو کیا جگہ قول ابن عباس [illegible]
[illegible] قرآن مین ایسی ہین جو خاص جناب امیر کے لیے [illegible] مین نازل ہوئین [illegible]
[illegible] تخصیص مین بشدو وسعت دیگئی ہے کہ تخصیص بالعقل بھی جایز ہے چنانچہ [illegible]
[illegible] النحو [illegible] کے صفحہ ۹۹ مین ہے وقال الرازی فی المحصول فان قیل لو جاز التخصیص
بالعقل فہل یجوز النسخ بہ قلنا نعم یعنی اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جب عقل سے تخصیص جایز
ہوا تو کیا نسخ بھی عقل سے جایز ہے تو کہین گے کہ ہان جس سے معلوم ہوا کہ عقل کو صرف یہی
مرتبہ نہین ملا ہے کہ وہ قرآن کی تخصیص کرے بلکہ یہ درجہ بھی حاصل ہے کہ وہ قرآن کو
منسوخ بھی کرسکے لہذا تمامی اہل سنت کو مبارکباد۔

## قال المخاطب المقام مدیر النجم

دوسری حدیث الحسین بن محمد عن معلی بن محمد عن جعفر بن محمد بن عبید اللہ
عن محمد بن عیسی القمی عن محمد بن سلیمان عن عبد اللہ بن سنان عن ابی عبد اللہ
علیہ السلام فی قولہ تعالی ولقد عہدنا الی ادم من قبل کلمات فی محمد وعلی وفاطمہ
والحسن والحسین والائمۃ من ذریتہم فنسی ہکذا واللہ انزلت علی محمد صلی اللہ
علیہ والہ ترجمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ انہون نے فرمایا
اللہ تعالی کا قول ولقد عہدنا الی آدم من قبل کلمات فی محمد وعلی وفاطمہ والحسن والحسین والائمۃ
من ذریتہم فنسی یہ آیت اللہ کی قسم محمد صلے اللہ علیہ والہ پر اسیطرح نازل ہوئی تھی یہ آیۃ
سورہ طہ مین ہے مگر اب اسمین یہ الفاظ نہین ہین فی محمد وعلی وفاطمہ والحسن والحسین والائمۃ
من ذریتہم ان الفاظ کو ملا کر آیت کے یہ معنی ہین بیشک ہمنے آدم کو پہلے ہی محمد وعلی وفاطمہ
حسن وحسین کے بارہ مین چند باتون کی وصیت کی تھی (یعنی انپر عمل کرنے کا حکم دیا تھا) مگر
وہ بھول گئے [illegible] ان الفاظ کے نکل جانے سے صرف اسی قدر باقی رہ گئے کہ آدم کو ہمنے پہلے
وصیت کی تھی مگر وہ بھول گئے اوس وصیت کا بیان نہ رہا وصیت کا بیان نہ ہونے سے
[illegible] ہوا تو یہ آیت کی [illegible] اور اونکی [illegible] قرآن سے

بیان کیا دوسرے یہ کہ حضرت آدم کے قصے مین عجب غلط فہمی پڑگئی اب عام طور پر قرآن مجید کے دیکھنے والے بھی سمجھتے ہین کہ یہ وصیت اوس درخت کے نہ کہانے کی ہوگی جیسا کہ جا بجا قرآن مجید مین مذکور ہے کہ ہمنے آدم کو منع کر دیا تھا کہ اس درخت کو نہ کہانا اور اسکے قریب تک نہ جانا اور درخت کے وہی معنی سمجھ مین آتے ہین جو اہل لغت نے اسکے بیان کئے ہین یعنی کوئی جسم نامی جو از قسم نباتات ہو اب قرآن مجید کے دیکھنے والے یہی سمجھتے ہین کہ آدم نے اوس درخت کا ثمر کھا لیا اسیوجہ سے بہشت اون سے جدا کر لیگئی حالانکہ یہ نہ تھا وہ کچھ اور ہے آدم کسی اور ہی قصور پر جنت سے نکالے گئے تھے انہون نے ائمہ اہل بیت پر ظلم کیا تھا یعنے ان کے مرتبہ عالی کو دیکھکر انہین حسد پیدا ہوا تھا وہ چاہتے تھے کہ یہ مرتبہ انسے چھن جائے اس بدنیتی کے جرم مین وہ جنت سے نکالے گئے جیسا کہ شیعونکی روایتون کا ماحصل ہے۔

**اقول** یہ روایت تحفہ الشیعہ صفحہ ۹۴ جلد ۲ سے لی گئی ہے مگر یہان اوسکا حوالہ نہین دیا پہر بحال اس روایت کا تعلق اس بحث سے تو صرف اسیقدر ہو کہ حضرت نے فرمایا ھکذا و اللہ انزلت علی محمد ص کہ قسم خدا کی یون ہی نازل ہوا محمد پر مگر انڈیٹر صاحب نے اس بحث کو اس قدر طول دیا کہ پناہ بخدا۔ مگر انہیرا ض ... ہم بھی ... کو جواب دینا

اول اعتراض یہ ہو گا کہ اس حدیث مین پنجتن پاک کا نام ہے جس سے ناصبیت نے ان کے جس قدر جوش کہایا ہو کم ہے مگر براہ مہربانی وہ تفسیر در منثور سیوطی جلد اول صفحہ ۶۱ ملاحظہ فرمائین واخرج ابن النجار عن ابن عباس قال سالت رسول اللہ عن الکلمات التی تلقاھا ادم من ربہ فتاب علیہ قال سال بحق محمد و علی و فاطمۃ و الحسن و الحسین الا تبت علی فتاب علیہ یعنی ابن النجار نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا حضرت آدم نے جن کلمات کا تلقی کیا تھا خدا سے وہ یہ تھا کہ سوال کیا بحق محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین جسپر خدا نے انکا توبہ قبول کیا۔

دوسری روایت اوسمین یہ ہے اللھم انی اسالک بحق محمد و ال محمد سبحانک لا الہ الا انت عملت سوء و ظلمت نفسی فاغفر لی انک انت التواب الرحیم اللھم انی

اسئلک بحق محمد وآل محمد۔ صفحہ ۶ جس سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم نے بنا بر
روایت ثانیہ بحق محمد وآل محمد سوال کیا اور بنا بر روایت اول بحق محمد وعلی وفاطمہ وحسن و
حسین سوال کیا تو پھر آپ کیا اعتراض کر سکتے ہیں۔

رہا یہ امر کہ حضرت نے فرمایا ھکذا نزلت علی محمد تو اسکی تحقیقات پہلے ہو چکی کہ
مقصود اسکا یہ ہے کہ اسی معنی میں نازل ہوا نہ یہ کہ یہ الفاظ بعینہا قرآن میں وارد ہوئے
کیونکہ اگر یہ مقصود ہوتا تو حضرت اوسکے بعد یہ بھی فرماتے کہ لوگوں نے نکال ڈالا لہذا معلوم
ہوا کہ مقصود تفسیر ہے جیسا کہ روایات اہل سنت سے ابھی مذکور ہوا کہ رسول اللہ نے کلمات
کی تفسیر میں فرمایا سأل بحق محمد وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین۔

ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں "یہ آیت سورہ طہ میں ہے مگر اوسمیں یہ الفاظ نہیں ہیں فی محمد
وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین والائمۃ ذریتھم" جس سے معلوم ہوا کہ ایڈیٹر صاحب
نہیں الفاظ کو الفاظ محرفہ سمجھتے ہیں اور کلمات کو جزو آیہ قرار دیتے ہیں جو اونکے کمال
قرآن دانی کی دلیل ہے کیونکہ اصل آیہ اسطرح ہے ولقد عھدنا الی آدم من قبل حضرت ابو بصیر
کے تفسیر میں فرمایا کلمات فی محمد وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین یعنی ہمنے آدم سے پہلے سے
وصیت کی تھی ان چند کلمات کے بارے میں دربارہ محمد وعلی جس سے معلوم ہوا کہ حضرت
کلمات سے آخر تک تفسیر فرما رہے ہیں اور ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں "مگر اوسمیں یہ
الفاظ نہیں ہیں فی محمد وعلی" تو کیا لفظ کلمات داخل قرآن ہے جو آپنے اوسکو یہاں چھوڑ دیا
اگر آپکو اس بیان سے کہ حضرت نے اس فقرہ کو تفسیر میں فرمایا تھا تردد ہو تو تفسیر صافی میں
ملاحظہ فرمائیے کہ اس روایت کے بعد لکھتے ہیں وفیہ وفی العلل والبصائر عن الباقر عہ
عھدنا الیہ فی محمد والائمۃ من بعدہ فترک صفحہ ۳۰۳ کہ کافی وعلل الشرائع وبصائر
الدرجات میں جناب امام محمد باقر سے روایت ہے کہ فرمایا خدا نے محمد اور ائمہ کے بارے
میں عہد وپیمان لیا ہے اون کے بعد میں تو اب بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ مقصود امام تفسیر کی
تصریح ہے۔

حضرت کا مقصود ہرگز اس سے لکھنا ہے فی حدیث قال محمد یشتمل علی وولی الامم

[illegible] المحذوف [illegible] بہا انبیاء اولو العزم سے تعبیر ہی علیہم السلام
ہوا کہ مقصود تفسیر ہو نہ تحریف کریں کلمات بجنسہا داخل ہو گئے تھے کیونکہ الحدیث یفسر
بعضہا بعضاً ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر کرتی ہے مسلم الثبوت ہے۔

اگرچہ جتنی روایات کہ جو سابقاً اس بارے میں مذکور ہو چکیں کہ حضرات اہل سنت
کس قدر تحریف کے قائل ہیں کسی کی ضرورت نہ تھی کہ ہم دوسری نظیر پیش کریں مگر چونکہ ظہیر
صاحب کا یہی منشا ہے کہ وہ قرآن کی تحریف ہی ثابت کرنا چاہتے ہیں تو ہم پھر ایک تازہ
نظیر پیش کرتے ہیں ازالۃ الخفا میں ہے صفحہ ۲۷ مقصد اول عن عثمان انہ قرء ولتکن
منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر ویستعینون اللہ علی ما
اصابہم واولئک ہم المفلحون فقیر گوید معنی این حدیث آنست کہ حضرت عثمان این
کلمہ را از قرآن میدانست زیرا کہ متواتر شدہ در ملت کہ این کلمہ در مصاحف عثمانیہ نبود
بلکہ معنی این سخن آنست کہ این کلمہ از فحوای این آیت مفہوم می شود مانند آنکہ مفسر گوید
وامثال التقریر یقول وامثال اہل التقریر وتوجیہ این کلمہ آنست کہ منصب خلیفہ
راشد بدعوت [illegible] ظاہر و است بزبان بلکہ بہمت بستن و در دفع بلاہاے امت
پیش حق عزوجل نالیدن حاصل آنکہ از متممات خلافت است کہ دفع بلاے امت بدعای
او شود [illegible]

اس سے صاف معلوم ہوا کہ عثمان صاحب اس آیہ کو اسطرح پڑھتے تھے کہ وینہون
عن المنکر ویستعینون اللہ علی ما اصابہم واولئک ہم المفلحون یعنی ویستعینون
علی ما اصابہم کو زیادہ کرکے پڑھتے تھے

اب دونوں روایتوں کو ملاؤ تو خود معلوم ہو جائے کہ جناب امام جعفر صادق جو تفسیر بیان
فرماتے ہیں اور عثمان اسکو اصل قرآن قرار دیتے ہیں کیونکہ عبد اللہ بن سنان کا کہنا
عن ابی عبد اللہ فی قولہ لقد عہدنا [illegible] کہ ابو عبد اللہ سے آیہ لقد عہدنا میں روایت
صاف کہہ رہا ہے کہ حضرت نے [illegible] کی تفسیر میں ارشاد فرمایا [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible] ہے [illegible] تفسیر بیان [illegible]

[illegible] بیان اور ہی ہے [illegible] عثمان صاحب [illegible] قرآن [illegible]

تو یہ تاویل کردی گئی ہے کہ [illegible] تفسیر ہے [illegible] صاحب [illegible]

آنحضرت نے اس آیت کے [illegible] ارشاد فرمایا [illegible]

غلطی - دوسرے یہ تاویل [illegible] صاحب [illegible] غلطی [illegible]

ہے یا تو یہی عثمان میں [illegible] کے حرف [illegible] کہ [illegible] قرآن

نہیں ہے کیونکہ خود عثمان صاحب کا قول نقل کر رہے ہیں [illegible]

العرب بالسنتها یعنے قرآن میں غلطی ہے جسکو عرب اپنی زبان سے درست کر لینگے

تو اسپر پھر کیا دلیل ہے کہ یہ غلطی ان ہی غلطیوں سے نہیں ہے جسکو عثمان صاحب اپنی زبان

سے بتا رہے ہیں کہ یہ غلطی رہ گئی۔

پھر یہ کہنا غلط ہے کہ نحوا سے ینھون عن المنکر سے یستیقنون علے ما اصابھم کا لگانا

ہو کیونکہ نھی عن المنکر اور چیز ہے فریادرسی اور چیز دونوں میں نہ لزوم ہے نہ تلازم۔

غرض جب ایسی صریح روایت میں اسطرح کی تاویل کر دیگئی کہ یہ جملہ عثمان صاحب تفسیری

ہے جسپر کوئی قرینہ نہیں ہے تو پھر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث میں جو بصراحت

تمام تفسیر پر دلالت کرتا ہے۔ تفسیر سے انکار کرنا معاندت حق نہیں ہے تو کیا ہے۔

پھر ہوسی ازالۃ الخفا میں سے ملاحظہ ہو صفحہ ۱۸۲۔ قال رایت عثمان علی المنبر قال یا ایھا

الناس اتقوا اللہ فی ھذہ السرائر فانی سمعت رسول اللہ یقول والذی نفس محمد

بیدہ ما عمل احد قط سرا الا البسہ اللہ رداءہ علانیۃ ان خیرا فخیر و

ان شرا فشر ثم تلا ھذہ الایۃ یا بنی ادم قد انزلنا علیکم لباسا یواری

سوآتکم وریشا (وریاشا لم یقل وریشا) ولباس التقوی ذلک خیر۔

دیکھئے عثمان صاحب اسے منبر پر قرآن کے لفظ ریشا کو ریاشا پڑھ رہے ہیں کوئی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] باتیں [illegible] میں [illegible] کوئی حکم [illegible]

[illegible] میں [illegible] اسکا [illegible]

[illegible] سے دکھائی [illegible]

[illegible] گئی۔

جواب کا اعتراض اگر قرآن پر ہے [illegible] درست ہے کہ بیشک یہاں [illegible]

[illegible] ہے مگر [illegible] اس اعتراض کی [illegible]

کیونکہ اس اعتراض [illegible] کے بارے میں فرماتا ہے [illegible]

[illegible] سورہ نحل [illegible]

[illegible] بیان کرے [illegible] اور اس چیز کو کہ [illegible]

[illegible] کریں۔

[illegible] ہے کہ [illegible] الله کی [illegible] درست [illegible]

[illegible] ہے [illegible]

[illegible]

ہزار برس کے برابر ہے ۔

خداوند عالم نے اس طرح قرآن مجید مین تین مقام پر فرمایا ہے ایک تو اسی سورہ حج مین وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون دوسرے سورہ سجدہ مین فرماتا ہے یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون یعنے وہ امور کی تدبیر کرتا ہے آسمان سے زمین تک پھر اوسکی طرف صعود کرتا ہے ایک روز مین جسکی مقدار ہزار برس ہے تمہاری گنتی سے تیسرے سورہ معارج مین سال سایل بعذاب واقع للکفرین لیس لہ دافع من اللہ ذی المعارج تعرج الملائکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ

پہلی دونون دنیا سے متعلق ہین کہ خداوند عالم ابتداے خلقت دنیا کے متعلق سورہ سجدہ مین جو مکی ہے فرماتا ہے کہ خدا کے نزدیک ایک دن ہزار برس کے برابر ہے ۔ پھر دوسرا جو سورہ حج مین ہے اور مدنی ہے اختتام دنیا کے متعلق فرماتا ہے کہ وہ تعجیل عذاب کرتے ہین حالانکہ خدا کے نزدیک ایکروز ہزار سال کے برابر ہے جس سے معلوم ہوا کہ خدا نے ابتدا اور انتہاے دنیا کے لئے ایک ایک روز ایسا فرمایا جسکی مدت ہزار برس ہے تو اس مین تو کسی طرح کا اختلاف نہین رہا سورہ معارج کا آیہ جسمین پچاس ہزار برس کا دن بتایا گیا ہے تو ظاہر ہے قیامت کے کل امور اس دنیا کے حالات سے مختلف ہون گے لہذا قیامت مین کسی دن کا پچاس ہزار برس ہونا اس کے کیونکر مخالف ہوا جو خدا نے دنیا کے ایام مین سے دو دن کو ہزار برس کا فرمایا ہے حالانکہ اگر دنیا کے دو دن کو بھی خدا کسی کو ہزار برس کسی کو پچاس ہزار برس فرماتا تو اوس مین اختلاف نہوتا کیونکہ تناقض و اختلاف مین اتحاد موضوع محمول مکان زمان سب شرط ہے تو اگر کوئی شخص جمعہ کو ۵ گھنٹہ کا اور پنجشنبہ کو دس گھنٹہ کا کہے تو کیا اسمین اختلاف ہو سکتا ہے حاشا و کلا ہرگز نہین ۔

تفسیر مجمع البیان مین ہے بذیل سورہ سجدہ ای یوم کان مقدارہ لو سار غیر الملک الف سنۃ مما یعدہ البشر خمسمائۃ عام نزولہ و خمسمائۃ عام صعودہ

[illegible]

یعنی مقصود یہ ہے کہ اگر فرشتوں کے سوا بنی آدم سے اس مسافت کو طے کرو آسمان
وزمین کے درمیان میں ہے تو آدمی کے ہزار برس صرف ہوں گے پانچسو برس چڑھنے
اور پانچسو برس اوترنے ۔ یہ تو سورہ تنزیل کے متعلق تہا جو کہ مین نازل ہوا اور نزول
اسکا مقدم ہے کہ پہلے خلقت آسمان وزمین کو جیہ روز مین فرمایا اور پھر آسمان و
زمین کے تفاوت کو بہ اعتبار مسافت انسانی ہزار برس کے برابر فرمایا۔
سورہ حج میں ویستعجلونک بالعذاب مین فرماتا ہے دان یوما عند ربک
کالف سنۃ مما تعدون تفسیر صافی مین ہے فی ارشاد المفید عن الباقر م
اذا قام القائم سار الی الکوفۃ فیھدم فیھا اربعۃ مساجد یعنی جناب امام محمد باقر
علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا جب قائم کا ظہور ہوگا تو زمانہ کو طول ہوگا
جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ یہ حساب ہزار برس کا دنیا و آخرت دونوں سے متعلق
ہے تو اب قیامت کے روز کو پچاس ہزار برس کا کہنا کسی طرح موجب اختلاف و تناقض
نہیں کیونکہ دنیا و آخرت مین آسمان و زمین کا فرق ہے۔ تفسیر صافی مین ہے وفی الکافی
عن الصادق م ان للقیمۃ خمسین موقفا کل موقف مقامہ الف سنۃ ثم تلا
یوم الایۃ وفی المجمع عن النبی قیل لہ یا رسول اللہ ما اطول ھذا الیوم فقال
والذی نفس محمد بیدہ انہ لیخف عن المومن حتی یکون اخف علیہ من صلوۃ
مکتوبۃ یصلیھا فی الدنیا وعن الصادق لو ولی الحساب غیر اللہ لمکثوا فیہ
خمسین الف سنۃ من قبل ان یفرغوا واللہ سبحانہ یفرغ من ذلک فی ساعۃ
وعنہ قال لا ینتصف ذلک الیوم حتی یقیل اھل الجنۃ فی الجنۃ واھل النار
فی النار صفحہ ۳۰۳ یعنی کافی مین جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ قیامت
کے روز پچاس موقف ہین اور ہر موقف مین مقام ہزار سال کا ہوگا تو یہ ایک روز
پچاس روز کا مجموعہ ہوا۔ مجمع البیان مین جناب رسالتمآب سے منقول ہے کہ کسی نے
عرض کیا یہ روز کس قدر طولانی ہوگا تو حضرت نے فرمایا قسم بخدا اس قدر خفیف
ہوگا کہ جتنے عرصہ مین مومن ایک وقت کی نماز ادا کرتا ہے دنیا مین جناب امام جعفر

سے منقول ہو کہ اگر غیر خدا حساب کرتا تو پچاس ہزار برس صرف ہوتا اور خداوند عالم تو ایک ساعت میں فارغ ہو جائیگا اور حضرت نے فرمایا کہ نصف النہار بھی نہ پہونچنے پائیگا کہ اہل جنت جنت میں اور اہل نار داخل نار ہوں گے۔

خلاصہ یہ کہ جب دو روز مختلف الزمان والمکان کی یہ حالت ہو کہ ایکروز کو خدا نے ہزار برس کا فرمایا جو دنیا کا روز ہے اور دوسرا روز پچاس ہزار برس کا جو قیامت کا ہونے والا ہے تو کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا کہ ان دونوں میں اختلاف کیونکہ اتحاد موضوع و محمول زمان و مکان وغیرہ ضروری ہے۔

اسی کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہزار برس یا ۵۰ ہزار برس کی مقدار کس اصول پر ہے اور اوس سے کیا مراد ہے کیونکہ حقیقۃً ہزار سال یا پچاس ہزار سال نہیں مراد ہے بلکہ قدرت خداوند عالم کا اظہار ہے جو کام انسان ہزار برس میں کر سکتا ہے یا ۵۰ ہزار برس میں خدا اوسکو بلکہ اوسکے فرشتے ایکروز میں انجام دیتے ہیں تو پھر اختلاف سے اسکو کیا علاقہ۔

اور لوگوں نے کہا ہے کہ شب غم کی طوالت مشہور ہے باوجود اس بات کے کہ سب راتیں برابر ہوتی ہیں بعینہ دونوں آیتوں میں مقدار یوم بہ اعتبارات و احوال و استعداد ہے دوسرے آیۃ اول میں اظہار قدرت خداوندی ہے اور آیت ثانی میں مقدار قیامت بیان کی گئی ہے۔

مگر یہ بے سمجھی کی بات ہو کیونکہ طوالت شب ہجر یا شب غم ایک خیالی بات ہو اور یہاں تحقیقی ہے جس سے انسان کی عاجزی اور خدا کی قدرت نمایاں ہو اور دلوں پر خوف طاری ہو کہ اطاعت خدا کی طرف متوجہ ہوں۔

**چھٹا اختلاف** وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا یعنی نہیں ہے طاقت واسطے آدمی کے یہ کہ بات کرے اوس سے اللہ مگر وحی کے ذریعہ سے یا پردے کے پیچھے یا بھیجتا ہے کسی پیغام پہونچانے والے کو۔

ورسلا لم نقصصہم علیک وکلم اللہ موسیٰ تکلیما اور ایسے حاصل ہو جاتی

ہین جنکی کہانیین ہمنے تہ مضمون بیان کین اور خوب ہی بات چیت ہوئی ہمارے مولی سے

پہلا آیہ سورہ شوری کا ہے جو مکی ہے جو ایک قانون کلام الہی کا مقرر کیا گیا ہے کہ انسان کو شرف تکلم خدا سے تین ہی طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ بذریعہ وحی یا پردہ یا بذریعہ رسول تو جب خداوند عالم نے بطور حصریہ قاعدہ مقرر کردیا تو حضرت موسی کے بارے مین جو کلم اللہ موسی تکلیما ہے وہ خود تحت مین اوسی قانون کے آگیا کہ خدا نے اسی قانون کے مطابق کلام کیا پھر اختلاف کہان رہا کیونکہ یہ آیہ سورہ نسا کا ہے جو مدنی ہے اور نزولاً بہت متاخر ہے

پیشتر اعتراض مخالفین اسلام کے قرآن پر اسی ترتیب سے ہو رہا ہے کہ مکی کو موخر کیا مدنی کو مقدم جسکی غرض بجز اسکے کچھ نہین معلوم ہوتی کہ کاتبین قرآن اہل مدینہ تھے لہذا اون سورون کو مقدم کیا جو مدینہ مین نازل ہوی تھے اور خلفا و جامعین قران کو بوجہ جہالت کچھہ نہ معلوم ہوا کہ کیا ہو رہا ہے کیونکہ خلفاے ثلثہ سے کوی بھی شریک جمع قرآن نتہا نہ اون کو کسی قسم کی دلچسپی تھی زید بن ثابت نے جسطرح چاہا لکھدیا۔

بہر حال ہمکو اس معترض سے تعجب معلوم ہوتا ہے کہ اوس نے ان دونون آیتون مین اختلاف کس عقل سے تجویز کیا کیونکہ یہان تو اوتنے اختلاف کی بھی گنجایش نہین جتنا کہ پہلی آیتون مین خیال کرسکتے ہین کیونکہ پہلے ایک قانون کلی کلام کرنے کا بتایا گیا ہے اوس کے بعد خاص حضرت موسی سے کلام کرنے کو ارشاد فرمایا۔

پھر اسکی بھی وجہ نہین معلوم ہوتی ہے کہ آیہ کلم اللہ موسی تکلیما کو مخالف کے لئے کیون منتخب کیا حالانکہ اس طرح کا اختلاف تو سارے قرآن مین بھرا ہوا ہے و اذ قال ربک للملائکۃ جب کہا تیرے رب نے ملایکہ سے قال انی اعلم۔ قال یا ادم انبئہم و اذ قلنا للملائکۃ اسجدوا کہا خدا نے کہ ہم جانتے ہین۔ کہا اے آدم خبر دو انکو کہا ہمنے ملایکہ سے

پھر ان آیتون کو چھوڑ کر اتنی محنت کیون کیگئی کہ آیہ کلم اللہ موسی تکلیما منتخب ہوا حالانکہ یہ آیات اور وہ آیہ اس بارے مین مساوی ہین کلم کے معنی بھی کلام کیا ہے اور قال کے معنی بھی کہا ہے۔

اور اگر صرف لفظی اختلاف کی ضرورت تھی کہ ایک جگہ بصورت نفی یکلمہ ہے

ہے اور دوسرے مین کلم ہے تو بھی تو بہت سی آیتین مل سکتی ہین سورہ بقرہ مذکور ایا
۳ منہم من کلم اللہ کہ بعض پیغمبر وہ ہین جنسے خدا سے کلام کیا پھر اتنی تلاش کی کیا ضرورت
تھی وکلمہ ربہ کلام کیا اوس سے رب نے اوسکے۔

غرض اگر اختلاف اسیکا نام ہے تو آپ شوق سے ان آیتون کو بھی ملا لیجے کہ پورے
طور پر قرآن کا اختلاف ظاہر ہو اور تمام عالم کو معلوم ہو اس تحریر کی غرض کیا ہو کیونکہ
مسلم وغیر مسلم سب جانتے ہین حضرت موسیٰ سے کلام بھی بلا واسطہ نہین ہوا تھا ہو
محالات عقلیہ سے ہو کہ خداوند عالم خود کلام کرے اسلئے کہ کلام تو عرض ہے اوس کا
وجود بغیر جسم کے محال ہے پھر خدا مین کلام کیونکر پایا جا سکتا ہو جبکہ وہ جسمیت سے منزہ
ہو بغیر اسکے کہ کسی دوسرے شے مین اوسکو پیدا کرے اسی لئے خدا نے اپنے کلام کرنے کو
بتایا کہ ہم کیونکر کلام کرتے ہین۔

تفسیر مجمع البیان مین ہے وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ ای لیس لاحد من البشر
ان یکلمہ اللہ الا وحیا ان یوحی الیہ وحیا وھو داؤد وحی فی صدرہ فزبر الزبور
او من وراء حجاب ای ویکلمہ من وراء حجاب وھو موسیٰ او یرسل رسولا
وھو جبرئیل الی محمد صلعم صفحہ ۱۲ جلد

یعنی اس آیہ مین جو خدا نے فرمایا کسی بشر کو اسکی طاقت نہین کہ خدا اوس سے کلام
کرے الا بذریعہ وحی تو مراد اوس سے حضرت داؤد ہین جنپر وحی نازل ہوئی اور زبور کو
اونہون نے لکھا اور مراد بذریعہ حجاب سے حضرت موسیٰ ہین جن سے پس پردہ کلام ہوا
یعنی کسی چیز مین آواز پیدا کیگئی اور یرسل رسولا سے مراد ہمارے حضرت رسول اللہ ہین
جنپر حضرت جبرئیل نازل ہوتے تھے۔

پھر نہ معلوم کلم اللہ موسیٰ تکلیما معرض اختلاف مین کیون لایا گیا حالانکہ خاص طور
پر حضرت موسیٰ من وراء حجاب سے مراد ہین۔ افسوس کہ اسی نامہ نگار نے ناحق پنڈت
بھوجدت صاحب کو ایسا دھوکا دیا کہ اونھون نے اس تحریر کو بلا دیکھے شائع کردیا ورنہ اگر
وہ غور کرتے یہ تحریر کسیطرح قابل اشاعت نہ تھی۔

ساتواں اختلاف ہے وبینھما حجاب اور ہوگا ان کے درمیان میں پردہ اور ہے فضرب بینھم بسور له باب باطنه فیه الرحمة وظاهره من قبله العذاب پس مارا جاوے گا درمیان ان کے ایک کوٹ جس کے دروازے میں اندر کی طرف اسمیں رحمت ہو اور جو باہر کی طرف ہے اوس میں عذاب ہو۔

ہمکو آریوں کے فہم و فراست سے ایسی امید نہ تھی کہ وہ اس طرح کا قرآن میں اختلاف دکھائیں گے جس سے جواب دینے والا بھی شرمائے کہ ہم کس کا جواب دے رہے ہیں مگر افسوس نامہ نگار نے بڑا دھوکا دیا۔

کیونکہ پردہ، دیوار میں عام خاص کا فرق ہے۔ حجاب ہر پردہ کو کہتے ہیں خواہ وہ پردہ ہو یا دیوار۔ دیوار خاص ہے تو کیا عام خاص میں بھی اختلاف ہوتا ہے۔

حالانکہ پہلا آیہ سورہ اعراف کا ہے وبینھما حجاب وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیماھم کہ درمیان بہشت و دوزخ کے ایک دیوار ہوگی (اعراف) اور اعراف پر کچھ آدمی ہونگے جو صورتوں سے پہچانے جائیں گے۔

مجمع البیان میں ہے الحجاب الحاجز المانع من الادراک حجاب [illegible] بین الفریقین اهل الجنة والنار ستر وهو الاعراف [illegible] الاعراف سور بین الجنة والنار صفحہ ۴۳ یعنی حجاب مطلق مانع و حاجب کو کہتے ہیں جو ادراک (دیکھنے بھالنے کو) روکے یہاں حجاب سے مراد اعراف ہے جو دیوار ہے درمیان جنت و دوزخ کے۔ پھر نہ جانے کیونکر اس میں اختلاف کا دعوی کیا جاوے حالانکہ حجاب، ستر، سور الفاظ مترادفہ ہیں جو بعض بعض خصوصیتوں سے حسب محل و موقع مستعمل ہوتے ہیں تو پھر اختلاف کہاں رہا کیا کہیں انسان کو بشر کہیں بنی آدم کہنے میں اختلاف ہو سکتا ہے۔

آٹھواں اعتراض ہے قال الذی یقرض الله قرضا حسنا فیضعفه له اضعافا کثیرة جو کوئی قرض دے اللہ کو قرض اچھا پس دوگنا کرے اللہ واسطے اس کے دوگنا بہت یا ایھا الذین آمنوا لا تاکلوا الربا اضعافا مضاعفة ترجمہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت کھاؤ سود دوگنا۔ ہمکو یہاں سود سے تعجب نہیں ہے کہ [illegible]

کیونکہ موجودہ حالت ذکی کفر پر سے جیسا کہ ہو گئے حالات بتا رہی ہے کہ اگر یہ ہوتے ہی تو ثبوت ہے وہ آریہ مت کے خراب کرنے میں مصروف تھے چنانچہ جتنی تحریرین اون کی اہل اسلام کے مقابلہ میں نکلی ہیں وہ سب اسی قسم کی ہیں مگر ہمکو شکایت بجہت صاحب سے تعجب ہوتا ہے کہ اونہوں نے کیا سمجھکر اسکو قرآنی اختلاف میں داخل کیا اگر یہ کہ کیا جاوے دونو شروط سے یعنی قیود سے سفیہون سے مذاق کرر ہے این ورنہ یہ آیہ تو ایسا صاف ظاہر ہے کہ خداوند عالم فرماتا ہے کون ہے جو خدا کو قرض حسنہ دے یعنی اوسکے بندونکو تو خدا صرف قرض ہی نہیں ادا کرے گا بلکہ اوسکے اضعاف مضاعف عنایت فرمایگا۔

اس آیہ کریمہ کو اس سے کیا مناسبت کہ خدا فرماتا ہے قرض دوگنا تگنا کھانا شبلی نے لفظ اضعاف نے شبہ میں ڈالا ہو کہ دونوں آیہ میں مشترک ہے لیکن دونوں میں اختلاف ہے وہ ظاہر اور لفظی وجہ اشتراک بھی نہیں معلوم ہوتی کہ اختلاف کی گنجائش ہو کہاں قرض حسنہ پر خدا کا وعدہ اضعاف و مضاعف اور کہاں سودی معاملہ کی حرمت۔

شاید اسی وجہ سے اب اہل سنت عام طور سے چیلنج دیتے ہیں سود کے قابل ہو گئے ہیں اضعافا مضاعفۃ کی قید ہے لہذا جس سود میں دوگنا تگنا ہو وہ حلال ہے اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۹ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء میں ہے۔

بعض حضرات اضعافا مضاعفۃ کی قید لگا کر ربوا مضاعف دونا دون کو حرام بتاتے ہیں اور غیر مضاعف کو حلال و طیب اعتقاد کرتے ہیں اور آیت لا تاکلوا الربوا اضعافا مضعفہ کو سند میں لاتے ہیں۔

قوله اختلاف لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی دین میں زبردستی نہیں کیونکہ ظاہر ہو گئی ہے راہ ہدایت گمراہی سے۔ اور اس آیت میں اختلاف ہے وقاتلوھم حتی لا یکون فتنۃ ویکون الدین للہ اور اللہ کا فرمان کو جہاں تک کہ باقی نہ رہے جھگڑا اور ہو جائے دین اللہ کا۔

تعجب ہے یہ آیہ کریمہ سے معترض آتا ہے ہم اس لحاظ سے کہ دونوں میں کیسا اختلاف ہے بلکہ اس لحاظ سے کہ کوئی فتین اسلام پر جبر کا دعوای غلطانہ شاہد قریبا ہے

یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا۔ اسلام نے مذہب کے لئے خون ریزی کو جایز رکھا۔ یہ تو مخالفین اسلام کا اعتراض ہے۔

مدعیان اسلام نے اسپر یہ طرہ کیا کہ جتنی آیات و حدیث میں صلح و مصالحہ یا رضامندی کی ہدایتیں ہیں اون سب کو منسوخ کر دیا۔

یہ آیت آیۃ الکرسی کا ایک حصہ ہے جس کے بہت سے فضایل و مناقب وارد ہیں نزول اسکا مدینہ میں ہوا جس سے یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ اسلام کو مکہ میں ایسی مصیبت پیش آئی ہے جس میں اوسکو اس قدر دینے کی ضرورت ہو بلکہ مدینہ منورہ میں پہونچنے اور کسی قدر قوت حاصل ہونے کے بعد یہ آیہ نازل ہوا جس سے یہ یقینا معلوم ہوا کہ اسلام کو کوی خاص مجبوری نہ تھی۔

عنوان کلام بھی کہہ رہا ہے کہ یہ کلام بطور اصول مسلمہ ایک قانون مکمل کے طور پہ نازل ہوا لا اکراہ فی الدین جس میں نکرہ تحت النفی ہے جو عام طور سے مفید عموم ہے جس سے مقصود باری یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمامی اہل اسلام کو اسکا اعلان کرنا چاہیے یہ وہی مضمون ہے جسکا اعلان مکہ معظمہ میں کیا گیا تھا قل یا ایہا الکافرون میں لکم دینکم ولی دین جس سے کم سے کم ہر عاقل اسکو ضروری مان لیگا کہ اسلام اہل عرب میں شر و فساد و خون ریزی کو نہیں چاہتا۔ مکہ میں لکم دینکم ولی دین سنا تا رہا اور مدینہ منورہ میں لا اکراہ فی الدین کا نعرہ بلند کیا۔

(۳) پھر اسی سورہ بقرہ میں فرماتا ہے قل اتحاجوننا فی اللہ وھو ربنا وربکم ولنا اعمالنا ولکم اعمالکم ونحن لہ مخلصون یعنی کہہ تو اے رسول کیا خدا کے بارہ میں تم ہم سے جھگڑتے ہو حالانکہ وہ ہمارا اور تمہارا رب ہے اور ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں اور ہم تو اوسکے لئے اخلاص کرنیوالے ہیں۔

(۴) سورہ قصص میں فرماتا ہے واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ وقالوا لنا اعمالنا ولکم اعمالکم سلام علیکم لا نبتغی الجاہلین یعنی کہ جب وہ بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں ہمارے اعمال ہمارے لئے تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں تم پر سلام ہم جاہلوں

نہیں چاہتے!

(۵) سورہ شوری میں ہے فلذلک فادع واستقم کما امرت ولا تتبع اھواءھم وقل آمنت بما انزل اللہ من کتب وامرت لاعدل بینکم اللہ ربنا وربکم لنا اعمالنا ولکم اعمالکم لاحجۃ بیننا وبینکم اللہ یجمع بیننا والیہ المصیر سچے دین کیطرف بلاؤ اور استقامت کرو جیسا کہ حکم ہوا ہے اور لوگون کی خواہشون کی پیروی نہ کرو اور کہو کہ ایمان لائے اوس کتاب پر جسے خدا نے نازل کیا اور حکم دیا گیا ہے کہ تم لوگون مین عدل کرین۔ اللہ ہمارا اور تمہارا رب ہے۔ ہمارے اعمال ہمارے لئے ہین اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہین ہم مین تم مین کوی بحث تکرار نہین ہے اللہ جمع کریگا درمیان ہم لوگ اور تم لوگ کے اور اوسی کی طرف بازگشت ہے۔

ان آیات کریمہ کو دیکھ کر کون ایسا شخص ہو سکتا ہے جو اسکا دعوی کرے کہ جس مذہب کی یہ ہدایت ہو وہ کبھی عام طور سے خون ریزی کو جایز رکھ سکتا ہے خدا فرماتا ہے کہ اے محمد ہمکو حکم دیا گیا ہے کہ تم مین عدل کرین تو کیا جو شخص مدعی عدل ہو وہ ایسا سخت حکم بھی دے سکتا ہے کہ اگر اسلام نہ لاؤ گے تو قتل کئے جاؤ گے۔ حاشا و کلا کوی عاقل اسکو نہین مان سکتا۔

(۶) سورہ مایدہ مین ہے ولا یجرمنکم شنان قوم ان صدوکم عن المسجد الحرام ان تعتدوا وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب اور قوم کی دشمنی اسوجہ سے کہ تم کو روکا تھا مسجد الحرام سے اسپر تمکو نہ آمادہ کرے کہ زیادتی کرو۔ تم مدد کرو نیکی و تقوی پر اور نہ مددگاری کرو گناہ میں عدوان پر کہ خدا شدید العقاب ہے۔

پھر اوسی سورہ مایدہ مین خداوند عالم فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا کونوا قوامین للہ شہداء بالقسط ولا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون۔ اے ایمان والو ہوجاؤ کھڑے ہونے والے خدا کے لئے گواہی دینے کو اور لوگون کی دشمنی تم کو اسپر نہ آمادہ کرے کہ عدل کرو

انصاف کرو کیہی تقوے کی بات ہو اور خدا سے ڈرتے رہو۔ کہ وہ خبردار ہے ساتھ تمہارے اعمال کے
ان آیات قرآنیہ کو دیکھ کر ایک متنفس بھی نہین کہہ سکتا ہے کہ جس مذہب نے اسطرح کے
احکام مخالفین اسلام کی شان مین صادر کئے ہون وہ کبھی ایسا حکم عام نہین دے سکتا کہ جہان
پاؤ مشرکون کو قتل کر ڈالا بہ ضرورت۔

آیات قرآنی اکثر مجمل ہین مگر تفہیم مطالب مین ایسے واضح ہین کہ کسی طرح مخالفین اسلام
کامیاب نہین ہوسکتے مگر خدا رحم کرے اوس جہادی فرقہ پر جسنے نہ خلافت کو خاندان رسالت
سے نکالا بلکہ قرآن کو جلایا اور تیر باران کیا۔ اوس نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس طرح
کی روایتین بھی وضع کین کہ تعلیم قرآنی غلط سمجھی جاتی رہین۔

شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی تفسیر عزیزی مین لکھتے ہین بہ صفحہ ۲۱۹ و مشہور انست
کہ این سورہ منسوخ است بایت قتال لیکن تحقیق انست کہ منسوخ نیست زیراکہ مضمون
این سورہ کمال تباعد دین کافران و دین مسلمان است نہ عدم تعرض ملکہ در رد مسلمانان
جہاد و قتال داخل است پس منسوخ بودن آن بایت قتال ہیچ جہے ندارد۔

جس سے معلوم ہوا کہ علمائے اہل سنت نے خلاف تحقیق یہ مشہور کردیا تھا کہ یہ سورہ
منسوخ ہے پیرتہائے اسلام کیونکر بدنام نہ ہو۔

زیادہ تعجب تو یہ ہے کہ جو افترا خدا اور رسول پر محض ملک گیری اور حکومت کی
کے لئے کیا گیا تہا اوسکا اثر اب تک باقی ہے یعنی نہ آپ کبھی جہاد کرسکتے ہین جہاد کا
نام لے سکتے ہین مگر بزرگون کی جو تعلیم جاری ہو چکی وہ اب تک جی ہوئی ہے ملاحظہ ہو
اصلاح نمبر ۱۲ جلد ۱۲ بابت ماہ ذیحجہ صفحہ ۴۹۔

ایک شخص اہل سنت نے اس بحث خلاف قرآن کے جواب مین خاص ایک رسالہ
نکالا ہے جسکا نام ہے ’’مہاشہ ست دیو کا ناف و گزاف‘‘ وہ اس اعتراض کے
جواب مین لکہتے ہین۔ جواب مہاشہ جی قاعدہ ہے کہ ڈاکٹر اول زخم کی مرہم پٹی کرتا
ہے اگر زخم اچھا نہین ہوتا تو شگاف دیتے ہین اسیطرح خداوند عالم نے اول حکم
لعفو کیھوڑنے کا کیا تاکہ اصلاح پذیر ہوجا مین اور دوسری آیت مین جو اس آیت

اول کے بعد نازل ہوی ہے قتل حکم مشرکین دیا تاکہ جڑ پکڑ کر فساد نہ پھیلائین جیساکہ وہ عضو کاٹ ڈالا جاتا ہے جو اپنی خرابی کے سبب دوسرے صحیح اعضا کا مزاج فاسد کرے اس سے معلوم ہوا کہ آیت اول ایک وقت تک خاص تھی اور آیت ثانی اسکے بعد کا حکم ہے پھر اختلاف کے کیا معنی بلکہ یہ تو دو اصول ابتدای اور انتہای حالت کفار کے بیان کئے گئے ہین کہو اب کچھ سمجھے ۵ اکیلے گھر سے نہ نکلا کرین وہ راتون کو خدا کرے وہ سمجھ جائین میری باتونکو۔"

اس جواب کو دیکھئے اور پھر خدا کی شان ملاحظہ ہو کہ اتنی آیات قرآنی صرف آپکے ایک جملہ سے منسوخ ہوگئیں کیسے جب جواب دینے کا یہ طریقہ ہوگا تو کیونکر نہ آریہ کو غلبہ ہوگا اور مسلمان اسلام چھوڑ کر آریہ نہین بنین گے۔

کاش یہ شخص اسپر غور کرتا کہ دونون آیتون مین کسیطرحکا اختلاف بھی ہو جو کہا جای دونون مین اختلاف یا ایک دوسرے کا ناسخ ہے۔

کیون آریہ صاحب! یہ تو آپکو معلوم ہے کہ گورنمنٹ نے تمام مذاہب کی آزادی دیدی تو کیا جاہلوں نہین یا انارکسٹانہ جرایم مین جو سزا دی جاتی ہے تو آپ کہ سکتے ہین کہ آزادی کے خلاف ہے اسیطرح آیہ لا اکراہ تو ملکی قانون ہے اور آیہ قاتلوھم مارشل لا ہے باغیون کے لئے۔ ایک قانون مستقل ہے دوسرا قانون موقت۔

ملاحظہ ہو سلسلہ وار آیات سورہ بقرہ پارہ ۲ رکوع ۸۔

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین واقتلوھم حیث ثقفتموھم واخرجوھم من حیث اخرجوکم والفتنۃ اشد من القتل ولا تقاتلوھم عند المسجد الحرام حتی یقاتلوکم فیہ فان قاتلوکم فاقتلوھم کذلک جزاء الکافرین فان انتھوا فان اللہ غفور رحیم وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ فان انتھوا فلا عدوان الا علی الظالمین۔

ترجمہ۔ خدا کی راہ مین تم اون سے لڑو جو تم سے لڑتے ہین اور زیادتی نہ کرو کہ خدا

نہین دوست رکہتا زیادتی کرنے والون کو اور اونکو جہان پاؤ قتل کرو اور نکالدو
جہان سے تمکو نکالا ہے اور فساد قتل سے زیادہ سخت ہی اور نہ لڑو اون سے نزدیک
مسجد الحرام کے جبتک تم سے وہ نہ لڑین وہان پس اگر لڑین تو تم بھی لڑکر قتل کرو یہی
سزا ہے کافرون کی اور اگر وہ باز آجاوین تو خدا غفور رحیم ہے اور اون سے اوس
وقت تک لڑتے رہو کہ فساد نابود ہوکر دین خدا جاری ہوجائے پس اگر وہ فساد سے
باز آئین تو ظالمون کے سوا کسی پر زیادتی نہین ہے۔

مسافرین یہ زیادتی کیگئی کہ ترجمہ مین فتنہ کا ترجمہ کفر کیا گیا ہے اگر قصداً ہوا تو معاذ اللہ
اور اگر غلطی سے ہوا ہے تو خیر۔

اس ترجمہ سے مطلب بالکل بدل گیا کیونکہ اس ترجمہ پر لازم آتا ہے کہ حکم جہاد اوس
وقت تک ہی کہ کفر دنیا سے دور ہوجائے حالانکہ خدا فرماتا ہی اس قدر جہاد کرو کہ فتنہ
وفساد دور ہوجائے جو نہایت عاقلانہ اور حکیمانہ حکم ہے کیونکہ کوئی شخص فتنہ وفساد
کو پسند نہین کرتا۔ تمام امکانی قوت سے اوسکا دفع کرنا واجب ہی مگر چونکہ آیہ لا اکراہ
اور اس آیہ مین تعارض دکھانا تھا اسلئے یہ بیجا تصرف کیا گیا کہ فتنہ کا ترجمہ کفر کیا
گیا جو کسیطرح جایز نہین۔

ان آیات کریمہ کو دیکھ کر معمولی عقل کا آدمی بھی کہہ سکتا ہے کہ یہ حکم اس غرض سے
نازل ہوا کہ جو کفار مسلمانون کو ستاتے تھے۔ قتل کرتے تھے اون سے قتال کرنے کی اجازت
دیگئی ہے کہ اب تم بھی اونسے لڑو جو تم سے لڑتے ہین مگر زیادتی نہ کرو۔ تم بھی اونکو مکہ سے
نکالو جسطرح تمکو اون لوگون نے نکالا نہ کہ عام طور پر یہ حکم قتال ہوا اس سے آیہ لکم دینکم
ولی دین سے واسطہ ہی کیا؟

مجمع البیان مین ہے وروی عن ائمتنا ان ھذہ الآیۃ ناسخۃ لقولہ
کفوا ایدیکم واقیموا الصلوٰۃ وکذلک قولہ واقتلوھم حیث ثقفتموھم
ناسخ لقولہ ولا تطع الکافرین والمنافقین ودع اذٰھم منسوخۃ
یعنی ائمہ اطہار سے منقول ہی کہ یہ آیہ ناسخ ہے آیہ کفوا ایدیکم واقیموا الصلوٰۃ کی

جسمین حکم تھا کہ تم اپنے ہاتھ کو روکے رہو۔ نماز پڑھے جاو۔ کافرون سے جہاد نہ کرو پس آیہ کا ناسخ یہ آیہ ہے جسمین حکم جہاد دیا گیا ہے کیونکہ ھذہ اول آیہ نزلت فی القتال فلما نزلت کان رسول اللہ یقاتل من قاتلہ ویکف عمن کف صفحہ ۲۸۴ یعنی یہ پہلا آیہ ہے جو جہاد کے بارے مین نازل ہوا جس کے بعد رسول اللہ کا یہ معمول تھا کہ جو آپ سے لڑتا اوس سے آپ جہاد کرتے اور جو نہ لڑتا اوس سے باز رہتے۔

اسیطرح دوسرا آیہ واقتلوھم حیث ثقفتموھم ناسخ ہے آیہ ولا تطع الکافرین والمنافقین ودع اذیہم کا کہ پہلے حکم تھا کافرین ومنافقین کی اطاعت نہ کرو اور اونکی اذیتون کو چھوڑ دو جس مین جہاد وقتال کی ممانعت تھی اور اسکا حکم تھا کہ وہ جس طرح چاہین اذیت دین تم جواب نہ دو اب اس آیہ کے ذریعہ سے اجازت ملی کہ تم بھی اوسی طرح کلہ بہ کلہ جواب دو۔

تو اس آیہ کو ناسخ لکم دینکم ولی دین کہنا خدا ورسول پر افترا منیر ہے تو کیا ہے کہ ایسے آزادانہ اور حکیمانہ قول کو جس سے بڑھکر کسی مذہب نے آزادی ندی ہو یہ جہال منسوخ کہتے ہین اور نہین سمجھتے کہ اس سے اسلام پر کتنا بڑا الزام آتا ہے۔

غیر محققین اہلسنتہ تو آیہ لکم دینکم کو منسوخ بتاتے ہین مگر علمائے شیعہ اسکو معجزہ رسول اللہ سمجھتے ہین۔ تفسیر مجمع البیان مین ہے وقد تضمنت السورۃ المعجزۃ للنبی من جھۃ الاخبار بما یکون فی الاوقات المستقبلۃ مما لا سبیل الی علمہ الا بوحی من قبل اللہ سبحانہ العالم بالغیوب فکان ما اخبر بہ کما اخبر وفیہ دلالۃ علی ذم المداھنۃ فی الدین ووجوب مخالفۃ الکفار والمبطلین والبراءۃ منھم ص ۶۲۶

یعنے یہ سورہ شامل ہے حضرت کے معجزہ پر کیونکہ اسمین خبر دیگئی ہے اوس سے جو زمانہ آیندہ مین ہونے والا ہے جس کا علم بغیر وحی کے نہین حاصل ہوسکتا چنانچہ ویسا ہی ہوا جیسا کہ خبر دیگئی تھی اور اس مین مذمت ہے اون لوگون کی جو امر دین مین سہل انگاری کرتے ہین۔ اور وجوب ہے مخالفت کفار ومبطلین کی اور برات اونسے

پھر کس قدر شرمناک ہی یہ امر کہ جو آیہ معجزہ ہو رسول اللہ کا جس مین حضرت خبر دیتے ہین اوس امر کی جو ہونیوالا تھا اور اسی خبر کے مطابق واقع بھی ہوا اوسکو یہ لوگ منسوخ کہتے ہین تو پھر آریہ اگر دونون آیتون مین تعارض نکالتے ہین توکون سے تعجب کی بات ہے طرہ تو یہ ہے کہ اہل سنت اسکے بھی قایل ہین کہ نسخ صرف حکم مین ہوتا ہی خبر مین نہین ہو سکتا مگر صرف فتنہ و فساد کے لئے اس خبر کو بھی کہ آیہ محکم دینکو ولی دین مین خبر ہے منسوخ بتا رہے ہین۔

مگر خدا خود آپ کے کلام مقدس کا محافظ ہی لہذا اوسنے دوسرے آیہ مین بھی اسکی تصریح کردی ہے جسکو شاید اہل سنت نے ابھی تک منسوخ نہ کہا ہو جیسا کہ سورہ شوری مین فرمایا لنا اعمالنا ولکم اعمالکم لا حجۃ بیننا و بینکم۔

چونکہ ایڈیٹر مسلمان نے کہا تھا کہ شیعون سے بنا بر روایات شیعہ جواب ناممکن ہے اسلئے یہان جو کچھ لکھا گیا وہ روایات شیعہ سے ورنہ تفاسیر اہل سنت سے تو اور بھی تاریکی پیدا ہوتی۔

اور نسخ کی بحث چونکہ آیندہ آنیوالی ہے اسلئے یہان اس اجمال پر اکتفا کیا گیا واللہ بالغ امرہ۔

**دسوان اختلاف** قال ابراھیم ربی الذی یحیی و یمیت کہا ابراہیم نے کہ رب میرا وہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہی۔ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتے کہا ابراہیم نے کہ خدایا تو کیا مردے کو زندہ کرتا ہے مجھے دکھلا دے۔

**الجواب** مگر افسوس یہ نہ لکھا کہ دونون مین اختلاف ہی کیون ہے کیونکہ پہلے حضرت ابراہیم کا دعوی ہے دوسرے مین خدا سے سوال ہے کہ کیونکر زندہ کرتا ہی دکھلا دے اس مین کونسا اختلاف ہوگیا؟ کچھ بتانا تو چاہئے! کیا ہم کہین کہ ایک گھنٹہ مین کلکتہ سے تار کا جواب آجاتا ہے اور پھر اوس کے ماہر فن سے دریافت کرین کہ تار کیونکر دیتے ہو ہم کو بتا دو تو دونون مین اختلاف ہو جائیگا۔

حضرت ابراہیم کا پہلا ارشاد بمقابلہ نمرود ہے جس سے فرمایا تھا کہ خدا زندہ کرتا ہے

اور مارتا ہے۔ یہ کلام اوسی یقین سے تھا جو آپکو وجود عالم پر حاصل تھا نمرود نے از راہ
مکر و فریب کہا کہ ہم بھی زندہ کرتے ہین اور مارتے ہین چنانچہ ایک شخص کو اوسنے بلاکر
قتل کیا اور دوسرے قیدی کو رہا کر دیا۔ یہ اوسکا دہوکہا تھا جسنے اصلی معنی کو بدلکر دوسرے
رنگ مین دکھایا اس لئے حضرت ابراہیم نے اوسکو ایسا جواب دیا کہ وہ جواب سے عاجز
آگیا۔ ان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بها من المغرب کہ خدا تو مشرق سے آفتاب
کو برآمد کرتا ہے تو بھی اگر خدا ہے تو مغرب سے نکال فبهت الذی کفر اسکے جواب مین وہ
مبہوت ہوگیا اور کوئی جواب نہ چل سکا۔

یہ نکتہ نمرود نے زندہ کرنے اور مارنے کے دوسرے معنی لئے ہین جو حضرت کی فہم اور یقین
کے خلاف تھا اور ایک معنی سے صحیح بھی تھا یعنی زندہ کرنے اور مارنے کو خدا سے دریافت
کیا تاکہ معلوم ہو یہ نمرود کی مکاری ہے جس نے مارنے اور زندہ کرنے کے دوسرے معنی لئے
اسی لئے حضرت ابراہیم نے کیف تحیی الموتی عرض کیا کہ تو کس طرح مردونکو زندہ کرتا ہے تاکہ
معلوم ہو یہ معنی جو نمرود نے گڑھے ہین درحقیقت زندہ کرنا اور مارنا نہین ہے بلکہ قیدی
کو چھوڑنا ہے اور زندہ کو قتل کرنا ہے۔

تفسیر مجمع البیان مین ہے ان سبب السؤال منازعة نمرود ایاہ فی الاحیاء
اذ قال انا احیی و امیت و اطلق محبوسا و قتل انسانا فقال ابراہیم فلیس هذا
باحیاء وقال یا رب ارنی کیف تحیی الموتی لیعلم نمرود ذلك وروی ان نمرود
توعده بالقتل ان لم یحی الله المیت بحیث یشاهده فلذلك قال لیطمئن قلبی
[illegible] صفحہ ۱۸۶۔

یعنی حضرت ابراہیم کا سوال اس وجہ سے تھا کہ نمرود نے معنی مین زندہ کرنیکے منازعت
کی تھی کہ خود وہ بھی کہتا تھا مین زندہ کرتا ہوں اس طور سے کہ قیدی کو رہا کیا۔ اور
مارتا ہوں اس طرح کہ ایک آدمی کو قتل کیا۔ حضرت ابراہیم نے کہا یہ تو زندہ کرنا نہین
ہے اوسپر کہا خدایا دکھا دے کیونکر زندہ کرتا ہے تاکہ نمرود کو بھی معلوم ہو اور روایت
میں ہے کہ نمرود نے کہا تہا اگر خدا نے مردہ کو زندہ نہ کیا اسطرح کہ ہم بھی دیکھیں تو ہم

تم کو قتل کریگے اسلئے حضرت ابراہیم نے کہا لیطمئن قلبی کہ ہمارا قلب مطمئن ہوجاوے اس سے کہ یہ بیمار نہ قتل کرے گا۔

غرض کوئی وجہ اختلاف ان دونون آیتون مین معلوم نہین ہوتی جسکی زیادہ تشریح کیجائے کیونکہ دعوی بنابر اعتقاد قلبی تھا اور سوال کیفیت احیاء۔ بغرض تعیین تاکہ یقین مین زیادتی ہو جیسا کہ ہم پہلے مثال دے چکے ہین کہ ٹیلیگراف کی سرعت مین شک نہین پھر جاکر ماسٹر سے دیکھنا چاہین تو اس غرض سے کہ پوری ماہیت معلوم ہو۔

گیارہوان اختلاف پ۱ ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا جو موقوف کرتے ہین ہم آیتون کو یا بھلا دیتے ہین ہم انکو تو لاتے ہین ہم بہتر اون یا مثل اونکے۔ پ۱۵ ع۱۶ واتل ما اوحی الیک من کتاب ربک لا مبدل لکلماتہ اور پڑھ جو کچھ وحی ہیجی گئی ہے طرف تیری کتاب پروردگار تیرے سے نہین بدلنے والا اوس کے کلمون کو کوئی۔

الجواب افسوس کہ یہان بھی آریہ سماج کو دھوکھا دیا گیا کیونکہ اثبات النسخ والانسا خود خدا کر لئے ہے۔ نفی تبدیل غیر سے ہے کہ دوسرا کوئی اوسکے کلمات کو بدل نہین سکتا پھر اسمین کونسا اختلاف ہوا۔ کیا کوئی حاکم اعلی کہے کہ ہمارا حکم کوئی بدل نہین سکتا تو اس سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ خود حاکم کو بھی اپنے حکم کی تبدیلی کا اختیار نہین اور بدل دے تو اختلاف ہوجائیگا۔

اسیوجہ سے خدانے اسکے بعد یہ بھی فرمادیا ہے ولن تجد من دونہ ملتحدا کہ بجز خدا کوئی جاے پناہ نہین جس سے بداہت معلوم ہوا کہ خدا غیر کے تبدیل کلمات کی نفی کرتا ہے کہ دوسرا بدل نہین سکتا پھر اس مین کون سا اختلاف ہوا۔

علاوہ آیہ اور کلمہ عام ہے جسمین آیات قرآنی بھی داخل ہے اور دیگر آیات بھی سی طرح کلمہ مین احکام الہی بھی داخل ہین اور قضا و قدر بھی۔

بارہوان اختلاف پ۱ وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ اور واسطے اللہ تعالے کے ہے مشرق اور مغرب پس جدہر کو منہ کرو تم ادہر کو ہے منہ اللہ کا

ہے فول وجهك شطر المسجد الحرام وحيث ما كنتم فولوا وجوهكم شطره یس پھیرو منہ
اپنے کو طرف مسجد حرام کے اور جہان کہین ہو تم پھیرو منہ اپنے کو طرف اس مسجد کے۔

**الجواب** نہین معلوم ان دونون آیتون مین اختلاف کیون سمجھا گیا کیونکہ یہود کو یہ
اعتراض تھا کہ بیت المقدس کے سوا اور کسی طرف نماز درست نہین خدا نے اونکی رد کی اور بتایا
خدا مجسم نہین ہے جو کسی جہت مخصوص مین اوسکا قیام ہو اوسکی نسبت مشرق و مغرب دونون کی
طرف مساوی ہے جدھر تم رخ کرو اودھر ہی خدا ہے۔ پھر یہ کہنا کہ نماز بغیر بیت المقدس
کی طرف درست نہین لغو ہے۔ کیونکہ مشرق و مغرب تو سب خدا کا ہے۔

اس آیہ مین نہ کوئی حکم ہے نہ کوئی امر بلکہ ایک واقعہ کی تحقیق ہے کہ اصلیت تمام
جہات کی یہی ہے اور سب خدا کا ہے۔

دوسری آیہ مین خدا نے حکم دیا کہ نماز تم خانہ کعبہ کی طرف پڑھا کرو۔ تو کیا واقعہ اور
حکم مین بھی اختلاف ممکن ہے کیونکہ تناقض مین آٹھ چیزون کا اتحاد شرط ہے۔

اسی لئے جب خانہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے تو وہان یہ بھی فرمایا قل لله
المشرق والمغرب يهدي من يشاء الى صراط المستقيم جس سے معلوم ہوا کہ
گو مشرق و مغرب سب خدا کا ہو مگر حکم تم کو خانہ کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا ہو وما جعلنا
القبلة التي كنت عليها الا لنعلم من يتبع الرسول ممن ينقلب على عقبيه
یعنے اس قبلہ کو اسلئے مقرر کیا کہ معلوم ہو تابع رسول کون ہے پس وہی غرض اس تبدیلی قبلہ
مین بھی ہے کہ اون لوگون کی شناخت ہو جائے جو تابع رسول ہین چنانچہ بہت سے مسلمان
اسی وجہ سے مرتد بھی ہو گئے پھر نہ معلوم اختلاف کیونکر ہوا کیونکہ جملہ خبریہ و انشائیہ مین تو
تناقض ممکن ہی نہین۔

چونکہ یہ بحث بھی آئندہ آنے والی ہے کہ یہان نسخ ہوا یا نہین لہذا ہم اوس سے تعرض
نہین کرتے بلکہ صرف اسقدر دکھلانا منظور تھا کہ ان دونون مین تو کسی طرح اختلاف
ممکن ہی نہین۔

حالانکہ مفسرین کا بیان ہے کہ پہلا آیہ نماز نافلہ کے بارے مین ہے کہ ضرورت کے وقت

ہر طرف ممکن ہے اور دوسرا آیہ نماز واجبی کے متعلق ہے تو اس صورت مین بھی اختلاف نہین

تیرہوان اختلاف پ۳۰ قل یا ایہا الکافرون لا اعبد ما تعبدون ولا انتم عابدون ما اعبد ولا انا عابد ما عبدتم ولا انتم عابدون ما اعبد لکم دینکم ولی دین کہہ سے کافرون سے کہ نہین عبادت کرتا مین اوس چیز کی کہ عبادت کرتے ہو تم اور نہ عبادت کرنے والے ہو تم اوس چیز کی کہ کرتا ہون مین اوس کی اور نہین ہون مین پوچنے والا اوسکو کہ پوجتے ہو تم اوسکو اور نہ تم پوجنے والے ہو اوسکو کہ پوجتا ہون مین۔ تمہارے واسطے تمہارا دین۔ ہمارے واسطے ہمارا دین۔

پ۱۰ فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم وخذوہم واحصروہم واقعدوا لہم کل مرصد فان تابوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ فخلوا سبیلہم پس مار ڈالو مشرکین کو جہان بھی پاؤ ان کو اور پکڑو ان کو اور بیٹھو واسطے انکے ہر گھاٹ کی جگہ پس اگر توبہ کرین اور قایم رکھین نماز اور دین زکوۃ تو چھوڑ دو انکی راہ۔

الجواب اسکی تحقیقات چونکہ منا مین ہو چکی ہے لہذا اب ضرورت نہین رہی کیونکہ آیہ لکم دینکم ولی دین کی بھی حقیقت اوسیکے ساتھ دکھادی گئی ہے کہ وہ قانون عام ہے اسلام کا اور یہ حکم خاص وقت خاص کے لئے اسیوجہ سے ابتدائی حصہ آیہ کا نکال دیا گیا فاذا انسلخ الاشہر الحرم کہ جب ماہ ہاے حرام گزر جائین تو مشرکین کو قتل کرو جس سے معلوم ہوا کہ یہ حکم کسی دوسرے حکم پر معلق ہے کیونکہ صدر سورہ براءۃ من اللہ ورسولہ مین اونلوگون کا ذکر ہے جن سے اسلام کا معاہدہ تہا کہ اب وہ معاہدہ ختم ہوا خدا اور رسول اون سے بری ہین نہ یہ کہ عام طور سے کفار و مشرکین کے قتل عام کا ذکر ہو۔

مجمع البیان مین ہے تفسیر آیۃ الکرسی لا اکراہ فی الدین مین ان المراد لیس فی الدین اکراہ من اللہ ولکن العبد مخیر فیہ لان ماھو دین فی الحقیقۃ ھو من افعال القلوب فاما ما یکرہ علیہ من اظہار الشہادتین فلیس بدین حقیقۃ کما ان من اکرہ علی الکفر لم یکن کافرا والمراد

۲ الدین الامر وف منی الا اسلام و دین ۲ اللہ الذی ارتضاہ ص ۱۸۲ کے مراد یہ ہے کہ دین مین منجانب اللہ اکراہ نہین ہے بلکہ بندہ مخیر ہے کیونکہ دین تو حقیقت مین افعال قلوب سی ہے پس اگر کسی پر جبر کر کے شہادتین کہلوایا بھی جاے تو وہ حقیقتاً دین نہین ہے جیسا کہ اگر کسیکو جبر کر کے کلمہ کفر کہلواے تو وہ کافر نہین ہوتا اور مراد دین سے دین اسلام ہے مطابق مرضی خداوند عالم۔

پس جب کسیطرح ان آیات مین اختلاف نہین ہے تو اختلاف کا دعوی کس درجہ خلاف واقع ہے۔

اگر حضرات اہل سنت کے اس بیان سے کہ وہ بعض آیتونکو ناسخ اور بعض کو منسوخ کہتے ہین اختلاف پیدا کیا جاتا ہے تو یہ بھی اختلاف نہین ہے کیونکہ منسوخ ہونا دوسری چیز ہے کہ یہ حکم اب جاری نہین ہے اس سے منسوخ و ناسخ مین تناقض کہان پایا جاتا ہے کیونکہ تناقض مین آٹھ شرطین ہین۔

یہ ہین وہ اعتراضات مسافر جو اخبار مورخہ ۲۳ نومبر مین مندرج ہین مگر مولوی ثناءاللہ صاحب سی اسکا جواب نہ ہو سکا اور یہ کہتے ہوے چلتے بنے وہ ۱۵ نومبر کے پرچے مین قرآن شریف کے صرف مضامین بتلاے ہین کہ فلان فلان امر اور فلان فلان رسول بتلاے ہین ذکر ہے اور بس۔ اور ۲۳ نومبر کے پرچے مین پھر یہی مضمون بعنوان دیگر بتلایا ہے اس کی سوا کوئی اعتراض نہین ملاحظہ ہو مسلمان مورخہ ۴ جنوری ۱۹۱۶ء

الشمس کی تابش نے جب دکھایا کہ مسافر مورخہ ۲۳ نومبر کے آخر کے چار صفحہ ان اعتراضات سے بھرے ہوئے ہین جسکا ایک عنوان یہ ہے (قرآن این سخت گرد بر اد کاشت چھانٹ کتر بیونت) دوسرا عنوان (قرآنی اختلاف) جسمین انہین اختلافات کو لکھا ہے تو ہوس کے جواب مین فرمانے لگے۔

گذشتہ باب کے بعض نمبر جو رہ گئے ہین اسکی وجہ یہ ہے کہ ہمیشہ سے مشاہین کی [illegible] کا تقاضا ہوتا ہے علاوہ اسکے ہمارے ایک شیعہ مہربان نے بھی اپنے رسالہ [illegible] کی نسبت کچھ لکھنا شروع کیا ہے چونکہ اونہون نے ابتدا سے لکھنا شروع کیا ہے اس لئے بقیہ

نمبر اوسکے لئے چھوڑ دیتے ہین نمبر ۸ جلد ۴ مورخہ ۲۸ رجب۔

جس سے ہمکو امید بندھی تھی کہ آزادانہ طور پر ہمکو آریون کا جواب لکھنے دینگے مگر افسوس ابوالوفا ہو کر یہ بیوفائی کی کہ اہلحدیث مورخہ ۸ شعبان مین لکھتے ہین۔

ہان ہمارا بھی جی چاہتا ہے کہ ہم بھی مومن صاحب سے پوچھین کہ مسلمان تو مسافر کا جواب دینے سے قاصر ہے مگر آپنے بھی جو عنوان تقدیس القرآن قایم کیا ہے تو اسکے متعلق کون سا مضمون لکھا مہربانی کرکے ذرا ہمین بھی تو بتا دین شاید ماتم سے فرصت نہین ہوگی صفحہ ۲ کالم ۳ ملا کیون صاحب مسلمان ۲۸ رجب مین تو وہ لکھا تھا کہ "بقیہ نمبر اون کے لئے چھوڑ دیتے ہین" پھر دس ہی روز مین طوطی کیطرح آنکھ کیون بدل لی۔ ہم نے مانا تم پیروان منافقین سے ہو مگر یہ کیا ضرور ہے کہ ہر جگہ وہی سیرت اختیار کرو۔

ابوالوفا صاحب آپ اسطرح اس بحث جواب تنقید قرآن سے علحدہ ہو رہے ہین کہ خود مسلمان نمبر ۱۹ مورخہ ۱۰ اکتوبر مین لکھتے ہین۔

معذرت تنقید قرآن کا سلسلہ بعض دیگر مشاغل کیوجہ سے کچھ دنون سے بند ہے آیندہ جاری کیا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔"

کیا یہی کا نام ایمانداری ہے اور خدمت دین کہ مسافر تو ہر ہفتہ نیا جوٹ کر رہا ہے اور شیر پنجاب فرماتے ہین "تنقید قرآن کا سلسلہ بعض دیگر مشاغل کیوجہ سے کچھ دنون سے بند ہے" کیون صاحب حمایت دین خدمت قرآن سے بڑھکر کون سا مشغلہ ہو سکتا ہے جسکو آپنے اسپر مقدم کیا اور شیعون پر یہ الزام کہ وہ آریون کا جواب نہین دیتے۔

بہر حال ایڈیٹر صاحب مسافر نے یہان تیرہ اختلاف قرآن مجید مین کہا یا تھا اور باقی آیندہ بھی لکھا مگر افسوس آجتک وہ اس تقاضا کو نہ ادا کر سکے لہذا ہم اونکی بقیہ تحریر کی طرف متوجہ ہوتے ہین۔

## قول مسافر مورخہ ۲ دسمبر ۱۹۱۰ع
## قرآن مجید پر تنقید

انا انزلناہ قرآنا عربیا لعلکم تعقلون

ترجمہ البتہ تحقیق اوتارا ہمنے قرآن کو عربی زبان مین

| کیا قرآن خالص عربی مین ہی ملتا | اس قرآنی آیت مین اللہ میان دعوی کرتا ہے کہ اوتارا ہمنے |
|---|---|

قرآن عربی زبان مین اور عام مسلمانون کا بھی یہی دعوی ہے کہ قرآن خالص عربی زبان پر
ہے لیکن ذیل مین ہم اس قرآن سے وہ بہت سے الفاظ پیش کرتے ہین جو بجاے عربی
دراصل غیر زبانون کے ہین اس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ یا تو موجودہ قرآن نہین ہے جو اللہ
میان نے حضرت محمد پر (بقول اہل اسلام) نازل فرمایا ہے یا اللہ میان و مسلمانونکا دعوی غلطی جہوٹا ہی

| لفظ | بیان | زبان | لفظ | بیان | زبان |
|---|---|---|---|---|---|
| ابابیق | طریق الماء او صب الماء | فارسی ہے | | کہدیا ہے اور بقول مقاتل | |
| ابلعی | ازدریت | حبشی یا ہندی | | کلہا کحل علیہ | عبرانی ہے |
| اخلد | رکن | عبری ہے | بیع | بیعہ و کنیسہ بقول بعض | فارسی ہے |
| ارائک | سُرُر | حبشی ہے | تنور | | ״ |
| آزر | نام ہی یا آذر بمعنی اعوج | عجمی ہے | تتبیر | | نبطی ہے |
| استبرق | دیباج غلیظ | ایضا | تحت | بمعنی بطن فی قولہ فناداہا | |
| اسفار | کتب | سریانی یا نبطی | | من تحتہا | نبطی ہے |
| اصری | بمعنی عہدی | نبطی ہے | جہنم | اصلہا کہنام | عجمی فارسی عبرانی |
| اکواب | بمعنی اکواز یا جرار | ایضا | جبت | شیطان یا ساحر | حبشی ہے |
| ال | اسم اللہ تعالے | ״ | حرم | بمعنی وجب | ״ |
| اناہ | نضجہ | بربری ہے | حصب | بمعنی حطب فی قولہ حصب | |
| اواہ | الموقن او الرحیم او الدعاء | حبشی یا عبرانی | | جہنم | زنجی زبان ہی |
| اواب | المسبح | حبشی ہے | حطۃ | معناہ قولوا صوابا بغفتم | ״ |
| الاولے | پچھلے کو پہلا اور پچھلے کو | قبطیون کا محاورہ | حواریون | الغسالون اصلہ ہواری | نبطی لفظ ہی |
| والاخرۃ | پہلا کہنا۔ | ہے | حوب | بمعنی اثم بقول ابن عباس | حبشی ہے |
| بطائنہا | ظواہرہا | ״ | دارست | معناہ قارأت | یہودی لغت ہی |
| کیل بعیر | بقول مجاہد بمعنی کیل حمار یعنی گدہے کی جگہ اونٹ | | دری | معناہ المضئی | حبشی ہی |

**مسلمان** :- ہان ۳ر دسمبر کے پرچے مین چند الفاظ قرآنیہ نقل کرکے لکھا ہے کہ قرآن مجید دعوی کرتا ہے کہ مین عربی مین ہون حالانکہ مفسرین نے ان الفاظ قرآنیہ سے بعض کو حبشی بعض کو فارسی بعض کو سریانی وغیرہ لکھا ہے مگر دریافت طلب یہ امر ہے کہ کسی کتاب یا مضمون کو عربی یا فارسی وغیرہ کہنے سے مطلب کیا ہوتا ہے یعنی کن وجوہ سے کوئی مضمون یا کتاب کسی خاص زبان کی طرف منسوب ہو سکتی ہے مثلاً کسی مضمون یا کتاب کو جو ہم انگریزی کتاب کہتے ہین تو کیا اوسکے لئے یہ ضروری ہو کہ اوس مین کوئی ایک لفظ بھی ایسا نہ ہو جسکی اصل دوسری زبان سے ہو اگر یہ شرط ہے تو ہمارے مخاطب صاحب بتلاوین اپنے کسی چھوٹے فرزند سے پوچھکر بتلاوین کہ جس انگریزی مضمون یا انگریزی کتاب مین رسید یا بنگلہ یا بازار وغیرہ کا لفظ ہو وہ مضمون یا کتاب انگریزی ہو سکتا ہے یا نہین حالانکہ یہ الفاظ اردو کے ہین۔ آئیے اب ہم تم کو ایک نہایت ہی مزیدار نکتہ دکھاتے ہین غور سے سنئے ہر زبان کی فصاحت کی پہچان یہ ہے کہ اوس مین کوئی لفظ اجنبی نہ ہو لیکن اگر کوئی اجنبی لفظ ایسا ہو کہ اوس زبان مین عام طور پر مستعمل ہو چکا ہو تو اوسکا داخل ہونا مضر نہین مثلاً جب تک ہندوستان مین لیمپ ریل۔ ٹرین۔ ٹکٹ۔ پاس فیل وغیرہ الفاظ مستعمل نہ ہوئے تھے اردو زبان مین انکا آنا جایز نہ تھا اگر کوئی شخص اوس وقت انکو استعمال کرتا تو اوسکی اردو فصیح بلکہ صحیح بھی نہ ہوتی یہی وجہ ہے کہ بعض الفاظ ہندی کے جو اردو مین مستعمل نہین مثلاً پرمیشور۔ دھرم۔ گیان وغیرہ ان کو اردو مین استعمال کرنے سے اردو فصیح نہین رہتی اسیلئے آریون کی اردو ہمیشہ غلط ہوتی ہے۔

افسوس کہ ہمارے دوست مسافر کو قرآن مجید کے ساتھ ایسا رنج ہے کہ اسکے مقابلہ مین دو۔ دو چار کہنے سے بھی گھبراتا اور کھسیانے ہوتا ہے ہمکو خطرہ ہے کہ وہ اس مجادلہ مین ترقی کرتا کرتا اس حد تک نہ پہونچ جائے کہ عام طور پر اعلان کردے کہ جو نکلے جہاز اونکا بیڑا ڈبو دینگے تو تم ڈالرو ناؤ اندر بھنور کے ۔ پس قرآن مجید مین اگر کوئی لفظ ایسا مستعمل ہوا ہے جسکی اصلیت عربی سے نہین تو وہ لفظ ایسا ہی ہے جسکی مثالین اردو مین ہم بتلا چکے ہین بلمپ۔ میز۔ پاس فیل وغیرہ نہ ایسے الفاظ کے استعمال سے اردو مضمون غیر فصیح ہو سکتا ہے نہ ویسے الفاظ سے قرآن۔ بلکہ یہ سب کچھ مسافر کے دماغ کا قصور ہے۔ آئن سٹین کسیکو بھی ایسی خلا نہ دے :: دو آدمیکو موت ہے یہ بلا خدا نہ دے

# تقدیس القرآن

جواب عامیانہ تو ٹھیک ہے جسمین چند غلطیان بھی ہین کیونکہ انسانی دعوی اور خدائی دعوی
مین فرق ہے۔ یہان خدائی دعوے ہے کہ خدا نے قرآن زبان عربی مین نازل کیا تو اب
کسی لفظ غیر عربی کا رہنا خلاف ہے۔

دوسرے یہ کہ رسید یا جنگل یا بازار کی مثال جو دی ہے وہ بھی خالی از غلطی نہین کیونکہ
ان الفاظ کا استعمال اضطرارًا ہے یعنی یہ الفاظ غیر ملک کے بضرورت سے گئے ہین بخلاف
قرآن کے کہ نہ خداوند عالم مجبور تھا نہ اوسنے یہ الفاظ بضرورت استعمال کئے ہین بلکہ جن الفاظ
پر شبہہ ہوتا ہے کہ وہ عربی نہین ہین وہ بھی عربی ہین یعنی عرب مین وہ الفاظ استعمال ہو چکے
تھے۔ عرب نے انکو اپنی زبان بنا لیا تھا اگرچہ وہ حقیقت مین غیر عربی ہون نہ کہ جس طرح
انگریزی زبان مین بضرورت لفظ جنگل یا بازار یا رسید کیا گیا ہے کیونکہ وہ بضرورت مجبور
تھے بخلاف خداوند عالم کہ وہ مجبور نہ تھا لیکن چونکہ وہ عربی زبان کے الفاظ مستعملہ تھے اس
وجہ سے اسکو خدا نے استعمال کیا اور **عربی مبین** فرمایا نہ **عربی خالص**۔

مسافر اسا نادان نہین ہے جو یہ نہ جانے کہ بعض الفاظ غیر زبان کے آنے سے کلام کی زبان
نہین بدل سکتی کیونکہ وہ جانتا ہے کہ محققین علم لسان نے طے کر دیا ہے کہ زبان کی ابتدا ایک
ہی خاندان سے ہوئی ہے۔ اسی وجہ سے ہر زبان مین کچھ الفاظ ضرور ایسے مشترک ہین کہ
اصل مین وہ ایک ہی لفظ تھا جو بوجہ تغیر لب و لہجہ و تبدیلی مقام مختلف صورتون مین نظر آ رہے
ہین۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ ایڈیٹر مسافر اس حقیقت سے ناواقف ہو مگر ہان آپکے بزرگون
نے جو جو نسخے اوسکو دئے ہین وہ اونہین پیش کر رہا ہے اور آپ گھبراتے ہین نہ آپکو یہ معلوم
ہے یہ سب باتین وہ کہان سے لایا نہ آپکو یہ معلوم ہے کہ اسکا کیا جواب ہے حالانکہ یہ سب
اعتراض اتقان سیوطی صفحہ ۱۳ سے لایا گیا ہے جسکا ترجمہ اردو مین ہو چکا ہے اور اوسی سے سب
نقل کر رہے ہین اگر آپ کو کچھ بھی علم ہوتا اور درد قرآن تو اوسی اتقان سے یہ جواب
بھی دے سکتے تھے کہ امام شافعی۔ ابن جریر۔ ابو عبیدہ۔ قاضی ابوبکر۔ ابن فارس عام
طور سے قایل ہین کہ قرآن مین کوئی لفظ غیر عربی نہین ہے شافعی کو اس بارے مین بہت

تشہر دیتا ہو، اور کہتے ہیں کہ اگر قرآن میں غیر زبان عربی ہوتا تو یہ گمان ہو سکتا تھا کہ چونکہ غیر زبانیں بھی اسمیں استعمال کیگئی ہیں اسوجہ سے عرب اسکا مثل نہ لا سکے تو معجزہ میں نقصان لازم آتا ہے لہذا معلوم ہوا کہ اس میں کوئی لفظ غیر عربی نہیں ہے غرض علمائے اہل سنت نے تین جواب دیا ہے کہ قرآن میں کوئی لفظ غیر عربی نہیں ہے یہ مقولہ شافعی وغیرہ ہے جیسا کہ مذکور ہوا۔

دوسرے یہ کہ غیر الفاظ عربی بھی اسمیں ہیں مگر ایسے الفاظ کے غیر عربی ہونے سے عربی ہونے پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا جس سے وہ اعتراض بھی دفع ہو گیا جو قائلین تحریف پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ خدا نے وانا له لحافظون فرمایا ہے کیونکہ جس طرح بعض الفاظ کے غیر عربی ہونے سے عربیت نہیں باطل ہوتی اوسیطرح بعض الفاظ میں تحریف ہونے سے حفظ خدا نہیں باطل ہوتا۔

تیسرے یہ کہ جو الفاظ غیر عربی کہے جاتے ہیں اگرچہ اصلا وہ غیر عربی ہیں مگر عربوں نے اونہیں معرب کرکے اپنی زبان بنا لیا ہے لہذا وہ عربی ہیں نہ کہ لفظ عجم کو خدا نے استعمال کیا ہو ابتداءً۔

قال ابو عبید القاسم بن سلام بعد ان حکی القول بالوقوع من الفقهاء والمنع عن اهل العربیة والصواب عندی مذهب فیه تصدیق القولین جمیعا وذلك ان هذه الاحرف اصولها اعجمیة كما قال الفقهاء ولكنها وقعت للعرب فعربتها بالسنتها وحولتها عن الفاظ العجم الی الفاظها فصارت عربیة ثم نزل القرآن وقد اختلطت هذه الحروف بكلام العرب فمن قال انها عربیة فهو صادق ومن قال عجمیة فصادق ومال الی هذا القول الجوالیقی وابن الجوزی وآخرون ص ۱۳۸ ا

یعنی ابو عبید قاسم بن سلام بعد نقل اقوال فقہا کہ غیر عربی الفاظ داخل قرآن ہے اور بعد نقل اقوال اہل عرب کہ ایسے الفاظ داخل قرآن نہیں ہیں لکھتے ہیں کہ صواب ہمارے نزدیک یہ ہے جس میں دونوں قول کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ یہ الفاظ اصل

بن الخطاب اراد ان آیة وان تجمعوا حرمت من طریق القیاس الجلی الاماء المنکوحات وقوله والذین لفروجهم حافظون احلت من جہة العموم والله اعلم. ۱۱۱

رہنا ایک مکان مین یا ایک شخص کی ملکیت مین حرام نہین ہے لہذا معلوم ہوا حرمت محض درصورت وطی ہے کہ دونون سے نکاح ایک ساتھ نہین کرسکتے۔ اور آیہ والذین ھم لفروجہم حافظون الا علی ازواجہم او ما ملکت

ایمانہم بیان مین اوس چیز کا ہے جسے خدا نے حلال کیا ہی بس گویا عمر کا مطلب یہ ہے کہ آیہ وان تجمعوا بین الاختین نے بذریعہ قیاس جلی حرام کیا کہ لونڈیون کو قیاس کیا منکوحات پر۔ اور آیہ والذین لفروجہم حافظ نے حلال کیا من حیث العموم۔

اس تحقیقات سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ عمر صاحب اسکے مدعی ہین کہ قرآن کی ایک آیہ حلال کرتی ہے اور دوسری حرام جس کے مطلب یہ ہوئے کہ احکام قرآن مین اسقدر اختلاف ہی کہ ایک آیہ سے حلت ثابت ہو اور دوسری سے حرمت حالانکہ خدا فرماتا ہی ولو کان من عند غیر الله لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا پھر اس سے بڑھکر کیا اختلاف ہو سکتا ہی کہ ایک آیہ حلال کرے اور ایک آیہ حرام۔ پہر یہ قرآن کا ہیکو یا شاہ عبد العزیز صاحب کا تحفہ ہوگیا۔ علامہ بغوی نے جب اس کلام کو خلیفہ کے مسلم جہالت کا نمونہ دیکھا تو بتا دیا کہ یہ خلیفہ کی جہالت ہی کیونکہ حرمت کے بارے مین تو آیہ وان تجمعوا بین الاختین صاف ہی کہ خدا نے اسکو حرام کیا ہے کہ دونون بہنیں ایک ساتھ جمع کیجائین بخلاف حلت کے کہ وہ تو کسی آیہ

ویصفح ثم امر بقتال المشرکین فاستمر صفحہ وعفوہ عمن یظہر الاسلام ولو کان باطنہ علی خلاف ذلک لمصلحۃ الاستیلاف وعدم التنفر عنہ ولذلک قال لا تحدث الناس ان محمدا یقتل اصحابہ فلما حصل الفتح ودخل المشرکون فی الاسلام وقال اهل الکفر وخلوا امر بمجاہدة المنافقین

معتسدہ تہا حضرت ابتدائے اسلام مین مشرکین کی ایذا و تکلیف پر صبر کرتے تھے اور عفو و صفح سے کام لیتے جب حکم قتال مشرکین ہوا کہ مشرکین سے جہاد فرمائین تو حضرت اون لوگون کے ساتھ عفو و صفح فرماتے تھے جو اسلام کا اظہار کرتے اگرچہ باطن ان کا خلاف ہوتا تاکہ

نوٹ: اس کا صفحہ ۹ کشف الظلمات الشمس نمبر ۵ جلد ۵ سے ملانا چاہیے۔

سے ثابت نہین ہوتا کیونکہ آیہ والذین ہم لفروجہم حافظون مین کسی قسم کا حکم ہی نہین پھر اس آیہ کا معارضہ اوس سے کیونکر ہو سکتا ہے جس مین حکم ہے۔

تقریر بغوی ایسی صاف اور جلی ہے کہ اسکے بعد پہر کسیطرحکا اس مین شبہہ نہین رہتا کہ ہرگز قرآن مین اختلاف نہین ہے سوا سے حرمت کے کسی آیہ سے حلت کا شائبہ بھی نہین پیدا ہوتا چہ جائیکہ حلت ثابت ہو لہذا عمر صاحب کا قول محض جاہلانہ ہے پہلا حکم خاص ہے دوسرے مین نہ حکم ہے نہ عموم ہے پہر تناقض کیونکر ہو سکتا ہے جو کہا جاے ایک آیہ نے حلال کیا دوسرے نے حرام۔

چونکہ اس تقریر سے عمر صاحب کی جہالت بدیہی طور پر ظاہر ہوتی تھی لہذا شاہ صاحب اس بات پر مستعد ہوئے کہ دونون آیتون مین کسیطرح تناقض ثابت کرین کہ قول عمر آیہ حلت و آیہ حرمت سچ قرار پائے۔

جسکی یہ ترکیب کی کہ آیہ وان تجمعوا بین الاختین کو جو نص صریح ہے شاہ صاحب نے قیاس کردیا کہ چونکہ جمع بین الاختین منکوحات سے متعلق ہے لہذا عمر نے لونڈیون کو اونپر قیاس کر کے آیہ حرمت مین داخل کیا تو جب یہ حکم منصوص نہین بلکہ قیاسی ہوا تو یہ معارض ہو سکتا ہے آیہ والذین ہم لفروجہم کا جسمین عموم ہے۔

خدا رحم کرے مسلمانو نپر جو صرف اس غرض سے کہ عمر صاحب کا قول سچ ہو ایسی تاویلین کرتے ہین جس سے کلام اللہ و کلام رسول کی تکذیب صریح لازم آئے کیونکہ آپ دیکھہ رہے ہین آیہ وان تجمعوا بین الاختین سورہ نسا کا وہ آیہ ہے جس کی ابتدا

دعاهم علی حکم من الحق ولا سیما وقد کان ذلک قبل نزول النهی الصریح عن الصلوة علی المنافقین وغیر ذلک مما امر فیه بجهادهم وهذا التقریر ینده فع الاشکال عما وقع فی هذه القصة بحمد الله تعالی ولفظ الخطابی انما فعل النبی

تالیف قلوب ہو اور دلون مین نفرت نہ پیدا ہو اسیوجہ سے حضرت فرمایا کرتے کہ ایسا نہ ہو لوگ کہنے لگین کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہین جب فتح حاصل ہوی اور مشرکین اسلام میں داخل ہونے لگے اور تعداد مشرکین

حرمت علیکم امہاتکم سے ہوئی۔ اسمین قیاس کیسا جلی ہو یا خفی بیان تو تمامتر نص ہے
حرمت علیکم امہاتکم پتر حرام کیگئیں تمہاری مائین بہنین۔ پھوپھیان۔ خالا ئین بھتیجیان
بھانجیان۔ جس مان نے تم کو دودھ پلایا۔ رضاعی بہنین۔ ساسین اور وہ لڑکیان جن کی
پرورش کرتے ہو اون عورتون سے جن کے ساتھ مباشرت کر چکے ہو۔ ہان اگر دخول نہین
کیا ہے تو کوئی مضایقہ نہین اور تمہارے بیٹونکی بیبیان اور کہ دو جمع کرو دو نو بہنون
مین مگر جو گزر چکا ہو۔

پھر نہ معلوم کہان سے شاہ صاحب نے یہان قیاس جلی کا دعوی کیا کہ عمر نے تو
لونڈیون کو منکوحات پر قیاس کیا۔

حالانکہ یہان حکم بہ تعمیم ہے کہ کل مائین حرام ہین خواہ وہ منکوحہ ہون یا غیر منکوحہ پھر یہ
کہنا لونڈیون کو منکوحہ پر قیاس کیا محض غلط ہے اور محض افترا۔ کیونکہ خداوند عالم کل
محرمات نسبی وسببی کو بیان کر رہا ہے عام اس سے کہ وہ تعلق بین الاحرار ہو یا
بین الاماء والاحرار۔

پھر شاہ صاحب کا یہ دعوی بتائید عمر کہ والذین ہم لفروجہم حافظون نے من
جہتہ العموم حلت کا فایدہ دیا کیسا لغو اور مہمل ہے کیونکہ یہان تو کسی طرح حکم ہی نہین بلکہ
تمامتر تعریف و توصیف مومنین ہے۔ ملاحظہ ہو سورہ مومنون۔

قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون والذین ہم عن اللغو معرضون
والذین ہم للزکوۃ فاعلون والذین ہم لفروجہم حافظون الا علی ازواجہم

---

عبد اللہ بن ابی ما فعل بجمال ا
شفقتہ علی من تعلق بطرف من الذین
ولتطیب قلب ولدہ عبد اللہ الکامل
الصالح وتالف قوم من الخزرج لریاستہ
فیہم فلو لم یجب سوال ابنہ وترک الصلوۃ
علیہ قبل ورود النہی الصریح لکان سبۃ

اگر مومن ہوئی اور ذلیل ہوے اوس وقت
حضرت کو حکم جہاد مجاہرہ منافقین کا
اور اسکا کہ حکم حق ہر دو مجبوری کے جاوین
حالانکہ حضرت کا یہ فعل قبل ممانعت صریح
ہے در بارہ نماز منافقین و علیہ جس مین
حکم مجاہرت ہے منافقین سے

اوماملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العادون
یعنی رستگار ہین وہ مومنین جو نماز مین خشوع کرتے ہین اور لغو سے پرہیز کرتے ہین اور زکوٰۃ
دیتے ہین اور اپنے فروج کی حفاظت کرتے ہین مگر اپنی ازواج اور لونڈیون سے کہ اون پر
کوی ملامت نہین - اسکے سوا جو شخص چاہے وہی لوگ تجاوز کرنیوالے ہین -
ان آیات کو دیکھکر ہر شخص بدیہی طور پر کہ سکتا ہے کہ ان مین کوی حکم نہین بیان کیا گیا ہے
بلکہ مومنین کی تعریف کیگئی ہے تو اوس کی نسبت عمر صاحب کا کہنا ایہ احلت کیسا
صریح افترا ہے -
اور شاہ صاحب کا یہ کہنا احلت من جہۃ العموم کہ بحیثیت عموم اسنے حلال کیا کیسا
لغو ہے کیونکہ جب اوسمین حکم ہی نہین ہے تو پھر اوس سے حلت بجہۃ عموم یا خصوص
کیونکر ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ حکم ہی نہین -
اور اگر ان سب سے درگزر کرین تو یہان سوال مان بیٹی کے جمع کا ہے کہ ہماری ملکیت
مین ایک لونڈی اور اوسکی مان ہے دونون کے ساتھ وطی کرین یا نہ - اسکو تجمعوا بین
الاختین سے کیا علاقہ - یہان تو مان بیٹی ہین جنمین جمع حرام ہے
جس سے اور بھی معلوم ہوا کہ قرآن سے اشتباہ ہو بھی نہ تھا جو ایک
مسئلہ کی حلت و حرمت کو اوس سے دریافت کرین اسپر حسبنا کتاب اللہ کا دعوی
کرنا اور بھی عجیب بلکہ اعجب ہے -
افسوس کہ خیال اختصار مانع ہے جو کچھ زیادہ تفصیل کی جاے مگر یہ تو بدیہی طور پر نمایان

علی ابنیہ وعاد علی قومہ فاستعمل
احسن الامرین فی السیاسۃ الی غیرہ
فانتہی - ص ۲۳ ج ۲ -

اس تقریر سے مندفع ہوتا ہے اشکال جو
اس قصہ مین واقع ہے -
کہا خطابی نے کہ حضرت نے جو یہ افعال
کئے تو اسوجہ سے کہ حضرت کو نہایت شفقت تھی اون لوگون کے ساتھ جو کسی طرح بھی
دین سے تعلق رکھتے تھے اور اسلئے کہ اوسکے بیٹے عبد اللہ کا دل خوش ہو جو مرد صالح تھا
یہین مگر حضرت اوسکے بیٹے کی سوال کی اجابت نہ کرتے اور نماز قبل ورود نہی صریح ڈھپنے

ہوگیا کہ عمر صاحب نے اسلام پر ایسا قبضہ کیا تہا کہ کوی درجہ ترمیم و تنسیخ کا اوٹھا نہ رکھا۔ طرہ تو یہ ہے کہ جو خیال عمر صاحب نے ظاہر کیا تھا کہ قرآن کی ایک آیہ سے حلال ہو ایک آیہ سے حرام وہ ایسا خیال تھا کہ ہر خلیفہ اس خیال کا وارث بنا چنانچہ تفسیر درمنثور سیوطی مین ہے۔

ان رجلا سال عثمان بن عفان عن الاختین فی ملک الیمین هل یجمع بینهما فقال احلتهما آیة وحرمتهما آیة وماکنت لاصنع ذلک فخرج من عنده فلقے رجلا من اصحاب النبی اداه علی ابن ابیطالب فساله عن ذلک فقال لو کان الی من الامر شیٔ ثم وجدت احدا فعل ذلک لجعلته نکالا ص۱۳۶ ج ۲

یعنی ایک شخص نے عثمان سے اسطرح جمع بین الاختین کو پوچہا کہ لونڈیان ہون اور دو نو بہن ہون تو عثمان نے کہا ایک آیہ اسکو حلال کرتا ہے اور دوسرا حرام مگر ہم ایسا نہین کرتے۔ وہ باہر نکلا تو ایک دوسرے صحابی رسول اللہ سے ملاقات ہوی جو میرے خیال مین علی ابن ابیطالب تھے تو حضرت نے فرمایا اگر ہمکو کچہہ اس امر مین اختیار ہوتا۔ تو اسپر تعزیر جاری کرتے۔

اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ جو خیال خلیفہ دوم نے قایم کیا تہا وہ خلافتانہ خیال تھا کہ جو خلیفہ ہوتا اوسکے دماغ مین یہی خبط سماجاتا کہ قرآن مین ایسا اختلاف موجود ہے کہ ایک آیہ سے حلت نکلتی ہے دوسرے سے حرمت۔

جناب امیرؑ کا ارشاد ایسے موقع پر کہ اگر ہمکو اختیار ہوتا تو ہم اسپر تعزیر جاری کرتے تو اس کے بیٹے اور خاندان پر اوس کے یہ ننگ و عار رہتا اس لئے حضرت نے اوس امر کو استعمال کیا جو حسن امور تھا سیاست مین یہان تک کہ نہی وارد ہوی۔

اس تحقیقات نے آپکو بتادیا کہ عمر صاحب ہر چند اوسکو منافق کہتے رہے اور اپنے علم ذاتی سے خبر دیتے رہے کہ یہ منافق ہے مگر حضرت نے نہ مانا اور وہی احکام جاری کئے جو تمام مسلمانون کے احکام تھے اور اوسپر نماز پڑھی۔

اب وہ لوگ غور کرین جو جناب امیرؑ کی مشارکت و مشاورت خلفائے ثلثہ پر اعتراض

صاف کہہ رہا ہے کہ حضرت کس درجہ مجبور تھے اور کس درجہ ان احکام کو خلاف شرع سمجھتے تھے۔

جو استدلال کہ عمر و عثمان نے قایم کیا تھا کہ ما ملکت ایمانهم عام ہے اس کا جواب ابن مسعود نے کیا ہی خوب دیا ہے اوسی درمنثور مین ہے۔ عن ابن مسعود انه سئل عن الرجل يجمع بين الاختين الامتين فكرهه فقيل يقول الله الا ما ملكت ايمانكم فقال وبعيرك ايضا مما ملكت يمينك ص۱۳۷

یعنی ابن مسعود نے جو جمع بین الاختین سے انکار کیا تو سایل نے کہا خدا الا ما ملکت ایمانکم فرماتا ہے (جس سے تعمیم سمجھی جاتی ہے) تو ابن مسعود نے کہا اونٹ بھی تو ما ملکت یمینک مین داخل ہے (تو چاہیے کہ اوس سے بھی مباشرت جایز ہو) معویہ نے تو اور بھی ترقی کی کہ عام طور سے جایز کر دیا درمنثور مین ہے ان حبا سالوا معوية عن الاختين مما ملكت اليمين يكونان عند الرجل يطؤهما قال ليس بذلك باس ص۱۳۷ یعنی معویہ سے پوچھا گیا کہ جمع بین الاختین لونڈیون مین جایز ہے تو معاویہ نے کہا کوئی مضایقہ نہین

کہئے اس سے شہر کون سے اختیارات ہو سکتے ہین کہ خلیفہ دوم و سوم نے اگر اسکا اظہار کیا تھا کہ ایک آیہ سے حرمت نکلتی ہے دوسری سے حلت۔ تو معاویہ نے بالکل راستہ کو صاف کر دیا اور کہدیا کہ کوئی مضایقہ نہین اسپر بھی اہل سنت ان لوگون کو مسلمان اور پیرو قرآن مانتے ہین ان هذا الشیء عجاب۔

کہتے ہین کہ اگر حضرت اونکو منافق جانتے تھے تو ایسا برتاو کیون کرتے کیونکہ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ جناب امیر کا کام ہر کام مین اتباع رسول تہا پس جسطرح رسول اللہ نے اس شخص پر جیسے عمر صاحب منافق کہ رہے ہین بغرض تالیف قلوب نماز پڑھی جناب امیر بھی اگر اونہین مصالح بلکہ اوس سے دہ چند مصالح سے خلفاے ثلاثہ کے ساتھ اس قسم کا برتاو فرمایا تو اس سے اونکا ایمان کہان ثابت ہوا۔

اب دوسری مصیبت سنئے کہ اس حدیث بخاری مین ہے فصلى عليه رسول الله قال فانزل

ہان یہ نہ سمجھے گا کہ یہ ترمیم شریعت معویہ پر ختم ہو گئی بلکہ احمد بن حنبل جو اہل حدیث کے امام اعظم ہوا کئے تھے بھی جواز کے قایل تھے فتح الباری مین ہے وخلف فیما کانتا بملک الیمین فلجان بعض السلف وھو روایۃ عن احمد صفحہ ۵۵ جلد ۵۔
یعنی اسمین اختلاف ہی کہ لونڈیان اگر دو بہن ہون تو بعض سلف نے اسکو جایز رکھا ہے اور یہی روایت ہے احمد سے۔
اب ہم نہین سمجھتے وہ کون سا مسلمان ہوگا جسکو یہ معلوم ہو کہ خلیفہ دوم نے اسطرح شریعت رسول کو اولٹا تو اسکے بعد وہ کہونا اپنی زبان روک سکتا ہے۔

## نکاح اہل کتاب

(۱۱۲) از الۃ الخفا مین ہے ابو بکر عن شقیق تزوج حذیفۃ یھودیۃ فکتب الیہ عمر ان خل سبیلھا فکتب الیہ انکانت حراما خلیت سبیلھا فکتب الیہ انی لا ازعمھا حرام ولکنی اخاف ان یتعاطوا المومنات منھن۔ ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراھیم عن حذیفۃ بن الیمان انہ تزوج یھودیۃ بالمداین فکتب الیہ عمر علیہا۔ ان لا ... کتابی حتی تخلی سبیلھا فانی اخاف ان یقتدی بک المسلمون فیختاروا نساء اھل الذمۃ لجمالھن وکفی بذالک فتنۃ لنساء المسلمین ص ۱۱۱ یعنی حذیفہ نے ایک یہودیہ سے نکاح کیا تو عمر نے لکہا اوسکو طلاق دیدو۔ حذیفہ نے لکہا اگر حرام ہے تو ہم طلاق دیدینگے تو عمر نے لکہا کہ ہم یہ گمان نہین کرتے کہ وہ حرام ہے بلکہ خوف ہی کہ مومنات کو فتنہ آے دوسری روایت ہے کہ حذیفہ نے ایک یہودیہ سے عقد کیا تو عمر نے بہیجا کہ اسکو نکال دو کیونکہ اوس کا

---

اللہ ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ کہ حضرت نے اوسپر نماز پڑہی تو خدا نے آیہ ولا تصل علی احد منہم مات نازل اللہ نازل کیا جس سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ اوسی وقت کا ہے کہ اوسی وقت یہ آیہ نازل ہوا۔
حالانکہ اسکے بعد والی حدیث مین لکھتے ہین ابن عباس سے فصلی علیہ رسول اللہ ثم انصرف فلم یلبث الا یسیرا حتی نزلت الایتان من براءۃ ولا تصل علی احد منہم مات یعنی حضرت نماز پڑھا کر جب تشریف لے گئے تو تہوڑے دنون کے بعد آیت

خوف ہو کہ مسلمان لوگ تمہاری پیروی کرین اور اہل ذمہ کی عورتون سے بوجہ حسن نکاح کرین تو اس سے فساد ہوگا نساء مسلمین مین۔

کہئے یہ مذہبی مداخلت نہین ہے تو کیا ہے کہ خداوند عالم تو سورہ مایدہ مین فرمائے جو سب سے آخرین نازل ہوا الیوم احل لکم الطیبات وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم والمحصنات من المومنات والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم آج تمہارے لئے حلال کیگئی ہین پاکیزہ چیزین اور اہل کتاب کا کھانا بھی حلال کیا گیا اور پاکدامن مسلمان عورتین اور پاکدامن عورتین اہل کتاب کی۔

اور عمر صاحب ہین کہ یہ حکم دے رہے ہین۔ کیا یہ خدا سے بھی زیادہ مسلمانون کے حال پر زیادہ شفیق و رحیم تھے کہ خدا نے تو اسطرح حلال کیا اور عمر صاحب اسطرح منع کرتی ہین عمر صاحب کی فلسفی تو یہ ہے کہ اس سے مسلمان عورتون کو غصہ آئے گا۔ او یقین فساد پیدا ہوگا اگر اسپر نہین غور کرتے کہ اس سے اسلام کو کس قدر قوت ہوگی کس قدر اشاعت ہوگی کیونکہ آپکو صحیح بخاری کی سب سے اول حدیث فمن کانت ھجرتہ الی دنیا یصیبھا او لیلی امرءۃ ینکحھا سے معلوم ہے کہ کتنے صحابہ اسیوجہ سے اسلام لائے کہ اونکی معشوقہ عورتین اسلام لائی تھین تو اگر اہل کتاب کی عورتین مسلمانون کے نکاح مین آتین تو کیا اس کا اثر اون عورتون کے قوم و قبیلہ پر نہ پڑتا کہ وہ اسلام لاتے کیونکہ یہ تو ناممکن تھا کہ مسلمانو نپر ان مغلوب قومون پر کا اثر پڑسکے مگر یہ ضرور ہوتا کہ اس سلسلہ مناکحت سے اسلام کو ترقی ہو مسلمانون کے حسن و سلوک اور قوت دلایل و براہین سے جب وہ عورتین مطلع ہوتیں

آیہ نازل ہوا جس سے وہ روایت غلط ہوی کہ فوراً یہ آیہ نازل ہوا۔

دوسری خرابی یہ لازم آتی ہے کہ اس حدیث مین ہے کہ حضرت نے بجواب عمر فرمایا وانما خیرنی اللہ فقال استغفر لھم اولا تستغفر لھم ان تستغفر لھم سبعین مرۃ وسازیدہ علی السبعین کہ خدا نے ہمکو اختیار دیا ہے کہ استغفار کرین یا نہ کرین اور اگر ستر مرتبہ استغفار کرین تو ہم اوس سے زیادہ کرینگے

اسپر ابن حجر لکھتے ہین ویحتمل ان یکون ۱۲ بیان معا نزلنا فی ذلک یعنی احتمال ہو

تو وہ خود اپنی قوم مین ایک ہدایت کرنیوالی جماعت تیار کرتین چنانچہ آج اون خاطیہ
سے کتنے مسلمان . نصاری اور آریہ بن رہے ہین کہ عورتین اونکو اپنے دام تزویر مین
لاتی ہین اور اوس جماعت کی ترقی ہو رہی ہے ۔

اگرچہ قیاس ہوسکتا ہے کہ یہود و نصاری کی عورتین اگر مسلمانون کے نکاح مین
آئین تو ممکن تھا وہ ان کو اسلام سے خارج کرتین مگر اسکا جواب اولاً تو خود قرآن
سے نکلتا ہے کہ اگر ایسا خوف ہوتا تو کبھی خداوند عالم اسکی اجازت اس صراحت سے
نہ دیتا ۔ ثانیاً اس زمانہ کا قیاس کا [illegible] اوس زمانہ پر نہین ہوسکتا کیونکہ وہ زمانہ
اقبال اسلام کا تہا کہ ہر طرح اسلام کی ترقی تہی جدھر دیکھو ان کی حکومت انکا اقتدار ایسے
اوس زمانہ مین غیر مسلمان عورتون سے نکاح کرنا اسکا باعث ہوتا کہ اوس عورت
کے تمام کنبہ و قبیلہ کے لوگ بتدریج اسلام لاتے نہ کہ اسلام مین کوئی رخنہ پڑے ۔

رسول اللہ کی تعداد ازواج کی ایک وجہ یہ بھی بتائی گئی ہے کہ تالیف قلب کیلئے غرض
اور اون قبایل کے فتنہ و فساد سے اطمینان کیلئے تین قبایل سے حضرت نے نکاح کے
ذریعہ سے تعلق پیدا کیا تھا اسیوجہ سے حضرت نے اہل کتاب کی عورتون سے بھی عقد
کیا اگرچہ وہ سب اسلام لاچکی تھین ۔

عمر صاحب نے تو اسپر کوئی دلیل نہین قایم کی تہی صرف اپنے حکم سے چاہا تہا کہ [illegible] مگر
اونکے صاحبزادے عبداللہ نے کتاب اللہ سے اسکی حرمت نکالنی چاہی ولا تنکحوا المشرکات
حتی یؤمن . کو اسکی دلیل قرار دیا چنانچہ درمنثور سیوطی مین ہے عن نافع عن عبداللہ

---

کہ دونون آیتین ایک ساتھ نازل ہوئی ہون حالانکہ قرآن موجود مین آیہ استغفر لھم [illegible]
ہے اور آیہ لاتصل علی احد منھم کا نمبر ۸۴ ہے جس سے دونون آیتون مین تین آیہ کا فرق ہے
آخری نتیجہ موضوعیت حدیث تحقیقات ابن حجر مین جو یہ فقرہ ہے کہ حضرت نے فرمایا خدا
نے ہمکو اختیار دیا ہے کہ استغفار کرین یا نہ کرین اور اگر ستر مرتبہ بھی استغفار کرین تو خدا نہ بخشیگا
تو ہم ستر مرتبہ سے بھی زیادہ کرینگے تو علماے اہل سنت کو وہ مصیبت پیش آئی کہ ابن حجر لکھتے
ہین واستشکل فھم التخییر من الآیہ حتی اقدم جماعۃ من الاکابر علی الطعن فی صحۃ

ابن عمر کان اذا سئل عن نکاح اهل النصرانية واليهودية قال حرم الله المشركات على المسلمين ولا اعرف شيئا من الاشراك اعظم من ان تقول المرء ربها عيسى او عبد من عباد الله ـ ص ۲۵۶ جلد اول

کہ ابن عمر اس آیہ ولا تنکحوا المشرکات کی یہ تاویل کرتے تھے کہ یہود و نصاریٰ کی عورتیں بھی مشرکات میں داخل ہیں کیونکہ اس سے بڑھ کر کیا شرک ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ یا کسی بندہ کو خدا مانیں۔

مگر یہ ایسی تاویل ہے کہ تمامی احادیث اہل سنت کی اسکے مخالف ہیں چنانچہ اوسی درمنثور سیوطی میں ہے عن ابن عمر انه كره نكاح نساء اهل الكتب وتاول ولا تنكحوا المشركات حتى يؤمن اخرج ابو داود فی ناسخه عن ابن عباس فی قوله ولا تنكحوا المشركات حتى يؤمن قال نسخ من ذلك نكاح نساء اهل الكتاب احلهن للمسلمين وحرم المسلمات على رجالهم واخرج البيهقی فی سننه عن ابن عباس فی قوله ولا تنكحوا المشركات حتى يؤمن قال نسخت واحل من المشركات نساء اهل الكتاب واخرج ابن ابی حاتم والطبرانی عن ابن عباس قال نزلت هذه الاية ولا تنكحوا المشركات فحجز الناس عنهن حتى نزلت الاية التی بعدها والمحصنات من الذين اوتوا الكتاب من قبلكم فنكح الناس نساء اهل الكتاب ص ۲۵۶ یعنے ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ آیہ منسوخ ہے آیہ والمحصنت من اهل الكتب سے کہ خدا نے ان عورتوں کو حلال کیا ہے مسلمانوں کے لئے دوسری روایت ہے کہ جب آیہ ولا

هذا الحديث مع كثرة طرقه واتفاق الشيخين وسائر الذين خرجوا الصحيح على تصحيحه وذلك ينادی على منكری صحته بعدم معرفة الحديث وقلة الاطلاع قال ابن المنير مفهومه زلت فيه الاقدام حتى انكر القاضی ابو بكر صحة الحديث وقال لا يجوز ان يقبل هذا ولا يصح ان الرسول قاله انتهى ولفظ القاضی ابی بكر الباقلانی فی التقريب هذا الحديث من اخبار الاحاد التی لا يعلم ثبوتها وقال امام الحرمين فی مختصره هذا الحديث غير مخرج فی الصحيح وقال فی البرهان لا يصححه اهل

تنکحوا المشرکات نازل ہوا تو مسلمانون نے ان سے نکاح کرنا چھوڑ دیا اوسکے بعد والمحصنات من الذین اوتوا الکتب نازل ہوا تو اہل کتاب کی عورتون سے مسلمانون نے نکاح کرنا شروع کیا۔ تو معلوم ہوا کہ ابن عمر کا استدلال اوس آیہ سے ہی جو منسوخ ہو چکا تھا۔ پھر کیونکر نہ شریعت رسول مین انقلاب آئے کہ عمر صاحب نے تو بزور حکومت حکم خدا کو معطل کرنا چاہا ابن عمر صاحب نے یہ ترقی کی کہ اپنے باپ کی تائید مین منسوخ آیت کو پیش کیا اور یہ بھی نہ سمجھے کہ آیہ ولا تنکحوا المشرکات سورہ بقرہ کا آیہ ہے جو نزولا مقدم ہے اور آیہ والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب سورہ مایدہ کا آیہ ہے جو سب سے آخر مین نازل ہوا۔ ہماری غرض اصلی تو یہ ہے کہ دکھا مین حضرت عمر نے کس طرح عورتون کی حق تلفی کی ہے اور کسطرح حکم خدا و رسول کو اولٹا ہے کیونکہ کتاب الله سب کے سامنے موجود ہے جس کے حکم صریح کو اس طرح عمر صاحب بدل رہے ہین جسمین بظاہر کوئی غرض ذاتی نہین شامل معلوم ہوتی تو پھر اوس حکم خدا کے بدلنے مین اونکو کیا دیر لگتی جس مین ذاتی اغراض بھی اونکے شامل تھے مثل قصہ فدک کے۔

مگر یہ سب گاؤ زوریان اس آیہ مین اہل سنت نے صرف اس غرض سے کی ہے کہ اصل مطلب کو اس آیہ کے مخفی کردین کیونکہ آیہ سورہ مایدہ متعلق متعہ اور ملک الیمین سے ہین کہ اہل کتاب کی عورتون سے متعہ کر سکتے ہو یا لونڈی کی حیثیت سے ہو تم تصرف کر سکتے ہو۔ جیسا کہ مجمع البیان مین ہے جو تفاسیر شیعہ سے ہی قالوا ویجوز ان یکون مخصوصا بنکاح المتعۃ وملك الیمین فان عندنا یجوز وطئهن بكلا الوجهين ... فی هذه

---

الحدیث وقال الداودی الشارح هذا الحدیث غیر محفوظ صفحه ۲۰۵ جلد ۴۔

یعنی اس آیہ سے یہ سمجھنا کہ حضرت کو استغفار و عدم استغفار کا اختیار ہے ایسا امر ہے کہ بہت سے اکابر اہل حدیث کو اسپر آمادہ کیا کہ اس حدیث کی صحت مین طعن کرین حالانکہ بہت سے طرق سے یہ حدیث وارد ہے بخاری و مسلم دونون نے اسکی روایت کی ہے بلکہ جتنے لوگون نے احادیث صحیحہ کو جمع کیا ہے سب نے اسکی روایت کی ہے جس سے منکرین صحت حدیث کی عدم معرفت حدیث اور قلت اطلاع ظاہر ہے کیا انکا یہ ہونا کہ مفہوم آیہ ایسا ہی جس مین

آیہ مخصوص نہو سکتا ہے نکاح متعہ اور ملک یمین سے کیونکہ اس دونون صورتون مین وطی اونن سے جایز ہے۔

اہل سنت کے خلیفہ عمر نے اس حکم کے ذریعے سے اوس غلبہ اسلام کو کمزور کرنا چاہا جو حضرت ابن عباس سے تفسیر آیۃ لیظہرہ علی الدین کلہ منقول ہے عن ابن عباس قال بعث اللہ لیظہر محمد الیظہر علی الدین کلہ فدینا فوق الملل ورجالنا فوق نسائہم ولا یکونون رجالہم فوق نساءنا۔ درمنثور جلد ۳

کہ ابن عباس نے فرمایا خدا نے حضرت کو اسلئے مبعوث کیا کہ آپکے دین کو تمامی ادیان پر غالب کرے تواب ہمارا دین سب دینون پر غالب ہے اور ہمارے مرد اونکی عورتون کے اوپر ہین اور اونکے مرد ہماری عورتون کے اوپر کبھی نہ ہون گے۔

اس بشارت عظمی کے مٹانے کے لئے عمر نے اصل حکم متعہ کو حرام کیا پھر اس حکم کی ممانعت کی کہ اہل کتاب سے کسیطرح عقد کیا جائے کیونکہ اگر وہ حکم باقی رہتا تو آج یہ نوبت نہ آتی کہ ہزارون مسلمان عورتین نصاری کے تصرف مین ہین۔

(۱۵) ازالۃ الخفا مین ہے ابو بکر عن سعید بن المسیب قال عمر اما عبد نکح حرۃ فقد اعتق نصفہ و ایما حر نکح امۃ فقد ارق نصفہ یعنی عمر نے حکم دیا تھا کہ جس غلام نے کسی آزاد عورت سے نکاح کیا وہ نصف آزاد ہوگیا اور جس آزاد نے کسی لونڈی سے نکاح کیا وہ نصف غلام ہوگیا۔

(۱۶) ابو بکر عن عمر انہ نہی ان یتزوج العربی الامۃ کہ عمر نے منع کر دیا تھا عربون کو کہ لونڈیون سے نکاح نہ کرین۔ کہئے اگر یہ صاحب شریعت نہ تھے۔ انکو دعوائے نبوت نہ تھا۔

---

اقدام کو لغزش ہوی یہانتک کہ قاضی ابوبکر نے صحت حدیث سے انکار کیا اور کہا جایز نہین کہ ایسی حدیث قبول کیجائے اور کسی طرح یہ صحیح نہین ہے کہ رسول اللہ نے یہ فرمایا ہو قاضی ابوبکر کا لغو التقریب بیانیہ ہے کہ یہ حدیث اخبار احاد سے ہے جسکا ثبوت غیر معلوم ہے۔ کہا امام الحرمین نے اپنی مختصر میں یہ حدیث صحیح مین نہین روایت کیگئی ہے اور کہا برہان مین اس حدیث کو اہل حدیث صحیح نہین جانتے کہا غزالی نے مستصفی مین کہ اظہر یہ ہے کہ یہ حدیث

توشریعت اسلام کو کیون اسطرح منسوخ کررہے تھے حالانکہ آیہ فانکحوا ماطاب لکم من
النساء عام حکم موجود ہے۔
پھر سورہ نور مین فرماتا ہے وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم ان
یکونوا فقراء یغنھم اللہ من فضلہ واللہ واسع علیم کہ اپنی قوم کی عورتون کا
نکاح کردو اور اپنی غلام اور لونڈیون سے جو نیک ہون کہ اگر محتاج ہون گے توخدا اپنی
فضل وکرم سے غنی کردے گا۔
جس سے عام طور پر نکاح کی تاکید ثابت ہوی بلا امتیاز و احرار وا ماکہ حرہ سے کرو یا کہ
لونڈی سے مگر خلیفہ دوم نے اس حکم خدا کو اسطرح معطل کیا کہ اگر کوی آزاد شخص کسی لونڈی
سے نکاح کرے تو وہ بھی آدھا غلام ہوجائے۔
اس سے بڑھکر کونسی مخالفت کتاب وسنت ہوسکتی ہے کہ خدا تو اسطرح حکم دے اور
رسول اللہ کا یہ عمل ہو کہ اپنے عزیز قریب عورتون کا غلامون سے نکاح کرین اور عمر صاحب
کا یہ حکم ہو کہ لونڈی سے نکاح نہ کرو ورنہ تم بھی نصف غلام ہوجاوگے۔
عرب جیسے مغرور و سرکش قوم کے لئے آپ سمجھ سکتے ہین اس حکم نے کیا اثر کیا ہوگا کیونکہ
وہ تو قدیم سے اپنے نسب و شرافت پر اسدرجہ مغرور تھے کہ دنیا مین کسی کو اپنا ہمسر ہی
نہ جانتے۔ بعد ۲۳ برس کی محنت پر رسول اللہ صلعم نے اونکو اس قدر سنوارا تھا کہ دوسرون کو
بھی وہ کسی طرح انسان سمجھنے لگے۔ اس حکم نے اون پر کیا اثر کیا اس روایت سے معلوم ہوسکتا
ہے کہ علامہ شیخ عبدالحق دہلوی اسماء الرجال مین بذیل احوال جناب امام زین العابدین ع

غیر صحیح ہے کہا اور شارح نے کہ یہ حدیث غیر محفوظ ہے۔
پھر نہ معلوم مولوی شبلی صاحب نے کس عقل سے اس حدیث کو فضیلت عمری مین لکھا جسکو
اتنے علما وضعی۔ غیر صحیح۔ غیر محفوظ کہتے ہین۔
ابن حجر جو کہتے ہین کہ اس حدیث کو بخاری و مسلم اور کل ائمہ المحدیث نے روایت کیا ہی تو
یہی کافی دلیل ہے اسکی موضوعیت کی کیونکہ جو واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ عمر نے حضرت کا دامن
پکڑکر کھینچا اور کہا کہ آپ کیونکر اسپر نماز پڑھ سکتے ہین یہ تو منافق تھا، بجاے خود بتارہا ہی

لکھتے ہین ع اولد الحسین زین العابدین و اولد محمد بن ابی بکر قاسم بن محمد وھولاء الثلثۃ بنو خالۃ و کان اھل المدینۃ یکرھون اتخاذ السراری حتی نشاء فیھم ھولاء الثلثۃ و ماموا اھل المدینۃ فقھا و ورعا فرغب الناس فی السراری صفحہ ۲۰ ورق قلمی یعنے اہل مدینہ لونڈیون سے کراہت کرتے تھے جب امام زین العابدین ع اور قاسم بن محمد بن ابی بکر نے نشو و نما پایا اور تمامی اہل مدینہ پر علم و ورع مین فایق ہوے تو اور لوگون نے بھی اسمین رغبت کی۔

دیکھیے حکم خلیفہ کا اثر کہ تمامی اہل مدینہ جو سب صحابی تھے حکم خدا اور رسول سے واقف تھے حضرت نے جو اپنی عزیز عورتون کا نکاح غلامون سے کیا اور لونڈیون سے خود نکاح کیا وہ سب کے پیش نظر تھا مگر خلیفہ کے حکم نے یہ اثر کیا کہ تمامی صحابہ لونڈیون سے نکاح کرنیسے رک گئے یہانتک کہ جب امام زین العابدین ع متولد ہوے جنکی مادر گرامی حضرت شہر بانو تھین جو اسیر ہوکر بہ حیثیت لونڈی آئی تھین تب جاکر اسنے رواج پایا کہ اور لوگون نے بھی لونڈیون سے تعلق شروع کیا۔

اس سے دو باتین ظاہر ہوئین ایک طرف خلیفہ وقت کی ممانعت اور اوسکا رواج اور دوسری طرف خاندان رسالت کے فعل سے اسکا رواج تو اگر خلافت بھی خاندان رسالت ہی مین رہتی تو آپ سمجھ سکتے ہین دنیا مین صرف ایک ہی مذہب حق رائج ہوتا۔ شاید یہی وجہ ہوکہ ائمہ اطہار نے اس کے بعد سے تمامتر تعلق اپنا ام ولد سے رکھا کیونکہ جناب امام جعفر صادق ع کے بعد سے تمامی ائمہ اطہار کی مادر گرامی ام ولد تھین

کہ محض غلط ہے اور صرف فضیلت عمر کے لئے یہ حدیث بنائی گئی ہے کہ اس ذریعہ سے عمر صاحب کی جرات دکھائین مگر اسپر نہ غور کیا کہ اگر یہ واقعا صحیح ہو تو پھر عمر کا اسلام کیا ہوتا ہے اور ان صحابہ کی ایمانداری و جان نثاری کیا ہوتی ہے جنکی نسبت کہا جاتا ہے کہ حضرت کے پسینہ پر اپنا خون گراتے تھے کیونکہ دیکھ رہے ہین حضرت نماز پڑھنا چاہتے ہین اور عمر آپکا دامن پکڑ کر کھینچ رہے ہین کیا کوئی عاقل مان سکتا ہے کہ ہزارون جان نثار صحابہ کے روبرو یہ جرات ہوسکتی ہے اور کیا عمر اسکے بعد مسلمان کہے جاسکتے ہین۔

جسکی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ رواج فقہ حنفی کے سبب سے کوئی خاندان محفوظ نہ رہا ہو۔ چونکہ اس بحث کو طول ہو گیا لہذا صرف حکم طلاق کی تقریر کے بعد اس بحث کو تمام کرتے ہین تاکہ معلوم ہو عمر صاحب نے اسمین کسقدر جبہ عورتون کی حق تلفی کی ہے۔

(۱۷) ازالۃ الخفا مین ہے عن طاوس ان ابا الصهباء قال لابن عباس انما كانت الثلاث على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ابي بكر واحدة وابي بكر وثلاث من امارة عمر فقال ابن عباس نعم مسلم عن طاوس عن ابن عباس كان على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وابي بكر وسنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة فقال عمر ابن الخطاب ان الناس استعجلوا في امر كانت لهم فيه اناة فلو امضيناه عليهم في هذا الحديث اشكال قوي لان النسخ لا يتصور بعد وفاة النبي صلى الله عليه وسلم وانقطاع الوحي فحكى البغوي للعلماء ثلث تاويلات احدها معناه قول الرجل انت طالق انت طالق انت طالق ان قصد الايقاع بكل لفظة تقع الثلاث وان قصد التوكيد فواحدة ثم كانوا في الزمن الاول يصدقون في انهم ارادوا واحدة فلما رای عمر في زمانه امورا انكرها الزمهم الثلث ثانيها معناه طلاق الرجل لغير المدخول بها انت طالق ثلاثا لفظا واحدا ذهب اصحاب عبد الله بن عباس انها واحدة وقول عمر وعليه جمهور اهل العلم انها ثلاث ثالثها معناه انت بتة كان عمر ردها واحدة فلما تتابع الناس الزمهم الثلث والاوجه عندي ان معناه ان قوله تم الطلاق مرتان يحتمل

ہان ہان اہل سنۃ کا ایمان تو جو کچھ ہے عمر پر لہذا اگر اس سے بڑھ کر بھی کوئی دعوی کیا جاتا تو قبول ہو جاتا اسلئے خدا نے ایک ایسی بین علامت وضع اس حدیث مین ظاہر کر دی کہ کسی عاقل کو بھی اسمین شک نہ رہے کیونکہ واضع حدیث نے کہا کہ حضرت سے فرمایا خدا نے مجکو اختیار دیا ہے حالانکہ آیہ کریمہ استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم ذلك بانهم كفروا بالله ورسوله والله لا يهدي القوم الفاسقين یعنی استغفار کرو انکے لئے یا نہ استغفار کرو۔ اگر ستر مرتبہ بھی استغفار کرو تو ہرگز

لتبیین احدھما ان یعد انت طالق ثلثا مرۃ واحدۃ لا انہ ارسل الکلمۃ دفعۃ واحدۃ الثانی ان ینظر الی المعنی کانہ اراد ان یقول انت طالق ثم یقول انت طالق ثم یقول انت طالق فاختصر الامر وقال انت طالق ثلثا فھو دفعۃ واحدۃ فی الظاھر ثلث دفعات فی المعنی فکان الناس فی زمان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم ینکشف لھم الامر ولا سالوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ذلک فکانوا کثیرا ما یذھبون الی الاحتمال الاول وکذلک فی زمان الصدیق فلما کان عمر ورفعت الیہ المسئلۃ افتاھم بالمعنی الثانی وصرح بذلک ولم یدع محل الخلاف ولما قلنا نظائر کثیرۃ عرفھا اھل العلم کنحو ما فسرنا منھا حدیث بیع امھات الاولاد فی زمان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر ثم نھی عمر عند الشافعی عن المطلب بن حنطب انہ طلق امراتہ البتۃ ثم اتی عمر بن الخطاب فذکر ذلک لہ فقال لہ عمر ما حملک علی ذلک فقال قلتہ فتلا عمر ولو انھم فعلوا ما یوعظون بہ لکان خیرا لھم واشد تثبیتا قال ما حملک علی ذلک قال قلتہ قال عمر امسک علیک امراتک فان الواحدۃ لا تبین ۔ للشافعی عن سلیمان بن یسار ان رجلا من بنی ذریق طلق امراتہ البتۃ فقال عمر ما اردت بذلک قال اترانی اقیم علی حرام والنساء کثیر واحلفہ فحلف قال الشافعی اراہ فردھا علیہ قال الشافعی معنی قولہ قلتہ خرج منی بلا نیۃ وتلاوۃ عمر الآیۃ انہ لو طلق ولم یذکر البتۃ کان خیرا لہ ما تکلف محدثۃ فلما اخبرہ ولم یصرح بزیادتہ علی الطلاق الزھر واحدۃ یعنی البوصھبا ان ابن

خدا نہ بخشیگا کیونکہ اون لوگون نے کفر کیا خدا اور رسول کے ساتھ اور خدا نہین ہدایت کرتا فاسقین کی ۔

ایسا آیہ ہے کہ معمولی عقل والے انسان کو بھی اسمین شک نہین ہو سکتا کہ مقصود باری یہ ہے کہ وہ کسیطرح قابل بخشش نہین ہین پھر حضرت جو افصح الفصحا اور اعقل العقلا تھے کیونکر ایسا دعوی کر سکتے ہین کہ اس سے حضرت کا اختیار نکلتا ہے اسیوجہ سے صاف صاف اون علمانے لکھدیا کہ یہ حدیث وضعی ہے کسی طرح ممکن نہین کہ رسول اللہ نے ایسا فرمایا ہو کہ معاذ اللہ

جو کچھ بیانات محض ہمارے عقلی کے اقتباسات سے ہے لہذا ہم اس میں زیادہ وقت ضایع کرنا نہین چاہتے بلکہ اون مطالب عالیہ پر آنا چاہتے ہین جو انکے مذہب کی جان ہے کیونکہ تمام عالم کو معلوم ہے قرآن شیعون کے گھر اوترا قرآن کی ترتیب و ترمیت جو کچھ ہوئی وہ شیعون کے گھر قرآن کو رسول اللہ نے اہلبیت طاہرین کے ساتھ کیا۔ قرآن کا سچا عامل اور پیرو دنیا مین کوئی نہین کیونکہ بجز شیعہ سبھی اسکو حدیث کا محکوم اور ماتحت جانتے ہین صرف شیعہ ہی اسکے قایل ہین کہ حدیث ہر عقل پر تمام کتاب قرآن کو فوقیت ہے یہ صرف شیعون ہی کا عقیدہ ہے جو تمامی حدیث کو بمقابلہ قرآن رد کرتے ہین۔

اگر آپ غور کرینگے تو ابتداے اسلام سے آجتک کسی فرقہ کو یہ حوصلہ نہ ہوا کہ قرآن کو جاے پناہ بناے اور اپنا ایک مسئلہ بھی اختلافی مسایل سے قرآن سے ثابت کرسکے مگر یہ حوصلہ ہے تو صرف شیعون کا جنہون نے ابتداے اسلام سے آجتک نہ کبھی اس سے انحراف کیا نہ قرآن و اہل بیت کا دامن ایک منٹ کے لئے چھوڑا۔

حالانکہ رسول اللہ نے بتاکید تمام فرمایا کہ خود میری حدیث کی بھی بمقابلہ قرآن نہ مانو مگر اہل سنت نے اس فرمان کو نہ مانا اور حدیث کو موضوع کہکر نکال دیا۔

مشکوۃ میں ہے عن ابن عباس قال من تعلم کتاب اللہ ثم اتبع ما فیہ ھداہ اللہ من الضلالۃ فی الدنیا و وقاہ یوم القیٰمۃ سوء الحساب وفی روایۃ قال من اقتدی بکتاب اللہ لا یضل فی الدنیا ولا یشقی فی الاخرۃ ثم تلا ھذہ الایۃ فمن اتبع ھدای فلا یضل ولا یشقی رواہ رزین۔ صفحہ ۵۳ جلد اول

یعنی ابن عباس سے روایت ہو کہ جس نے سیکھا قرآن کو پھر اوسپر عمل کیا تو خدا اوسکی ہدایت کریگا ضلالت سے دنیا مین اور بچائیگا سوء حساب سے بروز قیامت دوسری حدیث مین ہے کہ فرمایا جس نے پیروی کی کتاب اللہ کی وہ نہ گمراہ ہوگا دنیا مین اور نہ شقی ہوگا قیامت مین۔ پھر پڑھا اس آیہ کو کہ جس نے پیروی کی میری ہدایت کی وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ شقی۔

پھر اوسی مشکوۃ مین ہے۔ قال رسول اللہ کلامی لا ینسخ کلام اللہ و کلام اللہ ینسخ

كلامي وكلام الله ينسخ بعضه بعضا وعن ابن عمر قال قال رسول الله ان احاديثنا ينسخ بعضها بعضا كنسخ القرآن۔ صفحہ ۵۵۔

یعنی حضرت نے فرمایا کہ ہمارا کلام نہین منسوخ کرتا کلام اللہ کو اور کلام اللہ منسوخ کرتا ہے ہمارے کلام کو اور کلام اللہ نسخ کرتا ہے بعض اوسکا بعض کو اور ابن عمر کہتے ہین کہ حضرت نے فرمایا ہماری حدیثین بعض اوسکی بعض کو منسوخ کرتی ہین۔

تفسیر کبیر مین ہے جلد ۲ صفحہ ۳ التاسع انه روی عن النبی انه قال اذا روی عنی حدیث فاعرضوه علی کتاب الله فان وافقه فاقبلوه والا فذروه ولا شك ان الحدیث اقوی من القیاس فاذا کان الحدیث الذی یوافقه الکتاب مردودا فالقیاس اولی به۔

کہ رسول اللہ سے منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا جب کوئی حدیث ہمسے روایت کی جائے تو اوسکو کتاب اللہ پر عرض ہو اگر وہ حدیث موافق کتاب اللہ ہو تو اوسکو قبول کرو والا چھوڑ دو اور نہین شک ہے کہ حدیث قوی ہے قیاس سے پس جب وہ حدیث کہ موافق کتاب اللہ نہ ہو مردود ہوتی ہے تو قیاس بدرجہ اولے۔

یہ تو احادیث اہل سنت ہین جن سے وہی بات معلوم ہوتی ہے جو احادیث شیعہ مین ہے جسکو آپنے نوٹ مین لکہا ہے اور کافی کلینی مین سب سے پہلے عقل کی فضیلت مین بسوط باب باندھا گیا اور دیباچہ مین لکہا ہے کہ قرآن کے سوا اور کسی شئے سے تمسک نکرنا چاہئے جس سے بحیثیت حکم رسول ہونے کے شیعہ و سنی اس بارے مین متحد نکلے کہ یہی فرمان رسول ہے کہ قرآن کے مقابلہ مین ہماری حدیث نہ مانو۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ کس فریق نے اس حکم رسول کو مانا اور کس نے نہین مانا ہم اہل سنت کا میری اقرار پیش کرتے ہین لہذا اہل سنت پر فرض ہے کہ وہ ہمارے علما کا صریحی انکار پیش کرین جس سے فوری تصفیہ ہو جاے کہ کون قرآن پر ایمان رکہتا ہے۔

قاضی بن محمد بن علی بن محمد شوکانی جو امام شوکانی کہلاتے ہین ارشاد الفحول مطبوعہ مطبع سعادت بجوار محافظہ مصر مین لکہتے ہین صفحہ ۱۳۱ ملاحظہ ہو۔

عن ما يروى من طريق ثوبان الامر
بعرض الاحاديث على القرآن فقال يحيى
بن معين انه موضوع وضعته الزنادقة
وقال الشافعي ما رواه احد عمن يثبت
حديثه في شيء صغير ولا كبير وقال
ابن عبد البر في كتاب جامع العلم قال
عبد الرحمن بن مهدي الزنادقة و
والخوارج وضعوا حديث ما اتاكم
عني فاعرضوه على كتاب الله فان
وافق كتاب الله فانا قلته وان خالف
فلم اقله وقد عارض حديث العرض
قوم فقالوا عرضنا هذا الحديث الموضوع
على كتاب الله فخالفه لانا وجدنا في
كتاب الله (وما اتاكم الرسول فخذوه
وما نهاكم عنه فانتهوا) ووجدنا فيه
(قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم
الله) ووجدنا فيه (من يطع الرسول
فقد اطاع الله) قال الاوزاعي الكتاب
احوج الى السنة من السنة الى الكتاب
قال ابن عبد البر انها تقضي عليه وتبين المراد
منه وقال يحيى بن ابي كثير السنة تبين
المراد منه وقال يحيى بن ابي كثير السنة
قاضية على الكتاب والحاصل ان ثبوت

یعنی جو روایت کہ بطریق ثوبان اس بات کے
مین وارد ہے کہ حدیث کو عرض کرنا چاہئے کتاب
اللہ پر تو یحیی بن معین کہتے ہین کہ یہ حدیث موضوع
ہے جسکو زنادقہ نے وضع کیا ہے کہا شافعی نے
کہ نہین روایت کیا ہے اس حدیث کو اون
لوگون نے جنکی حدیثون سے کوی بات ثابت
ہوتی ہے خواہ صغیر ہو خواہ کبیر کہا ابن عبد البر
نے کتاب جامع العلم مین کہا عبد الرحمن بن مہدی نے
کہ زنادقہ و خوارج نے وضع کیا ہے حدیث ما
اتاکم عنی فاعرضوہ علی کتاب اللہ فان وافق
کتاب اللہ فانا قلتہ وان خالف فلم اقلہ
یعنی جو حدیث تمکو میری پہونچے تو اوسکو عرض
کرو کتاب اللہ پر پس اگر موافق ہو تو مینے کہا اوسکو
اور اگر خلاف ہے تو نہین کہا۔ اس حدیث
عرض کا معارضہ کیا ہے قوم نے باین طور کہ
اسکو ہمنے عرض کیا کتاب اللہ پر تو اسکو قرآن
کے معارض پایا کیونکہ کتاب اللہ مین ہے
وما اتیکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا
اور اوس مین یہ بھی پایا ان کنتم تحبون اللہ
فاتبعونی یحببکم اللہ پھر اوسمین یہ آیہ بھی ہے
ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ کہا اوزاعی
نے کہ قرآن زیادہ محتاج ہے حدیث کا بہ نسبت
حدیث کے کہ وہ محتاج قرآن ہو کہا ابن عبد البر

بحجیۃ السنۃ المطہرۃ واستقلالہا بتشریع الاحکام ضروریۃ دینیۃ ولا یخالف فی ذلک الا من لا حظ لہ فی دین الاسلام

نے کہ حدیث فیصلہ کرتی ہے قرآن کا اور حدیث مطلب کو بیان کرتی ہے کہا یحیی بن ابی کثیر نے کہ سنت قاضی ہے کتاب اللہ پر خلاصہ یہ کہ حدیث کا حجت ہونا استقلال تشریع احکام مین ضروریات دین سے ہے جسکا کوئی مخالف نہین ہوسکتا جو مسلمان ہو،

اب تو نہین کوئی سنی کہہ سکتا،، اس قوم کے مقابل قرآن کا ہتھیار بہن کر نکلو، کیونکہ قرآن کے ہتھیار کو پیروان قایل حسبنا کتاب اللہ نے بیکار کر دیا ہے۔ قرآن کو حدیث کا محتاج بنا دیا۔ قرآن کو حدیث کا رعیت بنایا پھر تمہاری کیا طاقت ہو کہ شیعون کے مقابلہ مین قرآن کو لا سکو۔

قاضی شوکانی نے جو جواب دیا ہو وہ بہت ہی مزہ دار ہے کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہین کہ اس حدیث سے حدیث کی ضرورت ہی نہین رہتی حالانکہ یہ اونکی خوش فہمی ہے کیونکہ جب وہ فہم معانی قرآن سے بہ نص رسول محروم ہین تو بھلا حدیث کو کب سمجھ سکتے ہین کیونکہ حضرت کا یہ ارشاد وضعی حدیث کی شناخت کے لئے ہے جیسا کہ توضیح الدلایل فی ترجیح الفضایل شہاب الدین احمد مین ہے بذیل حدیث طولانی کہ حضرت نے فرمایا خطبہ غدیر مین۔

وانہ سیکون من بعدی اقوام یکذبون من بعدی ومعاذ اللہ ان اقول علی اللہ الا الحق وانطق بامرہ الا الصدق وما امرکم الا ما امرنی بہ اللہ ولا ادعوکم الا الی اللہ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

یعنے کچھ لوگ ہمارے بعد ہمپر جھوٹھ باندھین گے جو قبول کر لیا جائے گا۔ خدا اکی پناہ جو مین خدا پر حق کے سوا کوئی دوسری بات کہون یا راستی کے سوا دوسرا کلام کرون مین تو وہی حکم دیتا ہون جسکا خدا نے حکم دیا ہے۔ اسی لئے حضرت نے تصدیق اور تکذیب احادیث کا اسکو معیار قرار دیا ہے کہ اسکو کتاب خدا پر عرض کرو جو اوسکے مطابق ہو اوسکو قبول کرو اور جو اوسکے خلاف ہو اوسکو رد کرو۔ نہ یہ کہ عام طور پر یہ حکم ہو کہ کوئی حدیث نہ قبول کیجائے جیسا کہ اہل قرآن کا خیال ہے۔

رہی وہ آیتین جن سے شوکانی نے استدلال کیا ہے یعنی ما اتٰکم الرسول یا ان کنتم تحبو
اللہ یا من یطع اللہ و الرسول تو مسلم ہین کہ بے شک احکام رسول بھی مثل احکام الٰہی واجب
التعمیل ہین مگر گفتگو اسمین ہے کہ دو حدیث اگر متعارض ہین تو کونسی حدیث قبول کیجاے گی
جو موافق قرآن ہوگی یا وہ جو مخالف قرآن ہوگی ۔

رہا یہ کلام شوکانی کہ یحیی بن معین نے اسکو موضع کہا ہے تو یہ اونکے اختیار کی بات نہین ہے
مگر قرآن تو کہہ رہا ہے قل ما یکون لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی ان اتبع الا ما اوحی
الی کہ کہہ تو محمد نہین ہے میرے لئے یہ کہ اوسکو بدل دین اپنے دلسے مین تو اوسی کی پیروی کرتا

## قرآن کا منسوخ ہونا خبر واحد سے

اہل سنت نے یہان تک ترقی کی ہے کہ عام طور پر قرآن کو اخبار احاد سے جو مفید علم بھی نہین منسوخ
مانتے ہین جیسا کہ حصول المامول مین ہے ۔

واما نسخ القرآن او المتواتر من السنۃ بالاحاد فقد وقع الخلاف فی ذلک فی الجواز
والوقوع اما الجواز عقلا فقال بہ الاکثر و اما الوقوع فذھب الجمھور کما حکاہ
ابن برھان و ابن الحاجب وغیرھما الی انہ غیر جایز و ذھب جماعۃ من اھل الظاھر
الی وقوعہ وھی روایۃ عن احمد و ھو الحق و مما یرشد لک الی جواز النسخ بما
صح من الاحاد لما ھو اقوی متنا او دلالۃ منھا ان الناسخ فی الحقیقۃ انما جاء
دافعا لاستمرار حکم المنسوخ ودوامہ وذلک ظنی ان کان دلیلہ قطعیا فالمنسوخ
انما ھو ھذا الظن لا ذلک القطعی فتامل پھر لکھتے ہین قال ولم نعلم احدا منع من
جواز نسخ الکتاب بالخبر الواحد عقلا فضلا عن المتواتر صفحہ ۱۰۱

یعنی اسمین اختلاف ہے کہ قرآن و حدیث متواتر خبر احاد سے منسوخ ہو سکتا ہے یا نہین اکثر
اسکے قایل ہین کہ عقلا جایز ہے خبر واحد سے منسوخ ہو جائے ۔ برہان و ابن حاجب وغیرہ
قایل ہین کہ گو جایز ہے مگر واقع نہین ہوا اور ایک جماعت اہل ظاہر سے جنمین امام احمد بھی
ہین قایل ہین کہ واقع بھی ہوا اور سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ناسخ کی غرض تو رفع استمرار
ہے جو منسوخ سے پیدا ہوا پس یہ حکم جو منسوخ سے معلوم ہوا تھا ظنی ہے تو یہی ظن

منسوخ ہوا نہ وہ جو قطعی ہے ۔ پھر لکھتے ہین کہ کیا ہم نہین جانتے کہ کسی نے بھی منع کیا ہو جواز نسخ کتاب کو خبر واحد سے چہ جائیکہ حدیث متواتر سے نسخ کا مانع ہو۔

اس عبارت نے واضح طور پر بتادیا کہ قرآن کی جس آیت کو چاہو صحیح بخاری صحیح مسلم سے منسوخ کردو کیونکہ وہ سب خبر احاد ہے بلکہ خبر احاد کے اعلی افراد سے ہے نہین نہین جس حدیث سے چاہو قرآن کو منسوخ کردو کیونکہ حدیث صحیح کے ٹھیکہ دار صرف صحاح ستہ ہی نہین ہین انکے علاوہ ہزارون کتاب حدیث کی ہے وہ سب ناسخ قرآن ہین ۔

اب تو اچھی طرح معلوم ہوا کہ اہل سنت کے یہان قرآن کریم کیا حیثیت ہے کہ معمولی حدیثین بھی اوسکی ناسخ ہین ۔

**حرمت متعہ حدیث سے** | قاضی شوکانی ارشاد الفحول مین لکھتے ہین ومن ذلک نسخ نکاح المتعۃ بالنهی عنہا وهو احاد ونحو ذلک کثیر ۱۵ صفہ ،، یعنی وقوع نسخ قرآن کی حدیث سے یہ بھی دلیل ہے کہ نکاح متعہ کا حکم منسوخ ہے اخبار احاد سے اور مثل اسکے بہت ہین ۔

جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ نکاح متعہ کا جواز قرآن سے ثابت ہے فما استمتعتم بہ منہن فاتوهن اجورہن اور حرمت اوسکی حدیث سے معلوم ہوی حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ بانی اس ممانعت کے حضرت عمر ہین جنہون نے فرمایا تہا متعتان کانتا علی عهد رسول اللہ وانا احرمهما تو مطلب یہ ہوئے کہ قرآن قول عمر سے منسوخ ہوا

**قرآن کا منسوخ ہونا اجماع سے** | اب اسپر ترقی سنئے کہ صرف حدیث ہی ناسخ قرآن نہین ہے بلکہ اجماع بھی کون اجماع جس سے خلیفہ بنے ناسخ قران ہے جیسا کہ شرح اصول بزدوی مین ہے

فلذا الاجماع یجوز ناسخا للکتاب والسنۃ والاجماع عند بعض مشائخنا منهم عیسی بن ابان والیہ ذهب بعض المعتزلۃ تمسکوا باجماعهم ان عثمان رضی اللہ عنہ حجب الام عن

یعنی اجماع بھی قرآن کو منسوخ کرسکتا ہے نزدیک بعض مشائخ کے جن سے ابان بن عیسی بھی ہین اور اسکی طرف گئے ہین بعض معتزلہ بھی انکی دلیل یہ ہے کہ عثمان نے حکم میراث مین دو بھائیون کے رہتے ہین مان کو ثلث سے گھٹا کر سدس کر دیا

الثلث الى السدس باخوين قال ابن عباس رضی الله عنهما كيف تحجبها باخوين وقد قال الله تعالى فان كان له اخوة فلامه السدس والاخوان ليسا باخوة فقال حجبها قومك يا غلام فدل على جواز النسخ بالاجماع وبان المؤلفة قلوبهم سقط نصيبهم من الصدقات بالاجماع المنعقد فى زمان ابى بكر رضى الله عنه وبان الاجماع حجة من حجج الشرع موجبة للعلم كالكتاب والسنة فيجوز ان يثبت النسخ به كالنصوص بل اقوى لانه اقوى من الخبر المشهور الذى قد جاز به الزيادة على النص الذى هى النسخ فبالاجماع اولى

تو کہا ابن عباس نے دو بھائیوں کی موجودگی مین کیونکر محروم کرسکتے ہو حالانکہ خدا نے کہا ہے فان کان له اخوة اگرچہ مردہ کے کئی بھائی ہون تو مان کا چھٹا حصہ ہے اور دو بھائی لغت مین کئی بھائی نہین کہے جاتے کیونکہ وہ تثنیہ ہے اور یہ جمع تو عثمان نے کہا اے غلام تیری قوم نے اسکو محجوب کر دیا ہے اس سے صاف معلوم ہوا کہ اجماع سے حکم قرآن منسوخ ہوتا ہے اسیطرح مولفۃ القلوب کا حصہ صدقات مین اسی اجماع سے موقوف ہوگیا جو بعہد ابو بکر ہوا تھا اور اجماع بھی تو حجج شرعیہ سے ہے جس سے علم و یقین حاصل ہوتا جیسا کہ قرآن و حدیث سے ہوتا ہے پس جائز ہے کہ اجماع بھی ناسخ ہو گیا تم نہین دیکھتے کہ قرآن کا نسخ بذریعہ خبر مشہور جائز ہے اور اجماع تو اس سے زیادہ قوی ہے پھر اس سے نسخ کرنا تو بدرجہ اولی جائز ہے۔

**قیاس بھی ناسخ قرآن ہے** ایک قدم اور بڑھائیے تو معلوم ہو کہ آپکے یہان قرآن کا ناسخ وہ قیاس بھی ہے جس کے بارے مین اول من قاس ابلیس وارد ہے کہ پہلا قیاس کرنیوالا شیطان ہے جسکے صریحی مطلب یہ ہوئے کہ ہر شیطانی بات سے آپکے یہان قرآن منسوخ ہوتا ہے اسی شرح بزدوی مین ہے۔

وذكر فى بعض الكتب ان النسخ يجوز عند ابى القاسم بالقياس الجلى دون الخفى قال الغزالى رحمه الله تعالى

یعنی بعض کتابون مین مذکور ہے کہ نسخ قرآن جائز ہے قیاس سے ابو القاسم کے نزدیک مگر قیاس جلی ہو نہ خفی اور غزالی نے کہا انما جلی مبہم ہے اگر

فیھم ان المراد بہ المقطوع بہ فھو صحیح واما المظنون فلا صفحہ ۱۷ | خواہ جس سے قیاس قطعی ہے تو اسکا ناسخ ہونا صحیح ہے اور اگر ظنی ہے تو نہین۔

اب اہل انصاف غور کرین کہ اہل سنت کہان تک متبع قرآن ہین کیونکہ حدیث سے وہ منسوخ اجماع سے وہ منسوخ قیاس سے وہ منسوخ پھر اسکی کیا حالت رہی۔

اگر ہم یہان اون تصریحات کو لکہین جسمین علماے اہل سنتہ نے اسکا اقرار کیا ہے کہ اہل سنتہ نے اتباع قرآن کو بالکل چھوڑ دیا ہے تو نہایت طول ہوگا لہذا الشمس نمبر ۳۱ و ۳۴ جلد ۲ کا حوالہ کافی ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۶ لغایتہ صفحہ ۱۳ کہ کسطرح اقرار ہے ترک قرآن کا۔

اگرچہ اس تحقیقات کے بعد ضرورت نہ تھی کہ ہم مخاطب کے بقیہ اقوال کا جواب دین کیونکہ خود مولوی صاحب نے اسکا اقرار کیا ہے ،، اس سے دہوکھا نہ کہاؤ کہ کبھی کبھی یہ لوگ قرآن کی آیتین بھی پیش کرتے ہین ،، جس سے ونکا پہلا دعوی غلط ہوا وہ کیونکر ممکن تھا کہ شیعہ فیصلہ کا سارا مدار بلکہ کچھ بھی قرآن پر رکھتے ،، کیونکہ پہلے آپ اسکو محال بتاچکے ہین کہ شیعہ قرآن سے اسکا فیصلہ کرین۔ پھر اسکا اقرار کرتے ہین کہ وہ کبھی کبھی یہ لوگ قرآن کی آیتین پیش کرتے ہین ،، تو اب بتائے کہ آپکا کون سا مقولہ سچ ہے کہ اوسپر ایمان لایا جائے۔

اب تو آپکو خدا کی حکمت کا راز معلوم ہوگیا کہ ،، خدا کی حکمت نے قرآن کی اشاعت کا ذریعہ حضرت ابوبکر کی جماعت کو بنایا کیونکہ اگر یہ قرآن اونکا جمع کیا ہوا نہ ہوتا تو سچ مچ آپ کا یہی دعوی ہوتا جسکی حکایت خود قرآن مین ہے قال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا هذا القرآن مهجورا کہ رسول نے عرض کیا اے رب میرے اس قوم نے قرآن کو ترک کیا ہے پس یہی اصلی حکمت ہے اسکی کہ اگر قرآن کی اشاعت کا ذریعہ بقول آپکے ابوبکر نہ ہوتے تو سرے سے قرآن ہی سے انکار کر دیا جاتا جیساکہ پہلے ابوبکر صاحب نے جمع قرآن سے انکار کیا تھا۔

خدا کرے کہ آپ اون لوگون سے ہون جو قرآن کے ہتھیار پہن کر نکلو ،، کیونکہ یہ نہ ہی تو اسی وجہ سے ہوی کہ قرآن کا ہتھیار آپلوگون نے اوتار دیا ورنہ اگر قرآن ہی کا اتباع کرتے تو اجماع کو کیون تراشتے۔

تمام ہیں سچ ہے ۔ شیعیت کا مقابلہ مسلمانوں کو عیسویت کے مقابلہ سے بھی زیادہ
آسان ہے ۔ کیونکہ شیعوں کو تو آپ رسول اللہ کی وفات کے روز سے دیکھتے ہیں
انکو مشغول تجہیز و تکفین رسول پاک آپ کو موقع ملا کہ سقیفہ میں جا بیٹھے اور خلافت پر
قابض ہوئے ۔

مگر عیسویت کا بہت جلد بدلہ عیسائیوں نے لیا کہ تمام ممالک روے زمین سے آپکو نکال دیا
اسی لئے آپ نے یہ فرمایا کہ عیسویت کے مقابلہ سے بھی زیادہ آسان ہے ۔

مگر یہ معلوم اس جملہ سے آپ کے مرزا صاحب کا کیا حال ہوا جو دین عیسوی کے مٹانے
کے لئے آئے تھے کیونکہ جب شیعیان حیدر کرار کے مقابلہ میں آپکا یہ حال ہے جن کے مقابلہ
کو عیسائیوں کے مقابلہ سے آسان کہتے ہیں تو پھر عیسائیوں کا کیا کہنا ۔

یہ بھی تم کتنا سچا جملہ لکھا ہے ۔ جیسے حلی شیعی دو ہزار آیتیں اپنے عقیدہ میں لایا ہے جس سے
استفادہ یقینی معلوم ہوا کہ علامہ حلی نے دو ہزار آیتیں اپنی تائید میں لکھی ہیں جس سے آپکا
پہلا قول باطل ہوا ۔ کیونکہ ممکن تھا کہ شیعہ کا سارا مدار بلکہ جملہ بھی قرآن پر رکھتے ہیں کیونکہ
دو ہزار کا آپ نے اقرار کرلیا تو گویا کوئی حق بھی ایک آیت بھی اپنی دلیل میں پیدا نہ کر سکا
اس سے زیادہ مزہ دار یہ جملہ ہے ۔ میں یہ سچ کہتا ہوں کہ دو ہزار میں ہو نہ سے پہلے کی
ان کے باطل اور ابطال کی تحسین کرتے ۔ کیونکہ یہ تو یقینی ہے کہ قرآن کا ایک حرف بھی باطل کی
تائید میں کتنا چہ جائیکہ ایک آیہ ۔ لہذا معلوم ہوا کہ دو ہزار آیتیں حق کی موید ہیں ۔ کیونکہ
انکا تو آپ نے بھی اقرار کیا ہے وہ حلی شیعی دو ہزار آیتیں اپنے عقیدہ کی تائید میں لایا
ہے ۔ جس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی دو ہزار آیتیں ونکے عقیدہ کی موید ہیں ۔ اور
قرآن مجید باطل ہو نہیں سکتا لہذا وہ کل دعوے حق ہوا جسکی تائید دو ہزار آیتوں سے
کی گئی ہے و الحمد للہ

**خلافت راشدہ** اصل بات یہ ہے کہ جامعہ مومنین کی صفات قرآن کی صورت میں مذکور
قرآن مجید [illegible] بلا تعلق [illegible]
[illegible]

بہت سی آیتین انکے بے بنیاد اور غیر معقول عقیدہ کے نزدیک ساری کی ساری بڑی
وضاحت سے حضرت کی شان مین نازل ہوی ہین اور مثلا یہ آیت ویؤتون الزکوٰۃ
وہم راکعون اسکی نسبت بڑے فخر سے ان کے اگلے پچھلے دعوے کرتے ہین کہ حضرت علی
کی شان مین اوتری ہے۔ کافی کلینی اور انارۃ الابصار مین اسے گل سر سبد مانا گیا ہے اس
ساتھ ماد تا یہ شان نزول تراشا گیا ہے کہ ایک روز حضرت علی نماز مین معروف تھے
اتنے مین ایک سایل نے کچھ مانگا آپ نے اپنا ہاتھ رکوع کی حالت مین اسکی طرف بڑھا
کہ انکی انگلی سے انگوٹھی اوتار لے اس چند پیسون کی انگوٹھی کا خدا نے وہ مول ڈالا
کہ عرش اور فرش پر آپکی جود و سخا اور ایثار کے غلغلے بلند ہوے۔ عجیب بیداد گر قوم ہے
حضرت ابو بکر نے چالیس ہزار دینار آجکل کے حساب سے تین لاکھ ساٹھ ہزار کو جو مکہ
کی پر محنت اور پر فتنہ زندگی مین انہون نے اسلام کی تائید مین خرچ کئے اور مظلوم غلامونکو
کفار کی غلامی کے بے رحمانہ جوے سے آزاد کیا اور حضرت عثمان نے جیش العسرت* کی
گرانقدر امداد کو اور ایسا ہی بہت سے نازک وقتون مین لانظیر امداد کو خاک مین
ملاتے ہین اور صریح ظلم سے ایک معمولی چھلے کو آسمان پر چڑھاتے ہین

**رد الملاحدہ** یہ بھی نرالی بات ہے کہ آپ بے اصل بات کو اصل بناتے ہین حالانکہ
تو آپ لوگون کا دستور ہے کہ جو آیات عام مہاجرین انصار کے فضایل مین وارد ہین اونکو
تمام اپنے خلفا کی شان مین لے جاتے ہین اور شیعون کا عام استدلال تو صرف اون
سے ہوتا ہے جو باتفاق فریقین یا بعض خاص علماے اہل سنت خاص طور پر جناب امیر
و اہلبیت طاہرین کی شان مین باستحقاق تمام وارد ہین۔
شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین۔ فقیر گوید حقی عز وجل خدا تعالے سورہ مائدہ
نازل فرمود برا سے تمیز مومنین خالص از کفار و منافقین اینجا بہ مطالب متنوعہ در میان فریقین
و آن ہر دو فریق شقیقی تباین منازل و تباعد مراتب ذکر میفرماید در اقوال و اعمال و مآل
و در ضمن این بحث بشارات بلوازم خلافت خاصہ و اضداد آن مذکور می شود و تلمیح نمود

*اس لشکر کی تیاری مین حضرت ذو النورین نے ایک ہزار اونٹ دیئے (منہاج السنۃ)

می آید یا آنکہ ہر دو فریق در زمان مبارک آنحضرت موجود بودند. و ہرچند عموم آیات شامل ہر مومن و منافق است تعریض بگروہ شد بحال حاضرین از فریقین قولہ الذین کفروا وصد وا قولہ والذین امنوا وعملوا الصالحات دلالت میکند بر وجود ہر دو طایفہ. قولہ یا ایہا الذین امنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم چون وجود کفر و ثبات قدم در حق قومی عیدیم ظن قومی بہم رسید کہ تنصروا اللہ در ایشان متحقق بود و ثواب ان اللہ یدخل الذین امنوا الآیہ برای ایشان مترتب چون در مقابلہ قوم ثابت الحق اخرجہک و زین لہ سوء عملہ گفتہ شد افمن کان علی بینۃ من ربہ معلوم گشت کہ مہاجرین و انصار حاضرین مراد اند و مثل الجنۃ التی وعد المتقون ثواب ایشان است و نیز درین آیات اشارہ واقع است بآنکہ ضد خلافت راشدہ کہ منافقین و فاسقین را میباشد آن است کہ فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم و بطریق مفہوم مخالف پے توان برد بآنکہ خلافت راشدہ السنت کہ تقضی باشد باصلاح فی الارض و وصل ارحام و ہر چیزی را در محل خود نگاہ داشتن وہو المقصود تمت

اس تحریر سے معلوم ہوا کہ اصل طریقہ استدلال اہلسنت یہی ہے کہ عموم آیات جو مومن و منافق سب کو شامل ہے اون سے اپنے خلفاء کی حقیت پر استدلال کرتے ہین نہ کہ کوئی آیہ خاص ہو۔

سورہ قتال جسکا دوسرا نام سورہ محمد ہے ایک ایسا سورہ ہے کہ ہر ہر لفظ ہر ہر آیہ اوسکا بتارہا ہے۔ مومنین کی کیا شان ہے۔ منافقین کی کیا حالت مگر یہ لوگ زبردستی منافقین کو اسطرح علحدہ کرتے ہین جسطرح شرفا کی بستی مین ایک علحدہ قوم محسوب ہوتی ہے حالانکہ بالکل خلاف واقع ہے کیونکہ ایمان و نفاق قلبی حالت سے متعلق ہے نہ کہ منافق کی کوئی قوم علیحدہ ہو۔ مومن کی علحدہ سب ایکسان نماز پڑھتے روزہ رکھتے جہاد مین شریک ہوتے غنیمت پاتے مناکحت مباشرت سب کی ایکسان تھی مگر قلبی حالت سے ایک مومن تھا ایک منافق۔ تو پھر مولوی صاحب تعظیم عامہ مومنین کے صفات جس قدر قرآن کریم مین آیات وارد ہین سب اونسے استدلال

[illegible]

[illegible] فرمایا حضرت علی نے سورہ محمد خاص طور پر ہمارے حق میں نازل ہوا کہ ایک آیہ ہم اہل بیت کے بارہ میں ہے اور دوسرا بنی امیہ کے بارے میں۔

مگر شاہ صاحب اپنے یہاں کی روایت مانتے ہیں نہ دوسرے کی اور زبردستی اس کو مومنین و منافقین کی شان میں قرار دیتے ہیں جس سے ایک حصہ روایت کی تو ضرور تصدیق ہوئی کہ فرمایا برائے تمیز مومنین تھا جس میں یقیناً وہ جناب امیر کو داخل جانتے ہیں مگر کفار و منافقین کو عام کر دیا اور یہ نہ کہا کہ منافقین سے بنی امیہ مراد ہیں جس میں کم سے کم عثمان تو آ جاتے۔

پھر فرماتے ہیں در ضمن این مبحث اشارات بلوازم خلافت خاصہ و اضداد آن مذکور می شود جس سے اسقدر تو یقیناً معلوم ہوا کہ تصریح نہیں ہے بلکہ اشارہ ہے اور لوازم اشارہ ایسے ہیں کہ ہر شخص اوسکو اپنی غرض پر لے جا سکتا ہے۔

پھر جب خلافت کا دو طریق واضح موجود ہے ایک نص خدا و رسول سے دوسرا انتخاب و اختیار سے تو پھر کون عاقل مان سکتا ہے کہ خدا اوس خلافت کی تو تعریف کرے جسکو مقرر کیا ہے اور یا اوس خلافت کی تعریف کرے جو با اختیار ناس ہو حالانکہ تمام قرآن بھرا ہے کتاب انزل الیک من ربک فلا یکن فی صدرک حرج منہ لتنذر بہ و ذکری للمومنین اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء قلیلا ما تذکرون یہ کتاب ہے جو نازل ہوئی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ثلاثہ الطلب بیان [illegible] صاحب [illegible]

صفات [illegible] استدلال [illegible] خاص [illegible] صفات [illegible]

دکھاتے ہیں اور صفات منافقین کو فرض ہو وہی اشخاص ہیں پھر [illegible] شیعہ کے خلاف ہم

کہ ہمیشہ وہ اون آیات و احادیث سے استدلال کرتے ہیں جو خاص ہیں۔

دیکھیے شاہ صاحب آیہ الذین کفروا اور آیہ الذین آمنوا سے دونوں فریق کا ہونا ثابت

کرتے ہیں۔

افمن کان علی بینۃ من ربہ سے مراد مہاجرین و انصار کہتے ہیں حالانکہ تفسیر درمنثور سیوطی

میں ہے فی قولہ افمن کان علی بینۃ من ربہ قال ہو محمد کمن زین لہ سوء عملہ قال ہم

المشرکون [illegible] کہ مراد افمن کان علی بینۃ من ربہ سے مراد رسول اللہ ہیں

[illegible] سے مراد مشرکین ہیں۔

یہی حال ہے تمامی تفاسیر اہل سنت کا کہ کہیں تو خاص کو عام کر دیا اور کہیں عام کو خاص

حالانکہ اگر وہ آیات قرآن کو اپنے حال پر رہنے دیتے تو ایک اندھے کو بھی شک نہ ہو

سکتا کہ کس سے کون لوگ مراد ہیں۔

[illegible] فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم

[illegible] منافقین [illegible] ہے کہ تم حاکم ہو جاؤ تو فساد کرو زمین میں اور قطع رحم کرو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بعض الامر واللہ یعلم اسرارہم۔ یہی لوگ ہین جنپر خدا نے لعنت کی ہے اور انکو بہرا اور انکو اندھا کر دیا ہے۔ جو لوگ مرتد ہوئے اپنے پیٹھ کی طرف بعد اسکے کہ ہدایت ظاہر ہو چکی شیطان نے زینت دیا ہے اونکے لئے اور طول عمر کا امیدوار کیا ہے۔ اسلئے کہ جو لوگ کراہت کرتے ہین اوس سے کہ خدا نے نازل کیا۔ کہتے ہین ہم تمہاری بعض باتونمین اطاعت کرینگے اور حالانکہ خدا جانتا ہے اونکے اسرار (پوشیدہ باتون کو)۔

غور تو کیجئے یہ آیتین جو مسلسل ہین آپکو کیا بتا رہی ہین کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے عسیتم ان تولیتم بہت قریب ہے کہ تم لوگ حاکم بنو جس سے یہ تو یقینی معلوم ہوا کہ اونکو حکومت ملیگی تو اب غور کریجئے منافقین سے کون شخص خلیفہ ہوا کیا کسی خلیفہ کو آپ منافق مانتے ہین؟ جو بقول شاہ صاحب یہ سورہ تمیز مومن حق و کافر و منافق کیلئے قرار پائے کیونکہ اہل سنت تو کسی خلیفہ کو بھی منافق نہین مانتے۔

اسی سے معلوم ہوا کہ یہ آیہ اونہین منافقین کے بارے مین ہے جو خلیفہ ہوے کیونکہ سورہ بقرہ مین بھی فرما چکا ہے ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیوۃ الدنیا ویشہد اللہ علی ما فی قلبہ وھو الد الخصام۔ واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیہا ویہلک الحرث والنسل واللہ لا یحب الفساد۔ یعنی بعض آدمیون سے وہ شخص ہے جس کی گفتگو تمکو دنیا کی زندگی مین خوش معلوم ہوتی ہے اور خدا اوسکو گواہ بناتا ہے اپنی اوس بات پر جو دل مین ہے حالانکہ وہ بڑا جھگڑالو ہے اور جب حاکم ہوتا ہے تو سعی کرتا ہے زمین کے فساد کیا اور ہلاک کرتا ہے کھیتی اور نسل کو حالانکہ خدا انہین دوست رکھتا فساد کو۔ دونون آیتون کو ملانے سے تو معلوم ہوا ایک ہی مطلب ہے ایک ہی غرض کہ منافقین کی خلافت اور فساد فی الارض کو ظاہر کر رہا ہے جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ جو لوگ بلا حکم خدا اور رسول خلیفہ بنے وہی مراد ہین کیونکہ دونون آیتون مین اذا تولی۔ اور ان تولیتم فرمایا ہے کہ جب تم حاکم ہو جاو جسکا ظاہری مطلب یہی ہے کہ از خود حاکم بن جاؤ بلا حکم خدا و رسول تو پھر بجز خلفائے ثلاثہ اسکا کون مصداق ہو سکتا ہے۔

شاہ صاحب اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ خلافت را غدرہ آورد است کہ مفضی یا غدر یا صلو

فی الارض و وصل ارحام ،، جسکے مطلب یہ ہوئے کہ اگرچہ خلاف حکم خدا و رسول وہ خلیفہ ہو جائے اور عمدہ انتظام کرے تو وہ خلیفہ راشد ہے اور اگر خدا و رسول کے حکم سے کوئی خلیفہ ہو مگر اوس سے عمدہ انتظام نہ ہو تو وہ خلیفہ راشد نہیں ہے۔ حالانکہ خداوند عالم کا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ وہ اوسکو لوازم خلافت و حکومت باطلہ سے قرار دے رہا ہے کہ جو شخص اس طرحکا خلیفہ ہوگا اوس سے یہی مفاسد پیدا ہونگے اگرچہ بظاہر وہ اصلاح معلوم ہو کیونکہ اسکو بھی خدا کہہ چکا ہے و اذا قیل لھم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون الا انھم ھم المفسدون ولکن لا یشعرون یعنی جب اون سے کہا جاتا ہو کہ زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہین ہم تو مصلح ہین خدا فرماتا ہے خبردار رہو۔ یہی لوگ مفسد ہین لیکن نہیں جانتے۔

جس سے معلوم ہوا کہ وہ مفسد جو خلاف حکم خدا و رسول اسطرحکا کام کرتے ہین وہ اسکو فساد نہیں جانتے بلکہ عین اصلاح مانتے ہین مگر خدا ونکو مفسد کہہ رہا ہے تو آپ کے اس فیصلہ سے کیا ہو سکتا ہی جو اپنے خلفا کو مصلح فی الارض بنا رہے ہین حالانکہ آپ بدیہی طور پر دیکھ رہے ہین کہ سبسے اعظم فساد فی الارض آپکے خلفانے یہ کیا کہ طریقۂ استخلاف کو بدل دیا جو بنص رسول تھا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ یزید و مروان خلیفہ ہوئے جنکو منافق یا شیطان کہنے میں کسی کو تامل نہ ہوگا دوسرا فساد جسکو خدا نے قطع رحم سے تعبیر کیا ہے یہ کیا کہ خانہ جناب سیدہ کو جلایا اور خاندان رسالت کے لئے وہ سامان مہیا کیا جس سے وہ ہمیشہ مظلوم و محروم رہے کیا اس سے بڑھکر کوئی واقعہ ہو سکتا ہے جس سے ان تولیتم تفسدوا فی الارض کے مصداق آپ کے خلفا ہون اگر اس سے زیادہ تفصیل کی ضرورت ہو تو اصلاح صفحہ ۱۴۱۔ جلد ۱۱ ملاحظہ ہو

بہرحال آپ کے اعتراض کی بنیاد یہان دو آیتون پر ہے ایک یہ کہ آیہ یطعمون الطعام کو غنیمۃ مخصوص بہ جناب امیر ع کرتے ہین دوسرے یہ کہ آیہ یؤتون الزکوۃ کو جناب امیر کی ولایت میں مانتے ہین۔

آیہ اولی کی تفسیر درمنثور سیوطی مین ملاحظہ ہو صفحہ ۲۹۹ جلد ۶ اخرج ابن مردویہ عن ابن

عن ابن عباس فی قول اللہ ویطعمون الطعام علی حبہ الآیۃ قال نزلت ھذہ الآیۃ فی علی ابن ابی طالب وفاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ابن مردویہ نے روایت کی تھی ابن عباس سے کہ یہ آیۃ نازل ہوا حق میں جناب امیرؑ کے اور فاطمہ بنت رسول اللہ کے بارے میں۔

پھر بتائیے ہمیں ہمارا کیا قصور ہے جبکہ خود آپ کے یہاں اس قسم کی روایت موجود ہے تو پھر اس سے استدلال کیوں نادرست ہوگا۔

نمبر۳ تو یہ ہے کہ [illegible]یتوں میں اگر کسی طرح اختلاف کیا گیا ہے اور دوسرے دوسرے لوگوں کا نام لیا بھی گیا ہے تو یہاں کسی طرح دوسرے کا نام نہیں لیا گیا ہے۔

تفسیر کبیر امام فخرالدین رازی میں ملاحظہ ہو صفحہ ۳۹۲ جلد ۸ ۲۹ والواحدی من اصحابنا ذکر فی کتاب البسیط انہا نزلت فی حق علی علیہ السلام وصاحب الکشاف من المعتزلۃ ذکر ھذہ القصۃ فروی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان الحسن والحسین علیہما السلام مرضا فعادھما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اناس معہ فقالوا یا ابا الحسن لو نذرت علی ولدک فنذر علی وفاطمۃ وفضۃ جاریۃ لھما ان شفاھما اللہ تعالی ان یصوموا ثلاثۃ ایام فشفیا وما معھم شیء فاستقرض علی من شمعون الخیبری الیھودی ثلاثۃ اصوع من شعیر فطحنت فاطمۃ صاعا واختبزت خمسۃ اقراص علی عددھم ووضعوھا بین ایدیھم لیفطروا فوقف علیھم سائل فقال السلام علیکم یا اھل بیت محمد مسکین من مساکین المسلمین اطعمونی اطعمکم اللہ من موائد الجنۃ فآثروہ وباتوا ولم یذوقوا الا الماء واصبحوا صیاما فلما امسوا ووضعوا الطعام بین ایدیھم وقف علیھم یتیم فآثروہ وجاءھم اسیر فی الثالثۃ ففعلوا مثل ذلک فلما اصبحوا اخذ علی علیہ السلام بید الحسن والحسین ودخلوا علی الرسول فلما ابصرھم وھم یرتعشون کالفراخ من شدۃ الجوع قال ما اشد ما یسوءنی ما اری بکم وقام فانطلق معھم فرای فاطمۃ فی محرابھا قد التصق بطنھا بظھرھا وغارت عیناھا فساءہ ذلک فنزل جبرئیل علیہ السلام وقال خذھا یا محمد ھناک اللہ فی اھل بیتک فاقراہ السورۃ

یعنی واحدی نے جو اہل تفسیر شافعی المذہب ہیں کتاب بسیط میں اور زمخشری نے معتزلہ ہیں اپنی

## اصلاح

وہ ماہانہ رسالہ ہے جو تیرہ برس سے فرقہ حقہ شیعہ
کی حمایت اور نصرت میں جان لڑا رہا ہے۔ جبکہ
کوئی اخبار و رسالہ اس فرقے کا دستار سنے قوم
کی اصلاح اور مخالفین کے دفعیہ کا بیڑا اٹھایا۔
اور قوم نے اسے کل اغراض ملکی و مالی کا اسکو
سرپرست و نگران مان لیا۔

اس رسالہ اصلاح نے آجتک جسقدر کتابیں علم
کلام میں شایع کیں اور جسقدر مخالفوں کا جواب
دیا قوم میں مشہور ہے۔ دو سال سے تنقید بخاری کا
سلسلہ جاری ہے۔ اہلسنت کے اصح الکتب بعد
کتاب اللہ یعنی صحیح البخاری کی شرح اس خوبی سے
کیجاتی ہے کہ صحیح اور اتفاقی روایتیں الگ کیجاتی
ہیں اور وضعی و غلط روایتیں الگ باوجود ان
خوبیوں کے قیمت صرف دو روپیہ سالانہ۔

### تنقید بخاری

پہلا حصہ اصلاح جلد ۲ سے شروع
ہوا اور [illegible] میں ختم ہوا ہے
بکثرت شوق شائقین دوبارہ یہ حصہ اول چھاپا گیا
جسمیں صحیح بخاری کے پہلے باب کی کل حدیثوں پر تفصیلی
نظر کی گئی ہے جسکے ملاحظہ سے قدرت خدا یاد
آتی ہے قیمت صرف چھ آنہ ۶/

### الشمس

الشمس نے اہلسنت کے وہ اسرار کھولے ہیں
جو آج تیرہ سو برس میں نہ کھلے تھے
اگر تمام عالم کے اہلسنت جمع ہوں تو بھی کوئی جواب
معقول نہیں دے سکتے۔ قیمت جلد اول عہ جلد ثانی عہ

## نہج البلاغہ

اس کتاب مستطاب سے کون ناواقف ہوگا کہ جناب
امیر المومنین مظہر العجائب و الغرائب اسد اللہ الغالب
علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے خطبات و خطوط اور
مختلف حدیثیں جن پر مسلمانوں کے دین و دنیا کی ترقیوں
کا دار و مدار ہے جناب سید رضی علیہ الرحمہ نے اسمیں
جمع کی تھیں قدیم زمانے سے متعدد شرحیں اسکی عربی
فارسی میں لکھی گئیں لیکن اُردو میں کوئی کتاب بلکہ
نایاب تھی جناب فخر الحکما دام ظلہ نے اسکا بامحاورہ
ترجمہ کیا ہے اور مبسوط شرح فرمائی ہے مگر چونکہ کتاب
بہت ضخیم تھی اسلئے یہ انتظام کیا گیا کہ ہر سال
اسکے ۲ جزو ۲۲+۲۹ تقطیع پر شایع ہوں لہذا چندہ
سالانہ مقرر کیا گیا چھ ماہ پر ایک جزو شایع ہوتے ہیں
پوری کتاب کی قیمت درجہ اول عہ درجہ دوم [illegible]

### رسالہ وضو

جسنے دنیا کو منوا دیا کہ اسلام میں مذہب
حق شیعہ ہے جسکا وضو اور نماز اور اعمال
مطابق کتاب و سنت ہے چالیس حدیثوں سے زیادہ
کتب معتبرہ اہلسنت سے لکھی گئی ہیں کہ یہی وضو حضرت
رسول اللہ کا ہے جو شیعوں میں جاری ہے قیمت ۲

### مناظرہ المجدیہ

حصہ اول جسمیں قرآن و احادیث
رسول اللہ و جناب امیر و حسنین اور
اقوال عائشہ و صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و علمای
اہلسنت سے بالخصوص معاویہ بن ابی سفیان پر لعن کا
جواز بصراحت تمام مذکور ہے آجتک اس مضمون کی کوئی
کتاب نہ لکھی گئی تھی۔ قیمت صرف فی جلد ۱۲/

سید [illegible] حسین پرنٹر